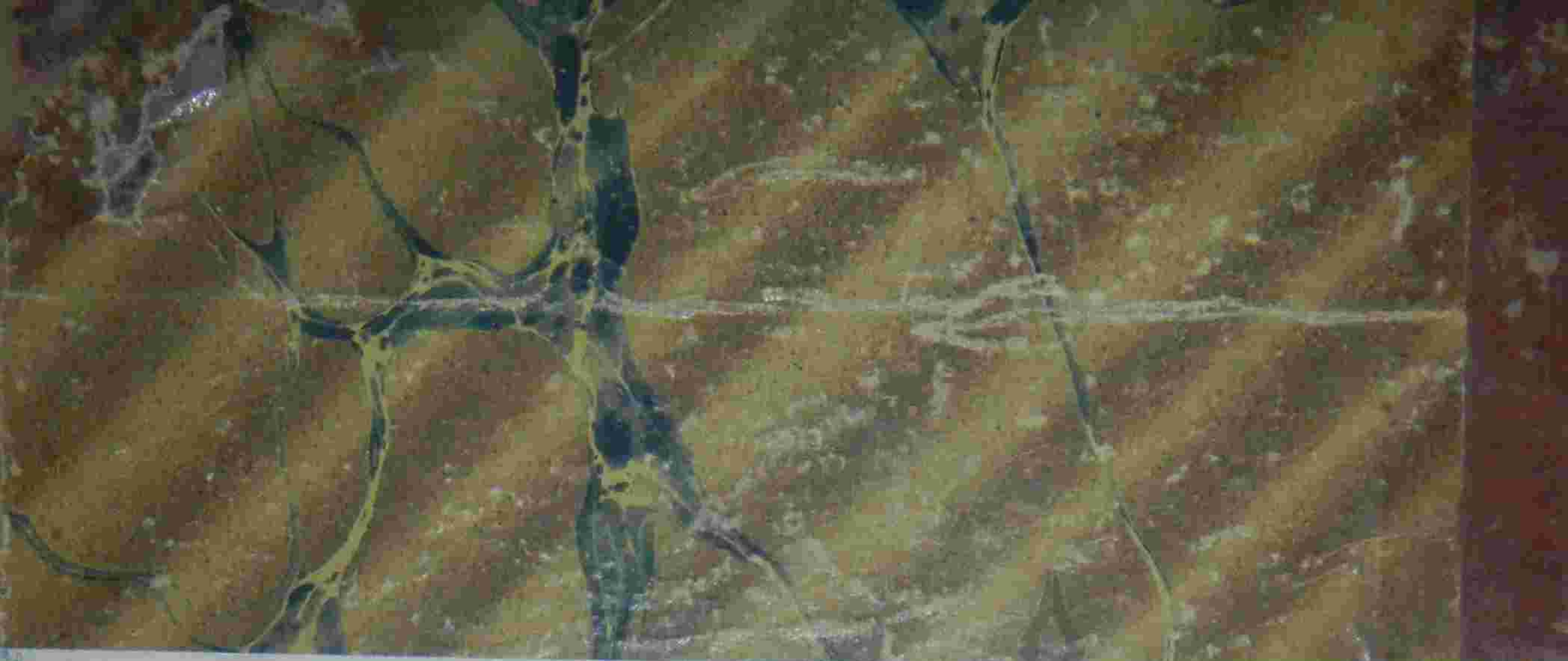




اللّٰهم انصر من نصر دین محمد صلعم

الحمد للہ کہ پہلی کتاب نصرت اسلام کی جدید علم کلام مین

المسمّٰی بہ

اِنتصار الاسلام

ابطال شبہات و اوہام مین برطبق اصول علوم جدید یورپ و امریکہ

تصنیف

عالیجناب مستطاب مستغنی عن الالقاب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حاوی فنون فرعیہ و اصلیہ
ماہر فلسفۂ قدیمہ و جدیدہ صاحب تحقیقات سدیدہ مولانا الحکیم سید غلام حسنین صاحب
مترجم قانون شیخ لازالت شموس افاداتہ بازغۃ و اقمار ہدایات ساطعۃ

در مطبع جواہر اکسیر واقع بنارس زیور طبع پوشید



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی حمد کرتا ہون کہ اوسکے وجود اور اُسکے قدرت اور اُسکے اختیار
پر یہہ کتاب بہت آسانی سے ہر شخص کو ہدایت کرے گی اور درود
نامحدود انبیاے کرام پر جنکی تشریف آوری کی ضرورت اور
جنکی ہدایت کے فوائد پر یہہ کتاب شامل ہے خاصکر ہمارے نبی خاتم الانبیا
محمد مصطفےٰ صلعم جنہون نے ہمکو پیغمبران ماسلف کے تشریف آوری
سے خبر دی اور سبکو فرستادہ خدا ہونا معجزنما ہونا گناہون سے پاک
صاف ہونا۔ اجتہاد اور قیاس کرنے سے جملہ امور دینی اور ذاتی دنیوی
مین جدا ہونا لوازم نبوت سے ارشاد فرمایا جسکو ہماری عقل صحیح نے
بھی تسلیم کرلیا چنانچہ اِسکا بیان بھی اِسی کتاب مین توضیح سے کردیا ہے

بعد حمد اور صلوٰۃ ہیچمدان غلام حسنین کنتوری مصنف کتاب مآتین فی مقتل الحسین اور مترجم قانون شیخ اور کامل الصناعہ کہتا ہے سبب تصنیف کتاب مین بتاریخ ۱۵ ربیع الثانیہ ۱۳۱۵ھ حضور پُر نور فیض گنجور والا حشم عالی ہمم قدردان علم و ہنر والا گہر عالی جناب نواب سید علی خانصاحب بہادر فرزند ارجمند نوّاب سیّد باقر علی خانصاحب بہادر مرحوم مین بمقام کانپور مشرف ہوا بعد آدائے مراسم اسلامیہ مسئلۂ تسخیر ارواح کا ذکر حضور نے چھیڑا اور یہہ بھی ارشاد فرمایا کہ ارواح مومنین کا وادی السلام مین اور ارواح غیر مومنین کا وادی برہوت مین ہونا اِس عمل سے جو رُوزانہ ہمارے تجربہ مین آرہا ہے ضرور محل تردد ہوتا ہے اِسکا جواب اجمالی اور تفصیلی جو کچھ مین نے دیا وہ علاوہ اسکے کہ پرچۂ اصلاح مین درج ہو چکا ہے اِس کتاب مین بھی بجنسہ درج ہوگا جب میرے جوابات زبانی اور تحریری کو جناب محتشم الیہ نے سُنا اور پڑھا مُجھسے فرمایا کہ بالفعل چونکہ فلسفہ جدیدہ سے خیالات پر اکثر اہل اسلام کے نہایت خراب اثر پڑ رہا ہے لہذا

عُلمائے اسلام کو ضرور ہے کہ کمرِ ہمّت انتصار اسلام پر ویسی ہی باندہین جیسے کہ زمانہ سابق مین دونو گروہ اہل اسلام کے یعنی سُنّی اور شیعہ یک دل اور یک زبان ہوکر اصول فلسفہ قدیمہ کا قلع وقمع تدوین علم کلام سے فرما چکے ہین اور خانگی جھگڑا خلافت کا جو کہ اب طول کو پہونچ گیا ہے اوس سے درگذر کر کے خدا کی توحید اور انبیا کی نبوّت اور معاد کی ضرورت ثابت کرین۔ مین نے کتاب حمیدیہ (مصنّفہ جناب شیخ حسین آفندی جسر جو مشہور علمائے بیروت سے ہین) کا ذکر کیا کہ یہہ پہلی کتاب اِس غرض سے بعض علمائے اسلام نے لکھی ہے فرمایا کہ اِسکا ترجمہ آپ اُردو سلیس مین کر دیجیے کہ چھپ جائے اور ایک نسخہ کتاب ہذا کا خرید فرما کر مُجھے مرحمت فرمایا چودہ مہینہ اوسکا مطالعہ خاکسار نے کر کے جب بہت سا مواد ابواب کتاب ہذا یعنی میری کتاب مسمّے بہ انتصار الاسلام فی رد التشبہات والاوہام کا میرے برسون کے دماغ سوزی سے فراہم ہوگیا تب مین نے چند ابواب کا مسودہ حضور مین پیش کیا بعد ملاحظہ مجھے تحریری ارشاد پہونچا کہ مجھ سے دو روز کیواسطے ملجانا ضرور ہے چنانچہ مین بتاریخ

۲۲-جمادی الاولی ۱۳۱۷ھ ہجری حاضر حضور ہوا کیا کہون کہ دونو حضور اعنے نواب سیّد سیّد علی خان صاحب بہادر اور اونکے منجھلے بھائی نواب سیّد جعفر علی خان صاحب بہادر سے تین روز کی یکجائی مین کیسے کیسے عمدہ اصول اور فروع مسائل توحید اور نبوّت پر بحث ہوئی جسکی لذت میرے دل سے پوچھنی چاہیے مین زیادہ مبالغہ دونو حضور کے مدح اور ثنا مین کرنا پسند نہ کرون گا ورنہ میری کتاب پر بڑا الزام پہلے ہی لگایا جائے گا بلکہ جس مقام پر جو اعتراض حضور نے کیا ہے یا جو شبہہ خود حضور نے دفع کیا ہے وہ بجنسہ درج کتاب ہذا کرونگا اُسی سے ناظرین کو دونو حضور کی لیاقت علمی اور ذہن وذکا کی پوری کیفیت معلوم ہوگی المختصر مجھ سے باصرار یہی فرمایا کہ انتصار الاسلام مین ضروری شبہات نیچریہ اور آریہ سماج اور پادری صاحبان اور دہریون کا رد ایسی سلامت روی اور مودّبانہ الفاظ سے کردیا جائے کہ ہرگز کسی ناظرین کتاب ہذا کو اُن مضامین کا پڑھنا ناگوار نہو اور مصارف پانچسو مجلد چھپوانے کی سرکار سے یکمشت خواہ ماہ بماہ بموجب تکدمہ حساب پہونچا کرینگے - یہ بھی باصرار

ارشاد فرمایا کہ اثبات نبوت پر پورا زور دیا جائے چنانچہ بحمد اللہ
آجتک جسقدر ابواب اِس کتاب کے لکھ چکا ہون اور اکثر اہل فہم
اور تعلیم یافتہ کے ملاحظہ اور سماعت مین آچکے سبھون کی رائے اِسکے
عمدگی پر متفق ہو چکی ہے اب مین خدا سے دعا اتمام کتاب کی مانگ کر شروع
بیان مقاصد کرتا ہون مگر پہلے چند امر ضروری کو لکھتا ہون **پہلے**
واضح ہو کہ اِس کتاب مین جسقدر مُجھ سے ممکن ہوا ہے حل شبہہ
بہ تفصیل کر دیا ہے اور معارضہ یا تمثیل اُسی مقام پر درج کرونگا جہان
پہلے حل شبہہ بطور تحقیق کے ہو چکا ہے اِسلئے کہ معارضہ سے اصل
شبہہ دفع نہین ہوتا ہے بلکہ فقط ایک قسم کا مخاطب اوسکے زبان
بندی ہو جاتی ہے اور اصل شبہہ زیادہ تر پختہ ہو جاتا ہے مثلاً خدا
کے وجود سے انکار کرنے مین اور مادّہ کے قدیم اور مصدر موجودات
عالم ہونے مین یا خدا کے وجود کے اقرار کرنے سے جو الزام دونو فریق
پر آتا ہے اُسکے ذکر مین بجز افزونی شناعت کے اور کیا نتیجہ ہے یا کہ
انبیاؑ کے عصمت کی منافی جو امور ہین اور اہل اسلام اپنے نبی صلعم
مین اونکو صحیح فرض کر کے یہود اور نصاریٰ پر دیگر انبیا مین تاریخ

سے اُن عیوب کو ثابت کرین بس اگرچہ اہل مذہب کو سکوت ہو جائیگا
مگر منکرین نبوت کا شبہہ اور بڑھ جائے گا لہذا ایسے شبہات کو
پہلے حل کر دینا لازم سمجھکر پھر بغرض اسکات اہل مذاہب معارضہ بھی
اگر کرونگا تو کچھ نامناسب نہو گا فرض کرو تعدد ازواج کا شبہہ جو ہمارے
نبی صلعم پر یہود اور نصارے کرین پہلے تعدّد ازواج کی خوبی براہ
عقل ثابت کرکے پھر دیگر انبیا کا کثیر الازواج ہونا بطور معارضہ کے ہمنے
لکھا ہے اب یہہ معارضہ محض معارضہ نہ رہا بلکہ حل شبہہ پر پورا مُعین
ہوگیا۔ اور مطلب یہ ہوا چونکہ تعدّد ازواج عقلاً ضروری ہے اور
انبیاء سے بڑھکر پابند عقل کے اور کون لوگ ہوسکتے ہین لہذا اِنکا
فعل بھی پورا ثبوت اسکے خوبی کا ہے اسیطرح دیگر معارضات کا حال
ہماری کتاب مین ہے دوم بعض مسائل شریعت محمدؐی مین چونکہ
اہل اسلام کو اختلاف رائے ہوگیا ہے جب اوس مسئلہ مین کسی
ایک رائے کو ترجیح مین دیتا ہون اُس سے میرا یہہ مطلب نہین ہے
کہ دوسرے فرقہ کی رد کرتا ہون بلکہ غرض اُس سے یہہ ہے کہ اہل اسلام
مین ایک گروہ اسکا بھی قائل ہے اگر دہریہ وغیرہم اُسی گروہ کے قول کو

قبول کرکے داخل مذہب اسلام مین ہوجائین تو کل اہل اسلام اونکو خارج از دائرۂ اسلام نہ کہین گے تیسرے بعض معجزات انبیاء کو مین نے تسلیم کرلیا ہے کہ غیر نبی اونکے مثل پر قادر ہے اُس سے غرض میری یہہ نہین ہے کہ وہ امور از قسم معجزہ نہ تھے بلکہ مراد یہہ ہے کہ جسوقت اور جس طرح سے وہ معجزات صادر ہوئے قوت بشری اُسکے مثل پر قادر نہ تھی اور نہ اُس طرح کبھی قادر ہوسکتی ہے اب اِس بات کے سمجھانے کیواسطے ضرور ہے کہ ہم معجزہ کے معنی کو مُجملاً بیان کردین اور جو فلاسفر دہریہ کہتے پھرتے ہین کہ معجزہ محض شعبدہ بازی اور بازیگری ہے اُسکا بُطلان اُسی سے سمجھ مین آجائے معجزہ ہملوگ پابند مذاہب آسمانی اُس امر ممکن غیر عادی کو کہتے ہین جسکو کوئی نبی اپنے نبوت کے دعوے کی تصدیق مین ظاہر کرے یا قایم مقام نبی کا اپنے نبی کے سچّے ہونے مین ظاہر کرے پھر چونکہ ہدایت خلق کی اور انتظام امور خلایق خدای تعالےٰ نے انبیا کے ذریعہ سے فرمایا ہے اور اونکی شناخت کامل اظہار معجزات سے ہوتی ہے لہذا جسوقت کوئی آدمی تحدّی کرکے یعنے دعوائ نبوت کرکے کوئی امر خارق عادت ظاہر کرے واجب ہے کہ اگر اوسکا

دعویٰ نبی اللہ ہونے کا صحیح ہے وہ معجزہ بھی ضرور صادر ہو جاوے
اور اگر جھوٹھا دعوے نبوت کیا ہے واجب ہے کہ خدا اوسکے جھوٹھا کرنے کی
غرض سے وہ امر خارق عادت اوسوقت اوسکے ہاتھ پر نہ ظاہر
ہونے دے ورنہ تصدیق کاذب کی لازم آئے گی اور جھوٹھے کو
سچّا ظاہر کر کے خلایق کو گمراہ کرنا اور انتظام عالم کو درہم برہم کر دینا یہ
کام خدا کا نہین ہے اب اِس بیان سے معلوم ہوا کہ وہی کام جسکو
بازیگر شعبدہ باز بدون دعوے نبوت کے کر سکتے ہین اگر دعویٰ نبوت
کر کے تصدیق مین اپنے دعوے کے کرنا چاہین ہرگز نہ کر سکین گے اور
یہ ایسا عقیدہ ہمارا پختہ اور مدلل ہے جسکا خلاف کبھی ہو نہین سکتا
ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے پھر چونکہ یہہ مسئلہ دقیق ہے اور بیان
کامل اور پوری توضیح کا محتاج ہے اس مقام پر اسیقدر ہمکو لکھنا
ضروری تھا آیندہ جب نبوت اور معجزہ کا بہ تفصیل بیان کرینگے انشاء اللہ
بہت وضاحت سے اسکو بھی بیان کرینگے۔ خلاصہ اب ہمکو فقط
یہی بات کہنی باقی ہے کہ فلسفہ کی ترقی جسقدر ہوتی جاتی ہے
خدا کا وجود اور خدا کی حجّت یعنی انبیا کی تصدیق اونھین مسائل

فلسفیۂ سے بڑھتی جاتی ہے اور ہمیشہ بڑھتی رہے گی اور کبھی ایسا خیال نہ کرو کہ سچا مسئلہ کسے علم عقلی کا خدا کے وجود اور انبیا کی نبوت کو باطل کرسکتا ہے عاقل کو چاہیئے کہ تعصب کو چھوڑ کر ہماری اِس کتاب کو مطالعہ کرے اسلئے کہ امر حق کا پوشیدہ رہنا دو سبب سے ہوتا ہے جہل بسیط یعنی آدمی بالکل امر حق سے ناواقف ہو اور اوسکے جاننے کی کوشش نہ کرے اور جہل مرکب کہ جان بوجھ کر تعصب سے اوسکا انکار کرے اب مین کتاب کو شروع کرتا ہون اور توفیق اتمام کی خدا سے چاہتا ہون ٭ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

مقدمہ کتاب فلسفہ جدیدہ اور قدیمہ کے بیان مین

حکمت یا فلسفہ کی تعریف اور بیان اقسام سے ہمکو اِس کتاب مین طول دینا مفید نہین ہے لہذا دو قسمین حکمت کی یہان بیان کرتے ہین۔ ہمیشہ آدمی کی عقل مین دنیا کی موجودہ اشیا دو طرح کی معلوم ہوتی چلی آئی ہین بعض اشیا ایسے ہین جنکو ہم اپنے حواس خمسہ ظاہری سے محسوس کرتے ہین جیسے شکل اور صورت رنگ روپ گرمی سردی اور بعض ایسی چیزین ہین جنکو ہمارے حواس خمسہ نہین محسوس

کر سکتے مگر اونکے آثار کو البتہ ہم محسوس کر سکتے ہین جیسے قوّت جاذبہ جو
مقناطیس اور کہربا وغیرہ مین ہے کہ ہمکو لوہے کا جذب ہونا بطرف
مقناطیس کے آنکھ سے نظر آتا ہے مگر قوت جاذبہ جو مقناطیس مین ہے
وہ ہمکو نظر نہین آتی ہان تجربے سے اور مکرر مشاہدہ سے ہماری عقل
مقناطیس کو دیکھکر فوراً حکم کر دیتی ہے کہ لوہے کا جذب اِس مین
ہے یا تنکہ کی کشش کہربا مین ہے۔ بہرحال اب موجودات عالم کی
دو قسمین ہمارے سمجھ مین آگئین محسوس اور غیر محسوس اور انہین دونون
قسمون کے خواص اور آثار کو معلوم کرنے و رپہچاننے کا نام فلسفہ ہے
اور علم حکمت بھی اسی کو کہتے ہین۔ پھر چونکہ موجودات عالم کے پہچاننے
سے ہمکو دو غرض ہین سے کوئی غرض اور فائدہ ضرور ہونا چاہئے
ایک تو یہہ کہ اوسی شئے کی ماہیت اور خواص اور آثار ہمکو معلوم
رہین اور جاہل نہ کہلائین دوسری غرض یہہ کہ بعد شناخت اشیا
اور آثار اشیا کے ہمکو کسی قسم کا عملی فائدہ بھی ہو پہلی قسم جیسے
آفتاب اور دیگر آسمانی چیزون کا علم اور اونکے خوص
جسمانی مثل حرکت اور سکون اور حرارت اور نور وغیرہ کہ اِن امور

کے جاننے سے ہمکو بجز اِس فائدہ کے کہ ہم اونکے خواص کو جانتے ہین
اور کوئی فائدہ نہین ہے چنانچہ سوقراط وغیرہ فلاسفہ کی یہی راے ہے
اور ہملوگ خداپرست اِس علم ہیئت کو ذریعہ شناخت موجد عالم
اور خدای بزرگ کا سمجھتے ہین۔ دوسرے قسم کا فلسفہ جسمین اُن چیزون سے
بحث ہوتی ہے جو ہماری زندگی کے بسر بردمین بکار آمد ہین علم
طب اور کیمیا اور جرثقیل وغیرہ ایسے ہی علوم ہین۔ اب خلاصہ
یہ معلوم ہوا کہ فلسفہ کی دو قسمین ہین نظری اور عملی اور انہین دونون
قسم کے اقسام بہت سے ہوگئے ہین فلسفہ قدیم جسکو لارڈ بیکن نے ۱۶۲۶ء
اور ڈی کارٹس نے ۱۶۵۰ء مین بالکل مہمل سمجھکر جدید فلسفہ جاری
کیا اور جدید سے مراد گیا ہے کہ پچھلے طریقہ اِستدلال اور تحقیق مسائل
کے سب غلط ہین فقط اصول تصفح یعنے استقراے جزئیات سے
جو حکم عام ثابت ہوجاوے وہی قانون قدرت ہے (لااف نیچر)
اور اوسی کے درپے ہونا حکیم کو لازم ہے اب یورب کا فلسفہ اسی قاعدہ
پر چل رہا ہے ۱۸۷۹ء مین مسٹر ریڈ صاحب کے اقوال کو دیکھو عربی اور
سنسکرت مین جن لوگون نے فلسفہ پڑھا ہے اونکو پورا تعصب اِس

بات مین ہے کہ جدید فلسفہ کوئی نہین سب قدیم ہے اور یوروپ کے
طلبہ فرانس اور جرمن امریکہ والون کو تعصب ہو یا نہ ہو مگر ہماری ہندوستانی
بھائی جنھون نے ابتدائی درجہ کو بھی پاس نہین کیا ہے تھوڑی سی انگریزی
پڑھی اور دو ایک مختصر تاریخ کی کتب کو دیکھا اُوبل پڑے کہ فلسفہ
جدید ہی جو کچھ ہے قدیم فلسفہ محض تاریکی جہالت کا نام ہے مجھے اِن
دونون کے اقوال سے بحث کرنی منظور نہین ہے اور مین تسلیم کرتا ہون
کہ تحقیقات علمی کا خاصہ ہے کہ روزانہ ترقی معلومات مین ہوتی ہے اور
اگر ابیقور حکیم کے اقوال کو صحیح کہون تو کوئی فلسفہ جدید نہین ہے
ہزارون اولٹ پلٹ دنیا مین ایسے ہوتے چلے آئے ہین جیسا پلٹا فلسفہ
نے لارڈ بیکن اور ڈی کارٹس کے زمانہ سے کھایا ہے اور ہمیشہ اسیطرح
رہے گا اگر دنیا کی ابتدا اور انتہا نہ مانی جاوے مجھے ۱۲۹۱ سنہ ھ مین دو معزز
اہل علم سے علوم قدیمہ اور علوم جدیدہ کے بحث کرنے کا موقع ملا مگر سوای
اِسکے کہ علوم جدیدہ ایک موہوم اور فرضی لفظ اونکی زبان پر بمقام
پٹیالہ جاری تھے کوئی نیا علم جو ہماری کتب قدیمہ مین درج نہو جیسے سٹین بازی
وغیرہ جن مین فقط بیان اقسام علوم کا ہوتا ہے وہ دونو صاحب بتلا سکے

برادعوی علم جی اِک ناسی کے جدید ہونے پر ہے یعنے انسان کی خلقت
سے پہلے دنیا کیسے تھی - اب جسنے تاریخ پڑھی ہے اور حکیم ابقیو اور حکیم ہیون
وغیرہ فلاسفہ کے اقوال پر نظر اوسکی پہونچی ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے
قدیمی حالت پر کیا کیا کچھ فلاسفہ قدیم لکھ رہے ہین اور جب ہم اِس علم کے
متعلق کچھ بحث کرینگے اُسوقت آپکو معلوم ہوگا کہ جدید اور قدیم مین کیا
فرق ہے - اسیطرح جیالوجی اور فزیالوجی وغیرہ تاہم بنظر انصاف اگر
دیکھا جائے سرسری نظر مین حال کی تحقیقات ایسے کامل طور سے ہو رہی
ہے کہ ایک ایک مسئلہ کا ایک علم پورا بنگیا ہے جیسے علم نور علم ہوا
علم حرکت وغیرہ - یہہ سب کچھ صحیح مگر اب ہمکو یہہ دکھانا منظور ہے کہ یہہ
جدید طریقہ جسکو لارڈ بیکن اور ڈی کارٹس نے جاری کیا ہے یعنے
اصول تصفح اور استقرا پر مدار تحقیقات علمی کردیا ہے اور اگرچہ اسکے
فوائد ہمکو بخوبی پہونچ رہے ہین مگر کیا یہہ طریقہ نیا ہے اور لارڈ بیکن
ہی کی ایجاد ہے یا پہلے بھی مروج تھا اور کیا اِس طریقہ سے علم واقعی
حاصل ہوتا ہے اور اوسکا خلاف نہین ہوسکتا ہے اور (لا آف نیچر)
یعنے قانون آلہی وہی ہے جو استقرا کے ذریعہ سے ہمکو دریافت ہو

پہلا امر یعنے استقرا کا ایجاد سے لارڈ بیکن کے ہونا اِسکو عموماً اہل یوروپ جو کہتے پہرتے ہین یہہ اون کی صریح غلطی ہے چنانچہ لارڈ میکالی بڑی عمدگی سے لارڈ بیکن کی سوانح عمری مین لکہتے ہین کہ اصول تصفیح کسی شخص خاص کی ایجاد نہین ہے ہر انسان اِس قاعدہ سے بلا تعلیم اور تعلم کے خبر رکہتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہر شخص کم وبیش اس قاعدہ کا عامل ہے اسیکی بدولت کاشتکار سمجہتا ہے کہ جو سے جو اور گیہون سے گیہون پیدا ہوگا۔ اِسیطرح بقرینہ غالب ہر طفل اپنے دایہ کو تمام دیگر عورات سے پہچان کر دودہ پلانے کی توقع اپنی دایہ ہی سے رکہتا ہے پس جاننا چاہیے کہ لارڈ بیکن اصول تصفیح کا موجد نہ تھا مین کہتا ہون اسیطرح ارسطوطالیس نے اپنے منطق کی کتاب مین اور اہل اسلام مین ابونصر فارابی اور بوعلی سینا وغیرہ سبہون نے اِس مسئلہ استقرا کو بخوبی لکہا ہے۔ اب رہی دوسری بات جسکو لارڈ بیکن نے یون دعوے کیا ہے کہ بدون استقرا کے کوئی تحقیق علمی صحیح نہین ہوتی ہے اِس مین اِتنی بات اور بھی اگر بڑہا دیجائے کہ بدون استقراے تام کے تحقیق علمی صحیح نہین ہوتی ہے اوسوقت لارڈ بیکن سے کل اہل علم کو اتفاق

ہوگا ورنہ ہرگز یہہ قول قابل تسلیم کے نہین ہے۔ استقرا کی دو قسمین
ہین ایک ناقص کہ چند یا اکثر افراد کو دیکھ کر کوئی حکم کُلّی کردین اور
دوسرے استقراے تام کہ تمام جزئیات کو تلاش کرکے جو صفت ہر فرد
مین پائی جائے اُسیکو صفت عام قرار دین اور ایسی تلاش طاقت بشری
سے باہر ہے کوئی آدمی دنیا مین ایسا پیدا ہوا ہے جسنے کسی ایک گھاس
یا ایک حیوان مثلاً گھوڑا یا انسان کے جملہ اشخاص کو دیکھا ہو اور یہی سبب
ہے کہ چونکہ تمام افراد کا تجربہ کرنا محال ہے لہذا محض استقراسے حکم کلّی
یقینی کا پیدا ہونا بھی محال ہے پس کیسے ہی تحقیق کرو مگر شک ضرور باقی
رہتا ہے کہ شاید کسی فرد مین یہہ حکم ثابت نہ ہو۔ منجمین نے سات سیّارہ
اصول تصفح سے دریافت کرکے اونہین کے خواص پر جنکو نظرات کواکب
کہتے ہین احکام نجوم از قسم سعادت و نحوست تجویز کئے اور اپنی نادانی
سے حکم قطعی ہمیشہ لگاتے رہے اب دیکھو ۳۳ سیّارہ معلوم ہوئے
اب علم نجوم کے قواعد اور احکام جو استقراء ناقص پر بنائے گئے تھے
کیونکر درست باقی رہے گیا ۲۶ سیّارہ جدید اون خواص سے خالی
ہین جو سات مین مانے گئے فلاسفہ طبعی نے جن مین طبیب بھی داخل ہین

چار عنصر سے ترکیب اجسام تجویز کی چونکہ استقرا ناقص تھا اب کہ چونسٹھ
چیزین مفرد اور بسیط ثابت ہوچکین اور ممکن ہے کہ اور بھی ہون اب
اونکا اصول تصفّح بھی خاک مین ملگیا - اِسیطرح بطلیموس کی ہیئت کے
مسائل جنکو مجسطی مین ہندسی دلائل سے مبرہن کیا تھا اب وہ نظام
ہی باطل ہوگیا اور ہزارون برس کی محنت بطلیموس اور مریدان
بطلیموس کی برباد ہوگئی اِسی اصول تصفح کی غلطی سے - اور جب ایسا
نظام جسکو ہندسی دلائل سے قایم کیا تھا باطل ہوگیا اب اگر نظام
فیثاغورس کو ہم بڑی تحقیق سے اور بڑی کاوش سے ہندسی ہی
دلائل سے ثابت کردین کون سی دلیل عقلی قایم کرسکتے ہین کہ یہ نظام
فیثاغورسی ہمیشہ درست رہے گا - لہذا اصول تصفح سے جو قاعدہ عام
اور قانون فطرت ہمکو دریافت ہو جب تک کسی اور دلیل عقلی سے
ہم اوسکو ضروری ثابت نکردین ہرگز اوسکو یقینی کہنا درست نہوگا -
اِسی وجہ سے قدمائے فلاسفہ نے محض استقرا سے جو حکم ثابت ہوا اُسکو
ظنّی اور مشکوک حکم ٹھہرایا ہے اور اوسکو قانون الٰہی (لاآف نیچر) نہین
مانا ہے جسکا بدل جانا محال ہو اور لارڈ بیکن اور ڈی کارٹس کے پیرو

براہ غلطی اُسی کو قانون آلہی (لا آف نیچر) کہتے پھرتے ہین ہرگز وہ قانون آلہی نہین ہے چنانچہ آیندہ ابواب مین ہم اوسکو بیان کرینگے۔ اب دیکھو علوم جدیدہ کی جو پکار ہر طرف ہورہی ہے اُس سے مُراد اُن لوگون کی وہی اصول جدیدہ ہین جو اصول تصفح سے روزانہ ثابت ہوتے ہین اور جنکو یہہ لوگ قانون قدرت (لا آف نیچر) کہتے ہین اور جن پر کارخانہ عالم بنظر عادت آلہی چل رہا ہے۔ پھر جب علوم جدیدہ کی بنا محض استقرای ناقص پر ہے اور جو قاعدہ نیا دریافت ہوا ہے چند خواہ اکثر افراد کو تلاش کرکے ایک حکم کلی فرض کرلیا ہے اب تو کوئی قاعدہ جدیدہ ایسا نہ ٹھہیرے گا جسکا چلنا ضروری سمجھا جاے ایسے علم اور ایسی حکمت پر اسقدر فخر اور مباہات کرنا حکیم دانشمند کو ہرگز مناسب نہوگا ہان ایسے ہی نوخیز کم علم جیسے ہمارے طلبہ اسکول اور کالج ہندوستان مین پیدا ہوتے جاتے ہین اُنکو البتہ جو نہ کہین وہ زیبا ہے اور جو نہ کرین تعجب ہے۔ آیندہ ابواب مین دکھایا جائیگا کہ جو جو اصول فطرت (لا اف نیچر) یہ لوگ سمجھہ رہے ہین اور کوئی دلیل عقلی اُسکے قانون آلہی اور قانون عام ہونے پر قایم نہین ہوئی ہے اوسکا بدلنا اور بگڑجانا کیونکر ہو رہا ہے۔ اِس تعلیم جدید مین دو تین باتین ایسی خراب

لڑکون کو بتلائی جاتی ہین کہ جن کی وجہ سے بالکل اخلاق اور عادات اور
پابندی عقل سے اکثر تعلیم یافتہ باہر ہوجاتے ہین پہلی بات تو یہہ ہے کہ
آدمی آزاد پیدا ہوا ہے اور آزادی سے بڑھکر کوئی عمدہ شے نہین ہے
دوسری بات یہ ہے کہ نیچر کے خلاف ہو نہین سکتا ہے جب یہ دونوا صول
نوخیز طلبہ کو پڑھائے گئے اور موٹی موٹی مثالون سے اونکو سمجھائے گئے بس
خدا دے اور بندہ لے ادب آداب اخلاق سے بالکل اونکو دوری ہوگئی
اور عقلی علوم جسقدر ہین سب کو لغو اور پوچ سمجھنے لگے تیسری بات یہ تعلیم
کی گئی کہ پچھلے زمانہ کے فلاسفہ اور حکما علما سب جاہل اور نادان تھے آجکی
تحقیق سے دنیا مین روشنی پھیلی ہے اب کیا پوچھنا چوتھی قومی ہمدردی اور
انسانی ہمدردی۔ بہرحال مجھے پہلی آزادی کا سمجھانا ضرور ہے کہ وہ کیا چیز ہے

باب اوّل حکمت الٰہی نے براہ فطرت ہمکو آزادی کہانتک دی ہے اور عقلاً آزادی کسقدر ہے اور پابندی کیا چیز ہے

آزادی اور پابندی یہہ بھی ایسے دھوکھے کے الفاظ ہین کہ فوراً آدمی
سُننے کیساتھ ہی پابندی کے نام سے متوحش ہوجاتا ہے اور آزادی کے
نام سے خوش اور محظوظ ہوجاتا ہے خصوصاً جو لوگ نوعمر اور نوخیز ہین

اور جنکے سامنے ابتدائے تعلیم سے آزادی کی پکار ہو رہی ہے
ادہر پابندی کا نام آیا اور کان اونکے کہڑے ہوئے پھر جب اونکو یہ سمجہایا
گیا کہ مذہب کی پابندی انسانی آزادی کو بالکل فنا کر دیتی ہے اور
دو چار مثالین اونکو جزئیات مسائل مذہبی کی سنائی گئین جیسے گرجا گہر
کی نماز عیسائیون مین خواہ پانچ وقت کی نماز اہل اسلام مین اب تو اور
بھی اُن آزاد منش لوگون کو وحشت ہوتی ہے مُجھے اِس مسئلہ کا لکھنا سب سے
پہلے ضرور ہے اسلئے کہ جب تک آزادی اور پابندی کا فرق ہم نہ سمجہا ئینگے
تو کسی شریعت کی یا علمی اصول کی پابندی کی ضرورت کیونکر ثابت ہوگی۔
ہان میرے معزز انسانی بھائیو ذرا اپنی عقل معمولی سے پہلے کام لو اُسکے
بعد عقل فلسفی سے جو تمکو تعلیم درجہ اعلےٰ سے حاصل ہوئی ہے کسی جاہل سے
اگر کہا جائے کہ آدمی ہر کام مین آزاد ہے اور ہر طرح کے افعال کرنے مین
آزاد ہے مثلاً پیشاب پاخانہ کو لیجیے آدمی آزاد ہے چاہے سڑک پر
شاہ راہ پر ذمکو برہنہ ہو کر ہگے موتے اسکو تو شاید کوئی آدمی سوائے اوگھڑ
پرم ہنس کے ہرگز پسند نہ کرے گا بلکہ یہی کہے گا کہ نہین صاحب کسی گوشہ
مین تخلیہ مین کہ آدمی ہمکو برہنہ بے ستر نہ دیکھے وہان پیخانہ پھرنا چاہیے

اب معلوم ہوا کہ ایسی آزادی تو ہرگز کسی آدمی کو پسند نہین بلکہ پردہ کی
پابندی ضرور ہے شرم گاہ کے چھپانے کا مسئلہ اگرچہ رواجی سمجھا جاتا ہے
مگر ہم کسی جگہہ اس کی خوبی براہ عقل بھی ثابت کرینگے جب شریعت کا بیان
ہوگا اگر یہی مسئلہ کوئی اہل مذہب اپنے مذہبی کتاب سے بیان کر کے
آپ کو پابند آڑ اور پردہ کا بنانا چاہے تو پھر کون سی پابندی آپکی بڑھ
جائیگی - یا اگر کیسے ہی جاہل سے پوچھو کہ ہم گالی گفتہ بے محل کرنے مین
آزاد ہین کبھی کوئی عقل معمولی کا آدمی بھی اس کی اجازت نہ دیگا اور پوری
پابندی آپ کو اس مین بھی کرنی پڑے گی اسی طرح کھانا پینا سونا جاگنا
چلنا پھرنا الغرض جملہ افعال مین عقل معمولی ہمکو پابند کسی قانون کا ضرور
کرتی ہے عقل معمولی سے بڑھکر اب فلسفی طریقہ سے لیجیے جب نیچرل خیال
کے لوگ خدا کو پابند قوانین قدرت (لا آف نیچر) کہتے ہین اور آزادی
کو اصل قدرت کی منافی خیال کرتے ہین پھر اب ہملوگ جنکے واسطے قانون
الٰہی (لا آف نیچر) بنا ہے وہ کیونکر آزاد ہو سکتے ہین - فلسفہ عملی مثلاً طب
یا علم اخلاق اسکے ہزارون اصول ہماری آزادی کے توڑنے والے
ہین فلسفہ تمدنی جس سے آئین اور قانون سلطنت بنتا ہے کونسا حکم

قانونی ہمکو آزادی دیتا ہے بلکہ جتنے عملی اور علمی اصول ہمکو معلوم ہین کل کا نتیجہ یہی ہے کہ ہم پابند اصول رہین آزاد نہون اعلےٰ درجہ کا آدمی فرض کرو جیسے ہمارے وایسرائے گورنر جنرل بہادر جن کی اوقات شبانہ روزی مین ایک ایک منٹ مقید ہوتے ہین یا سکرٹیری ہوم ڈپارٹمنٹ اور اسیطرح جس کی عمر حکیمانہ برتاؤ کی ہے اوسی قدر اُس کو پابندی زیادہ ہے - اچھا یہ تو نوکری پیشہ لوگ ہین اب تاجرون کو لیجئے اور چلئے ہمارے ساتھہ کسی بڑے تاجر یورپین کلکتہ اور بمبئی کے پاس خواہ کسی پارسی اور بوہرہ کے پاس اور ذرا اُس کی پابندی بلکہ جکڑبندی کو لحاظ کیجئے - اب زراعت پیشہ لوگون کو دیکھیے اور اُن کی پابندی کو - پھر ذرا روسا اور والیان ملک کو دیکھیے بشرطیکہ وہ بیدار مغز اور سچے رئیس ہین اور رسدا رنگ محمد شاہ اور عیش پسند واجد علی شاہ لکھنوی ایسے نہین ہین مجھ سے تو مہاراجہ متوفے رندھیر سنگہ والی ریاست جمّون اور کشمیر نے یہی کہا ہے کہ جو مزدور دن بھر دو آنہ کی مزدوری کرکے شام کو آرام اپنے بال بچون مین سوتا ہے وہ ہم سے زیادہ آزاد ہے اور ہم اُس سے زیادہ پابند بقول سعدی کہ فقیر غم نانے دارو و بادشاہ غم جہانے - میرے گمان مین اِس سے

زیادہ غلط کوئی خیال نہین کہ آدمی آزاد ہے وہ آدمی جس مین آدمیت
بھی ہو بقول شاعر ؎ آدمی را آدمیت لازم است - آدمی تو آدمی
ٹھرا ہم تو اُن حیوانات کا بھی آزاد رہنا پسند نہین کرتے جنسے ہمکو کوئی
تمدنی تعلق ہے شتر بے مہار اور اسپ بے لگام اور بیل کو بے ناتھ رکھنا
پسند نہین کرتے اب معمولی عقل اور فلسفی عقل دونو کے رُو سے عام آزادی تو
کسی طرح درست نہوئی اور پابندی کے بدون چارہ نہین ہے - اب یہ
بات بیان کرنی رہی کہ وہ آزادی جسکو سنکر ہماری طبیعت بشاش ہوجاتی
ہے اور جسکی تعلیم ہمکو اسوقت کا زمانہ دے رہا ہے وہ کونسی آزادی
ہے - زیادہ تر تو آزاد اوسی کو کہتے ہین جسکو تعلقات دنیوی کچھ بھی
نہون نہ گھر نہ بار نہ آل نہ اولاد نہ مال نہ زر نہ مادر نہ پدر جورو نہ جاتا
خدا سے ناتا ؎

فقیرون کی کیا موت کیا زندگی	جہان موت آئی وہین مر رہے

سعدی ؎

نہ بر اشترے سوارم نہ چو خر بزیر بارم	نہ بادشاہ رعیت نہ غلام شہریارم

ایک گروہ آزاد فقیرون کا ہوتا ہے اُنکے کلمات اِسی قسم کے ہین مستان شاہ

اوگھڑ پرم ہنس مجذوب یہہ بھی سب آزاد کہلاتے ہین یہ آزادی تو اور تھی اور اِسکے مضامین شعرای ہر زبان نے ہزارون نظم کئے ہین ؎

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو		خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

کسی نے یون کہدیا ؎

زندگی بھر ای جنون مین کوئی جانان مین رہا		قیس دیوانہ تھا جو جاکر بیابان مین رہا

خیران زٹل قافیون سے کیا فائدہ ہمارے تعلیم یافتہ نوخیز نوعمر نوجوانون کو جو آزادی سنائی جاتی ہے وہ کیا ہے کہ وہ تعلیم آزاد ہے جو کسی مذہب والے کو اپنے رسوم مذہبی کے اداکرنے مین نہین رُوکتی ہے اور نہ کسی اِسکول اور کالج مین کسی مذہب کی تعلیم دیتی ہو۔ بلکہ تاریخ جغرافیہ مین بعض مذہبی اوتار اور مذہبی پیشواؤن کے وہ حالات لڑکون کو ازبر کراتی ہو جن سے اونکو پابندی مذہب سے پوری نفرت ہوجائے یہہ رائے سرشتۂ تعلیم کے قانون بنانے والون کی جب ملک مین ہو ابتدا مین تو نہایت خوش نما معلوم ہوتی ہے مگر بقول حافظؒ کہ عشق آسان نمود اوّل ولے اُفتاد مشکل ہا + ہماری گورنمنٹ رعایا پرور ایسی ہے افواہًا سنا ہے کہ حضور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی و اودہ نے

اسپیچ دی مسلمانون کو تعلیم مذہبی ضرور کرانی چاہئے۔ الغرض آزادی کی جو
دھوم دھام ہو رہی ہے اُس سے مراد فقط یہی ہے کہ مذہب کی پابندی
انسان کی آزادی کو غصب کرتی ہے ہزارون نظائر اسکے زبانی اور تحریری
موجود ہین تاآنیکہ ہمارے اسلام پر زبانی جان نثار سر سید احمد خان صاحب بہادر
اپنی تفسیر قرآن مین جابجا لکھہ رہے ہین کہ مین ایک آزاد مورخ بن کر مودب نکتہ
چینی سے اسکو (یعنی کسی معجزہ نبی کو یا کسی واقعہ تاریخی قرآن کو) روکتا ہون
دوسری مثال ابھی چند روز گذرے مجھ سے ایک نوخیز طالب علم نے بیان کیا ہے
کہ ایک معزز مسلمان کسی جوری مین کسی جج کے داخل تھے کہ نماز عصر کا خواہ ظہر کا
تنگ وقت رہا اُنھون نے حاکم سے رخصت لی اور نماز کو گئے صاحب کلکٹر
یا صاحب جج نے اُنکے وجاہت سے رخصت تو عطا کی مگر ساتھہ ہی اوسکے
یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ شخص پاک دلی سے اپنے ایک بنی نوع کے نسبت حکم دینے
کی غرض سے نماز نہ پڑھتا اور اپنی آزادانہ رائے کو ظاہر کرتا تو شاید اسکا خدا
اپنی عبادت سے زیادہ اسکی ہمدردی قومی سے بہت راضی ہوتا یہہ نوخیز
راوی بھی چونکہ اسی تعلیم سے خوگرفتہ ہے صاحب بہادر کی یہ رائے پسند کرنے
پر آمادہ تھا اور شاید ایسا ہی در اصل ہوگا مین اِس مسئلہ پر اسوقت بحث نکرونگا

کہ حقوق انسانی کو حقوق الہٰی پر عموماً تقدیم ہے یا کہ خاص خاص مقامات پر مگر اسوقت مجھے کہنا اسیقدر ہے کہ ایسے شبہات ڈالنے کی تقریرون نے عام طبایع پر بڑا خراب اثر ڈالا ہے جسکے مٹانے مین اب ہم ریفارمرونکو صدہا برس درکار ہین۔ اگر کسی نوخیز سے جسکو کوئی مسئلہ اصول ور فروع مذہبی کا نہ سکھایا گیا ہو یون کہا جاے کہ نماز تو اپنے قدصہ کی خیر منانے کی غرض سے پڑھی جاتی ہے تاکہ ہم دوزخ مین نہ جلین اور قومی ہمدردی یا انسانی ہمدردی اپنے بنی نوع کی جان اور مال آبرو بچانے کے واسطے ہے پس آدمی وہی آدمی ہے جو اپنے بنی نوع پر فدا ہو اور دوسرے کا فائدہ اپنے نفس کے فائدہ پر مقدم رکھے دیکھیے کیسا اثر اس تقریر کا ہوتا ہے اور فوراً عقل اسکو قبول بھی کرلیتی ہے اور جب اوسکو یہہ معلوم ہو کہ ہمارے نبی صلعم نے بحکم خدا نماز مین بھی ہمارے قوم اور ہمارے نوع کی بہبودی پر خدا سے دعا کرنی ضروری تجویز فرمائی ہے اور اپنی عبادت کے ساتھہ ہمارے قوم کی رفاہ بھی دعا مانگنے سے لازم کی ہے اور کوئی کام ہم سے اپنی عبادت کا ایسا نہین لینا تجویز کیا ہے جس مین فقط ہم اپنے ہی قدحہ کی خیر منا ئین ایضاً نماز پڑھنے سے ہمارا دل اور دماغ بہت نہین تو چند ہی منٹ نفسانی اور شہوانی بلکہ شیطانی وسوسون سے

پاک ہوجاتا ہے اور فطرتی محاسن سے ہم متّصف ہوجاتے ہین محبت انسانی
جوش مین آتی ہے اور پھر جب ہم نے اپنے مسلمان بھائی کیواسطے دعای خیر
مانگی اور جوش محبت ہمارے دل ہین پیدا ہوا اب ایسی حالت مین جو رائے
ہم دینگے آزاد اور سراسر فطرتی انصاف پر ہوگی حسد اور کینہ اُسوقت ہمکو ذرا بھی
نہوگا نماز تو درکنار غیر اوقات نماز مین بھی ہمکو کچھ دعائین تعلیم ہوئی ہین کہ جب
ہم کسی مقدمہ مین حکم اور پنچ بنائے جائین اونکو پڑھکر اپنے انسانی بھائی سے
وہی برتاؤ کرین جو فطرت سے کرنا لازم ہے۔ اب اگر وہ مُسلمان پنچ یعنی جوری
والا ایسے ضروری وقت مین کہ حکم اخیر اُسی وقت صادر ہوکر کسی مُسلمان بھائی
کی گردن ہی ماری جاتی تھی اور اِسکا خیال نکیا اور نماز کو چلا گیا اور اُسیکے اُٹھ
جانے سے ایک بنی نوع کا خُون ناحق ہوگیا خواہ تاوان زاید اُسپر عاید ہوا تو
ایسے وقت ہماری شریعت بھی اُسکے طولانی نماز کو پسند نکرے گی بلکہ نماز خوف کا
مسئلہ جاری ہوگا جسکا بیان ہمارے فقہ کی کتابون مین ہے اور اگر مہلت کافی
تھی اور اِسکے نماز سے کوئی ضرر اہل مقدمہ کا نہین تھا پھر تو نماز ہی مقدم تھی بلکہ
نماز سے دو فائدہ ہوئے ایک تو ہمدردی کا جوش بڑھا دوم خیالات نفسانی
سے اِسکو پاکی نصیب ہوئی اور خدا سے دعا کرکے پھر اپنے منصب کو آزادی

اور سچائی کے ساتھ ادا کرنے پر حاضر ہوا بس اسیقدر اسجگہ بیان مناسب ہے اور تفصیلی بیان پھر کسی جگہہ کرونگا جب حقوق الٰہی اور حقوق انسانی کو لکھونگا۔ پھر چونکہ آزادی سے فقط یہی سمجھا جاتا ہے کہ مذہب کی پابندی سے آزادی ہماری روکی جاتی ہے اور یہہ مغالطہ محض ابتدائی تعلیم سے اطفال کے ذہن کو ہو جاتا ہے اسیوجہ سے جہان کوئی مذہبی بات اُنکو سُنائی گئی اور اونکو فوراً خیال ہوا کہ مذہبی جکڑبند سے ہمکو جکڑا چاہتے ہین اور ہماری آزادی کو ضبط کرنا چاہتے ہین۔ لہذا ہمکو ضرورت اسی کی ہے کہ آزادی اور پابندی کو اچھی طرح سے بیان کرین اور یہ شبہہ جو عام طبایع مین ڈالا جاتا ہے اسکو محض بے بنیاد ثابت کردین۔ آزادی اور پابندی اہل مذہب اور لامذہب سبکو ہوتی ہے مگر کسی کی آزادی مُناسب ہے اور کسی کی نامناسب ہے جب تک لڑکپن کا زمانہ ہے بسر ہو خواہ دختر وہ تو بالکل پابند اپنی پرورش کرنیوالے کا ہے اور کوئی کام خودسر ہو کر نہین کرسکتا ہے یہ پابندی تو اسی زمانہ کی ہے جسکا حساب ہی کچھ نہین اب زمانہ بلوغ اور اختیار کا آیا اور تعلیم اور تربیت جسقدر زمانہ خوردسالی مین ہو چکے اگر ورثہ اور مربّی لوگون کی رائے مین اور لاوارث ہو تو حاکم وقت اور ہمارے مذہب مین عالم دین کی

رائے مین یہہ شخص ذی اختیاری کے لایق ہے تو انسانی آزادی یعنی فاعل مختار اسکو کردین گے اور فاعل مختار کے یہہ معنی ہین کہ پابندی غیر سے رہا کر کے اسکو اسیکے عقل کا پابند کرین گے اور یہہ اختیار اور یہہ آزادی جو سراسر پابندی اور قید سے بدتر ہے بعد چند امتحانات کے جن سے اسکی پابندی عقل کی پوری دریافت ہولی ہے تب یہ آزادی ملتی ہے کہ پابندی عقل اور تجویز غیر کی نرہیگی بلکہ اب اپنی عقل اور تجویز کی پابندی کرے۔ اب ئرگ سے چھوٹا تو کھجور مین اٹکا جتبک دوسرے کی نگرانی مین تھا آزاد ہر ایک فکر سے اور بے پروا ہر ایک امر سے بقول شاعر ؎ دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند۔ اب اپنے اوپر ٹری نام تو یہ ہے کہ آزاد مطلق العنان ذی اختیار ہوئے مگر آزادی تو جب ہوتی کہ گھر بار لڑکے بالے کنبہ قبیلہ کچھ نہ ہوتا اور تنہا یک بلنی دو گوش نہ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے اور یہہ صاحب زادہ تو ماشاء اللہ گھر بار سب کچھ رکھتے ہین ؎

اے گرفتار پائے بند عیال	دیگر آزادگی مبند خیال

ہندی حکیم شاعر کیا خوب کہہ گیا ہے ؎

سُمَّن بیاہ باد ہین جو سو جو جاوے براے	پاؤن بیڑی پڑت ہین ڈھول بجائے بجائے

ہان اگر تعلقات قرابت یا برادری اور مراسم دُنیوی چھوڑ دے تجبے شادی بیاہ بھی

نہ کیجیے اُسوقت خانہ داری کے افکار سے اگر آزادی ہوگی تو اغیار یعنے نوکر
چاکرون کے پنجہ مین گرفتاری ہوگی خدا کی پناہ یہہ پابندی ایسی سخت ہے
کہ جان اور مال دونو کا خوف ہردم لگا ہوا ہے اِسکے ایذا سے بشرط بیدار مغزی
وہی واقف ہے جو بے خانمان ہو ہمارے نبی کریم صلعم نے بھی ارشاد فرمایا ہے
شِرَارُ اُمَّتِی الْعُزَّابُ ۔ بدترین آدمی میری اُمت کے وہ لوگ ہین جو مرد بے زن
خواہ زن بے مرد کہلاتے ہین ۔ المختصر دُنیا مین رہکر اور تعلقات دنیوی رکھکر اور
پھر اُمید آزادی بجز خبط کے اور اِسکو کیا کہون ابھی مین نے دُوسرے عالم کا یعنی
دار آخرت کا ذکر نہین کیا ہے جس کی یاد بھولانے کی غرض سے آزادی آزادی
کی پکار ہے اب دُنیا کے لبسر بُردمین کسی قسم کے لوگ فرض کرو تجارت پیشہ صناعت
پیشہ یا زراعت پیشہ خواہ نوکری بدتر از غلامی کسی پیشہ ورکو آزادی نہین ہے
اب ایک آزادی عقل کی بھی آجکل زبان زد ہو رہی ہے اور آزاد خیال بھی
اسی طرح زبان زد ہے عرب مین عُقُول حُرّہ بولتے ہین اس سے مراد یہہ ہے کہ
جب کسی امر مین ہم سے رائے طلب کیجائے اُس مین بدون لحاظ اور مُروّت
اور جنبہ داری کے آزادانہ رائے دین چاہے وہ رائے ہمارے اصول
خاندانی یا کہ اصول تمدنی یا دیگر امور خانگی کے مخالف بھی ہو یہ آزادی

ضرور عمدہ آزادی ہے مگر اسپر عمل درآمد کرنے اوسی شخص سے مترقب ہے جسکو پوری
پابندی انصاف اور راست گوئی راستبازی کی ہے یہ آزادی ہزارون طور
کی پابندی پر موقوف ہے لفظ مین آزادی ہے اور معنون مین بالکل پابندی
اور جکڑ بندی ہے یہی آزادی خیال آزادی رائے اور آزادی عقل ایسی
عمدہ صفت ہے کہ آدمی کیسا ہی گمراہ لامذہب بداطوار ہو مگر جب آزاد خیال
ہوکر اور تعصب سے جدا ہوکر رائے زنی کریگا ہٹ دہرم نہوگا فوراً اوس کو
ہر مسئلہ مین ٹھیک جو پہلو ہوگا وہی نظر آجائے گا یہی آزادی اگر ہم مین
پیدا ہو دنیا مین لاکھون مذہب مٹ کر ایک مذہب رہجائے یہی آزادی
خدا سب بنی آدم کو نصیب کرے جو فطرتی آزادی ہے اسی آزادی کے قایم
کرنے کے واسطے ہمکو سچے آزاد ریفارمر ہادی کی حاجت ہے جنکے بے لگاؤ
اور بے غرض ہونے پر ہمکو پہلے کسی بڑے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے
جسکو باب نبوت مین ہم لکھین گے انشاء اللہ آئیے ہم آپ اِسی آزادی اور
پابندی کے مسئلہ مین اپنی اپنی رائے آزادانہ طور سے ظاہر کرین مسئلہ یہی ہے
کہ آزادی اچھی یا پابندی جب ہم ہزارون مثالین پابندی اور مجبوری کی
دین گے اوسوقت تو آپ کو پابندی کا اچھا ہونا کہنا پڑیگا پھر جب آزادی

کے امثلہ ہم لکھینگے آزادی سے بہتر کوئی چیز معلوم نہوگی۔ اب ہماری عقل آزاد سچے انصاف سے یہ حکم کلی کرتی ہے کہ جو چیز ایسی ہے کہ بعض مقامات پر تو وہی چیز اور بعض مقامات پر اُسکے ضد اور نقیض اچھی معلوم ہو اب ان دونوں کو عموماً اچھا اور برا کہنا درست نہوگا بلکہ بقول شاعر ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

جب یہہ قاعدہ انصاف کے رو سے ہماری آزاد عقل نے تجویز کر دیا اگر آپکی عقل بھی اسکو مان لے۔ اب ہم چند اقوال آزادی خیال کے پیش کر کے اُنکی خوبی اور خرابی ظاہر کرتے ہین آزادی رائے سے اصلی غرض یہ ہے کہ دنیا مین اچھی بُری کوئی چیز ہی براہ عقل نہین ہے جس طرح جدید تعلیم مین فلسفہ کے آزادی کی پکار ہے قدیم فلاسفہ بھی یوہین پکارتے تھے مگر فرق اسیقدر ہے کہ قدیم آزاد خیال صاف صاف اپنے مطلب کو ظاہر کر دیتے تھے اور حال کے آزاد خیال ابھی ویسے گستاخ بے باک اور گستہ مہار نہین ہوئے مگر ؎ بمطلب میرسد جویای کام آہستہ آہستہ رفتہ رفتہ یہہ بھی کھلجاینگے دیکھو تاریخ فلاسفہ کلبیین اور فلاسفہ قیروانین کو آخر بتو دورس حکیم نے تعلیم کر دیا کہ زنا کرنا چوری کرنا اور شرک سب کچھ

آدمی کو جائز ہے اور کچھ قباحت نہین جب آدمی سمجھ لے کہ یہ سب باتین
جاہل اور عوام کے خیال مین بری ہین ورنہ دراصل ان مین کوئی برائی نہین
ہے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ کوئی شے فی نفسہ اچھی اور بری نہین ہے
یہ بھی کہتے تھے کہ لذات جسمانی زیادہ قوی ہین بہ نسبت لذات روحانی
کے کھاؤ پیو چین اوڑاؤ بس یہی غرض دنیاوی زندگی سے ہے نہ اور
کوئی عالم ہے اور نہ کسی کو حساب کتاب سمجھانا ہے - **دیو جینیس حکیم**
کی آزادی یہ تھی کہ سخت گرمی کے دنون مین ریگ گرم پر لوٹتا تھا اور جاڑے
کے جاڑون مین جس پتھر پر برف جمی ہوئی ہو اُس پر اپنا بدن چمٹا
دیتا تھا حکیم **اقراطیس** کی آزادی گوز لگانے مین یہہ تھی کہ ہرگز ہرگز
کچھ شرم نہ کرنی چاہیے **میتیروقلیس** بڑا واعظ جسکو مرض ریح صادر
ہونے کا ہو گیا تھا بیچارہ نے شرم سے عزلت اختیار کی تھی گھر سے باہر نہ
نکلتا تھا حکیم اقراطیس نے ایک روز ترمس (باقلا مصری) خوب پیٹ
بھر کے کھایا جب خوب ریاح پیٹ مین بھر گئی **میتیروقلیس** کے پاس
جاکر اُس سے خوش گپی کے ضمن مین نصیحت شروع کی اور کہا کہ ریح صادر
ہونے سے شرم کیسی (جیسے ڈکار اور چھینک اور جمائی اور کھانسی بے اختیاری

ہے گوز بھی ویسا ہی ہے) اِسی اثنا مین حکیم اقراطیس کے گوز پیہم خارج
ہونے لگا تب متیر و قلیس سے کہا دیکھو ہم تم برابر ہین جو امر عام اچھے
بُرے سبکو ہوتا ہے اُس سے شرم کیسی اُسیوقت سے متیر و قلیس
کی شرم جاتی رہی اور اِسی حکیم کا پیرو ہو گیا اور مذہب کلبیہ کا پابند ہو کر
تمام کتب بتوفراسطہ جو اس نے پڑھی تھین اُنکو جلا دیا ہمیر و نام حکیم
سوفسطائی کو پہاڑ کی بلندی سے کود پڑنا اور ہموار زمین پر چلنا آگ مین
جا پڑنا دریا مین گھس جانا سب برابر تھا۔ اگر اُسکے شاگرد جو زیادہ آزاد
نہ تھے اور نہ زیادہ از خود رفتہ ہوئے تھے ہر وقت ہمراہ نرہتے ہمیر و حکیم
کب کا مر گیا ہوتا۔ اب خلاصہ یہہ ہوا کہ پوری آزادی تو اُسی کو ہے جو
اچھائی برائی اشیا کا منکر ہو۔ یا موجودات عالم کو فقط وہمی امور تصور
کرے۔ اور جو شخص نیک و بد کو مانتا ہے اور موجودات عالم کو در اصل
موجود سمجھتا ہے عقل معمولی یا عقل فلسفی کا قائل ہے دو اور دو کا مجموعہ
نہ چار سے کم نہ چار سے زیادہ جانتا ہے اور سوفسطائی منکر بدیہیّات
نہین ہے وہ تو پوری آزادی کے بدلے پوری پابندی اور جکڑ بندی
مین ہے۔ پھر چونکہ ہم اسوقت نیچرل خیال والے اصحاب سے مخاطب

ہین اور اونکو سوفسطائی منکر بدیہیات نہین سمجھتے اور وہ لوگ خود بھی
ایسے لوگون کو ذی عقل نہین جانتے ہین بلکہ اُنکے اقوال کی خرابی پر مثل ہمارے
اقرار کر رہے ہین ایسے لوگون سے ہمکو یہی ظاہر کرنا چاہیے کہ وہ آزادی
جس سے آدمی آدمیت سے گذر جاے اُسکو تو آپ جانے دیجئے بلکہ اس
مسئلہ مین تین صورتین براہ عقل برآمد ہوتی ہین (۱) آدمی بالکل آزاد ہو
جیسے کہ حکماء سوفسطائی کی مثالین گذر چکین (۲) بالکل پابند ہو ایسا
تو کوئی آدمی ہو نہین سکتا کہ جتنے افعال جسمانی اور عقلی دماغی ہین سب
مین پابند کسی دوسرے کا ہو اور اپنے ہاتھ پاؤن عقل اور ادراک سے
کچھ نہ کر سکے (۳) بعض چیزون مین آزاد ہو اور بعض مین پابند اور یہی صورت
اوسط اور درمیانی ہے اور اسی پر کارخانہ دنیا کا چل رہا ہے جب ایسی
بات ہے اب ہمکو اپنی عقل معمولی خواہ عقل فلسفی سے اسکی شناخت کرنی
لازم ہے کہ ہم آزاد کن امور مین ہین اور پابند مجبور کن امور مین اور یہی
غرض تعلیم اور تعلم سے ہے کہ پابندی اور آزادی کے مواقع ہمکو سکھلائے
جائین یہ غرض نہین ہے کہ ہم ہر امر مین آزاد اور گستاخ ہو جائین جس سے
ہر قسم کی خرابی ہمکو نصیب ہو انتظام اور پابندی اور بدنظمی

اور آزادی مین کیا نسبت ہے اگر انتظام کے یہ معنی ہین کہ ہر چیز
ٹھیک اپنی جگہہ پر رہے آگے پیچھے داہنے بائین ہٹنے نپائے اور بدنظمی کے
یہہ معنی ہین کہ اندھادھند کارخانہ ہو موقع اور محل پر اشیا کا ہونا کچھ ضرور
نہین ہے آگے رہین تو کیا اور پیچھے رہین تو کیا پھر تو انتظام کو پابندی اور
بدنظمی کو آزادی لازم ہے اور جس جگہہ ہم آزادی کے خواہان ہون گے
بدنظمی ضرور پیدا ہوگی فرض کرو ہماری غذا کے قواعد اطبّا نے یہ تجویز کئے
ہین کہ ثقیل دیرہضم غذا اور سبک زود ہضم غذا اگر دونو کو ہم ایک وقت
کھانا چاہین واجب ہے کہ پہلے ہم زود ہضم غذا کھالین اُسکے اوپر دیرہضم
کو تناول کرین میدہ کی روٹی خواہ کوئی چیز جو ثقیل اور دیرہضم ہے اور
سوجی خواہ روا زود ہضم ہے مثلاً اگر میدہ کی روٹی چار گھنٹہ مین ہضم
ہوتی ہے اور سوجی کی دو گھنٹہ مین اب لازم ہے کہ اسوقت ہم روے کی
روٹی یا بسکٹ نان پاؤ پہلے کھائین اور میدہ کی روٹی پیچھے اِسلئے کہ دو
گھنٹہ مین سوجی کی روٹی ہضم ہوجاتی ہے اور میدہ کی روٹی جو طافی ہے
یعنی اوپر اُسکے ٹھری ہے حرارت معدہ سے خراب نہ ہونے پائے گی بلکہ
نیم ہضم ہو رہے گی اور اگر پہلے میدہ کی روٹی کھائین گے چار گھنٹہ مین

روا غیر منہضم معدہ مین رہ کر خراب اور فاسد ہو جائے گا لہذا ہمکو آزادی
کا برتاؤ موجب تخمہ اور فساد ہضم کا ہوگا اسی طرح جب کوئی غذا بدون
ہضم غذاے سابق کے کھائین گے بدہضمی اور تخمہ پیدا ہوگا - یہ قانون
فطرت (لا آف نیچر) ایسا ہے کہ علاوہ تجربہ کے عقلی دلیل بھی اسکو ثابت
کرتی ہے - اب آزاد منش پھوہڑ بے تمیز نرے جاہل اور گنوار اگر اس
قانون پر یہہ اعتراض کرین کہ صحرائی اور گنوار محنتی مزدورونکو ہم دیکھتے
ہین کہ آم گھاس کنکر پتھر بیدھڑک جب جی چاہا کھا لیتے ہین اور سب ہضم
بلکہ بھسم ہو جاتا ہے اور بڑے محتاط پابند قواعد حفظان صحت تولہ تولہ
بھر غذاے سبک چار چار پہر پیٹ مین لئے ہوئے پڑے پھرتے ہین اور
نہین پچتی ہے پھر پابندی سے کیا فائدہ ہوا اور آزادی سے کون سا
ضرر ہوا یہی اثر جہالت اور نادانی کا ہے اور ایسے ہی خیالات کے لوگ
آزادی کا نام سنکر پھولے نہین سماتے اور یہی لوگ زیادہ محتاج تعلیم اور تادیب
کے ہین اب دیکھو کہ قانون فطرت کے توڑنے کی جو مثال گنوار اور مزدور
کے کنکر اور پتھر ہضم کرنے سے دی ہے کیسی غلط ہے اسلئے کہ مزدور گنوار
کی ریاضت اور محنت سے جو حرارت اور گرمی پیدا ہوتی ہے وہ حرارت

عموماً ہر آدمی کے معدہ مین کہان پیدا ہوسکتی ہے ایسے محنت اور تعب
جسمانی کے واسطے وہ قانون فطرت نہین بنایا گیا ہے یا ضعیف المعدہ آدمی
جو صحت بدنی سے خارج ہے اوسکے نظیر یہان درست نہوگی - اور کون سا
قانون ایسا ہے جس مین کچھ افراد مستثنے نہون - بلکہ اگر غور اور تامل سے
دیکھا جاے تو آزادی کی خرابی اِس مثال خاص سے اور بھی پیدا ہوتی ہے
اِسلئے کہ ہم لوگ اصول تصفّح سے جو قانون عام بناتے ہین اور پھر دلیل عقلی
سے اوسکو درست کرلیتے ہین اور غرض ہماری یہی ہوتی ہے کہ ہمکو اُس
قانون کا لحاظ کرکے عام طور کی آزادی حاصل ہو باوجود ایسی کوشش اور
سرزنش کے اور باوجود اسقدر پابندی عقل کے پھر بھی ہمکو آزادی نصیب
نہین ہوتی اور بعض مقامات مین وہ قانون بھی ہمارے بکار آمد نہین ہوتا
ہے چہ جائیکہ ہم بالکل آزاد ہون اور کسی قانون کے پابندی نہ کرین تب
ہمارا کیا حال ہوگا - یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ گنوار اور مزدور آم کھاس کھاکر
ہضم کرلیتے ہین اور کچھ ضرر بالفعل اُنکو بظاہر نہین ہوتا ہے مگر ایسے بہایم سیرت
کو مغرور اور فریفتہ اپنی آزادی پر نہونا چاہیے ایک دن وہ بھی انپر آنیوالا
ہے کہ پھر کوئی تدبیر دوائی سے جان بر بھی نہ ہوگی ہمارے رعایا مین بھی

ایک مجذوم گھوسی ایساہی جانور تھا آخر اُسکو جُذام ہوگیا اور ہم نے رفتہ رفتہ
گیارہ جمال گوٹہ خیر مُدبَّر ایک روز اُسکو کہلائے اور دست آنا کیسا ڈکار بھی نہ
آئی آخر ہمکو ثابت ہوا کہ عمل بالعصر سے اِسکو اجابت ہوگی جب کُشتہ قلعی اِسکو
کھلایا تب جاکر تین دست اوسکو برابر بچاس دستون کے آئے اور تمام مادّہ
خارج ہوا اور تمام بدن سُوکھ کر مثل مرچ کے ہوگیا۔ بہر حال آزادی کا نتیجہ
خراب آج اگر نہین ملتا ہے تو کل سہی ایساہی ہو تو کارخانہ عالم کا انتظام کاہیکو
درست رہے اِسی گنوار اور مزدور کی مثال مین ہم ایک اور قانون فطرت (لاآف
نیچر) کو لکہتے ہین وہ قانون یہ ہے حالت صحت مین پرہیز کرنا ایسا بُرا ہے جیسے
بیماری مین بدپرہیزی پس اگر اس گنوار کا معدہ ایسا قوی اور صیح الافعال
ہے اِسکو ہم اس قاعدہ کے رُو سے ترتیب غذائے ثقیل اور خفیف سے آزاد
کردینگے اور پابند اِس دوسرے قانون (نیچر) کا کرین گے۔ یہی صورت ہے کل آزاد
اور بیہودہ لوگون کی کہ جب پابندی اصول کی نہ کرین گے ایسے ہی آفات
اور صدمات مین گرفتار ہونگے کاشتکار اور تاجر اور دستکار اور مزدور نوکری
پیشہ سبکے واسطے فطرت نے قدرتی قانون بنادیا ہے اُسی کی پابندی سب پر
واجب ہے۔ نہایت فریب دہی کی وہ تعلیم ہے جس مین ہمارے نوخیز لڑکونکو

آزادی سُنائی جاتی ہے اور اِنکی گُستاخی اور بد تہذیبی بڑھائی جاتی ہے
اِسلئے کہ اُنکو ابتدائے تعلیم مین اِسقدر سمجھ کہان ہوتی ہے کہ آزادی کے مواقع
کو سمجھین لہذا اپنی نادانی سے جو مُقتضائے خورد سالی ہے وہ ہر بات مین
آزادی کے خواستگار ہوجاتے ہین اور بڑی خرابی مین خود وہ اطفال اور اُنکے
مُربی اور بزرگ پڑجاتے ہین شائستگی اور تہذیب کا جو شخص طالب ہو اُسکو
آزادگی سے کیا سروکار۔ اِسی جگہہ سے معلوم کرنا چاہیے کہ اگر ہماری تعلیم ہمکو
شائستہ اور مُہذب بنانے کے غرض سے ہے پھر ہمکو آزاد بنانا کیونکر صحیح
ہوسکتا ہے مہذب کو آزاد کہنا ایسا ہے جیسے عالم کو جاہل سمجھنا۔ کوئی مہذب
آدمی ایسا ہوسکتا ہے جو آوارہ اور گُسستہ مہار ہو۔ ہان تہذیب اور شائستگی
دو قسم کی ہے جدید اور قدیم۔ پھر جس طرح قدیم فلسفہ اخلاقی کو جدید فلسفہ
اخلاقی نے مٹا دیا ہے (بقول جدید فلاسفر) اِسی طرح قدیم تہذیب اور شائستگی
کو بھی تاریکی اور جہالت سمجھتے ہونگے۔ اب مجھے ضرور ہے کہ اخلاقی امور کو
مجملی طور سے بیان کرون اور شائستگی جدید اور قدیم مین فرق دکھلا کر
آزادی اور شائستگی کو سمجھاؤن۔ اخلاقی امور دو قسم کے ہین کچھ تو ایسے امور
ہین کہ اُن کی اچھائی بُرائی عقلاً ثابت ہے اور کچھ ایسے امور ہین کہ رواج

اور رسم کی نظر سے کسی جگہہ اچھے اور کسی جگہہ بُرے خیال کئے جاتے ہین مگر در اصل
اُن مین کوئی برائی نہین ہے - ہم اسوقت دو تعلیم یافتہ لڑکے آپکے سامنے بٹھا کر
بدون طرفداری اور بدون تعصُّب کے دونو کے حرکات اور سکنات کی تصویر
کھینچتے ہین ایک تو جدید تعلیم اسکول اور کالج سے نکلا ہے اوسکا نام زید ہے
دوسرا ہمارے ٹوٹے پھوٹے کسی مدرسہ سے جسکا نام بکر ہے زید تو آزاد ہے
اور مہذب بھی - اور بکر نہ آزاد ہے اور نہ اُس تہذیب سے مہذب ہے جو کہ تہذیب
جدید ہے زید مہذب اور آزاد کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی دئے ہوئے اور
ولایتی بُوٹ پہنے ہوے کُرسی پر بیٹھے ہین اور میز بھی سامنے لگی ہوئی ہے چُرٹ
مُونہہ مین دبا ہوا ہے اور اگر پُوری آزادی ہے تو کسی قدر یا بالکل خمار بھی
آنکھون مین ہے کچھ لکھ رہے ہین یا کوئی کتاب پڑھ رہے ہین - اگر انگڑائی جمائی
لیتے ہین تو مونہہ پر ہاتھہ رکھکر گاڈ گاڈ پکار رہے ہین ایک پاؤن کا گھٹنا خواہ
بُوٹ سمیت سارا پاؤن ہلا رہے ہین بلکہ بدن کی بوٹی بوٹی پھڑکا رہے ہین جو
پُوچھئے یہہ کیا جواب دینگے کہ صاحب ہاتھ پاؤن ہلانے چلانے کی غرض سے ہمکو
فطرت نے دئے ہین کہ نہین چُرٹ مونہہ مین اگرچہ ہے مگر جب جی چاہا سیٹی
مین ارگن باجا بھی بجانے لگے زیادہ مزہ مین آگئے تو مونہہ سے بھی کوئی دُو چار

بُول کسی گت کی پہاڑی جھنجھوٹی مین گانے لگے۔ خواہش تو یہی ہے کہ خاص
یورپ کا لہجہ اور وہی سُر اور وہی اُتار چڑھاؤ ادا ہوے مگر خرابی قسمت کو کیا
کرین خمیر تو انڈیا (ہندوستان) کا ہے وہ لوچ اور وہ سُریلی آواز اور وہ کھنک
اور وہ گمک اور وہ کھٹکا یورپین کی آوازونکا سا کہان سے لائین سے آدم آورد
درین دیر خرابات مرا + سراندیپ مین حضرت آدمؑ کیون اُترے کاش جزیرۂ
فلان مین اُترے ہوتے تو آج یہہ بھی ویسے ہی نہ ہوتے ابھی جنٹلمین صاحب
ارگن کی بُول گا رہے تھے کہ یکایک بلّی سے چھوٹا قد مین ولایتی کُتّہ (جو گود
مین سور ہا تھا یا اُسکو شراب زیادہ پلادی تھی) چونکا اب اسکو پیار کرین کہ
ارگن باجے کی نقل کرین۔ مجھے اسوقت ایک چشم دید حکایت قدیم تعلیم یافتہ کی بھی
یاد آگئی جو دستار فضیلت باندہ کر پورے عالم ہو چکے تھے اور جنکو مین بکر فرض
کرچکا ہون میرے ایک بزرگ سے ملنے آئے تھے وہ بزرگ اُسوقت کچھ لکھ رہے تھے
قلمدان سامنے کھلا ہوا رکھا تھا مولوی صاحب یعنی وہی دستار بند کبھی قطزن
کبھی مقراض کبھی چاقو کبھی گیر اجس سے کاغذ اوڑنے سے رُوکا جاتا ہے اوسکو
اُٹھانے لگے جب میرے بزرگ مرحوم سے ضبط نہو سکا ایک مٹی کا کھلونا گاؤ تکیہ
کے پیچھے سے اُٹھا کر مولاناصاحب کو دیا اور فرمایا کہ آپ اِس سے کھیلین اور

دِل بھلائین اب مولوی صاحب چُپ ہُوں کاٹو تو لہو نہین کہین تو کیا کہین سراسر
گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب ہو چکے تھے میرے بزرگ مرحوم نے فرمایا ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب		بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

ہم لوگون کی تہذیب اور شائستگی اگرچہ اب ہم مین نہین رہی مگر ہائے ہائے ؎

اے مصحفی مین رُون کیا اگلی صحبتون کو		بن بن کے لاکھ نقشے ایسے بگڑ گئے ہین

بزرگون کی صُحبت مین بیٹھنے کی لیاقت اِسکا طرز تعلیم ہی جُدا تھا شیخ ناسخ مرحوم
لکھنؤ مین ایسے ادب آموز مشہور تھے کہ اُمرا اور رؤسا کے نوجوان اطفال اُنکی
صحبت مین جاکر علم مجلس اور ادب آداب سکھائے جاتے تھے۔ یہ گھٹنے کا ہلانا
اگر کوئی مُجھ سے پوچھے کہ عقلاً اِس مین کونسی خرابی ہے تو کیا جواب دیسکتا ہون
مگر اوپر مین لکھ چکا کہ بعض قسم کے حرکات اور افعال محض بنظر رسم و رواج کے بُرے
ٹھرائے گئے ہین جس طرح کسی جلسہ مین دونو پائچہ چڑھاکر دونو پاؤن کھول کر
بیٹھنا یا کہ دونو پانون پھیلا کر مجمع مین بیٹھنا۔ عقلاً کونسی بُرائی ہے مگر ہماری
عادت کے خلاف ہے اسیطرح ننگے سر ٹوپی اوتار کر مجمع مین بیٹھنا۔ اسیطرح سیکڑون
افعال اور اقوال مثلاً بلاضرورت چلّاکر مجمع مین بزرگون کے بولنا یہہ بھی ہمارے
قدیم اخلاق اور آداب کے رُو سے گستاخی ہے اور اِسی نظر سے ہمارے قرآن

مین آیا ہے لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اپنی آواز کو نبی کی آواز
سے زیادہ بلند نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل فطرت کی راہ سے بھی
گستاخی مین داخل ہے چنانچہ ہم اِسکو لکہین گے امید اور بیم ایسی چیز ہے کہ
انتظام دنیوی اسی پر موقوف ہے کوئی کام ذی عقل آدمی نہین کرتا ہے جس مین
کسی قسم کی امید یا کسی قسم کا خوف نہو۔ پھر جب ہمکو یہ عقیدہ ہوا کہ ہماری خلقت
محض بیکار ہے ہمارے دنیا مین آنے سے کوئی اور مطلب نہین ہے سوا اسکے
کہ لذات فانی مین تا زندگی عیش و آرام سے بسر کرین نہ کوئی ہمارا خالق ہے جسکے
احسان کو یاد کر کے اُس کی شکر گذاری کرین نہ مرنے کے بعد ہمکو کسی جبّار قہار
کا سامنا کرنا ہے جو ہم سے ہماری بدکرداری اور بداطواری کا انتقام لے گا
یا ہماری خوش کرداری اور نیک اطواری کی ہمکو جزاے نیک دیگا۔ ایسی
حالت مین ہماری گسستہ مہاری اور مطلق العنانی کو کیا پوچھنا جو کچھ نکرین وہ
تھوڑا ہے جس طرح کہ خدا پرستی ہمکو ہر ایک امر مین اور ہر ایک فعل نیک اور
بد مین پابند رضا جوئی خدائے پاک کا ضرور کرتی ہے اُسی طرح لذّت پرستی
آزادی ہمکو تمامی افعال اور اقوال لذت دہندہ مین ہر دم گرفتار رہنے سے
جو امر زیادہ مُلَذِّذ ہے اُسی کے حاصل کرنے کی فکر اور اسی کے کھانے پینے کا خیال

دلالی ہے جائز طور سے حاصل ہو یا ناجائز طور سے بلکہ ناجائز تو کوئی طریقہ لامذہبون کے عقیدہ مین ہو سکتا ہی نہین۔ اگر آپ کہین کہ ہماری عقل ہمکو امور قبیحہ کے اِرتکاب سے روکے گی اور تکمیل علوم عقلیہ سے تمدنی اخلاقی اصول ہمکو نیک اور بد کے امتیاز کرنے مین کافی ہین۔ یہ تو عین پابندی کا اقرار ہے آزادی اب کہان رہی اب ہمکو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ تمدنی اُمور مین عیوب اور محاسن کی شناخت ہم کونسی عقل سے کرین فلاسفہ کے اقوال تو ہمیشہ اچھے اور بُرے امور کی شناخت مین مختلف چلے آتے ہین۔ شراب خواری کو لیجئے جو مبدآفسادات ہے ہمیشہ ایک گروہ اُس کی خوبیان اسقدر بیان کر رہا ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی شے اچھی دنیا مین نہین ہے دوسرا گروہ اُس کی مذمت کر رہا ہے زناکاری کو لیجئے جس سے سِلسلۂ نسب منقطع ہوتا ہے اندنون آزادی خیال سے وہ شیوع اِسکا ہو رہا ہے کہ یورپ کی تہذیب اور حرام گھرون کی بِنا قمار بازی کو لیجئے اور لاٹری کا صیغہ یاد کیجئے۔ اگر سلطنت شخصی مین بحکم بادشاہ واحدیہ افعال قبیحہ جاری ہوتے تو ہم کہہ سکتے کہ ایک شخص یعنی بادشاہ کی عقل واحد نے خطا کی ہی نوعی سلطنت امریکہ وغیرہ جسکی کارروائی پارلیمنٹ اور کونسل پر ہے جس مین بڑے بڑے حکما اور فلاسفر ممبر ہین اور

جنکا انتخاب کیسی کیسی احتیاط عقلی سے کیا جاتا ہے اُن کی تجویز سے مسکرات
کے کارخانہ سرکاری تجارت کیواسطے جاری ہین اور حرام گھر سرکاری خانہ زاد
رُوس بڑھانے کی غرض سے اور لاٹری سرکاری محصول کے زیادتی کی نظر سے مروج
ہے اِسی بیان سے ہمارے یہ شبہہ بھی آپکا برطرف ہوتا ہے جو بعض دہریہ اور
نیچرل کہدیتے ہین کہ آئین سلطنت کا خوف ہمکو ارتکاب جرائم یعنے افعال قبیحہ
سے روکنے کو کافی ہے شریعت کی پابندی کیا ضرور ہے اِسکا جواب یہ ہے
کہ جب رعایا اور بادشاہ دونو پابند کسی شریعت کے نہین ہین اب اگر سلطنت
شخصی ہے تو بادشاہ رعایا پر غالب ہے پھر ہمکو کیونکر اطمینان ہو کہ بادشاہ
آزاد منش خلاف عقل کارروائی نکریگا چنانچہ یہی دلیل سلطنت شخصی کے
خراب ہونے کی بیان کی جاتی ہے۔ اور اگر سلطنت جمہوری ہے اور تمام
ممبران کونسل آزاد منش ہین اور امید و بیم کسی احکم الحاکمین کا انکو نہین ہے
وہ کونسل بھی غلط کاری مین بمنزلہ شخص واحد کے ہوگی۔ اگر آپ یہہ کہین کہ
ہزار آدمی کا اتفاق رائے ضرور اچھی چیز کی اچھائی اور بُرے فعل کی بُرائی
ظاہر کردے گا پس قانون سلطنت جو کونسل اور پارلیمنٹ نے بنایا ہے
ضرور محل اطمینان زیادہ ہے بہ نسبت شخصی تجویز کے اِسکا جواب تفصیلی

تو مین باب اثبات نبوّت مین دونگا مگر یہان اسیقدر کہتا ہون کہ اگر محض اجتماع سے ہر جگہہ پر مجمع کا حکم افراد کے حکم سے بدلجائے تو مجموعہ ممکنات کا واجب الوجود بھی ہوسکتا ہے اور پھر کسی نبی اور ہادی برحق کے آنیکی ضرورت نرہی اور نہ کسی خدا کی ضرورت ہے بلکہ ہزار آدمی خطا کار کا مجمع بھی ضرور ہی خطا کار ہوتا ہے اور ہزار آدمی غیر مہذّب کا مجمع بھی غیر مہذب ہے اور ہزار آدمی زنا کار کا مجمع بھی زنا کار ہے اور ہزارون شرابی کا مجمع بھی شرابی اور ہزارون روپیہ کے ڈھیر سے روپیہ کا ڈھیر اور ہزارون اشرفی سے اشرفی اور ہزار آزاد خیال کا مجمع بھی آزاد خیال ہے - اب جو ایک آزاد خیال کو یا زنا کار کو یا شرابی کو سوجھے گی وہی ہزارون کو سوجھے گی اِس فرض پر ایک اور ہزار اور لاکھہ سب برابر ہین ؏

مرض یکے وطبیعت یکے مزاج یکے	مریض عشق اگر صد بود علاج یکے

المختصر آزادی خیال کی خرابیان جنکے اظہار مین یہ ساری کتاب لکھی جاتی ہے اور ہر باب مین اُسکے نظایر آپکو دکھلائے جاتے ہین منجملہ اُسکے یہہ بھی ایک لغو اور باطل خیال ہے کہ ہر مجمع کا حکم اُسکے افراد سے مخالف ہوتا ہے اس مقام پر بطور اجمال آزادی کے قبایح مُندرجہ ذیل کو بیان کرتا ہون جب کسی

کا یہہ عقیدہ ہوا کہ نہ ہمارا کوئی خالق ہے نہ محسن حقیقی بلکہ ہمارا وجود آپ ہی
آپ ہوگیا ہے اور جو کچھ زمانہ حیات مین ہمکو رنج اور راحت پہونچتی ہے
وہ بھی خود بخود پہونچتی ہے نہ کوئی موذی اور دشمن نہ کوئی ہمارا محسن اور
آرام رسان اپنے ارادہ سے ہمکو ایذا یا راحت پہونچاتا ہے بلکہ زمانہ کے
رفتار کو یہہ سب امور لازم ہین اِس عقیدہ سے محسن حقیقی کا انکار بھی ہوگیا
اور محسن مجازی جو دنیا مین ہم پر احسان کر رہے ہین بلکہ مان باپ جن کی
وجہ سے بظاہر ہماری ولادت ہوئی ہے اور آقا اور بادشاہ اور جملہ اقسام
کے محسن سب کے احسان کا انکار ہمکو ضرور ہوگا اور اِسکا نتیجہ جیسا خراب ہے
اُسکے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے یہ تو انکار مبدا اور خالق سے خرابی پیدا
ہوئی اب اِنکار معاد سے بیم عذاب جو برطرف ہوگا اُسکی خرابی سے جسقدر
شر اور فساد عالم مین پھیلے گا وہ بھی ظاہر ہے اور سلطنت کا رعب و داب
روکنے والا اِس فساد کا آزادی خیال کے فرض پر کسی طرح درست نہین ہوتا
ہے نوعی سلطنت ہو یا شخصی ایضاً ہم زمانہ حال کی ترقی علوم فلسفہ کو بچشم
خود دیکھ رہے ہین کہ جسقدر آزادی خیال کی بڑھتی جاتی ہے فسق اور فجور کا
پیمانہ لبریز ہو رہا ہے اور تاریخ ہمکو بتلا رہی ہے کہ گذشتہ زمانہ مین بھی جب

فلسفہ کا زور شور تھا یہی صورت زیادتی فسق اور فجور کی پیدا ہوئی تھی آئندہ کے
ابواب مین ثابت کیا جائے گا کہ بڑے بڑے فلاسفر یورپ کے بدکار اور زانی محسن
کُش رشوت خوار ہو چکے ہین اور سوائے فلسفہ توحید کے ہرگز کوئی فلسفہ بدکاری
سے نجات دہندہ نہین ہے پس یہ دعوے دہریہ اور نیچرل صاحبون کا محض
غلط اور بے بُنیاد ہے کہ علوم عقلیہ ہمکو ارتکاب قبائح سے رُوکنے کو کافی ہین اسلئے
کہ نہ کبھی کافی ہوئے اور نہ اب ہین اور نہ آیندہ ہونگے ہان وہی فلسفہ جس سے
مبدا اور معاد کا اقرار کرنا لازم آتا ہے اور جسکو ہادیان برحق انبیاء کرام خدا
کی طرف سے لائے ہین وہ توضرور اس کام کو انجام دیتا ہے جسکے انکار پر دہریت
اور نیچریت کا زور وشور کیا جاتا ہے اسلئے کہ امید اور بیم کی تعلیم اُسی فلسفہ مین
ہے۔ کوئی شخص اسوقت ایسا ہے جو ہمارے سامنے سُن مکھہ ہو کر پورا جواب دے
کہ **تعلیم نسوان** کا مسئلہ جو براہ فلسفہ الٰہی ایک حد معین تک محدود رکھا
گیا ہے اور زمانہ حال کے فلاسفہ نے مردون کے برابر بلکہ مردون سے زیادہ
تعلیم عورتون کی ضروری ثابت کی ہے اور اُسی تعلیم مفرط کا نتیجہ آج یہہ ہو رہا ہے
کہ امریکہ کی عورات کا جھنڈ کا جھنڈ اپنے جُفت کی تلاش مین فرانس اور جرمن
اور لندن کو نکلا تھا جیسا کہ اخبارات اِسکو لکھ چکے ہین اور آزاد خیال اسی امر

فخر کر رہے ہین کہ واہ کیا اچھا طریقہ ان عورتون نے اختیار کیا ہے۔ اب جس مرد کے گھر مین ایسی تعلیم یافتہ عورت ہے اُس کی حکومت زوجہ پر اور اوسکے خانگی امور کا نظم اور نسق جیسا ہے اُسکو تو اُسی سے پُوچھیے جن عورات ہندوستانی نے بیسرا اور بلکہ خود سر ہو کر قانون وکالت کا پاس کیا ہو اور بیرسٹر ایٹ لا ہو گئے ہون (خدا نکرے) اُنکے شوہر صاحب بھی اگر بیرسٹر ہین تو شاید لعنت بھیج امور خانگی مین عہدہ برائی ہو جاتی ہو گی خواہ تقریر مین دونو برابر سرابر رہ کر کسی تیسرے کو جج قرار دے کر فیصلہ کر لیتے ہون ورنہ کیا مجال ہے کہ شوہر کی کوئی بات چلنے دیتی ہون تعلیم نسوان کا مسئلہ ہم ایک خاص باب مین لکھینگے انشاءاللہ پہلے آزادی نسوان کو لکھہ لین جسکی غرض سے آزادی کی تعلیم ہوتی ہے

باب دوسرا عورتون کی آزادی اور پابندی اور اُنکو پردہ کا پابند کرنا جیسا شریعت محمدی مین ہے کیا سراسر ظلم ہے

اوپر کے ابواب مین ہم نے جسقدر پابندی اور آزادی کا ذکر کیا ہے اُسکو عورت اور مرد سے تخصیص نہین ہے اب مذاق پر نیچرل آزاد خیالون کے ذرا عورتون کی آزادی پر بھی ہمکو مختصر کلام کرنا مناسب ہے منجملہ نتائج خراب کے جو آزادی کی تعلیم سے پیدا ہوتے ہین یہ بھی ایک بُرا خیال ہے کہ عورتین بھی آزاد ہین

اور جب آزاد ہین تو پردہ کا پابند اُنکو کرنا یہ بھی آزادی کے خلاف ہے بلکہ جسطرح
مرد بے پردہ پھرتے ہین اونکو بھی پھرنا روا ہے عورتون کو پردہ کی پابند کرنے
سے جسقدر ضرر عقلی یہہ لوگ بیان کرتے ہین اب ہم اُنکو لکھین پہلا تو یہی امر
ہے کہ مرد اور عورت یہہ دونوٗ افراد انسانی مین ہین اور انسانی آزادی مین
دونون برابر ہین پھر کیا وجہ اسکی ہے کہ خلاف انصاف مرد کو آزاد پردہ سے
کیا جاے اور عورت کو جکڑ بندی مین قید کیا جائے **دوم** حفظان صحت کے
قواعد پر نظر کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عورت ضعیف القوے اور نازک
مزاج پیدا ہوئی ہے اور ہوا خوری کی ضرورت جسقدر ضعیف اور نازک
مزاج آدمی کو ہے اِسقدر قوی اور دُرشت خِلقت کو نہین اور پردہ مین
رہنے سے ضرور وہ آفات جو عدم تبدیل آب وہوا سے پیدا ہوتے ہین اُنمین
عورات کا گرفتار ہونا بہ نسبت مردون کے زیادہ محتمل ہے یہ کیسی اولٹی رائے
اور اُولٹی شریعت ہے کہ جو لوگ زیادہ سیر سپاٹہ اور ہوا خوری کی بنظر ضعف
قوے اور ضعفِ مزاج کے مُحتاج ہون اُنہین کو زیادہ ممانعت کیجاے اور
گھر مین بند کرکے اُن کی صحت بدنی خراب کیجائے **تیسرے** تدبیر خانگی اور
انتظام خانہ داری جو محتاج تجربہ ہاے کثیرہ کی ہے اور گھر کی بیٹھنے والی اور

وہ بھی پردہ مین اُسکو وہ ضروری امور جن کی معرفت بدون سیر اور سیاحت
کے محال ہے کیونکر معلوم ہو سکتے ہین اور اسیوجہ سے ہزارون قسم کے تاوان
اور نقصان مرد کو عورت کی ناتجربہ کاری سے عائد ہوتے ہین دور کیون
جائیے بازار کی خرید و فروخت اُن چیزون کی جو خاص عورات سے متعلق
ہے اوسمین کیسی خیانت اور غبن کا سامنا پردہ نشین عورات کو نوکر چاکر
لونڈی اصیل دیتی ہین جو مردون کو اِسی خراب عادت پردہ نشینی عورات
کی وجہ سے اُٹھانی پڑتی ہین اور ساری کمائی اسی مین برباد ہوتی ہے
یہہ ایسی بات نہین ہے جسکے نظایر پیش کرنے کی ہمکو حاجت ہو۔ پر ظاہر
ہے کہ جس قوم کی عورات بازار مین خرید فروخت اپنے سامنے کرتی کراتی ہین
تجربہ بھی اُنکا بڑھتا ہے اور اِس تاوان روزانہ سے محفوظ رہ کر اپنے مردون
کے لئے پوری کفایت شعاری کرتی ہین چوتھی عِفّت اور پاکدامنی اور
امور قبیحہ سے محفوظ رہنا اگر پردہ کرانے سے مطلوب ہے فطرت انسانی اِسی
پر ہوئی ہے کہ جس چیز سے آدمی کو منع کروگے اُسکی حرص زیادہ بڑھے گی
عرب کی مثل مشہور ہے اَلاِنسَانُ حَرِیصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ جسقدر روک ٹوک
کروگے اوسیقدر اُن کی حرص بڑھے گی اب ثابت ہوا کہ پردہ مین بٹھانا

عورات کو گویا اُنکو پاکدامنی اور عفت کے توڑنے پر زیادہ معین ہے۔
بلکہ یہہ ضرر اونکو تعلیم اخلاق حسنہ سے البتہ دفع ہوسکتا ہے اور محض
قید کرکے پردہ مین بٹھانے سے ہرگز دفع نہوگا بد اخلاق عورت اگرلاکہہ
پردہ اور حجاب مین ہوگی پاکدامن نہین رہ سکتی اور مہذب تعلیم یافتہ
اسکول اور کالیج کے جو آوارگی کے عیوب کو اچھی طرح سے جانتے ہو وہی
تہذیب اوسکو بازار عام مین بھی محافظ عصمت اور عفت ہوگی۔ اب ثابت
ہوگیا کہ جو چیز عفت اور پاکدامنی پیدا کرتے ہے یعنی اعلےٰ درجہ کی تعلیم
نسوان اوسکو شریعت محمدی روکتی ہے اور پردہ کرنا جس سے ضرر عفت کا
ہم ثابت کرچکے اوس کی تاکید کرتی ہے پھر کونسی عقل ایسی شریعت کی
خوبی کا اقرار کریگی پانچوین یہہ ہے کہ نہ کسی شریعت نہ کسی طریقہ عقلی مین
یہہ بات جائز سمجھی جاتی ہے کہ سزاے قید کسی آدمی کو قبل ارتکاب جرم
کے دیجاے اور اِس سے بڑھکر اور کونسا ظلم ہوسکتا ہے کہ بیچاری
ناکردہ گناہ عورتین بے زبان فقط اس بدگمانی پر کہ بے پردہ ہوکر خلاف
عصمت کرینگی گھرون مین دائم الحبس کیجائین آخر کونسا گناہ انسے سرزد
ہوا ہے جس کی سزا مین حبس دوام کی مستحق ہوئی ہین۔ اور اگر ہم یہ بدگمانی

صحیح بھی فرض کرین تو عورات سے زیادہ مرد ارتکاب فجور اور فسق صریح
کرتے رہتے ہین پھر اُنکے واسطے اس سے زائد بدگمانی پر بنا کرکے عورتون سے
زیادہ پردہ کا اونکو مقید کیون نہین کرتے اگر عورت سال بھر کی میعاد کے
قابل ہے تو مرد کو دس برس کے میعاد کی قید کرنی لازم ہے ورنہ سراسر
ظلم اور بے انصافی ہے کہ بڑا مجرم تو آزاد اور رہا ہے اور چھوٹا مجرم
وہمی اور فرضی دائم الحبس کیا جائے۔ مرد کی بدکاری زیادہ ہم نے اسوجہ
سے لکھی ہے کہ مرد بعض ایسی عورات سے بھی مرتکب فعل بد کا ہوسکتا
ہے جو پرائی جورو ہو اور اُس کی آبرو اور حرمت بگاڑ سکتا ہے اور
عورت اگر کسی مرد صاحب زوجہ سے مرتکب ہوگی ایسی بُرائی اِسمین
نہین ہے خصوصًا اگر یہہ عورت بے شوہر کی ہو۔ یہہ شبہہ ماخوذ ہے ایک
نیچرل خیالات کی کتاب سے جو مصنف رسالہ حمیدیہ کو ملی تھی اور اوسکا
جواب اُنھون نے اجمالی طور سے اپنے رسالہ حمیدیہ مین دیا ہے جسکو
ہم بھی لکھین کے انشاء اللہ **جواب** یہہ ہے کہ یہ اعتراض دو شبہونکی
طرف منجر ہوتا ہے ایک تو عورات کو پردہ اور حجاب سے مقید کرنا اور
اون کی بی حجابی کی آزادی کو روکنا دوم خانہ نشینی اور گھر مین رہنے کا

اونکو پابند کرنا اور دونو باتین جُدا جدا ہین اسلئے کہ پردہ اجنبی مردونسے
اگر عورت سر بازار لباس وغیرہ پہن کر نکلے بھی ہو سکتا ہے اور بے پردگی
بے حجابی گھر مین رہ کر بھی ممکن ہے لہذا ہم پر واجب ہے کہ دونو کے
فوائد عقلی جدا جدا بیان کرین پہلی غلطی اس معترض کے بیان مین یہ ہے
کہ نامحرم سے عورت کو پردہ کرانا اور فقط عورات کی آزادی کا روکنا کہتا
ہے حالانکہ عقلی طور سے مرد اور عورت دونو کو نامحرم کا دیکھنا جائز نہین
ہے جسقدر مرد نامحرم کا عورت کو دیکھنا فعل بد ہے اسیطرح عورت کو بھی مرد نامحرم
پر نظر ڈالنی ممنوع ہے اور یہی حکم ہماری شریعت کا بھی ہے اب اس مین
تو عورت اور مرد دونو کی آزادی عقل صحیح روکتی ہے اور کچھ خلاف
انصاف نہین اور نہ کچھ ظلم ہے جب کہ مرد اور عورت دونو کا ایک حکم
ہوا - ہان زیادتی کیا ہے کہ عورت کو تمام بدن اپنا چھپانا مردونسے ضرور
ہے اور مردون کو بجز شرمگاہ کے تمام بدن کا ہر وقت چھپانا ضرور
نہین ہے فرض کرو اگر کوئی مرد ننگ دھڑنگ آگا پیچھا چھپا کر مجمع مین
جائے اگرچہ خلاف وضع ہے مگر اسقدر بُرا نہ ہوگا جیسے اگر کوئی عورت
آگا پیچھا چھپا کر برہنہ مجمع مین آجائے اسلئے کہ عورت کے اکثر اعضا

فطرت نے ایسے بنائے ہین کہ اُنکے دیکھنے سے مرد کو رغبت اور ناجائز
لذت پیدا ہوتی ہے اِسی واسطے عورت کا تمام بدن ہماری شریعت
نے بھی واجب الستر مقرر فرمایا اور مرد مین چونکہ یہ بات نہین ہے
لہذا اوسکا تمام بدن واجب الستر نہ فرمایا اگرچہ راجح یہی ہے کہ وہ
بھی تمام بدن کو چھپائے رہے۔ اب اتنا تو معلوم ہوا کہ اِس حکم مین
مرد اور عورت دونو برابر ہین اگر ظلم ہے تو دونو پر اور عدل ہے وہ
بھی دونو کے حق مین۔ اب نامحرم کو دیکھنا اور آنکھین لڑانی براہ
عقل کیون برا ہے اِسکو تو شاید کوئی ایسا ہی منکر بدیہی اور منکر امر بدیہی
کا ہوگا جو نہ مانے ہر ملک مین ہر زمانہ مین بنظر عقل معمولی جاہل اور عالِم
اسکا معتقد ہے کہ جو فسق و فجور پیدا ہوتا ہے اِسی نظر ہی کی بدولت
ہوتا ہے اوّل درجہ مین نظر ہے اور دوسرے درجہ مین آواز ہے
چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

اب معلوم ہوا کہ پردہ کرنا عورت کا اُس کی غرض یہی ہے کہ نامحرم کو نہ
وہ دیکھے اور نیز نامحرم اُسکو بھی نہ دیکھے اور اِس حکم مین عورت اور مرد

ف شرعی پردہ مین عورت اور مرد دونو برابر بحکم عقل ہین

دونو برابر بحکم عقل اور شریعت ہین جو عین عقل ہے۔ پھر چونکہ پردہ اور آڑ اور حجاب کا عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ وہ شخص ایسی جگہہ نہ ہو جہان سے نامحرم کا سامنا ہوتا ہے یعنی گہر سے باہر نہ نکلے اور پوشیدہ رہے اِس غرض سے تو مرد اور عورت دونو کو پردہ کرنا ضرور ہے۔ مگر مرد کو کسب معیشت اور پرورش اہل و عیال کیوجہ سے اگر پابند عزلت اور خانہ نشینی کا کیا جاے تو کسقدر ہرج شدید لازم ہے اور یہہ بار پرورش کون اُٹھائے لہذا اسکو آزادی بنظر ضرورت کے دیگئی کہ فکر معاش مین دوڑ دہوپ کرے اور نظر بد ڈالنے سے ویساہی بچے جیسے عورت کو بچنا خانہ نشینی مین لازم ہے۔ ہان وہ عورات جو کوئی مرد وارث اور قوّام یعنی سرپرست نہین رکہتی ہین اور اپنی معاش آپ ہے بیچاری پیدا کرتی ہین اور بدون باہر نکلے گذر اوقات اُنکی نہین ہوسکتی ہے اور کوئی مرد براہ قومی ہمدردی یا انسانی ہمدردی اونکا کام دیانت اور امانت سے نہین کرسکتا اُسوقت اُنکو بھی عقل اور شریعت دونو مجاز کرتی ہین کہ مثل مردون کے باہر نکلین اور پردہ ضروری پھر بھی مدنظر رہے۔ اور مراد یہ ہے کہ جس ضرورت سے مردون کو آزادی آمدرفت مین ہے اگر عورات کو وہی ضرورت ہو اُنکو بھی ہے آب بھی دونو برابر آزادی مین ہین۔ اب اگر

کوئی یہہ شبہہ کرے کہ خبر گیری نان و نفقہ کی مردون سے کیون مخصوص
ہوئی کیا عورات اسکو نہین کرسکتی ہین کیا مردون کی چار ہاتھ اور چار
پاؤن ہین اِسکا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ اور اِسکی بحث دوسرے مقام پر کرنی
چاہیے خلط مبحث نہ کرو اور اِس جگہہ مختصر طور سے اِسیقدر سمجھو کہ چار ہاتھ
نہ مرد کے ہین نہ عورت کے مگر حاملہ ہونا لڑکا جننا اور دودھ پلانا اولاد کا پالنا
خانگی انتظام کرنا یہہ بھی سب عورت کرے اور کسب معیشت بھی وہی کرے
ایسا تحمل عورات کو ہوسکتا ہے۔ بہرحال اِسکو مان لینا چاہیئے کہ اکتساب
معیشت خاص مرد کا کام ہے اور پھر چونکہ یہ کام باہر نکلنے سے ہوتا ہے
اور خانہ داری گھر کے رہنے سے درست ہوتی ہے لہذا عورت کو گھر مین رہنا
ضرور ہے پس وہ پابند خانہ نشینی کے ہوئے یہہ کیسے راہبر کارے ساختہ
عین حکمت اور سراسر عدل اور انصاف کو ظلم صریح اور حق تلفی قرار دینا یہہ
آپ ہی کے عقل کی کجی ہے۔ اب ہم نے ناانصافی کا شبہہ جو اول شبہات ہے
اِسکو تو باطل کردیا کہ پردہ کرنا مرد اور عورت دونو کو برابر ہے یعنی نامحرم کو
نہ دیکھنا اور نہ دکھانا جواب شبہہ دوم حفظان صحت کے قاعدہ سے
عورت کو ہوا خوری کا زیادہ محتاج ہونا اِس ہین نیچرل صاحب کو پوری

غلطی ہے عام لوگون کو جو قواعد حفظ صحت اور اغراض صحت اور اقسام
اور مراتب صحت سے آگاہ نہین ہین اُنکو دھوکھا دینا کچھ دشوار نہین ہے اور
ہمکو جملہ اقسام اور اغراض اور مدارج صحت کا لکھنا طویل بیان کا محتاج
کرے گا۔ دیکھو طب کی کتابون کو اور مخصوص طریقہ اور قواعد حفظان صحت
کو کہ ہر ملک اور ہر شہر اور ہر مزاج اور طبیعت کیواسطے جداگانہ قاعدہ
مقرر ہے اور ریاضت بھی ہر ایک کی جداگانہ ہے۔ پھر چونکہ مردون کو
کسب معیشت کرنے سے محنت ہائے شاقہ کا بار اُٹھانا پڑتا ہے اور اسیوجہ
سے اختلاف اوقات غذا بلکہ ستہ ضروریہ مین فرق پڑنے کے اسباب اِنکو
زیادہ لاحق ہوتے ہین کسل اور تعب اور تکان اِنکو زیادہ رہتا ہے محنت
ہائے شاقہ اِن پر زیادہ رہتے ہین لہذا اکثر منغص اور گھبرائی ہوئی ہوتی
ہین اور اسی لئے صبح اور شام بشرط فرصت اِنکو ضرور ہے کہ دل بہلانے کی
غرض سے ہوا خوری تفریحاً کرین۔ عورتون کو نہ اِسقدر محنت کرنی پڑتی ہے
نہ اُنکے اوقات مین اِسقدر خرابی ہوتی ہے نہ اُنکو کاروبار خانگی سے
(جسکی انجام دہی کیواسطے فطرت نے اُنکی خلقت کی ہے) خاص کر صبح و
شام کیوقت فرصت ہوتی ہے نہ بنظر ضعف قوائے طبعی کے ایسی قوی

تدبیر غذائی کی محتاج ہین جسکی اصلاح انکو ہوا خوری پر مضطر کرے اور نہ
بنظر اسباب غیر طبعی کے انکو ایسے امور کا کرنا ضرور ہے کہ صبح و شام ٹمٹم پر خواہ
فقط ولایتی کاٹھی لگے ہوئے گھوڑے پر سیر سپاٹہ کرین۔ نہ اِنکو سوائے اپنے
عزیز اور رشتہ دارون کے اور اغیار سے معاملات مین رنج اور ملال
پہونچتا ہے مثل مردون کے جسکی وجہہ سے تفریح طبع کی محتاج ہون۔ یہ
تو عام اوقات زندگی کا حال ہے جسکو نیچرل صاحب نے اُلٹا بیان کیا ہے
پھر اگر احیاناً عورتون مین کسی سبب خاص سے علاوہ اِن اسباب معمولی
کے خرابی مزاج پیدا ہوا اور کوئی تدبیر منجملہ صدہا تدابیر حفظ صحت کے بجز
ہوا خوری کے کارگر نہ ہو اور اُنکے ورثہ کو طبیب مجبور کردے اُسوقت نہ
قانون فطرت اور نہ ہماری شریعت اُنکے تبدیل آب و ہوا کو منع کرتی ہے
مگر اُنکی پردہ داری اور حفظ عصمت کا بھی لحاظ مقدم رہتا ہے چنانچہ
جیسی جسکو مقدرت ہے ویسا برتاؤ کرتا ہے اور یہہ بیان ہمارا فرضی اور
خیالی نہین ہے جواب شبہہ سیوم تدبیر خانہ داری کا محتاج تجربہ و سیاحت
ہونا جو خانہ نشینی سے مخالف ہے یہ شبہہ بھی عام فریب ہے اصول حکمت
منزلی اور امور خانہ داری کو علم اخلاق سے جس نے سمجھہ لیا ہے وہ کبھی

اِن، ھو کھے مین نہ آئیگا۔ پہلی غلطی تو اس مین یہ ہے کہ تفریح طبع کی غرض ہے
باہر نکلنا عورات کا جو شبہہ دوم مین لکھا ہے اُسکی غرض اور پختہ کاری
معاملات خرید و فروخت کی غرض دونو مین زمین اور آسمان کا فرق ہے
اِس سے تو مراد یہہ ہے کہ جس طرح مردون کو پختہ کاری اور تجربہ کی حاجت
ہے اوسیطرح عورتون کو بھی ہے اب تو جو کام مردون سے متعلق ہے وہی
عورات سے بھی ہو گیا پھر انکو فطرت کا پابند خانہ نشینی کرنا جائز نہ ہوا اِسکا
جواب پہلے شبہہ مین ہو چکا اگر ایسی غیر مہذب مردون سے اِنکا سابقہ ہے
کہ اپنا کام بھی خاص عورتون کو سپرد کرین اُنکا ذکر کرنا ہی بیجا ہے۔ علاوہ برآن
ہم امور خانگی مین پردہ نشین عورت کو ایسا واقف اور ماہر دیکھتے ہین
اور گھر بیٹھے اُنکو اپنے ہم جنس عورات کی صحبت سے ایسی آگاہی اپنے
امور مین ہوتی ہے کہ مردون کو ہزارون کوس پھرنے سے بھی نہین ہوسکتی
ایضاً ہر ملکے وہر رسمے جس ملک مین عورتون کا پردہ بدون خانہ نشینی کے
ہوسکتا ہے وہان کی عورات کو گھر بیٹھے وہ تجربہ نہین ہوسکتا ہے وہ اپنے
لباس خاص سے پردہ کی رعایت کرکے بازار مین آنا جانا سب کچھ کرتی
ہین اور پابند عصمت اور عفت بھی پورے طور سے رہتے ہین اور نہ کوئی

قاعدہ عقلی نہ کوئی قاعدہ شریعت ایسا ہے کہ جن بلاد مین بدون خانہ نشینی عورات کے عفت اور عصمت قائم رہے زبردستی اُنکو حبس دوام مین رکھے اہل اسلام کے ملک عرب اور عجم مین اِسکی نظیر موجود ہے ہندوستان مین عورتون کو جو گھر مین رہنے کی پابندی کرائی جاتی ہے اور اِسی پر زیادہ زور نیچرل صاحب دے رہے ہین تا کہ یورشین یعنی ہندوستانی زایا یورپین یعنی ولایت زا عورات جو ہندوستان مین بے روک ٹوک سڑک اور بازار مین پھرا کرتی ہین اُنکے فعل پر ہم لوگ معترض ہون اِسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارے ملک مین یہ رسم شریف اور رذیل مین امتیاز اور تفرقہ کی نظر سے جاری ہوئی ہے اور جو رسم کہ امتیاز قومی کے نظر سے خواہ اعزاز خاندانی کے سبب سے جاری ہو اور براہ عقل مضر اور خراب بھی نہو بلکہ ترجیح عقلی بھی اُسی مین ہو چنانچہ اوپر ہم لکھہ چکے اور آیندہ بھی لکھین گے اُسکو ہم لوگ ایسی پوچ اور لغو شبہات سے کیونکر چھوڑ سکتے ہین تاریخ ہندوستان کو دیکھیے راجپوت کی قوم جو ہندوستان کے رئیس راما اوتار کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور آج بھی راجپوتانہ کا ملک اِنھین کے زیر حکومت ہے اُن کی عورتون مین اعزازی پردہ آجتک ہے جودہ پور اودے پور بھرتپور اور دھولپور اور پٹیالہ اور نابھہ وغیرہ وغیرہ

وہانکی رانیان نہ سر بازار پھرتی ہین اور نہ ہوا خوری کو ٹمٹم اور کھلی ہوئی گاڑی پر نکلتی ہین سکھپال کی سواری اور نالکی پالکی محافہ رتھ وغیرہ سب پردہ کی سواریان اُنہین کیواسطے بنائے گئے ہین۔ بلکہ جسنے ہندوستان کی سیر کی ہے وہ تو کہہ سکتا ہے کہ یہ اعزازی پردہ دیگر اقوام مثل جاٹ اور گوجر وغیرہ کے جب اُنکو راج اور ریاست ملجاتی ہے وہ بھی جاری کرتے ہین۔ یہہ پردہ امتیازی ایسا ہے جیسے پگڑیون کا ہر تھوک مین جُدا جُدا ہونا جیسے انگرکھے کا سیدھا پردہ اہل اسلام مین اور اُلٹا پردہ اہل ہنود مین اِسپر زیادہ روک ٹوک نہ کرنی چاہیے ہان اگر کوئی قباحت اور ضرر عقلی ثابت ہوجائے اُسوقت ضرور اصلاح کرنی چاہیے اہل اسلام ہندوستان مین قوم فاتح بنکر آئے اور رئیس کہلائے اونکو ضرور تھا کہ یہان کے رئیس اور حکمران کے اوضاع اطوار کو اختیار کرین چونکہ اُنکی عورات اعزازی پردہ کی پابند تھین۔ اور اہل اسلام کی شریعت اور عقل سلیم سے یہہ پردہ منافی بھی نہ تھا لہذا اُنھون نے بھی اپنی عورتون مین اِسکو جاری کردیا اور اِسی وجہ سے میل جول بھی ہوگیا جو اور اقوام سے نہوا گو قوم فاتح بھی سہی اسکے مجھے اِسکے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت

اعزازی پردہ کی مثال

نرہی کہ اہل اسلام مین اعلے درجہ کا خاندان رسالت پناہی کا دستور عرب
مین کیا تھا اور ہمارے نبی صلعم اور اُنکے معزز عورات کا پردہ اعزازی
مین کیا برتاؤ تھا۔ تاریخ عرب کو پڑھو اور جو شکایت بے پردگی کی پیروان
اہل بیت نبوت یزید اور ابن زیاد کی کر رہے ہین اُسکو یاد کرو جس بے
پردگی سے بنظر تحقیق واقعات مراد اسے اعزازی پردہ کا خلاف واقع ہونا
ہے نہ پردہ شرعی کا۔ اب چونکہ شریف قوم اہل اسلام کی عورات جو خانہ نشینی
کی پابند براہ اعزاز قومی کرائی جاتی ہین اور علاوہ آبرو اور عزت کے صدہا
فوائد اُنکو اِس سے حاصل ہو رہے ہین اور کوئی عیب نہ کوئی خرابی اسمین
ہے پھر اِسکو ترک کرانے پر کیون نیچرل صاحب زیادہ زور دے رہے
ہین چوتھے شبہہ کا جواب پردہ مین بٹھانے سے پاکدامنی اور عفت
کو عورات براہ ضد اور کد کے چھوڑ دین گی اِسلئے کہ انسان جس بات سے
روکا جاتا ہے اُسکے کرنے پر زیادہ حریص ہوتا ہے یہ بھی آپکی غلط فہمی
ہے اگر ایسا ہو پھر تو کوئی قانون جرائم سے روکنے کا فطرت کو جاری نہ کرنا
چاہئے اور نہ کسی ریفارمر اور مصلح قوم کو بُرائیون سے روکنا عام خلائق
کو لیکچر اور وعظ کے ذریعہ سے جائز ہو اور ہر ایک فعل مین آزاد کر دینا ہی

عین حکمت ہو اور تمام قوانین ملکی اور اخلاقی اور طبّی وغیرہ سب لغو اور خلاف مصلحت ہو جائین ضرور جاہل آدمی کی خاصیت ہے کہ براہ جہالت جس امر سے روکا جاتا ہے اُسکے ترک یا فعل پر حریص ہوتا ہے مگر اصلاح کا قانون اِسی غرض سے ہے کہ اُسکی حرص بیجا کو مٹا دیا جائے علاوہ بران پردہ مین رہنا اِسکی غرض فقط یہی نہین ہے کہ عصمت اور عِفّت قائم ہو بلکہ اعزاز خاندانی اور انتظام خانگی امور کا جو خاص عورات سے متعلق ہے وہ بھی گھر مین رہنے سے مطلوب ہے۔ پھر اگر ایسی بیہودہ کوئی عورت ہے کہ اپنے اعزاز خاندانی کا برباد ہونا اُسکو گوارا ہے اور اپنے خانہ داری کے امور سے بھی اُسکو نفرت ہے اور اپنی ذمّہ داری پرورش عیال وغیرہ سے بھی ناراض ہے اُسکا تو ذکر ہی عبث ہے پہلے اُسکے دماغ کا علاج کرنا چاہئے اور اوسکے حواس کو درست کرنا لازم ہے کہ مجنون ہے یا بالکل بے شعور ہے اُسکا پردہ اور بے پردگی سب برابر ہے (خدا بچائے ایسی عورت سے۔ بلکہ مجھے اِس مقام پر یہہ کہنا لازم ہے کہ جس طرح آدمی براہ جہالت جس امر سے منع کیا جائے اُس پر حریص ہوتا ہے اُسی طرح فطرتی امر عورت اور

مرد کا یہہ بھی ہے کہ اپنی آبرو اور عزت بڑھانے کی جو بات ہے اُسکا
بھی حریص ہوتا ہے اور خاص کر عورات کی فطرت نے ایسی خلقت
بنائی ہے کہ اپنے خاص کام خانہ داری پر براہ فطرت ہمیشہ آمادہ اور
راغب رہتے ہین۔ پھر چونکہ روزانہ کوچہ گردی اور سر بازار پھرنا اونکی
عزت اور آبروے خاندانی کے خلاف ہے اور اُنکے خاص امور
خانہ داری مین مخل ہے لہذا اونکو بازار مین پھرنے پر مجبور کرنا یا ہوا
خوری اُنسے کرانی یہی امر اُنکے خلاف طبع ہوگا گھر مین بیٹھنا کبھی اُنکو
ناگوار نہوگا پانچوین شبہہ کا جواب بدون صدور جرم کے سزا دہی
توجب ہوتی کہ اُنکے خانہ نشینی سے اُنکی بےحرمتی خواہ کسی قسم کی ایذا
اُنکو دیجاتی یا ضروری اوقات مین جب اونکو گھر سے باہر جانا ضرور ہے
اُن اوقات مین بھی اُنکی بیوجہ روک ٹوک مثل قیدیان جیل کے
کیجاتی یا اینکہ بدگمانی بیجا اُنکی نسبت ہمکو ہو کر اس پابندی کا التزام
اُنسے کرایا جاتا۔ پھر جب گھر مین رہنا اور پردہ اعزازی کرنا یہی اُنکی
فطرتی خواہش ہے اور انتظام خانگی کا خانہ نشینی سے بخوبی سرانجام
پانا یہہ سب امور حسب خواہ اُنکے ہین اور پردہ مقصود یعنی نامحرم کے

دیکھنے اور دکھانے سے بچنا ہی اسی طریقہ سے انجام پاتا ہے اور جو ایذا
اور گزند بازار اور مجمع مین جاکر نامحرم کیطرف انکو دیکھنے سے روکنے
مین ہوتا ہے وہ ایسی جگہہ جہان نامحرم نہین ہے بلا کلفت اونکو میسر
ہوتا ہے اب اُسکو قید اور جیل خانہ سے تشبیہہ دینی بجز فریب دہی کے
اور کیا سمجہا جائے **باز آمدیم بر سر مطلب** اب پھر از سر نو تقریر کہین
شروع کرتا ہون اور کہتا ہون یہہ جو کچھ لکھا گیا سب محض فطرت اور
طبیعت کے نظر سے تھا اور اب چونکہ براہ فطرت یہہ بات معلوم ہوچکی
کہ عورات کا خانہ نشین ہونا انتظام خانہ داری اور پرورش اولاد
کے واسطے ضرور ہے اور یہہ کام مردون سے نہین ممکن ہے لہذا
ہمکو ضرور ہوا کہ اپنی اولاد دختری کی خوگری ابتداء عمر سے اور اُنکی
تعلیم بھی ویسے ہی کرین جو اُنکے منصب خانہ داری کے لائق ہے
اب عادت جسکو حکیم طبیعت ثانیہ کہتے ہین اُنکی ابتداء عمر سے جب
خانہ نشینی کی ڈالی گئی اور گھر مین پردہ سے رہنے کی وہ عادی اور
خوگر ہوگئین اور جب سے اُنکو ہوش ہوا گھر مین رہنا اور پردہ کرنا
خانگی امورات مین ہردم مصروف رہنا یہی کرتے کرتے دل اور دماغ

عقل اور خیال اعضائی بدنی سب اُنکے مشتاق ہو گئے آپکو بھی
ہمیشہ خانہ نشین دیکھا اور اپنے ماں بہن خالہ پھوپھی بلکہ تمام کنبہ
اور برادری کی معزز عورتوں کو بھی پابند اِسی کا پایا اب تو عقل صریح
یہی حکم کرتی ہے کہ خانہ نشینی بالفرض اگر براہ فطرت ناگوار بھی ہو مگر
عادت نے دوسری طبیعت پیدا کر دی اب اُنکو ہرگز ناگوار نہو گی بلکہ
اُسکے خلاف بازار مین پھرنا شاہ راہ پر بے حجاب چلنا بلکہ ستر پردہ
کے آڑ مین بھی چلنا ناگوار ہوگا اور ترک عادت سے جو خرابیان بنظر
قواعد حفظ صحت کے پیدا ہوتی ہین اُنمین بے پردگی اور ہوا خوری
سے پیدا ہون گی اور جسطرح مردون کو خانہ نشینی گویا قید اور جیل خانہ
کی ایذا دیتی ہے اُنکو بے حجابی اور سیر سپاٹہ ویسا ہی ناگوار ہوگا۔ اب
اگر آپکا جی چاہے تو ایسی عورات جنکی تعلیم اور تربیت اِسی طور کی ہوئی
ہے اُنکی باہمی گفتگو کو کسی ذریعہ سے سنئے اور جو دُختر اُنکے زیر تعلیم
رہتی ہے اور کوئی حرکت جس سے بے باکی اور پردہ دری کی بُو بھی
آتی ہے اُس پر اُن مخدرات کی توبیخ اور تنبیہ کو دیکھئے اور پوچھ لیجئے
اُن میمون سے جو تعلیم نسوان کی غرض سے مشن کی ملازم پھر رہی ہین کہ جب

وہ ہماری معزز اور مہذّب عورات کو بہکاتی ہین کہ تمکو تمہارے مردون نے قیدی بنایا ہے دائم الحبس کر رکھا ہے گہر مین گہٹ گہٹ کر مری جاتی ہو اسکا جواب کیسا عمدہ اونکو یہہ پردہ نشین عورات دیتی ہین کہ پہر اُنکو بجز ندامت کے اور اپنا سا منہ لئے ہوئے چلے جانے کے اور کچھ نہین سوجہتا ہے۔ اور یہہ تقریر ہم نے فقط اسی غرض سے کی ہے کہ جب ہماری عورات کو خوگری اور عادت خانہ نشینی کی ہوجاتی ہے پہر اُنپر گہر مین رہنا ہرگز جبر نہین وَالعَادَۃُ طبیعَۃٌ ثَانِیَۃٌ عادت بھی ایک دوسری طبیعت پیدا کردیتی ہے۔ بعض فلاسفر تو اِسی کے قائل ہین کہ جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے سب عادت ہی سے ہوتا ہے اور دراصل کچھ نہین ہے میٹھا کڑوا مزہ دار بدمزہ سخت اور نرم خوشبو بدبو سب کا مدار عادت پر ہے۔ ہمکو اِس قول سے اتفاق نہین ہے کہ وجود اشیا کے منکر ہوجائین۔ ہان عادت سے ضرور تغیر آثار اور افعال مین پیدا ہوتا ہے اِسکا اِنکار کوئی نہین کرسکتا ہے اب ہمکو یہی ثابت کرنا باقی رہا کہ ہماری عورات کو جو خانہ نشینی کی عادت ڈالی جاتی ہے یہہ عادت خراب اور نامناسب ہے یا عمدہ اخلاق

کسیقدر اسکی خوبی اجمالاً توہم نے اوپر کے
اور ضروری امور سے ہے
بیانات مین لکھدی ہے اب ہم وہ دلیل بجنسہ باضافہ مویدات لکھین
جسکو مصنف رسالہ حمیدیہ نے لکھا ہے جس سے اُنکا دلی منشا یہ ہے
کہ ہمارے قرآن مجید مین (جسکی تعلیم اخلاق کی عمدگی پر بڑے بڑے حکما اور
علماے یوروپین منصف مزاج بھی متفق ہین) خدا نے ارشاد فرمایا
ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ الایہ یعنی مردون کو فطرت نے
عورتون پر صاحب اختیار پیدا کیا ہے کہ اُنکے نان و نفقہ کی کسب
معیشت کرکے خبر گیری کرتے ہین۔ اب دیکھو کہ ہماری بسر بروز ندگی
کے سب کام دو قسم کے ہین کچھ تو بلکہ بہت کچھ گھر سے باہر کرنے کے لائق
ہین اور بدون باہر نکلے اور بلکہ سفرہاے دور دراز کرنے کے اور
شدائد اور آلام سفر اُٹھانے کے اور بدون سخت ایذا ہاے روحانی
اور جسمانی اُٹھانے کے اُنکا سرانجام دشوار ہے اِنھین کامون کے سبب
سے ہمکو اچھے بُرے چور چکار لُچے شہدے بدمزاج تندخو بدزبان
قسی القلب بدلحاظ بے شرم وحیا سے بھی صحبت کرنی پڑتی ہے اور بڑے
بڑے ہولناک اور پرخطر جان جوکھم امور کا سامنا ہوتا ہے جسکی برداشت

کبھی تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ نہایت شیر دل قوی مزاج مرد کو بھی دشوار
ہوتی ہے چہ جائیکہ ضعیف الخلقت نازک مزاج عورات اور بہت سے
ایسے امور ہین جن مین عقل کامل اور قوت دماغی پورے خرچ کرنے
پڑتی ہی جو عورات مین اصول علم فیسولوجی اور فرنیالوجی کے
روسے بہ نسبت مردون کے بہت کم ہے۔ اور بہت سے امور ہمارے
بسر برد معاشرت کے ایسے ہین کہ خانہ نشینی سے پورے ہوتے ہین اور
ظاہر ہے کہ اپنا گھر وہی ہے جس مین ہمکو ہر طرح کے امن و آمان راحت
اور آرام ہو اور سوائے امور اتفاقی اور ناگہانی کے کسی طرح کا خوف
اور خرخشہ نہو۔ لہذا حکمت الٰہی اسی کی مقتضی ہوئی کہ مرد چونکہ درشت
اور طاقت ور بنظر اعضائے جسمانی و قوای نفسانی پیدا ہوئے ہین
اونکو سخت کام سپرد کیا جائے اور فکر تحصیل معاش کا بار انھین پر ڈالا
جائے اور خانگی امور کا بندوبست عورات کرین لہذا اُنکو خانہ نشینی کی
ضرورت ہوئی۔ ایضاً پرورش اطفال اور اونکی نگرانی تا زمانہ صغرسنی
جسکو حضانت کہتے ہین وہ بھی عورتون سے متعلق ہوئی پسری اولاد
کی تو چند سال اور دختری کی اُنسے زیادہ اِس دلیل سے عورات کا پابند

خانہ نشینی کا ہونا اکثر اوقات کا ثابت ہو گیا بخوبی ظاہر ہے کہ صحبت
ہم جنس اور ناجنس کا اثر اچھا یا بُرا یہہ دوسری بات ہے مگر فطرت کا
تقاضا ہے کہ ناجنس کی صحبت ناگوار ہوتی ہے اور ناگواری کی وجہ یہہ ہے
کہ اخلاق ناجنس کے مغائر اخلاق ہم جنس سے ہوتی ہین اور یہی سبب
ہے کہ ہم اپنے لڑکون کو سوائے اوقات ضروری کے عورات کی صحبت
سے ضرور منع کرتے ہین کہ زنانہ مزاج نہ ہو جائین اور جو اخلاق عورتون
کی جُبن اور بخل (یعنی کفایت تمدّنی) وغیرہ کے ہین وہ لڑکون مین پیدا
ہو کر جن اغراض کیواسطے خلقت مردون کی ہوتی ہے اُنسے الگ
نہو جائین اور کسب معیشت مین جو تحمل آلام کی ضرورت ہے اُس سے
جُدا نہو جائین پھر کیا جو لوگ زنانہ طبع ہو جاتے ہین اُنسے آپکو اُن
امور عظام کی انجام دہی کی امید باقی رہتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین۔
اسیطرح سے لڑکیون کو اگر مردون کی صحبت مین پالا جائے (اگرچہ وہ
سب اُنکے محارم بھی ہون یعنی جن سے اُنکو پردہ کرنا براہ عقل اور شرع
ضرور نہین ہے جیسا کہ ہم باب حرمت نکاح دختر اور خواہر مین بیان
کرینگے) ضرور وہ لڑکیان مردانہ اخلاق سیکھکر اُس مزاج اور طبیعت پر

باقی نہ رہینگے جو خاص عورات کا مزاج ہے اور اُس کام کاج مخصوص بزنان
کا اُنسے بدشواری سرانجام ہوگا اور جب دوسرے گھر جائین گی اور وہان کے
انتظام خانہ داری اِنسے متعلق ہونگے کیسی خرابی اُس گھر کی ہوگی لہذا ہم کو
لازم ہے کہ لڑکون کو مردون کی صحبت سے اور لڑکیون کو عورتون کی صحبت
کا خوگر کرین اور یہہ بات بدون خانہ نشینی کے دشوار ہے **تیسری دلیل**
عورت کو مردون سے جو نسبت ہے خوب معلوم ہے اور جو قوّت فعل اور
انفعال کی دونون مین فطرتی رکھی گئی ہے وہ بھی ظاہر ہے اگر دونو مہذّب
اور پابند اخلاق ہین اُسوقت بہی اور کچھ نہین تو دونو کو یکجائی مین ہر لحظہ
کسقدر ایذا نفس کشی کی ہوتی ہے اور بلاضرورت دونو کی نفس کو ایذا
دینی کونسی عقل اِسکو اچّھا سمجھتی ہے اور یہہ ایسی ایذا ہے کہ ایسی حالت
مین دونو کو اکثر امور مین پابندی عقل اور صحت حواس سے جدا کر دینے
کا خوف ضرور ہے۔ اور اگر دونو غیر مہذّب ہین خواہ ایک مہذّب اور دوسرا
غیر مہذب اب تو پہلی صورت مین ارتکاب فجور کا روکنے والا کون ہے اور
دوسری صورت مین مہذب کو سخت ایذا غیر مہذب کی صحبت سے ہوگی
اور کیا عجب ہے کہ اثر صحبت بد غالب آجاے اور اثر صحبت نیک مغلوب

ہو جائے لہذا عورتون کو مردون سے بلا ضرورت ہم صحبت ہونا اور نیز
مردون کو عورتون سے ہم جلسہ ہونا تینون صورتون مین براہ عقل ناروا
ہوا اور یہہ بات عورتون کو خانہ نشینی سے باسانی انجام پاتی ہے اسی
سبب سے ہماری شریعت نے سوائے اوقات ضروری کے دونو کو باہم
شیر و شکر اور خاص کر نامحرم عورات کے مجمع مین مردون کا آنا جانا حرام کر دیا ہے
نہ او بجے گا بانس نہ بجے گی بانسری اب رہی تعلیم نسوان اُسکا بیان ہم
خاص ایک باب مین لکہین گے۔ یہان پر فقط اسیقدر ہمکو بیان کرنا
ضرور ہے کہ جسقدر تعلیم اخلاق اور صناعت یعنی دستکاری اور نیز علوم
نظریہ کی عورتون کی اُس خاص منصب کی منافی نہو جو فطرت نے اونکو
خانہ داری اور پرورش اولاد وغیرہ کا عطا فرمایا ہے اوسکو نہ عقل روکتی
ہے اور نہ ہماری شریعت منع کرتی ہے بلکہ ضروری اور واجب ہے
ہان اُس سے زیادہ البتہ نہ عقل صحیح تجویز کرتی ہے نہ شریعت اور
اُسکی تفصیل ہم اُسی باب خاص مین بیان کرینگے انشاء اللہ اب
خلاصہ تمام باب ہذا کا یہہ ہوا کہ پردہ سے مراد یہی ہے کہ مرد اور عورت
دونو ناجائز طور سے ایک دوسرے کو نہ دیکہین نہ آواز سنین نہ اور

طرح کی معاشرت باہمی اور میل جول کرین اور خانہ نشینی کی پابندی
عورات کو محض پردہ کی راہ سے نہین ہے - اب ذرا نیچر کا دلچسپ بیان
بھی ہم کرین باب تیسرا نیچر یعنی قانون قدرت کے معنی اور
ابتدائی بحث اُسکے حالات کے اور بیان اقسام قوانین
قدرت اور فطرت آزادی کے معنی اور اُسکے اقسام اور اُسکے مواقع
کو جب ہم لکھ چکے اب دُوسری بات جو ہمارے اطفال کو جدید تعلیم مین
سنائی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ قانون قدرت (لا آف نیچر) نہین بدل
سکتا ہے اور قانون قدرت بقول مسٹر ریڈ صاحب کیا ہے کہ جو صفت
اور جو اثر جس چیز مین ہم تجربہ سے دریافت کرتے ہین مثلاً آگ کا جلانا
برف کی سردی یا روشنی یا نور کے خواص یا سنکھیا کا زہر قاتل ہونا وغیرہ
وغیرہ بس یہی قانون قدرت ہے کبھی بدل نہین سکتا ہے - اب دیکھو
پہلی بات کہ آدمی آزاد ہے اُسکے ذہن نشین ہونے کا تو یہہ نتیجہ ہوتا ہے
کہ بیدھڑک جو جی مین آئے وہی کرو کسی قسم کی پابندی تمکو نہین ہے
اس تعلیم سے تو انجام یعنی مُعاد اور قیامت کا خوف جاتا رہے گا بلکہ
دنیا مین طرز معاشرت کی پُوری خرابی ہوگی اُمید اور بیم سب سے آدمی

آزاد ہوکر ہر ایک فعل قبیح کا مرتکب ہوتا رہے گا چنانچہ اوپر کے ابواب
مین ہم اِسکو لکھہ چکے آب اُسپر طُرَّہ یہہ ہوا کہ نیچر نہین بَدَلتا ہے یعنی جُو
کچھ خواص اور آثار ہم اشیاء موجودہ مین پاتے ہین یہ سب اِنکے ذاتی
خواص اور لوازم سے ہین کسی خالق اور آفریدگار نے یہ آثار اور خواص
اِن مین بنظرِ حکمت اور مصلحت کے نہین سپرد فرمائے ہین بلکہ ہمیشہ اِسی
طرح سے دنیا چلی آئی ہے اور چلی جائے گی اِسی تعلیم سے مبدا یعنی خالق
عالم کا پُورا انکار اِنکے عقیدہ مین راسخ ہوجاتا ہے اور آزادی اور بیباکی
وہ چند بڑھجاتی ہے اور پوری دہریت اور بیدینی سے یہ لوگ متصف
ہوجاتے ہین نہ مبدا کا لحاظ نہ معاد کا خیال دوسرا گروہ نیچر سے یہ مراد لیتا
ہے کہ خالق عالم تو ہے مگر اُسنے انتظام عالم کی نظر سے جو قانون قدرت
(لاآف نیچر) بنایا ہے اُسی قانون پر دنیا کے سب امور چل رہے ہین
اُسکے بدلنے پر اوسکو قدرت نہین ہے مثلاً ہماری آنکھہ مین یہ قوت نیچر
نے دی ہے کہ روشنی مین ہم اشیا کو آنکھون کو کھول کر دیکھہ سکتے ہین
اب تاریکی مین خواہ آنکھہ بند کرکے روشنی مین ہمکو کسی چیز کا نظر آنا ایسی قدرت
دینے پر خالق عالم کو بھی قدرت نہ تھی اور نہ ہے اور نہ ہوگی اور جب تک

یہ دنیا قایم ہے یہہ قانون آلہی (لا آف نیچر) نہین بدلے گا یہہ لوگ اگرچہ
بظاہر قدرت خدا کے قایل ہین مگر یہہ قول اُنکا محض فریب دہی کے راہ
سے ہے اِسلئے کہ اگر خالق عالم کو قدرت پیدا کرنی کی ہے اور اپنے اختیار
سے اور اپنی حکمت سے قانون قدرت بنایا ہے پھر اُسکا بدل دنیا کیون
اوسکی قدرت سے باہر ہوگا اور یہہ بات تو کسی کے عقل مین نہین آسکتی ہے
کہ اپنے مخلوق پر خالق کو بعد پیدا کرنے کے کچھ قدرت باقی نرہے ان لوگون
نے اپنے اوپر قیاس کر کے خدا کو بھی ایسا ہی مجبور تجویز کیا ہے۔ مثلاً ہمارے
بعض افعال اِسی قسم کے ہوتے ہین کہ اُنکے کرنے کے بعد ہم اُنکو بدل نہین
سکتے فرض کرو ہم نے ایک ڈھیلا اتنے زور سے پھینکا کہ پچاس قدم پر گرے
پس بعد پھینکنے کے ہم اُسکو رُوک نہین سکتے اور بعض افعال ہمارے
ایسے ہین کہ ہم اُنکو بعد کرنے کے بھی ناتمام رکھہ سکتے ہین خواہ بگاڑ سکتے
ہین جیسے اکثر مصنوعی چیزین پس جو لوگ خدا کو بعد ایجاد آثار اور اوصاف
اشیاء کے قادر اُنکے بدلنے پر نہین کہتے اُنھون نے ہماری ناقص
قدرت سے بھی خدا کی قدرت کو ناقص قرار دیا ہے ایسے مجبور اور بے
اختیار خدا کو خدائی کب زیبا ہے اور قدیم فلسفہ مین ایسے فاعل کو فاعل

بالایجاب کہتے ہین جیسے آگ جلانے مین کہ اوسکو یہہ قدرت نہین ہے
کہ نہ جلائے اِسیطرح تلوار کاٹنے مین اور لاکھون اشیاء عالم تیسرا گروہ
اور ہے وہ یہہ کہتے ہین کہ خداکو اختیار تبدیل قانون قدرت ضرور
ہے مگر یہہ قانون جسپر کارخانۂ عالم چل رہا ہے اِسی کا خدانے اپنے کو
پابند کرلیا ہے لہذا یہہ قانون الٰہی (لاآف نیچر) نہین بدل سکتا ہے
اور پابندی خدا کی دلیل یہہ بیان کرتے ہین کہ حکیم مطلق کے کارخانہ
مین ہم پورا انتظام پاتے ہین اور انتظام بدون پابندی قواعد اور
استحکام آثار اور خواص اشیا کے ہو نہین سکتا عالم موجودات بچون
کا گھروندا نہین ہے کہ آج بنایا اور کل بگاڑ دیا اگر ایسا ہو کسی بات اور
کسی کام کے کرنے پر ہمکو اطمینان باقی نہ رہے ہم صریح دیکھتے ہین کہ جب
گیہون کی کاشت کرین گے اور پورے قواعد زراعت کا برتاؤ علم فلاحت
سے کرین گے اگر پیدا ہوگا تو گیہون پیدا ہوگا چنہ اور باجرہ گیہون سے
پیدا نہو گا اور اگر ایسا نہو تو بڑی خرابی ہمارے امور دنیوی مین پڑجا ے
اور اطمینان کامل جو ہمکو اپنے کار ہائے دنیوی مین ہو رہا ہے جسکے
بھروسہ پر ہم کام کاج کرتے ہین سب درہم برہم ہوجائے لہذا نیچر بدل

نہین سکتا ہے مراۃ الحکما مین یہی تقریر مع شے زائد لکھی ہے اور
کارخانہ الٰہی کے مستقل ہونے کا اسی پر دارومدار کیا ہے۔ مین کہتا ہون
کہ کارخانہ الٰہی کا مستقل ہونا اسکا انکار جو شخص کہ خدا پر ایمان لایا ہے
ہرگز نہین کریگا۔ مگر استقلال اور استحکام قواعد الٰہی اسیوجہ سے ہے کہ
وہ حکیم مطلق ہے اور پختگی اور سنجیدگی فعل حکیم مین نہوگی پھر کس کے
فعل مین ہوگی اور ساتھہ ہی اُسکے جب ہم اُسکو حکیم بھی کہتے ہین اور
قادر مطلق اور فاعل بالاختیار بھی جانتے ہین اور جسقدر قانون الٰہی
جاری ہے اور جو ربط ایک شے کو دوسرے شے سے ہے اُسکی اصلی
علت کو ہم نہین سمجھ سکتے اور تمام فلاسفر قدیم اور جدید کا بھی اقرار ہے
کہ نہ اصلی ماہیّت کسی شے کی ہم نے سمجھی ہے اور نہ ربط حقیقی جو تمامی
اشیا مین ہے ہمکو معلوم ہے مثلاً ہم خواہ کوئی بڑا فلسفی نہین تبلا سکتا
ہے کہ آگ سے جو کام ہوتا ہے پانی سے وہ کیون نہین ہوتا پھر ہمکو
اسکا دعویٰ کرنا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور خلاف اسکے نہوگا کیونکر درست
ہوسکتا ہے۔ بہت بڑا جواب اسکا یہ لوگ یون دیتے ہین کہ جب ہمیشہ
بارود کو آگ جلاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مرضی الٰہی یہی ہے کہ بارود سے

ہمیشہ یہہ فعل ہوتا رہے جب مرضی الٰہی پر بنا ہوئی پھر اگر کسی وقت کسی حکمت اور کسی مصلحت خاص سے مرضی الٰہی یہہ ہو کہ بارود سے آگ بجھ جائے جیسے پانی سے بجھتی ہے ہم کون ہین جو اُسکے مرضی کو روکین گے اگر آپ کو یہہ یہہ شبہہ پیدا ہو کہ مرضی الٰہی کا بدلنا کس حکمت سے ہم خیال کرین یہ تو ایسی بات ہے کہ ہرگز کوئی عاقل اِسکو نہ کہے گا مصالح الٰہیہ کا بدلنا ہزارون واقعات عالم سے ہمیشہ مشاہدہ مین آرہا ہے بلکہ تغیرات عالم اور تجدد حوادث ایسی بدیہی بات ہے کہ دہریہ اور منکرین خدا اور نیز خدا پرست سب اِسکو مشاہدہ کر رہے ہین وہی انسان جسمین آج ہم بھی داخل ہین پہلے پہل جب زمین سے مثل اور حیوانات کے پیدا ہوا تھا مثل چوہے اور نیولے اور دیگر حشرات کے خودرو پیدا ہوا تھا اور بقول ابیقور حکیم بڑا زوردار قد آور تھا اور بدن پر آدمی کے سخت بال ایسے ہوتے تھے جیسے سُور کے بدن پر ہوتے ہین کپڑا پہننا اور بدن کا چھپانا اِسکا شعار نہ تھا زمین پر جہان چاہتا تھا سُو رہتا تھا مان باپ بھائی چچا ماموں پھوپھا کوئی رشتہ دار پدری اور مادری نرکھتا تھا جیسے اور جنگلی وحوش بن مانس ہوتے ہین آدمی بھی اُسی قسم مین تھا بولنا باتین کرنی کچھ اس مین نہ تھین انگلیون کے اشارہ سے

باہم گفت وشنید کرتا تہا عقل اور ادراک سے اسکو کچھ علاقہ نہ تہا مین کہتا ہون یا وہی انسان اب ہے کہ حکیم ابیقور ایسے آدمی اُس مین پیدا ہوئے جو اشرف المخلوقات مین شمار کئے جاتے ہین ؎

پشت دوتائی فلک راست شد از خورمی	تا چو تو فرزند زاد مادر ایّام را

علم جی اک ناسی کے زیادہ تحقیقات سے غرض یہی ہے کہ دہریونکا مذہب ثابت ہوجائے اور خالق عالم کا انکار پورا پورا کرنے پر دلایل واہیہ قایم ہوتے جائین الغرض مصلحت الٰہی یا مصلحت دہری اور نظام عالم کے مصالح کا بدلنا ایسا امر نہین ہے جسکے اثبات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہو نیچر کا بیان فلسفہ مذہبی کے اصول پر ہم لوگ پابند مذہب آسمانی بھی اصول تصفیہ سے جو حکم کلّی پیدا ہوتا ہے اُس پر مدار اپنی کارروائی کا کرتے ہین اور ہم یہہ بھی خوب سمجھتے ہین کہ عادت حکیم مطلق تعالیٰ شانہ کی ہمارے بسر بُردکی نظر سے یون ہین جاری ہوئی ہے کہ سبب ظاہری کے ہونے سے کوئی مُسبّب غالباً پیدا ہوجاتا ہے اور اگر عادت الٰہی اسطرح جاری نہو دنیا اور دین دُونو کے کامون مین حرج عظیم پیدا ہو اور کوئی کام چل ہی نہ سکے اور اسیوجہ سے اس عالم کو ہم عالم اسباب عادی کہتے ہین مگر ہمارے اور نیچرل دہریہ کے

عقاید مین فرق چند وجوہ سے ہے جسکو اِسی باب مین ہم سمجہنا چاہتے ہین۔
دہریہ اور فلاسفہ مادئین کا عقیدہ یہہ ہے کہ یہ انتظام عالم جیساکہ ہے خود
اِسی عالم کا تقاضا ہے اور جو چیز عالم مین جس اثر اور صفت پر ہے اُسکا ذاتی
خاصہ یہی ہے مثلاً برف کی سردی ایک ذاتی صفت ہے اور ہمکو تجربہ سے
معلوم ہوا کہ پانی کے مسامات مین ہوا گرم اگر نہ بہری ہو جم کر برف ہو جائے
اِسی قاعدہ پر بنا کرکے ہم نے وہ کل بنائی جس مین سلفیورک ایسڈ خواہ اور
کوئی ترش تیزاب پیالہ مین رکھدیا اور ایر پمپ کے ذریعہ سے پانی جو بوتل
مین بہرا ہے اُسکی ہوا نکالے تب پانی جم کر برف ہوگیا آگ کی گرمی آفتاب
کی روشنی دہاتون کا انطراق یعنی چوٹ کہا کر بڑہنا وغیرہ وغیرہ یہہ سب
خواص ہر ایک شے نے اپنی ذاتی لیاقت اور استعداد سے پائے ہین
کوئی مدبّر صانع حکیم ایسا نہین ہے جس نے یہ خواص ان اشیا مین رکہدئے
ہون اور جب ذاتی خواہش سے یہ اوصاف موجودات عالم مین پائے
جاتے ہین پہر ہرگز بدل نہین سکتے اور نہ ان اشیا سے وہ صفات جُدا ہو سکتے
ہین اور اگر یہہ خواص بدلنے کے قابل ہون پہر ہمکو اعتماد بقا اوٹھ جائے
اور جس امید پر ہم کارہائے دنیوی کرتے ہین وہ موہوم ہو کر ہرگز ہمکو بشرط

پابندی عقل ایسے کام کرنے پرجسارت نہو ہم ریل گاڑی کے انجن مین اسٹیم
جس حساب سے بہرتے ہین مثلاً ایک آونس پانی کا بخار ایک پونڈ وزن
کو ایک فٹ اوٹھانے کا مینچر ہمکو دریافت ہوا ہے اُسی حساب سے ہم وزن
گاڑی کا فرض کر کے طاقت اسٹیم کی دیتے ہین اور جسقدر پیمانہ کام کے ہم
تجویز کرتے ہین ہمیشہ اُسی حساب سے ہمارا پورا کام ہوتا ہے اگر یہہ نیچر محل
اعتماد نہو کوئی انجن ڈرایور ریلوے کام نہ کرسکے اِسی طرح جملہ خواص اور آثار
اور صفات جو اشیاء عالم مین ہین سب اُن کی ذاتی لیاقت سے ہین
یہ لوگ موٹی مثالون سے اِس مسئلہ کو عوام کے ذہن نشین کردیتے ہین اور
فلاسفہ قدیم نے دقیق طرز سے اِسکو یون بیان کیا تھا کہ امکان ممکنات کا
وصف ذاتی ہے کسی خالق نے یہ صفت اُس مین نہین دی ہے بلکہ اگر
قدرت کسی خالق کی کسی کے پیدا کرنے سے متعلق ہوتی ہے تو وہی چیز ہے
جسکا پیدا ہونا فی حد ذاتہ ممکن ہے پھر چونکہ مجھے اِس کتاب مین قدیم طریقہ
فلسفہ سے بحث کرنی مناسب نہین ہے لہذا مین سہولت کے خیال سے
اِسیقدر کہتا ہون کہ ہم لوگ خداپرست کا یہ عقیدہ ہے کہ محال اور ممکنات
کو شناخت کرنا یہہ بھی ہمکو اُسی خدا کے عقل دینے سے نصیب ہوا ہے

ہان کچھ ایسے بھی محالات ہین جنسے قدرت خدا کی متعلق نہین ہوتی جب
ایک حکیم اور عاقل آدمی ایسی چیزون کے بنانے کے درپے نہین ہوتا
جسکو اُسکی عقل خداداد محال سمجھ چکی ہو مثلاً آدمی کوئی شکل مثلث قایم الزاویہ
ایسی نہین بناتا ہے جسکے وتر کا مربع دونو ضلعون کے مُربع سے بڑا یا
چھوٹا ہو پھر خدائے حکیم جسکی حکمت کاملہ سب حُکما کی حکمت سے بالاتر اور
بےحدو پایان ہے وہ ایسی لغو اور ناممکن شے کو کیون بنائیگا اب ہم
بھی فلاسفہ سے اتفاق کرکے اقرار کرتے ہین کہ ہان صاحب جو چیز خدا
نے پیدا کی ہے وہ ضرور ممکن ہے اور ہمیشہ ممکن رہے گی موجود ہو خواہ
موجود ہو کر فنا ہی ہوجائے مگر وہ ممکن ہے نہ اُسکا معدُوم ہونا قبل
از وجود کے اُسکے موجُود ہونے کو روک سکتا تھا اور نہ اوسکا موجود ہونا
پھر اُسکے فنا ہونے کو اور نہ فنا ہو کر دوبارہ پھر موجود ہونے کو رُوکتا ہے
اَب رہی یہ بات کہ جو صفت کسی موجود مین ہے وہ اُسکی ذات کی خواہش
سے ہے اسمین ہمارے اور فلاسفہ کے البتہ اختلاف رائے ہے اسلئے کہ ہم
صفات موجُودات کو ضروری اور غیر ضروری کہتے ہین ضروری صفت البتہ
کسی شے کی اُس سے جدا نہین ہو سکتی فرض کرو ایک بکری ہے اب

اُسمین ایک صفت جسمیت کی ہے یعنی طول عرض اور حجم اب اِس سے
تو کوئی بکری خالی نہین ہے یہہ صفت ضروری ہے دوسری صفت مثلاً
دو سینگ داہنے بائین ہونی یہہ صفت ضروری نہین بلکہ ہوسکتا ہے
کہ جس طرح گینڈے کے ایک سنگ بیچ پیشانی پر ہوتا ہے بکری کے بھی
ہو نیچرل صاحب اسکو بھی محال کہتے ہین اسلیئے کہ اونھون نے ہزارہا
بکریون کو دیکھکر اور تجربہ کرکے قانون قدرت (لا آف نیچر) یہی قرار
دیا ہے کہ بکری کے بیچ مین پیشانی کے سنگ نہین ہوتا ہم کہتے ہین
ہرگز محال نہین ہے اور کوئی دلیل عقلی اِس پر قائم نہین کہ بکری کے
بیچ پیشانی پر سینگ نہ ہو۔ ثبوت مین اِس دعوےٰ کے ہم ایک تاریخی واقعہ
کا ذکر کرین حکیم انکسغوراس (جو ۴۲۸ برس قبل حضرت عیسےٰ ع کے گذرا ہے)
ایک روز مکتب بتیر قلیس مین بیٹھا تھا ایک بکری اُسوقت ایسی لائی
گئی جسکے بیچ پیشانی پر ایک سینگہ تھا ملیون منجم کہنے لگا کہ گروہ اثینین
مین جو پھوٹ پڑکے دو فرقہ ہو گئے ہین یہہ دو سینگہ کا ایک ہوجانا بشارت
دیتا ہے کہ دونو گروہ مین میل اور ملاپ ہوجائے گا اور جھگڑا لڑائی مٹ
جائیگی انکسغوراس حکیم نے بقاعدۂ علم فیسولوجی حکم لگایا کہ یہ ایک

امر خلقی اور قدرتی ہے اس سے کسی امر نیک اور بد پر شگون اور بدشگونی
نہ لینی چاہئے اور سبب طبعی اسکا بقاعدہ علم تشریح یہہ ہے کہ اس بکری کا
بھیجا یعنی مغز سر اِتنا زیادہ نہ تھا کہ ساری جمجمۃ الراس (کھوپری) کو جو بشکل
بیضہ کے ہوتی ہے بھر کر اُن دونو کنارون پر کھوپری کے پہونچتا جہان پر
سینگھہ نکلتے ہین چنانچہ اُس بکری کی تشریح دماغی سامنے اُسی جماعت
حضار کے کی گئی وہی بات ٹہری جو انکسغوراس نے کہی تہی مگر باوجود
صحت تجویز حکیم مذکور کے پھر بھی جو فال نیک منجم نے دی تہی وہ بھی پوری
ہوئی اور منجم کا قول حکیم کی دلیل سے باطل نہو سکا یہی غلطی حکمائے ظاہری
کی ہے کہ خواص غیر طبعی سے محض بے دلیل کی انکار کرتے ہین اور بعد ظہور
اثر ندامت اوٹھاتے ہین اخر چند روز کے بعد فرقہ توفودیدس نے شکست
پائی اور سلطنت بیرقلیس کی قائم ہوگئی اور ایک ہی گروہ ہوگیا ہمکو
اِس حکایت کے بیان کرنے مین اسکا ثبوت منظور ہے کہ بکری کے دو سینگھہ
دونو طرف ہوئی ایسی ضروری بات نہین ہے کہ اُسکی ذات کا تقاضا
ہو اسلئے کہ اگر یہ وصف ذاتی ضروری ہوتا تو وہ بکری گینڈا بنجاتی لہذا
ہم اسکو قانون الٰہی (لا آف نیچر) نہین کہتے ہین اور ہمکو عقیدہ ہے کہ

خالق تعالیٰ شانہ کو اختیار ہے چاہے بکری کی پیشانی پر ایک سینگھہ پیدا
کردے خواہ بے سینگھہ کی بکری پیدا کرے یہہ بھی اسی جگھہ سمجھہ لینا ضرور
ہے کہ یہ سبب بھیجے کے مقدار کم ہونے کا جو حکیم انکسغور اس نے
تجویز کیا ہے محض لغو اور غلط ہے اسلئے کہ اگر بھیجے کی کمی بیشی سینگہ کی
خلقت مین سبب ضروری ہوتی ضرور ہوتا کہ جس بکری کے ایک بھی
سینگہ نہو اُسکے مغز سر ذرا بھی نہو حالانکہ سیکڑون بکریان بے سینگہ کی
ہوتی ہین اور بھیجا اُنکے پورے مقدار پر ہوتا ہے۔ اب ہمکو اپنے خدا
کی قدرت اور اختیار ثابت کرنے کی غرض سے اور اِس حکیم کے قول کا
بطلان ظاہر کرنے کی نظر سے اِسی جگھہ ایک آسان تقریر کرنی ضرور ہے
جسکے سمجھنے کے بعد ہر ایک قانون فطرت (لا آف نیچر) کی حقیقت معلوم
ہوجائے گی۔ بکرے کے سینگہ بنجانے کی لیاقت ذاتی اگر تمام مغز سر یعنی
سارے بھیجے مین ہے پھر تو لازم ہے کہ سارے بھیجے کے سینگہ بنجائین
یا مغز سر کے کسی حصہ یعنی کسی جُز مین ہے پس جس جگھ خود بخود وہ حصہ
بھیجے کا ہوگا وہی جگھہ سینگہ پیدا ہوگا اگر ایسا ہوتا تو بکری کے تمام سر
مین کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی داہنے کبھی بائین سینگہ نکلا کرتے یہ بھی نہین ہے

یا سر کے تمام کھوپری اور ہڈی مین یہ قوت ہے کہ بھیجے سے سینگھ بنا لیتی ہے
یہ بھی غلط ہے ورنہ تمام کھوپری پر سینگھ پیدا ہوتے یا فقط دونو کنارے
داہنے بائین کھوپری کے اُن مین بھیجے سے دونو سینگھ بنانے کی قوت
ہے اور کسی حصہ مین کھوپری کے یہ قوت نہین ہے جیسے تھن مین خون کو
دودھ بنانے کی قوت ہے یہہ بھی غلط ہے ورنہ بیچ پیشانی پر سینگھ کیونکر
نکلتا جیسا کہ اِس مثال مین گذرا ہے یا کھوپری کے دونو کنارہ پر بھی
ہے اور بیچ پیشانی پر بھی یہ قوت ہے اگر بھیجا پورا اور دونو طرف پہونچ
گیا ہے دونو سینگھ پیدا ہونگی اور بیچ مین بھی ایک سینگھ نکلیگا اور اگر
مادہ فقط داہنے طرف پہونچا بائین طرف سینگھ نہوگا بیچ مین اور داہنی
طرف ہوگا ہوگا یا بائین طرف بھیجا پہونچا ہے جب بھی دو سینگھ ایک
بائین طرف اور ایک بیچ مین ہوگا یہ بھی غلط ہے اور تجربہ اور مشاہدہ
سے مخالف ہے۔ اب ناچار ہمکو یہی ماننا پڑیگا کہ نہ تو ذاتی لیاقت
کل یا جز بھیجے مین سینگھ بنجانے کی ہے اور نہ کھوپری کے تمام اجزا مین
ذاتی قدرت سینگھ بنانے کی ہے نہ کمی بیشی مادہ مغز سر پر موقوف ہے بلکہ یہ
لیاقت دینے والا کوئی اور حکیم فاعل مختار ہے جس حصہ مغز سر کو اور جسجگہہ

استخوان سر کو چاہے سینگہ اُسی جزء مغز سر سے پیدا کردے۔ اور اگرچہ عادت اُس قادر مطلق نے دونو طرف سینگہا پیدا کرنے کی رکھی ہے مگر کبھی بنظر ثابت کرنے اپنے اختیار کے بیچ مین بہی سینگہ پیدا کردیتا ہے اور یہی ہمارا خدا ہے جو پابند نیچر کا نہین ہے اسیطرح جسقدر خواص کیمیائی اور کہربائی اور آثار برقی ہین سب کا ہونا اور نہ ہونا باختیار قادر مختار ہے **دوسری مثال** اِس سے بڑھ کر لیجیے تمام فلاسفہ طبعیین کا عقیدہ ہے کہ پتہر مین چونکہ مادّہ ارضی غالب ہے لہذا اُس کی پیدایش زمین ہی پر ہوتی ہے زمین سے اوپر مثلاً کرہ قمر پر خواہ آفتاب پر پتّہر پیدا نہین ہوسکتا۔ اور یہ ایسا قانون فطرت ہے جسکو سب فلاسفہ ضروری خیال کررہے ہین **انکسغوراس** کو البتہ خبط ہوا تھا کہ ایک روز آسمان سے پتہر گرتے ہوئے دیکھکر اسکو عقیدہ ہوگیا تھا کہ آسمان کی ساخت پتہر سے ہے۔ ایک روز کا عجب سانحہ لکھا ہے **انکسغوراس** نے پیشین گوئی کی کہ فلان روز آفتاب سے ایک پتہر زمین پر گریگا چنانچہ وہی ہوا کہ پتہر قریب نہر **اوغوس** کے آفتاب پر سے گرا ہمکو فلاسفہ طبعیین سے جو آسمان سے پتہر گرنے کا انکار کرتے ہین فقط یہی پوچھنا ہے کہ اِسکے محال ہونے پر کونسی دلیل تم نے قایم کی ہے سوائے اِسکے کہ مادّہ ارضی زمین ہی مین ہے جب

تمہارے عقیدہ مین یہ ثابت ہے کہ پہلے ایک بسیط مادّہ ایتھر سے سدیم
بنا پھر اُس سے آفتاب اور آفتاب سے اور سیّارہ نکلے زمین بھی اوسی
آفتاب سے نکلی ہے جب زمین بھی آفتاب سے نکلی ہے پھر پتھر کا آفتاب سے
نکلنا کیون محال ہوگا ؎

تو کار زمین را نکو ساختے	کہ بر آسمان نیز پرداختے

زمین ہی کے موجودات کی اصلیت سے آپکو کیا واقفیت ہے کہ آپ
ہرشل کی دُوربین لگا کر آسمان کے موجودات کی تحقیق کر رہے ہین دُوسری
بات یہہ ہے کہ آپ لوگ کشش ارضی کا قانون قدرت اپنے تجربہ سے یہ
بیان کرتے ہین کہ جو چیز اوپر سے زمین پر گرتی ہے جہانتک سطح جہان
کی ہوا ہے پہلے ثانیہ (سکنڈ) مین سولہ فیٹ سے کچھ زیادہ اوترتی ہے اور
پھر فی ثانیہ ۳۲ فیٹ اِسکے رفتار مین سرعت ہوتی ہے اور یہی قانون
الٰہی (لا آف نیچر) آپ نے گرنیوالی اشیا کا تجویز کیا ہے۔ یہ قاعدہ سطح جہان
کی ہوا مین جسکی لطافت اور کثافت دریافت کرکے تخمینی وزن جسقدر تم کو
معلوم ہوا ہے البتہ اگر درست پایا جائے تو شاید ہو سکتا ہے اور جہان
سے یہ ہوا نہین ہے اور آسمانی ہوا جو بقول فیثاغورس وغیرہ فلاسفہ

کی نہایت لطیف ہے اور جسقدر قریب آفتاب فرض کرو لطیف ہوتی جاتی
ہے پس تمام بُعد میں جو آفتاب کو زمین سے ہے مثلاً نو کرور میل اُسکی لطافت
اور کثافت تو معلوم نہیں اور حکم لگا دیا کہ آفتاب سے زمین پر گرنے والی شے
پہلے ثانیہ (سکنڈ) میں ہم سو پچاس فیٹ اوترے گی یہہ کونسا قاعدہ ہے
اور یہہ کونسی عقل ہے اِسکے علاوہ تم لوگ سطح جہان کے ہوا کو تشبیہ دُھنی
ہوئی رُوئی کی ڈھیر سے دیتے ہو مثلاً اگر پچاس گز لانبے بورے میں دُھنی ہوئی
رُوئی بھر کے کھڑا کر دیں سب سے نیچے والی رُوئی پر دباو زیادہ ہونے سے اُسکی
پھُولن کم ہوگی اور سب سے اوپر والی روئی زیادہ پھولی ہوگی یہی کیفیت
ہوا کی ہے کہ جسقدر زمین سے قریب ہے زیادہ دبی ہوئی ہے اور کثیف
ہے اور وزن بھی اُسکا زیادہ ہے اور جسقدر زمین سے اونچی ہے متخلخل اور
لطیف ہے اور یہہ قانون فطرت (لاآف نیچر) ہوا کا ہے اور اِسی وجہ سے
پہاڑوں کی بلندی پر ہوا کی لطافت زیادہ ہے یہان پر اتنا اور یاد رہے
کہ جذب مرکزی زمین کا ہوا پر اثر ہے جس سے وزن پیدا ہوتا ہے پھر تو
آفتاب مرکز عالم کیونکر ہوگا بلکہ ہوا اور پانی کا مرکز وہی زمین کا مرکز ہے
اِسکو مفصل آئندہ بیان کرین گے اچھا یہہ تو ہم نے مانا اور یہہ بھی آپکا اور ہمارا

عقیدہ ہے کہ جسقدر ہوای کثیف مین قوت معاوقت یعنی مزاحمت کی زیادہ ہے لطیف مین اوسیقدر کم ہے اور اِسکا ثبوت علاوہ دلیل عقلی کے مشاہدہ سے کرایا جاتا ہے مثلاً اگر کسی کبنج کے نل کی ہوا کو ایر پمپ سے نکال ڈالین اُسمین روپیہ اور کاغذ کا ٹکڑا جو روپیہ کے برابر کترا ہوا ہو دونون برابر گرین گے اِسلئے کہ ہوا جو معاوق یعنی رُوکنے والی سرعت سقوط پرچہ کاغذ کی تھی باقی نہین ہے اب تین قانون فطرت یہان پر ہوئی (۱) جسقدر گرنے والی شے قریب زمین کے آتی ہے جذب مرکزی اوسکو زیادہ کشش کرتا ہے چنانچہ ہر ثانیہ مین ۳۲ فیٹ زیادہ اوترتی ہے بہ نسبت مسافت پہلے ثانیہ کے اِس قانون کا تو اثر یہہ ہوا کہ جسقدر گرنے والی شے زمین سے دور ہوگی اُس پر جذب مرکزی زمین (ایٹر اکشن آف گراوی ٹیشن) کا کم ہوگا (۲) یہہ قانون کہ آفتاب جو زمین سے نوکرور میل ہے وہان پر جذب مرکزی اتنا زیادہ ہے کہ وہان سے گرنے والی شے پہلے ثانیہ (سکنڈ) مین (۴۵۰ فیٹ) اوترتی ہے اور سطح جہان کی ہوا جو کہ چالیس میل تک بقول فلاسفہ بھی نہین ہے اِسکے اندر جو شے زمین پر گرتی ہے پہلے ثانیہ مین ۱۶ فیٹ پس جذب مرکزی کا نوکرُور میل مسافت

پر زیادہ ہونا اور قریب زمین کے کم ہونا یہہ کس قاعدہ سے درست ہو سکتا
ہے اور قانون اول اور دوم کا اختلاف کیسے رفع ہوگا (۳) جہان پر
سطح جہان کی ہوا نہ ہو کاغذ کا ٹکڑا اور روپیہ برابر گرتا ہے جیسا بعض
لکچرون مین چھپا ہوا دیکھا ہے اِس قاعدہ سے آفتاب کے قریب سے جو چیز
گرے (۴۵۰) فیٹ پہلے ثانیہ مین اوسکا گرنا کس قاعدہ سے درست ہو سکتا
ہے میری یہہ غرض نہین کہ یہہ تینون قانون صحیح یا غلط ہین بلکہ مجھے
یہہ دیکھانا منظور ہے کہ خالق عالم پابند کسی نیچر کا نہین ہے چاہے جو اثر
اپنی مخلوقات مین پیدا کر دے کوئی اُسکا شریک نہین ہے اور کوئی قانون
اوسکو پابند اور مجبور نہین کر سکتا ہے ؎

گرو ہے با آتش برد ز آب نیل	گُلستان کند آتشے بر خلیل

یہی نظائر ہمکو زیادہ تر تعجب مین ڈالتے ہین کہ زمین کی چیزون سے
آسمان کی اشیا کی تمثیل اور تشبیہہ دیکر اپنے حسابات اور قیاسات کو
اونپر مبنی کرنا یہ کون سا طریقہ ہے اِس سے زیادہ تر عجب یہہ بات ہے
کہ سطح جہان کی ہوا نہ آنکھہ سے نظر آتی ہے اور نہ گیلیلے اور ہرشل کی
دُوربین سے حالانکہ یہہ ہَوا کثیف ہے اور آفتاب کے پاس کی ہَوا

جو نہایت درجہ لطافت پر ہے اُسکو ہرشل صاحب نے گھر بیٹھے دیکھ لیا
اور اُسکی پیمایش بھی کرلی چنانچہ کہتے ہین کہ ہَوا جو گرد شمس کے ہے کم سے
کم اُسکا عُمق (۱۸۴۲) میل اور زیادہ سے زیادہ (۶۵۷۱) میل ہے اور قریب
آفتاب کی ہَوا غیر شفّاف اور مثل ہملوگون کے ابر کے ہے یہ تحقیقات
علوم جدیدہ کی ہے جسپر آج یورپ کو بڑا فخر ہے قدیم ریاضی دان
جب کہتے تھے کہ آسمان موجود ہے اور شفّاف ہے نظر نہین آتا ہے
اور دبیز ہے اور دبز کی پیمایش بھی ہر آسمان کی بتلاتی تھے وہ تو محض
نادان اور جاہل تھے اور ہرشل صاحب کے یہ حسابات بڑے عُمدہ اور
واجب التسلیم اور گویا وحی آسمانی ہو گئی۔ اگر آپ یہہ کہئے کہ جسطرح سطح
جہان کی ہوا خود آنکھہ سے نظر نہین آتی ہے مگر جو چیزین ہوا مین اُڑتی
ہین خواہ اور آثار ہَوا کے جو حِسّ لمس وغیرہ سے محسوس ہوتی ہین یا
ذِی رُوح کا تنفس جو مدار حیات ہے اِن سب کے ذریعہ سے ہَوا کی
موجودگی مثل محسوسات کے ہمکو ثابت ہوتی ہے اِسیطرح دُوربین کے
ذریعہ سے ہرشل صاحب نے بھی آفتاب کے قریب کی ہوا کا قیاس
کیا ہے اور اُس ہَوا کی موجودہ اشیا کو دیکھکر یہہ حساب جانچا ہے۔

اِسکو ہم اگر مان بھی لین پھر بھی تو فلاسفہ مادّیئین جو کہتے ہین کہ ایتھر تمام
فضای آسمانی مین بھرا ہے اُنکو آپ سمجھائے اِسیطرح آفتاب کی گرمی کا قیاس
جو محض تخمینی ہے حال کی تحقیق سے یون ثابت کرتے ہین کہ آفتاب کی
گرمی اگر یکجا کیجائے اتنے برف کو جو تمام کرہ زمین پر ہو اور گیارہ میل کا دَل
اوسکا ہو ایک روز مین پگھلا دے گی اور ہم تک جسقدر گرمی آفتاب کی
پہونچتی ہے ۲۰ ارب ۳۲ کروڑ دس لاکھ حصّہ مین سے ایک حصّہ کے برابر
ہوتی ہے اِن حسابات کے نقل کرنے سے ہماری غرض یہہ ہے کہ آپ
لوگ مُدّعی تو اِسکے ہین کہ جب تک یقین کامل کسی امر کا نہ کر لین ہرگز
اُسکے ہونے اور نہ ہونیکا اقرار نہین کرتے ہین اب یہ مسایل اجسام فلکی کے
انپر یقین کرنے کا ذریعہ آپ کو کونسا ملا ہے ہم تو اِن مسائل کو بوستان
خیال کے لال دیو اور سپید دیو کے حالات سے کم نہین سمجھتے ہین اسیطرح
ہزارون خیالی مسائل اور دیگر علوم کے ہین جنکو ہم بھی مناسب مقامات
پر بیان کرین گے باب چوتھا نیچر کے بدلنے کی مثالین تاریخی
واقعات سے اور بیان خرابی عقائد جو نیچر کے ماننے سے
لازم آتی ہے عقلی دلائل سے جو لوگ منکر وجود خالق ہین اُنکے

قول کا بطلان جب ہم وجود خالق کے دلائل عام فہم لکھینگے بخوبی کر دینگے
اور جو لوگ بظاہر خدا کو مان کر اور پھر یہ اعتقاد کرتے ہین کہ صفات
اور آثار جو اشیاء عالم مین خدا نے رکھدیئے ہین اُنکے خلاف کوئی
اثر نہین ہوسکتا ہے اُنکو بھی ضرور خدا کی مجبوری اور پابندی نیچر کے
ماننے سے خدا کا بیکار ہونا ماننا پڑتا ہے دیکھو سر سید احمد خان
صاحب نے اپنی تفسیر کے جلد اول صفحہ ۳۲ مین یہہ کہدیا کہ نیچر کی
پابندی جب سے ہونی چاہیئے جب سے کہ اُس قادر مطلق نے اپنے
انتظام کو قدرتی قوانین کا پابند کیا نہ اُس سے پہلے پھر دو سطر کے
بعد کہتے ہین۔ پس نیچر کی پابندی ہمکو جب ہی سے چاہیئے جب سے
کہ اُس قادر مطلق نے اپنے کامون کو نیچر کا پابند کیا ہے۔ اِسکا جواب
یہہ ہے کہ خدا کا پابند نیچر کے ہونا اسکا علم ہمکو کیونکر ہوا۔ کیا خدا نے
اپنے بندونسے کوئی معاہدہ کیا ہے کہ ہمیشہ بارود کو آگ جلایا کرے گی
اور کیا جسوقت قوانین قدرت نافذ ہوئے تھے کوئی بنی آدم (مثلاً
سید صاحب) ہی خدا کے قانونی جلسہ کے ممبر تھے بہر حال یہ پابندی
خدا کی اور بیکارے دو حال سے خالی نہین ہے یا تو نیچر خود بخود ہوتا

جاتا ہے کوئی خالق اور آفریدگار نہین ہے یا اینکہ خدا نے مجبوری سے یہہ
قانون جاری کیا ہے اور محض بے اختیاری خدا کو بروقت اجرائے قانون
بھی تھی اور اب بھی ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اُسی نیچر کی وجہ سے ہوتا ہے
خدا کی مجبوری کا جو شخص خدا کو مانتا ہے کبھی معتقد نہوگا بہر حال قانون
قدرت (لاآف نیچر) یا تو کسی قادر مختار کا بنایا ہوا ہے یا خود بن گیا ہے
اور بنتا جاتا ہے اور جیون جیون ترقی موجودات کو ہوتی ہے جدید قانون
کے نوامیس پیدا ہوتے جاتے ہین یہہ بات فلاسفۂ مادّیین کے مذہب پر
البتہ درست ہوسکتی ہے جو کہتے ہین کہ فقط مادّہ قدیم ہے اور اُسکے حرکات
روزانہ جدید ہو ہو کر اشیاء عالم کو پیدا کرتے ہین اور جب کسی قادر مختار کو
ہم خالق مانین اِس عقیدہ پر تو ہم کو نیچر کا بدل جانا کچھ دشوار معلوم نہ ہوگا
اِسلئے کہ قادر مختار تو وہی ہے کہ جو فعل کرے اُسکے کرنے یا نہ کرنے پر اُسکو
ہمیشہ قدرت ہو اور مجبوری کسی قسم کی اُسکو نہو جسطرح قانون فطرت کے
ماننے والے اِس پر جمے ہوئے ہین کہ ہرگز یہہ قانون بدل نہین سکتا ہے
اوسیطرح ہم لوگ جو کہ قادر مختار کی قدرت پر ایمان لائے ہین اِس پر جمے
ہوئے ہین اور قوی دلائل سے اِسکو ثابت کرتے ہین کہ قادر مختار کو ضرور

اختیار ہے کہ ان قوانین کو بدل کر اور کوئی قانون جاری کرے فرق اتنا ہے کہ قانون فطرت جو امر عادی ہے اُسکے مطابق لاکھون نظائر وہ لوگ پیش کر سکتے ہین اور ہم اوسکے تبدّل پر بہت کم نظائر لا سکتے ہین منطق کے پڑہنے والے پر یہہ بات مخفی نہین ہے کہ حکم کُلّی یا عام قاعدہ جو لاکھون جگہہ چل رہا ہو اگر ایک جگہہ بھی اُسکا خلاف ثابت ہو جائے وہ قاعدہ عام نہ رہیگا مثلاً اصول تصفّح یا استقرا اور تجربہ سے ہمکو ثابت ہوا کہ جو حیوان ہے جگالی کرتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے اور اسکو ہم نے عام قاعدہ (نیچر) ٹہرا لیا تھا کہ مدتہائے دراز کے بعد تمساح (مگرمچھ) ایک جانور ہم نے دیکھا کہ وہ جگالی کیوقت نیچے کا جبڑا نہین ہلاتا ہے۔ اب ایک ہی جانور کے دیکھنے سے ہمارا وہ عام قاعدہ ٹوٹ گیا اور ہمکو خیال ہوا کہ اگر زیادہ تلاش کرین شاید دو چار دس پچاس اور بھی جانور ہم کو ایسے مل جائین۔ اسیطرح آنکھہ کے دیکھنے کا نیچر جسپر آجتک فیلسوفین کا اجماع ہو رہا ہے کہ عمدہ شروط آنکھ سے دیکھنے مین وجود نور اور روشنی کا ہے اندھیرے مین ہرگز آنکھہ کارگر نہین ہوسکتی ہے۔ اب لیجئے وہی فلاسفہ اور بڑے بڑے علما ناحق گرتی اسی زمانہ مین امریکا کے ایک نوجوان عورت کی حکایت

چشم دید لکھہ رہے ہین (دیکھو رسالہ حمیدیہ کو) اِس عورت کو ایک ایسا
مرض لاحق ہوا کہ شب کو اوسی مرض مین مبتلا ہو کر گہڑی ہو جاتی تہی اور
عین حالت خواب مین باتین بھی کرتی تہی اور جو کام بیداری مین آدمی
کرتا ہے وہ خواب کی حالت مین کرتی تہی پھر جب اس مرض کی شدت
اُسے ہوئی اور دنکو بہی دورہ اُسکا ہونے لگا اب بر وقت شدت کے
آنکہہ اُسکی ایسی بدلی ہوئی حالت مین ہوتی تہی کہ اُس سے زیادہ
عجیب حالت آنکہہ کی دیکہی نہین گئی اور نہایت باریک حرف کو تاریکی
اور اندھیرے مین وہ مریضہ دونو آنکہین بند کئے ہوئے برابر پڑھتی تھی
اِس کیفیت کو بڑے بڑے نیچرل نے خود دیکھا ہے اور کچھ سمجھہ مین نہ آیا
کہ قانون فطرت (نیچر) کے خلاف یہہ کیونکر واقع ہوتا ہے۔ اب یہ معلوم
ہوا کہ آنکہہ کے دیکہنے کا نیچر روشنی کی موجودگی مین آنکہہ کھول کر دیکھنا
جو ہم سمجھہ رہے ہین یہ بھی عام قاعدہ نہین ہے اور خدا اِسکا پابند نہین
ہے۔ اِسیطرح حیوان کے بدن کو اگر ہم کاٹ کر دو تین ٹکڑے کر دین مرجائیگا
اور اِسیکو ہم نیچر قرار دیتے ہین اب لیجئے کہ ہیدرا ایک چھوٹا سا جانور ہے
اگر اُسکے بدن کے تین ٹکڑے کر ڈالو سر الگ اور دھڑ الگ اور دُم الگ اور

چند روز اُسکو پڑا رہنے دو سڑ جانیکا نیچر اور مر جانیکا نیچر نہ جاری ہوگا بلکہ ہر
مین ایک بدن پورا پیدا ہوگا جسمین دہڑ اور دم ہوگی اور دم مین بھی اسیطرح نہر اور
سر پیدا ہوگا اور بیچ کے دہڑ مین سر اور دُم پیدا ہوکر ایک مردہ جانور سے
تین زندہ جانور اُسی قسم کے پیدا ہونگے اب معلوم ہوا کہ قانون قدرت
نے خدا کو پابند نہین کیا ہے کہ اُسکے خلاف نہ کرسکے بلکہ ہر طرح سے وہ قادر
ہے آب لیجئے دودھ کا نیچر حیوانات مین جو اصول طب نے ٹھرایا ہے کہ
بدون حاملہ ہونے کے عورت کے دودھ نہین ہوتا یا شاذ نادر کسی مرض
مین جیسے اختناق رحم یا حبس خون حیض یا جھوٹا حمل جسکو رجا بھی کہتے
ہین اسیطرح حیوانات کی مادہ جب گابھن ہون تب دودھ پیدا ہوتا ہے
قادر مطلق نے اپنی قدرت نمائی اور ناپابندی سے بعض درختون مین
دودھ پیدا کر کے ہماری ہدایت فرمائی چنانچہ ہند مین ایک درخت جسکو
شجرۃ الحلیب کہتے ہین شیر مادہ گاؤ سے زیادہ عمدہ دودھ اُسمین ہوتا ہے
اور برازیل مین ایک درخت ہے جسکو (ماسارندوبا) کہتے ہین اُسکی
شاخ مین سے ایسا عمدہ دودھ پیدا ہوتا ہے جسپر مدار حیات وہان کے
اکثر باشندون کا ہے غذا وہی اشیاء نباتی کا نیچر تجربہ کامل کے بعد

کیمسٹ لوگون کو دریافت ہوا ہے کہ اشیائے نباتی مین گیہون سے زیادہ
کوئی ایسا غلّہ نہین ہے جو ہمارے غذا دہی مین بکار آمد ہو چنانچہ فہرست
(ٹیبل) جو اشیاء خوردنی کی طیار ہوئی ہے اُسمین گیہونمین فی ہزار (۹۵۰)
جزء پرورش کنندہ غذا ہے یہی گندم وہ دانہ ہے کہ ہمارے جدّ اعلیٰ حضرت
آدمؑ کو بہشت سے دنیا مین لایا ہے یہی گندم وہ دانہ ہے جسکی کاشت
کرنے کی اور درو کرنا آٹا پیسنا روٹی پکانی اور نوالہ توڑ کر مونہہ مین
رکھنے تک ایک ہزار کام حضرت آدم کو (اصول فلاحت اور کیمسٹری جرّ
ثقیل اور کیمیا اور اصول تمدنی سے) کرنے کے بعد نوالہ مونہہ مین رکھنا نصیب
ہوا تھا یہی گیہون وہ دانہ ہے جو ہمارے ملک ہندوستان مین ۱۲ کرور
من پیدا ہوتا ہے اور یورپ کے زردار تاجر ۱۶ کرور من جہازون پر
ولایت لادلیجاتے ہین اور ہمکو فقط ۵ کرور من بچنے سے اگر ۳۲ سیر کا نرخ
قبل اجراِ اس تجارت کے تھا اب ۸ سیر تک نہین ملتا ہے جیسا اخبارات
مین پڑھا ہے بہر حال ؎ جو جو خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا۔ ہم کو تو
گیہون کی غذا دہی کا نیچر بیان کرنا ہے اِس رانڈ دکہڑا رونے سے کیا
فائدہ اگر اب ہم آپ سے یہہ خبر اپنی چشم دید سنہ ۱۲۵۷ھ خواہ سنہ ۱۲۵۶ھ کی

بیان کرین کہ آسمان سے گیہون برساتھا اور کانپور کا یہہ واقعہ ہے
اور وہ گیہون نہایت موٹے دانہ کا سپید اور تین چار لکیرین بھی اسپر
تہین چونکہ اِسکو ساٹھ برس کا زمانہ ہوا اور اخبارات کا انتظام اُسوقت
ایسا نہ تھا اور نہ ایسی بیدار مغزی سے سلطنت کی کارروائی تہی آپ
ضرور ہمارے اِس بیان کو ویسا ہی غیر معتبر سمجھہ کر ہنس پڑینگے جیسے حیدرآباد
مین ہُن برسنے کی خبر پر آپ لوگ بے اختیار ہنسنے لگتے ہین اور یُورا اپنے
خیالات اور تاریکی جہالت پر اِسکو محمول کرتے ہین - لہذا ہمکو ضرور ہے
کہ تحقیقات جدید علمائے نباتات سے آپ کو قدرت خدای تعالیٰ کی
دکھلائین کہ ہمارا خدا اِسکا پابند نہین کہ فقط گیہون مین (۹۵۰) حصّہ
پرورش غذای انسانی رکہے اور کسی چیز مین نہ رکھہ سکے آئے چلئے ہمارے
ساتھ بعض جزائر باسفیک مین اور دیکھئے اُس درخت کو جسکا نام روٹی
کا درخت (شجرۃ الخبز) رکہا گیا ہے جس مین گول گول روٹیان پیدا ہوتی
ہین چھوٹی سے چھوٹی روٹی کا قطر ۹ انچہ کا اور بڑی روٹی کا ۱۷ انچہ
کا ہوتا ہے وزن روٹی کا تخمیناً ۲۱ تولہ یا پاؤ بھر کا ہے اور آٹھہ مہینہ
برابر یہ روٹی درخت سے ملتی ہے اور جس طرح مصنوعی روٹی سے گیہون

کی خوراک آدمی کی چلتی ہے اُسیطرح اِس سے وہان کے باشندون کی خورش خدا نے مقرر فرمائی وہی مزہ اور وہی غذا دہی اور وہی اوصاف سب اِس قدرتی روٹی مین موجود ہین اور اُسکو بڑے بڑے کیمسٹ اور نیچرل دیکھکر حیران اور دم بخود ہورہے ہین کہ یہہ گیہون کہان سے آتا ہے اور کہان پستا ہے اور کون آٹا گوندہتا ہے اور کون روٹی پکاتا ہے جَلّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ بنی اسرائیل پر من وسلویٰ نازل ہونا جو ہماری مقدس کتابون مین وارد ہے اُسکے انکار پر تو آپ کو بڑا زور شور تھا کہ نیچر کے خلاف ہے اب آئیے اُس درخت کو دیکھیے اور خدای قادر توانا کے قدرت پر ایمان لائیے اور نیچر کے پیچھے نہ پڑیے نیچر کی پابندی ہرگز خدا کو مجبور نہین کرسکتی ہے ؎

رُوح را در پیکر بے جان کند		آنچہ در وہمت نیاید آن کند

ہماری غرض اِس قدرتی روٹی کے بیان سے یہہ ہے ہم نے سنا ہے بعض کیمسٹ اِسکے مدعی ہوچلے ہین کہ اُنھون نے گیہون کے اجزار مفردہ بذریعہ کیمسٹری معلوم کرکے اشتہار دیا ہے کہ مصنوعی گیہون ہم بنائین گے اور گیہون کی کاشت موقوف ہوجائیگی اگر ایسا ہوا

تو ہمارے ہندوستان پر اونکا بڑا احسان ہوگا جسکا ۱۶ کرور من گیہون باہر نکل جانے سے ہمیشہ اُسکو قحط کا سامنا رہتا ہے۔ اِسیطرح عجائب المخلوقات جو ہمیشہ خلاف عادت ہوتے رہتے ہین خداوند قادر نے اپنے کمال قدرت کے ثبوت کی نظر سے انکو پیدا کرنا منظور فرمایا ہے تاکہ ہملوگ اپنے خالق کو مجبور اور پابند نہ خیال کرین۔ تاریخ کے علم اور نیز اخبارات مطبوعہ پر جسکو عبور ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ روزانہ ایسے عجائب اشیا کے پیدا ہونے کی شہادت گذر رہی ہے اِس فن کے کتب ہمیشہ تصنیف کرنے پر قدرت نے ہمکو آمادہ کیا ہے اور دونو مذہب کے آدمی اپنی اپنی غرض سے عجائب مخلوقات کو تاریخی حالات مین درج کرنا ضروری سمجھتے ہین منکرین وجود خدا کی غرض یہہ ہے کہ مادّہ اور حرکت مادّہ سے طرح طرح کی اشیار کا ابتدأً پیدا ہونا اُنکے عقیدہ کو پختہ ثابت کردے مثلاً جاپان مین بندوق باز مچھلی جسکا مُنہ مثل بندوق کی نال کے ہے دریائی جانور و نیز اپنے مُنہ سے پانیکا فیر کرکے شکار کرتی ہے۔ یا ضلع متھرا مین ایک عورت ایک سو تیس ۱۳۰ برس کے عمر کی تھی اُسکے دانت منہ مین تین مرتبہ جمے اور آخیر مرتبہ کے دانت چوہے کے دانتون کے برابر تھے۔ اَسیطرح

ہزارون واقعات صحیحہ منکرین خدا کو اِس عقیدہ پر پختہ کرتے ہین کہ جو چیز نئی پیدا ہوئی ہے محض (صدفہ) اور بلا سبب پیدا ہوتی ہے کوئی مدبر حکیم اور صانع آفریدگار ایسا نہین ہے جسکو خدا پرست مان رہے ہین بلکہ اُسی مادہ اور حرکت مادہ سے جب کسی خاص انداز پر از خود ہوتی ہے کوئی جدید شئے پیدا ہو جاتی ہے ذرا اِس نادانی کو دیکھئے اور خدا پرست لوگ ایسے تاریخی واقعات کا ہونا اپنے اُسی عقیدہ کی تائید خیال کرتے ہین کہ خداوند عالم قادر بیچون پابند کسی نیچر کا نہین ہے جسطرح چاہے جس چیز کو پیدا کردے اور جو قاعدہ چاہے ایجاد اشیا مین جاری فرمائے اور نیچر وہ قاعدہ نہین ہے جو اُسکے پیدا کئے ہوئے اشیا مین ہم براہ غلط کاری تجویز کرکے قادر مختار کو اُسکا پابند خیال کرتے ہین حالانکہ قادر مختار ہرگز اُسکا پابند نہین ہے بلکہ بنظر ہماری آسانی بسر برد کے عادت اپنی اِن قواعد مخصوصہ کے جاری رہنے کی مقرر فرمائی ہے تاکہ انتظام عالم مین خلل نہ پڑے اِسلئے کہ پابندی مجبور کو ہوتی ہے اور مجبور فاعل مختار نہین ہے نیچر کا دوسری طور سے بیان دنیا مین جسقدر چیزین ہمارے مشاہدہ مین آرہی ہین اُنکے خواص اور آثار دو قسم کے ہماری سمجھ مین آتے ہین - پہلے فرض کرو جسمانی چیزین کہ انہین کو

ہم دیکھہ رہے ہین یا اور کسی طرح سے محسوس کر رہے ہین۔ اب اجسام مین کچھ خواص اور صفات ضروری تو عام طور پر پائے جاتے ہین اور اُنکا ہونا ادنےٰ درجہ کی عقل سے لیکر اعلےٰ درجہ کی فلسفی عقل کے نزدیک ضروری ہے مثلاً جسم کا کسی مکان مین ہونا جو طولؔ عرضؔ اور عمق مین اُسی جسم کے طول عرض اور عمق کے برابر ہو یہہ ایک ایسا قانون فطرت (نیچر) ہے کہ ہرگز کوئی جسم بدون اپنی جگہہ خاص کے پایا نجائیگا۔ اب یہہ خاصہ جسم کا ضروری ہے اور کبھی بدل نہین سکتا اور نہ قدرت موجد کی اِسکے تبدیل متعلق ہوتی ہے (۲) اسیطرح جسم مین طول عرض اور عمق کا ہونا جسکو ہم مقدار کہتے ہین اب اگر اتصال کا مسئلہ ثابت ہوجائے تو یہہ صفت بھی ضروری اور عام ہے کوئی جسم بغیر مقدار کے نہوگا پھر چونکہ مقدار کی ہزارون صورتین ہین اور ہر صورت کو ایک یا دو خواہ سو دو سو خواص مقداری لازم ہین جنکا بیان علم ہندسہ اور حساب مین ہوتا ہے اور اصول اقلیدس اور فروع ہندسہ کا پڑھنے والا اُنکو جانتا ہے مثلاً دو ضلع کسی مثلث کے ملکر تیسرے سے ضرور بڑے ہوتے ہین خواہ مثلث متساوی الاضلاع کا ہر ایک زاویہ برابر دو ثلث قائمہ کے ہوتا ہے اسیطرح

جسقدر خواص مقداری برہان سے ثابت ہو چکی اُنسے بھی قدرت کا تعلق ایجادی ہو اب وہ خواص تا بقائے جسم اور سطح اور خط بدل نہین سکتے اور یہہ بھی عام خیال ہے جسکو ہم کسی جگہہ باطل کر دینگے (۳) اِسیطرح امتناع تداخل یعنی ایک جسم کے اندر دوسرے کا سما جانا کہ پانی سے زیادہ نرم کون جسم ہے وہ بھی دوسرے جسم کو اپنے مین نہین لیتا ہے (۴) اِسیطرح ایک جسم کا وقت واحد مین دو جگہہ پر ہونا۔ خلاصہ یہہ ہے کہ جو صفات اجسام مین ایسے ضروری ثابت ہو چکے اونکا نیچر ہرگز نہین بدل سکتا ہی اب رہے خواص طبعی یا کیمیائی مثلاً (ایٹراکشن) یعنی کشش کی تینون قسمین یا مقدار اتصال (ایکوی ونٹس) یا وزن متناسب یعنی (اسپیفک گریوٹی) یہ خواص ایسے نہین ہین کہ جنکو کسی کی عقل ضروری اور ناقابل تبدیل تصور کرے اور سوائے تجربہ کے اور کسی عقلی دلیل سے ہم انکی ضرورت کا کسی جسم مین حکم کرین۔ طالب علم خواہ معمولی عقل کا آدمی اسی دھوکے مین آکر کہنے لگتا ہے کہ نیچر کے خلاف ہونا محال ہے اُسکو ہرگز معلوم نہین کہ خواص لازمی اور ضروری کونسے ہین اور خواص ممکن اور غیر ضروری کونسے ہین یہہ خرابی فقط طرز تعلیم کی ہے۔ لارڈ بیکن کے جدید اور نئے طریقہ نے

جو محض تجربہ پر بنا کر کے تحقیقات علمی کو منحصر کر دیا ہے اور پچھلے طریقہ کو بالکل منسوخ کر دیا ہے اُسکا نتیجہ اتنا تو ضرور عمدہ برآمد ہوا کہ جدید اصول اور نوامیس کا علم خوب ہو رہا ہے اور ضرر بھی اُسکا اِسقدر ہے کہ بحث علت و معلول سے لوگ بالکل غافل ہو گئے اور جو ضروری شرط اصول تصفح مین ربط حقیقی جاننے کی ہے اُسکو یکسر فراموش کر دیا امثلۂ ذیل سے خواص اجسام کا ضروری اور غیر ضروری ہونا سمجھو مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے اب سوای اسکے کہ ہمکو تجربہ سے معلوم ہوا ہے کوئی دلیل ہم ایسی قائم نہین کر سکتے کہ لوہے کو جذب کیون کرتا ہے اور چاندی سونے کو کیون نہین کرتا ہے اور نہ یہہ جذب کرنا ایسا ضروری ہے جیسے کہ مقناطیس کا کسی مکان یا جگہہ مین پایا جانا کیسی ہی موٹی عقل والے آدمی سے اگر کہو کہ مقناطیس بدون مکان کے پایا گیا ہے کبھی باور نہ کریگا اور اگر بڑے فلسفی نیچرل سے کہو کہ ایک ٹکڑا مقناطیس کا ایسا بھی ہے کہ لوہے کو جذب نہین کرتا اُسوقت سننے والے کو یہہ کہنا نامناسب نہو گا کہ ایسی بات ناممکن ہے بلکہ وہ اِسکو تسلیم کر کے درپۓ تحقیق سبب ہو گا کہ آخر یہہ قوت اِس ٹکڑے سے کیون جاتی رہی۔ پھر اگر وہ کیفیت یعنی بطلان جذب آہن کی مقناطیس مین قریب

آمد زلزلہ کے پیدا ہوئی تہی اور زلزلہ آنے کے بعد وہی ٹکڑا مقناطیس کا پھر
لوہے کو جذب کرنے لگا اب ہم کو یہہ معلوم ہوگا کہ بسبب عدم جذب کا یہی تھا
کہ قدرت نے زلزلہ کو یہی اثر دیا ہے کہ جذب مقناطیس اوسکے آنے سے
پہلے چند منٹ باطل ہوجاے اب ہمکو اس مثال کے بیان سے دو قانون
فطرت (نیچر) معلوم ہوے ایک تو مقناطیس مین قوت جذب آہن کا
ہونا دوم زلزلہ زمین کا مبطل جذب مقناطیسی ہونا اب کوئی فلسفی دنیا
مین ایسا ہے جو ربط حقیقی ان دونون مین ثابت کردے اور بتلادے کہ آخر
مقناطیس کیون لوہے کو جذب کرتا ہے اور چاندی سونے کو نہین جذب
کرتا یا اسکی اصلیت سے خبر دے کہ زلزلہ کے آنے سے جذب مقناطیسی
کیون باطل ہوتا ہے۔ بخلاف اسکے کسی مبتدی طالب علم سے جسنے
پہلا مقالہ اوقلیدس کا پڑھ لیا ہے اگر یہہ کہو کہ دو ضلع مثلث کے ملکر
تیسرے کے برابر ہین یا تیسرے سے چھوٹے فوراً وہ شکل ۲۰-م-۱- کو
پیش کرکے آپ کے قول کو باطل کردیگا۔ ایضاً جذب مقناطیسی کو جسطرح
زمین کا زلزلہ ایک وقت خاص مین باطل کرتا ہے اسیطرح کشش ارضی
(ایٹراکشن آف گریوی ٹیشن) بھی جذب مقناطیسی کو باطل کرتی ہے

فرض کرو کسی ٹکڑے مین مقناطیس کے سیر بھر لوہے کی جذب کی قوت ہے اگر سوا سیر لوہا ہم ہاتھ سے چھوڑ کر زمین پر گرائین اور مقناطیس کو سامنے کرین جذب مرکزی زمین کا اُسکو اپنی طرف کھینچ لیگا اور مقناطیس کا کچھہ اثر نہو گا لیکن کشش ارضی سے اگر قوت مقناطیسی زائد ہو پھر تو جذب مقناطیسی باطل نہوگا ہان زلزلہ کے قریب کشش ارضی اِسقدر زیادہ ہوتی ہے کہ چاہو کسی قوت کا مقناطیس لوہے کے سامنے کرو کچھ بھی اثر نہوگا۔ یہ تیسرا نتیجہ ہمکو معلوم ہوا اِسکی دلیل بھی ہم کوئی بیان نہین کرسکتے سوائے اِسکے کہ فطرت نے یہہ اثر دیا ہے **دوسری مثال آگ کا** جلانا عام خیال مین تو ایسا ہی ہے کہ یہ اثر آگ کا لازمی ہے مگر فلاسفہ کی تحقیق سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ یہ اثر آگ کا بعض اوقات باطل بھی ہوسکتا ہے پچھلے طبیبون نے روغن بلسان مین یہ اثر بیان کیا ہے کہ اگر انگلیون پر کپڑا روغن بلسان مین تر کرکے لپیٹ لو اور جلاؤ کپڑا جل جائیگا اور ہاتھ پر اثر آگ کا نہ پہونچے گا۔ جدید تجربہ سے فائر پروف آگ سے جلانے کو روکتا ہے۔ بہرحال آگ کا جلانا ویسا لازمی اور ضروری اثر نہین ہے جیسے جسم کے لئے مکان اور مقدار اور خواص

مقداری ضرور ہین خلاصہ یہہ ہے کہ جسقدر علوم آجکل ہائسکول

اور کالج مین پڑھائے جاتے ہین اور جسقدر آثار قدرت کے طلبہ کو

دکھلائے اور سنائے جاتے ہین معلم اور ماسٹرون کے زبان پر یہی

جاری ہے کہ اِسکا (نیچر) یہی ہے اور اِسکے خلاف ہرگز ہو نہین سکتا

ہے اصول کمسٹری اور فروع کیمسٹری اور جرِّ ثقیل اور فسیولوجی اور

فلان اور فلان الغرض سب کے نتائج اُسی قاعدہ عام پر بتلانے

سے طالب علم کو اسیکا عقیدہ ہوجاتا ہے کہ نیچر ہی سب کچھ کرتا ہے

اور نیچر ہی نیچر دنیا مین ہے کبھی کوئی ماسٹر کسی طالب علم کو یہ نہ بتلائیگا

کہ یہ اثر اس شئے مین کس نے دیا ہے اور ربط حقیقی اِس علت و معلول

مین کس وجہ سے پیدا ہوا ہے تیسری مثال جب ہم جذب مقناطیسی

کے فروع کو بتلائین گے ایک مسئلہ یہہ بھی بیان کرینگے کہ مقناطیس کی

لانبی سلّی یا تیلی کے دونون سرونپر قوت جذب کی ہوتی ہے اور جسقدر

بیچ کی طرف بڑھو قوت جاذبہ کم ہوگی تا اینکہ ٹھیک وسط مین ذرا بھی

قوت جاذبہ نہوگی اور یہی اُسکا نیچر ہے اب اُسی تیلی کو ہم بیچ سے دو ٹکڑے

کرڈالین اب جو دو جدید سرے پیدا ہونگے قوت جذب اُن مین بھی پوری

آجائیگی ا ـــــ ب ـــــ ج (ابج) ایک تیلی ہے جسکے (ا) اور (ج)
سرون پر قوّت جذب ہے اور (ب) مقام پر کچھ بھی قوّت جذب کی نہین
ہے اب اگر اُسکو (ب) مقام پر سے توڑ ڈالین اور دو حصّہ کیسی ہی پیدا کرین
مثلاً (اب) اور (بج) دونون ٹکڑون کے (ب) مقام پر بھی قوّت
جاذبہ پوری ہوگی حالانکہ اتصالی حالت مین ذراسی قوّت جاذبہ اسمین
نتھی - اب یہ خاصیت مقناطیس کی جو ہم نے بیان کی ہے کیا ایسی
ہی بدیہی اور ضروری ہے جیسے کہ مقناطیس کا کسی مکان خاص مین
پایا جانا یا اُس مین طول عرض اور عمق کا ہونا. کوئی نادان سا نادان
بھی اُسکو ویسے ضروری نہ کہیگا اور نہ جذب مقناطیس کے باطل ہونے
سے مقناطیس کا فنا ہوجانا ضرور ہے - بس جب ہم طالبعلمون کو خواص
لازمہ اور صفات عامہ جسمیت اور مقدار پڑھا کر کہدیتے ہین کہ دیکھو جسم
کا نیچر یہی ہے کہ بدون مقدار اور مکان خاص کے نہین پایا جاتا ہے
پھر جب اُنکو اصول کیمسٹری اور اصول جرّ ثقیل اور اصول علم نباتات
اور حیوان اور علم معدنیات کی تعلیم کرتے ہین جب بھی ہم اُنکو خواص
اور آثار اشیا کو اُنکا (نیچر) بتلاتے ہین اُنکو یہی عقیدہ ہوجاتا ہی کہ خلاف

اِن اصول اور اوصاف کے یہہ چیزین ہرگز نہین پائی جاتی ہین اور نیچر کی تبدیل محال ہے نیچر کا تیسرے طور سے بیان خالق عالم نے دنیا کی چیزون مین جسقدر خواص اور اوصاف عطا فرمائے ہین بعض اوصاف اور خواص تو ایسے ہین کہ جب وہ چیز پائی جائے گی وہ صفت بھی ضرور اُسمین ہوگی اور کسی اور شرط پر اُس صفت کا ہونا موقوف نہین رکھا ہے مثلاً جو عدد جفت ہے اُسکے دو حصّہ برابر بلاکسر ضرور ہوجاتے ہین اب یہہ صفت جفت عدد کی ایسی عام ہے کہ جس درجہ کا عدد فرض کرو اور جس مادہ مین فرض کرو سب مین ضرور ہوتی ہے۔ کسی مادہ اور نہ کسی مقدار اور نہ کسی اور شرط کی محتاج ہے چار روپیہ اور آٹھ پیسے اور بیس کوڑیان سب کے دو حصہ برابر ہوسکتے ہین۔ یہ صفت عام اور ضروری جفت عدد کی ہے اب تمام اقسام کے اعداد مین عام صفت خدا نے یہ رکھی ہے کہ ہر عدد نصف مجموع طرفین ہوتا ہے یعنی جو عدد فرض کرو اُس سے پہلے اور اُسکے بعد جو عدد ہوان دونون کو جمع کرکے نصف کرڈالو حاصل تنصیف درمیانی عدد ہوگا۔ کوئی عدد مثلاً چار فرض کرو اب اُسکے پہلے تین ہے اور بعد اُسکے پانچ ہے پس ۳ + ۵ = ۸ ÷ ۲ = ۴

اب معلوم ہوا کہ چار مجموعہ تین اور پانچ کے نصف کا ہے اسیطرح سے
دس جو بیچ مین نوُ اور گیارہ کے ہے پس ۹ + ۱۱ = ۲۰ ÷ ۲ = ۱۰ ؛
ربط حقیقی اب دیکھو کہ ہم نے جفت عدد کی وہ صفت عام اور عام
عدد کی یہہ صفت عام دونون کو تجربہ اور اصول تصفّح سے دریافت
کیا یعنی جو عدد جفت ہم نے پایا اوسکے دو برابر حصّہ بھی ضرور بے کسر
دیکھے۔ اسیطرح جو عدد جفت یا طاق ہم نے پایا اُسکو نصف مجموع
مقدم اور موخر بھی پایا۔ تجربہ اور اصول تصفح (استقرا) کا جو کام تھا وہ
ختم ہوگیا یعنی دو قانون اور دو حکم عام ہم کو تجربہ سے معلوم ہوئے اب
ہمکو ربط حقیقی یعنی ادراک سبب کی فکر ہوئی کہ آخر کیا سبب ہے کہ جفت
عدد کے دو حصّہ برابر بے کسر نکلتے ہین اور طاق عدد کے اگر دو حصہ برابر
کروگے تو کسر ضرور پڑے گی۔ اب ہماری عقل نے ہمکو ہدایت کی کہ سب سے
پہلے کون عدد ہے جسکے دو حصّہ برابر بے کسر نکلین گے یعنی زوج اوّل
وہ ہم نے دو کو پایا پھر جو عدد جفت ہے۔ اُسکو دو پر قسمت کرنیسے اُسمین
کسر نہین پڑی لہذا ہم نے حکم عام کردیا کہ ہر عدد جفت کے دو حصّہ برابر بے
کسر ہوتے ہین اور یہی ربط حقیقی ہے۔ اسیطرح ہر عدد کا نصف مجموعہ مقدم

اور موخر کا ہونا بھی ہمکو تجربہ سے معلوم ہوا تھا۔ پھر جب ہم نے سبب کو دریافت کیا تو ہمکو معلوم ہوا کہ جو عدد بیچ مین دو عدد کے ہے اگر پچھلے عدد سے ایک کو لیکر اُسکے اگلے پر بڑھادین اب دونو برابر اوسی بیچ والے عدد کے ہونگے اور دونون کا مجموعہ دوچند عدد درمیانی کے ہے لہذا نصف اُس مجموعہ کا برابر اُس درمیانی عدد کے ہوگا مثلاً چار سے پہلے تین ہے اور چار کے بعد پانچ ہے اب پانچ سے ایک کو لیکر تین پر بڑھایا دونو چار چار ہوگئے جنکا مجموعہ آٹھ ہوا اور اُسکا نصف وہی چار ہوا۔ اب ہم جذب مقناطیسی کو اسجگہ پھر یاد دلاتے ہین اور سوچتے ہین کہ لوہے کا جذب کرنا یہہ اثر جو اسمین ہے اور تجربہ سے ہمکو ضروری ثابت ہوا ہے آخر اِسکا سبب کیا ہے ایضاً مقناطیس کی قوت جاذبہ جو اطراف مین ہوتی ہے اور بیچ مین نہین ہوتی اِسکا بھی سبب کیا ہے ایضاً زلزلہ کی آمد سے پہلے یہہ قوت کیون فنا ہوجاتی ہے اور پھر کیون پلٹ آتی ہے اب اگر لاکھہ طریق قیاسی ہم چلین شاید کسی طریق سے ہمکو ربط حقیقی اور سبب اصلی اِن چارون آثار کا معلوم نہوگا اور جب سبب معلوم نہوگا تو ہمکو یہہ بھی معلوم نہوگا کہ مقناطیس کے اثر جذب کے شروط کسقدر ہین اور موانع اِس اثر کے کسقدر ہین اب

ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ ہم کو نہ سبب پر اُس اثر کے اطلاع ہے اور
نہ شروط اور موانع کو ہم جانتے ہین اور پھر ہم بیدھڑک پکارتے ہین کہ
جذب مقناطیسی ایک قانون فطرت (لا آف نیچر) ہے کبھی بدل نہین
سکتا ہے اور اِس اثر کو یا صفت خاص کو ہم اُنہین اوصاف ضروری
کے برابر سمجھ رہے ہین جیسے جسم کا مکان مین ہونا یا عدد کا نصف مجموعہ
طرفین ہونا یا جفت کا دو برابر حصّون پر بے کسر تقسیم پانا یہہ کیسی ہٹ
دھرمی اور نادانی کی بات ہے اور یہی حال کل خواص اور آثار خاصّہ
اجسام کا ہے ہمکو لارڈ بیکن نے اصول تصفّح سے خواص اشیا کے جاننے کا
طریقہ بتایا اور یہہ نصیحت نہ کر گئے کہ جو قاعدہ اصول تصفّح سے ہمکو معلوم
ہو جبتک کہ ربط حقیقی اور سبب اصلی معلوم نہو اُسکو قانون الٰہی اور
نیچر ہم کیونکر کہہ سکتے ہین نیچر کا بیان چوتھے طور سے کل موجودات
عالم کے جنکو ہم اپنے حواس سے محسوس کر سکتے ہین اور محسوس کرنے کے
بعد اُنکے خواص اور آثار کو ضبط کر لیتے ہین اور اُنہین خواص کے
بیان کرنے کے واسطے جدا جدا علوم کی تدوین کرتے ہین اور اُس سے
غرض ہماری یہی ہوتی ہے کہ قدرت کے قواعد کو ضبط کر کے ایجاد اشیا

اور اُنکے پیدا ہونے اور فنا ہونے کے اصول ہم پوری طور سے معلوم کرلین وکٹرکزن نے اپنی تاریخ الحکمت مین اقرار کردیا کہ حکما کے مذاہب اگرچہ صحیح ہین مگر بجاے خود ناتمام ہین اگر منقح امور کو یکجا کرکے ترتیب دیجاے تو فلسفہ کی عمدہ تکمیل ہو ۱۷۹۲ع مین یہہ حکیم مرا ہے آج اِس راے کے ظاہر کرنے کو (۱۰۷) برس ہوے اور ڈاکٹر برون جو ۱۷۸۰ع مین پیدا ہوا تھا وہ بھی اِسی حکیم کا ضرور ہمعصر تھا ڈاکٹر برون کو بالآخر یہی راے اپنی پختہ معلوم ہوئی کہ انسان کو تجربہ یا نظر کے ذریعہ سے علم علت اور معلول کا ہرگز نہین ہوسکتا ہے اور یہہ علم کسبی نہین ہے بلکہ وہبی ہے اور اِسی راے پر قائم ہونے سے ڈاکٹر برون کو ہیوم کے شبہات سے نجات ملی آور کوئی کیون نہو جبتک حکما موحدین کی راہ پر نہ چلے گا اور جب تک سر اسحٰق نیوٹن کیطرح پابند مذہب نہوگا ہرگز اُسکا انجام درست نہوگا قوت نامیہ کا نیچر اور طول عمر دیکھو اِسی مٹی اور ہوا اور پانی سے خواہ اور بسائط سے جو حال کی تحقیقات سے (۶۴) دریافت ہوئے ہین آدمی اور جانور چرند پرند اور نباتات کی پیدایش ہے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ (۶۴)

سے زیادہ اور بسائط بھی ہمکو آیندہ معلوم ہون اِسلیئے کہ استقرا اور اصول تصفح سے انحصار انہین چونسٹھ مین ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہے اور جب انحصار ثابت نہین ہے پہر تعداد عناصر کے بڑہنے کی امید ہے۔

جب ایسی بات ہے اور عناصر یعنی مفرد چیزین قدرت ملاکر ہمارا بدن پیدا کرتی ہے اور بعد ترکیب کے مفردات باہم ملکر ایک جسم مرکب بنجاتے ہین جو آدمی اور حیوان اور نباتات مین لاکہون قسم کا ہوتا ہے اور یہہ ترکیب حقیقی ہے جس سے استحالہ اور تغیر پورا ہوجاتا ہے آب ہم کیمسٹری کے اصول مین کیسی ہی ترقی کرین اور ترکیب اور تحلیل پر کیسی ہی ہمکو قدرت ہو کبہی ہم دریافت نہین کرسکتے کہ ہم مین خواہ کسی اور حیوان یا نبات مین کسقدر اجزاے بسیطہ ہین اور اُنکے اجتماع سے نسبت خاص پر کیا اثر پیدا ہوگا اور کیون ہوگا اِسکا جاننا تو بہت دشوار ہے۔ یہ مسئلہ ترکیب اجزای مفردہ کا ایسا نازک اور ایسا کثیر النتائج ہے اور ایسی جہالت ہمکو اِس مسئلہ سے ہے کہ بیان کرنا بیفائدہ ہے ۲۵ کیمسٹ جنہون نے جدید بسائط کو تجربات سے ثابت کیا ہے مثلاً بیلا رڈ صاحب اور شیل صاحب اور لوائی شر صاحب۔ اور

ڈیوی صاحب وغیرہ وغیرہ اور بڑے بڑے کیمسٹ کوئی اسکا دعوے
نہ کرسکا کہ ہم نے ایک ناقص اور بیکار گیاہ کی ترکیب جن بسائط سے
ہے اُنکو پوری طور سے معلوم کرلیا ہے چہ جائیکہ انسان ایسا مخلوق
کہ جسمین بقول ہمارے ہادی برحق امیر المومنین علیؑ کے وَفِيكَ
انْطَوَى الْعَالَمُ الْأَكْبَرُ + آدمی عالم کبیر کو شامل ہے پہر جب خالق یگانہ
جس نے اشیا کو پیدا کیا ہے اور جس شے مین جتنے عناصر اور مفردات کی
ضرورت تھی اُسی مقدار سے اُسمین داخل فرمائے نہ کم نہ زیادہ اور انہین
عناصر کے اوزان بدل بدل کر طرح طرح کی اشیاء جدید پیدا کر رہا ہے۔
اُسکو پورا علم ہے کہ دس عنصر کے ملانے سے کیا اثر پیدا ہوسکتا ہے اور
بیس کی آمیزش سے کیا ہوسکتا ہے ہموزن ملائین خواہ مختلف اوزان
سے۔ علم حیوانی کے فلاسفہ نے مقدار عمر حیوانات کو تجربہ سے دریافت کرکے
ایک فہرست (ٹیبل) بنائی ہے مگر یہہ پتہ نہین لگتا ہے کہ عمر کی کمی بیشی
جسامت کیوجہ سے ہے یا کہ مکان اور مولد کیوجہ سے دریائی جانور اور
صحرائی اور پرند شاخدار اور پر دار نرم اندام اور سخت اندام سبکو دیکھا مگر
کوئی قاعدہ قدرت (نیچر) آجتک ایسا نہ درست پایا جسکے ذریعہ سے ہم حکم

کردیتے کہ مثلاً گدھ اور کوّا آدمی کے برابر طول عمر کیون رکھتا ہے اور کچھوا دوسو بیس برس اور ہاتھی سو برس سے زیادہ کیون زندہ رہتا ہے اور صحرائی مینڈک اپنے جُثّہ کے برابر کے جتنے حیوانات ہین سب سے زیادہ طویل العمر کیون ہوتا ہے اور زیادہ تر عجیب یہہ امر ہے کہ ایک مینڈک ۳۶ برس زندہ رہا اور بال برابر بھی اُسکی جسامت نہ بڑھی۔ گھوڑا تیس برس اور بھیڑ پندرہ برس اور کُتا بیس برس بہرحال یہہ طول عمر جو حیوانات اور نباتات مین ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ اِسکا سبب کیا ہے اور کیون ایسی کمی بیشی عمر مین حیوانات کے ہو رہی ہے اتنا ضرور ہماری عقل حکم کرتی ہے کہ یا تو یہہ اختلاف عمر خالق عالم کی قدرت کیوجہ سے ہے کہ اُس نے جس مخلوق کو چاہا سو برس اور دوسو اور ہزار برس کی زندگی عطا فرمائی یا اینکہ اِنھین عناصر اور مفردات کی مقدار اجتماع جو حرکت مادّہ سے خودبخود ہوتی رہتی ہے کسی خاص مقدار کے فراہم ہونے سے پچاس برس اور کسی سے ہزار برس کی عمر ہوتی ہے۔ یہہ بات بموجب عقیدہ دہریہ اور منکر خدا کے ہے۔ بہرحال دونو کے عقیدہ کے بنا پر طول عمر کوئی امر محال نہین ہے یہہ تو سب کو معلوم ہے کہ آدمی کی خلقت

مین قوانین فطرت کی زیادہ نزاکت ہے مگر قوت نباتی مین آدمی بھی مشابہ نبات کے ہے اب ہم نباتات کی طول عمر کو بھی بیان کرین۔ علماے علم نبات کی جدید تحقیق سے یہہ معلوم ہوا ہے کہ بعض درخت اسکٹلنڈ (اسکاٹ لینڈ) مین اتنے بڑے ہین جنکا محیط یعنی دور (۹۰) فیٹ کا ہے اور پانچ ہزار برس کی عمر اُنکی حساب کی گئی ہے کالیفورنیا مین ایک درخت صنوبر کا تین سو فیٹ اونچا ہے اور چھ ہزار برس کا ہوچکا ہے اِس سے زیادہ عجیب ایک درخت بعض جزائر کناریا مین پایا گیا ہے اور چار سو برس ہوے اِس جزیرہ کو دریافت ہوے آجتک اُس درخت کی کوئی چیز نہین بدلی جیون کا تیون چلا آرہا ہے۔ بعض علماے نبات کا قول ہے کہ خلقت انسان سے سیکڑون برس پہلے کا یہہ درخت ہے خلاصہ یہہ ہے کہ جب ہمکو اجزاے مفردہ اور بسائط اجسام کے تعداد کی تحقیق نہین اور نہ ہمکو یہہ معلوم ہے کہ آدمی یا حیوان یا کسی نبات مین کسقدر بسائط ملکر ان کی خلقت ہوئی ہے اور نہ ہم کو یہہ معلوم ہے کہ ان بسائط کے باہم امتزاج اور آمیختہ ہونے سے کسقدر عمر اور بقاے اشیاء مذکورہ ہوسکتی ہے عام اِس سے کہ

کہ انکا کوئی خالق اور قادر حکیم پیدا کرنے والا ہے۔ یا خود پیدا ہو رہی ہین اور پھر باوجود اِس جہالت اور نادانی کی ہم دعوے کرین کہ آدمی کی عمر طبعی کا نیچر سو برس کا ہے خواہ ایک سو بیس برس کا اور یہہ نیچر ہرگز بدل نہین سکتا ہے یہہ کیسی نادانی کی بات ہے بلکہ قدرت کاملہ کے اثبات کی غرض سے جسطرح خدا نے ایک درخت بعض جزائر کنار یا مین ایسا پیدا کر دیا جسکو تملوگ قبل خلقت انسان سے موجود کہتے ہو کچھہ دور نہین کہ اقسام حیوانات مین بھی کوئی حیوان ایسا پیدا کیا ہو اور نیز اقسام انسان مین بھی ایک یا دو فرد کامل ایسے پیدا کئے ہون (مثلاً حضرت خضرؑ اور حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسےٰؑ اور امام مہدیؑ جن کی عمر ہزارون برس کی ہو اور اِس قدرت نمائی سے یہ غرض ہو کہ ہم لوگ خدا کو پابند کسی نیچر کا نجانین اور اعتقاد کرین کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر خدا ہمارا ہر ممکن چیز پر قادر ہے اِس بیان سے ہمارے بخوبی ثابت ہو گیا کہ طول عمر نبات اور حیوان اور انسان کو خلاف عقل سمجھنا ہی نادانی اور بے عقلی ہے اور جسکو نیچر ٹھہراتے ہو یہی ٹھہرانا تمہارا بالکل جہالت کی بات ہے۔ قدرت قادر توانا کی پابند کسی قانون

کی نہین ہے جو کردے وہی قانون ہے اور باقی رکھنا یا بدل دینا قانون کا سب اُسکو روا ہے نیچر کا پانچوین طور سے بیان نیچر کے بدلنے کو جو لوگ محال کہدیتے ہین اُنکو معلوم نہین کہ محال کسکو کہتے ہین لہذا ہمکو محال کے معنی سمجھانے کی ضرورت ہے محال کی دو قسمین ہین (۱) محال عقلی جسکا ہونا یا نہ ہونا کسی دلیل عقلی سے ناجائز ٹھہر جائے جیسے کوئی آدمی اپنے باپ کا باپ ہو اب ایسے آدمی کا ہونا ہر ایک عقل کی راہ سے بشرط

عدم اعتقاد تناسخ کے ناممکن ہے یا دو اور دو کا مجموعہ چار سے کم یا بیش ہونا اسیطرح ہزارون چیزین ہماری عقل ناقص ہین محال اور ناممکن ثابت ہو چکی ہین اِن اشیا مین کچھ بدیہی اور واضح امور ہین کہ فوراً عقل معمولی بلا دلیل اُنکو محال سمجھہ لیتی ہے اور کچھ ایسی چیزین ہین جنکا محال ہونا کسی دلیل بدیہی سے معلوم کرنا پڑتا ہے مثلاً کرہ کا جسم نصف یا نصف سے کم نظر آنا اسکو جب تک مناظر اُقلیدس کی اشکال نہ پڑھو فوراً محال نہ جانو گے یا مرکز ثقل جسم مخروط ناری کا مساوی ثلث ارتفاع کے نہ ہونا ارشمیدس کی کتاب مخروط جب تک نہ پڑھو گے محال نہ کہو گے اِسی محال کو ممتنع اور منفی کہتے ہین اور اِسی محال سے قدرت کسی قادر کے متعلق نہین

نہین ہوتی اور نہ معجزہ کسی معجز نما کا اور ہم جو کہتے ہین کہ قانون قدرت (نیچر)
نہین بدلتا اسکا یہی مطلب ہے کہ عدم تعلق جو قدرت کو ایجاد محال سے
ہے خواہ فنا کرنے اور مٹا دینے کسی موجود ضروری سے ہے وہ نہین بدلتا
ہے دوسری قسم محال کی محال عادی ہے اور یہہ دراصل محال نہین ہے
بلکہ ممکن ہے مگر عادت ہمارے خدا کی اُسکے واقع کرنے پر ایسے جاری ہو رہی
ہے کہ اب ہم براہ تجربات متواترہ اور مشاہدہ روزانہ کہدیتے ہین کہ اِسکا خلاف
ہونا محال ہے مثلاً آنب کے درخت مین نیبو کا پھل پیدا ہونا یا بکری کے
پیٹ سے آدمی کا بچہ نکلنا یا مرغی کے انڈون سے بدون بیس پچیس روز
مرغی کے بیٹھے ہوئے بچون کا نکلنا یا آدمی کی اُنگلیون سے پانی کی دہار نکلنی
کہ سیکڑون پیاسے اُسی پانی سے سیراب ہو جائین یا بے فصل خشک شدہ
انار خواہ اینکہ چھوہارے کے درخت مین فوراً سرسبز ہو کر پختہ انار اور خرمہ
کا پھل جانا یہہ سب محال عادی ہین اُنکے بدلنے پر بعد علم سبب اور ربط
حقیقی کے جب ہماری قدرت متعلق ہو سکتی ہے جیسا ہم بیان کرتے
ہین پھر قادر بیچون حکیم مطلق کے قدرت کا تعلق کیون محال ہوگا اُن
اشیا کا براہ عادت خاص طور پر واقع ہونا قانون فطرت (نیچر) نہین ہے

جسکا بدلنا محال ہو جیسے قسم اول مین ہم نے بیان کردیا ہان اسکے ہونے کا سبب اصلی جسکو ربط حقیقی اُنسے ہے اُسکا بدلنا البتہ خلاف نیچر ہے وہ نہین بدل سکتا مگر اُسکا معلوم کرنا دشوار ہے۔ ایسے ربط حقیقی کے دریافت کرنے کیواسطے ہم تجربات کرتے کرتے علوم کے قواعد بنا رہے ہین اور اِسی کو فلسفہ عقلی ہم کہہ رہے ہین۔ ہمکو علم منطق سے چند طریقہ ربط حقیقی دریافت کرنے کی معلوم ہوے مگر وہ بھی ادھوڑی اور ناقص رہے یقین کامل اُنسے نہین ہوتا کبھی صحیح اور کبھی غلط **اثبات امثلہ بالا کے محال عقلی نہونیکا** مثلاً یہی مثال آنب کے درخت سے نیبو پھلنے کی علم فلاحت ہمکو بتلا رہا ہے کہ جذب مشاکل کا قانون قدرت (نیچر) عام ہے مگر ابھی تک ہمارا تجربہ اِسی حد تک پہونچا ہے کہ آنب کے درخت سے نیبو یا کھیرا یا ناریل کی صورت خواہ مزہ کا پھل پیدا ہو اور جملہ صفات کا بدل دینا ابھی ہمارے تجربہ مین نہین آیا ہے مگر امید ہے کہ آیندہ یہہ بھی آجائے گا کیول ہار متّصل ملیح آباد اور سندیلہ مین جو باغ رسالدار شاہ اودہ مسمی بہ فقیر محمد خان نے طیار کرایا ہے اُسمین آنب کے درخت سے میٹھے نیبو کے مزہ کا آنب اور کھیری کے شکل کا خاردار آنب ہم نے خود دیکھا ہے

اور سوئی کی خوشبو کا آنب ہماری باغ جرول ضلع بہرایچ مین تھا دوسری
مثال یعنی بکری کے پیٹ سے آدمی کا بچہ ہونا قدرتی طور سے اس کی
شہادت ابھی ہمکو اٹاوہ شہر سے ملی ہے مگر تحقیق طلب ہے پورا
ثبوت نہین ہوا ہے مگر محال بہی نہین ہے مرغی کے بچہ نکالنے کی کل
طیار ہو چکی کہ پانچ منٹ مین انڈے سے بچہ نکالا جاتا ہے اور جسقدر
گرمی بیس روز مین مرغی کے جسم کی بچہ نکالتی تہی تہرمامیٹر سے اوسکو
جانچکر ہم نے اوسیقدر حرارت پہونچاکر انڈے سے بچہ پیدا کرنیکا مصنوعی
آلہ بنالیا۔ گندا انڈا پہر سے درست کرلینا اُسکی ہوا سے خراب نکالکر یہہ
طریقہ جالینوس کے زمانہ مین جاری تھا چنانچہ شیخ الرئیس نے قانون مین
اسکو لکہا ہے دیکہو ہمارے ترجمہ قانون کو آدمی کے اُنگلیون سے پانی
کا جاری ہونا اگر ہم ایٹ مسفرک ایر یعنی سطح جہان کی ہوا کو پانی
بنانے کا خیال کرین چونکہ پانچوان حصّہ آکسیجن کا اُسمین ہمراہ چار حصّہ
نیٹروجن کی شامل ہے اور پانی کے اجزے بہی اسمین ضرور کسیقدر ملتے
رہتے ہین جن مین ہیڈروجن بھی ضرور ہے بہرحال سطح جہان کی ہوا
کا پانی ہوجانا جیسے عام طوفان نوحؑ مین مشاہدہ ہوچکا ہے اگو سر سید

احمد خان صاحب اِسکے منکر ہون) اور روزانہ کیمیائے اعمال سے بہی ہوتا ہے لہذا محال عقلی نہ رہا اب اُنگلیون سے پانی کا نکلنا یہی غور طلب امر باقی رہا مگر علم نفس کے جاننے والے اِسکا انکار نکرینگے - درخت کا فوراً طیار ہو کر پہلنا اور پختہ میوہ دینا مجھ سے ایک معزز بی اے خواہ ایم اے پنڈت بہرناتھ صاحب دیوان ریاست گوالیار نے زور سے بیان کیا کہ سپید مرچ کے روغن مین یہہ اثر ہے کہ آم کی گٹھلی خواہ اور تخم بولنے سے درخت طیار ہو کر فوراً پہلتا ہے چونکہ وہ ایک سچّے ذیعلم آدمی تھے اور پہلے نیچرل خیالات بہی اُنکے تھے لہذا مین یقین کرتا ہون کہ بیان اُنکا غلط نہو گا جسطرح انڈے سے بچہ نکلنا پانچ منٹ مین ہو سکتا ہے بہرحال عقلاً محال نہین ہے ایسے جلد نباتی اشیا کا پیدا ہونا میتھی کا ساگ بعضے باورچی اِتنی دیر مین پیدا کر لیتے ہین کہ ادہر گوشت کا پکانا شروع کیا اور میتھی بوئی اور ساگ طیار ہو گیا اب نتیجہ ہمارے بیانات کا یہہ ہے کہ محال عقلی خلاف نیچر ہے اور وہ بدل نہین سکتا اور محال عادی کا بدلنا ممکن ہے اور اُسکے بدلنے سے نیچر نہین بدلتا ہے

باب پانچوان معجزہ خلاف نیچر نہین ہے اِسلئے کہ محال

عادی سے متعلق ہوتا ہے جسکا بدلنا گذشتہ ابواب مین
ثابت ہوچکا جو لوگ معجزہ اور کرامات کو خلاف نیچر کہتے ہین بعض لوگونکو
تو یہہ شبہہ ہے کہ معجز نما محال عقلی کے پیدا کرنے کا دعوے کرتا ہے اور جو
لوگ فلسفہ کو جانتے ہین اور محال عقلی اور محال عادی مین فرق اُنکو
معلوم ہے وہ معجزہ کا صدور جائز جانکر کہتے ہین معجز نمائی اور بازیگری
شعبدہ بازی طلسم کاری جادوگری سب ایک ہی سی چیزین ہین اِس
مسئلہ کا بیان پورا پورا تو ہمکو باب اثبات نبوت مین کرنا مناسب
ہے مگر نیچر کے بیان کے ساتھ بھی چونکہ معجزہ کو بڑا تعلق ہے اِسلئے
کہ نیچری پکار فقط انکار معجزاتِ الٰہی کی غرض سے ہو رہی ہے لہذا تھوڑا سا
بیان معجزہ کا یہان بھی ضرور ہے نبی کے آنے کی ضرورت کو تو ہم
باب نبوت مین لکھینگے اور چونکہ نبی کے دعوے کی تصدیق بدون
معجز نمائی کے نہین ہوتی لہذا ہمارے نبی صلعم سے بھی ہزارون معجزات
صادر ہوئے مگر ایسا معجزہ دائمی جو کبھی باطل نہو اور کسی شعبدہ اور
طلسم اور جادو اور بازیگری سے اُسکو تشبیہہ ندے سکین اور کسیقدر
فلسفہ کی ترقی ہوجای اور معجزات انبیای گذشتہ اور نیز ہمارے نبی

ضرورت تعیین معجزہ کی

کے بعض معجزات کو فلاسفہ اصول فلسفہ سے کر کے دکھلانے بھی لگین
مگر اُس معجزہ خاص کا مثل کبھی نہ لاسکین اور علم سائنس کا کسی حد
کمال پر پہونچ جائے مگر اُس معجزہ کے مقابلہ سے ہمیشہ عاجز ہی رہے
اور جس طرح قوت بشری حیوان اور جاندار پیدا کرنے سے بلکہ تمامی
نباتات اور معدنیات بسیطہ کے پیدا کرنے سے عاجز ہے اوسیطرح
اُس معجزہ کے مجموع بلکہ چھوٹی چھوٹی آیت کے مثل بنانے سے
بھی عاجز ہو تاکہ اُسکا محض قدرتی غیر مصنوعی ہونا ثابت ہو وہ قرآن
مجید ہے جسکو خدا نے ہمارے نبی کے نبوت کی تصدیق کے واسطے
اُنکو دیا ہے اور فرمادیا کہ لَنْ تَفْعَلُوْا کبھی تم اسکے مثل ایک چھوٹا سا
کلام بھی نہ بنا سکوگے اور ایسے فصاحت اور بلاغت پر کیسی ہی مشق
کرو ہرگز قادر نہ ہوسکوگے اور اِس دعویٰ مین خدا نے جن اور انسان
اور ملائکہ بلکہ تمامی مخلوقات کو عاجز فرمادیا ہے اِس معجزہ عظیمہ کے
دینے کی بہت سے اسباب قدرت کو داعی تھے اُنمین سے چند اسباب
یہہ ہین پہلا سبب تو یہی تھا کہ سائنس کے ترقی تا خاتمہ دنیا ایسی ہوگی
کہ شاید اکثر معجزات انبیا کے جو تاریخی ذریعہ سے معلوم ہوتے ہین

سبکی مثل کرنے پر انسان ترقی سائنس سے دعوے کر سکے اور سب کو بازیگرونکا
تماشا بتلا سکے اور اسکے وجہ سے اُنکی نبوت مین عوام کو شبہہ پڑجاے
چنانچہ آجکل اگرچہ ابھی سائنس کی ترقی پوری نہین ہے مگر پھر بھی
لاکھون آدمی معجزات انبیا کو بازیگری بتلا رہے ہین کوئی شعبدہ اور
نیرنج کہہ رہا ہے کوئی جادوگری بتلا رہا ہے کوئی اُمتہاے سابقہ کو
جن کے سامنے معجزات ہوتے تھے اُنکو جاہل ناترتیب یافتہ کہہ کر
پکار رہا ہے کہ ہم ہوتے تو البتہ نبی صاحب کے ٹھگ بِدیا کو ظاہر کر
دیتے۔ بہرحال چونکہ معجزہ کا تعلق محال عادی سے ہے اور محال عادی
بجای خود ممکن الوجود ہے پس اُسکے کرنے پر انسان کا قادر ہونا بعد
تکمیل علوم فلسفہ کے خیال مین آسکتا ہے اور چونکہ معجزہ وہی ہے کہ
جس امت پر کوئی نبی مبعوث ہو وہ امت اُسکو نہ کر سکے اور عاجز ہو
لہذا خاتم الانبیاء صلعم کو ایسا معجزہ دینا ضرور تھا کہ تا بقای دنیا اُسکے
مثل پر کوئی مخلوق اور کوئی فرد بشر قادر نہو دوسرا سبب تاریخی
کتب سے جسقدر معجزات انبیاء ثابت ہوتے ہین اُنکے نسبت تعصب
سے انکار بھی کر دینا کوئی نئی بات نہین ہے اور چونکہ معجزنما اب بظاہر

ہمارے سامنے موجود نہین لہذا ایسا معجزہ آخری پیغمبر کو ضرور درکار
تھا کہ اُنکے زمانہ حیات اور بعد وفات وہی کام ہدایت کا دیتا رہے
اور تمام مخلوق کو اُسکے مثل کے لانے سے عاجز کرتا رہے تیسر اسبب
جتنی کتابین انبیاء سابق پر نازل ہوئین اکثر کتب مین چونکہ اُن مین
معجزہ فصاحت کا نہ تھا لوگون نے تحریف کرکے بہت سے امور خلاف
شان اور خلاف واقع بڑھا دئے جنسے اُن حضرات کی نبوت اور
عصمت مین فرق آتا ہے دیکھو توریت اور انجیل وغیرہ کو قرآن
مجید ایسی کتاب خدا نے اُتاری کیا مجال ہے کسی بشر کی جو ایک
فقرہ اُسکا بدل سکے خواہ اُس مین کمی بیشی کر سکے اور فوراً پہچانا نہ جائے
اور یہہ شناخت ایسی بدیہی اور باعتراف تمام علمای علم بلاغت پابند
مذہب اور لامذہب کی وجدانی اور ذوقی ہے کہ جو لوگ زبان عرب
بھی نہین جانتے اور قرآن کے معنی اور وجوہ بلاغت سے بھی
بالکل جاہل ہین مگر قرآن کا روان پڑھ لیتے ہین اگر کسی جگہہ نہایت
فصیح اور بلیغ عبارت انسانی کا کوئی فقرہ ملا کر اُنکو پڑھنے کو دیا جائے
فوراً کہدین گے کہ یہہ فقرہ تو قرآن کا نہین ہے اور کبھی اُنکا ذوق

سلیم اوسکو آیت قرآنی ہونا تجویز نہ کرے گا اِسکے فوائد غیر متناہی اسقدر ہوے کہ قرآن مجید کے لاکھون کرورون نسخہ ایک ہی عبارت سے تمام دنیا مین پھیلتے چلے جاتے ہین جیسے آفتاب اور ماہتاب طرز واحد پر ہمکو اپنی چمک دکہلا رہا ہے اُسیطرح ہمارا یہہ نورانی آفتاب ہمکو دلی روشنی دیرہا ہے **چوتھا سبب** جس طرح سائنس کی ترقی بے انداز ہورہی ہے ازانجملہ علم آواز کے قواعد بھی روز افزون دریافت ہوتے جاتے ہین اور علم مخارج حروف کے قواعد بھی ترقی پذیر ہونے کے لائق ہین مین ہندی موسیقی کے اصول پر بناکر کے اسوقت دو چار باتین متعلق حروف تہجی کے آواز ہاے مناسب سے جسکو سرگم کہنا چاہیے بیان کرتا ہون اور جائز ناجائز ہونا اوسکو ہمارے اِس بیان مین کچھ دخل نہین ہے مگر افسوس ہے کہان سے لاؤن اسوقت میان **امیر علی** سوز بنانے والے نایک جگت استاد لکھنوی کو اور شیخ **عطا** صاحب جن کی سوز دہرپت انگ کے ہوتی تہی اور نواب **حسین علیخان** صاحب جنکے سوز ٹپہ انگ کے مثل شوری موجد ٹپہ کے ہین یا میان **مہدی بخش** جو شاگرد میان امیر علی کے تہے جنکو سدا رنگ چھبیلے **محمد شاہ** دہلوی موجد

خیال کا ثانی کہنا چاہیے اُن لوگون کے ذوق سلیم پر جو الفاظ کسی مسدس
اور رباعی کے مناسب گوری اور بھیروی اور پیلو اور جنگلہ پرچ کہماچ
اور ہمیر سیندورہ چھایا کالنگڑہ اور بھاگ کے سرگم سے تھے اُسی راگنی کا
سوز اُسکا بنایا ہے اور جو الفاظ کسی مسدس کے سری راگ اور ہنڈول
اور مالکوس یا بھیرون راگ سے مناسب تھے اُن کی اوسیطرح کی
سوز بناتے تہے اور بعض جگہہ تبدیل الفاظ بھی کردیتے تھے چنانچہ
مرزا فصیح مرحوم کے مرثیہ کا مطلع ع صف آرائی ہوئی جب کربلا مین فوج
شامی کی + اسکا سوز بھیروی کا میان امیر علی نے بنایا اور ٹیپ مین
اصلاح دی اسیوجہ سے مرزا فصیح نے اپنا کلام اونکو دینا چھوڑ دیا اگرچہ
اُنکے اُستاد شیخ ناسخ نے پوری سفارش بہی کی اِس قاعدہ کا سمجہانا
اور اسکی تصدیق کرانی آج مجھسے دشوار ہے ہان جسکو ہزار پانسو سوز
یاد ہون اور نشست الفاظ کی مناسبت راگ راگنی کے سُرونسے جانے وہ سمجھ
سکتا ہے تاہم مین اتنا ضرور کہتا ہون کہ ہمارے نبی صلعم نے تغنّی فی
القرآنِ کو جو حرام فرمادیا یعنی قرآن کو کسی راگنی خواہ راگ اور وہن
اور کسی مقام عجم وغیرہ مین منجملہ بارہ مقامون کے پڑھنا حرام کردیا اوسکا

ایک سبب شاید یہ بھی ہے کہ ہمکو پورا علم اِسکا نہین ہے کہ یہہ آیت اپنے
حروف کیوجہ سے براہ قواعد موسیقی کونسی لحن کے لایق ہے ایسا نہو
جاہل کسے دوسرے لحن سے پڑھکر اِسکے بعض حروف کو تبدیل کر بنیکی
لائق سمجھے اور گناہ گار ہو ہان مخارج حروف کا علم اگرچہ اوسکو بھی
پوری طور سے ہم نہین جان چکے اور جن مخرجون کی تقدیم اور تاخیر اور
نظم صحیح پر حروف کے مرکب ہونے سے لفظ کی فصاحت پیدا ہوتی ہے
اُسکے اصول سے تو گویا ہم بالکل بے خبر ہین بلکہ اکثر علمای علم بلاغت
اِسکے منکر ہین تاہم ہمارے قرآن کے جسقدر الفاظ ہین اُنکے حروف کا
نظم اور تقدیم تاخیر اور اسیطرح ربط الفاظ یکے بادیگرے ایسے عمدہ
اسلوب سے فرمایا ہے کہ ہرگز کوئی اونکو غیر فصیح نہین کہہ سکتا ہے
(کُبّارًا) اور (ضیزیٰ) کو بعضے متعصبان عرب نے غیر فصیح کہا تھا پھر
آخر کیا ہوا جب وہ صحرائی بوڑھا دوڑا گیا خود ہی بے ساختہ شینگا"
کُبّارًا پکارنے لگا اور قسمتہ ضیزیٰ بھی بول ہی اوٹھا پانچوان سبب
جو معجزہ فرض کرو اُسکے اقرار اور انکار کرنے کے اسباب اور دواعی
جاہل اور عالم نابینا اور بینا گونگے اور بہرے اور فلسفی وغیر فلسفی

ہرایک کوکسی وجہ خاص سے (علاوہ تعصب اور عناد اور علاوہ تسلیم اور اعتقاد کے) ہوتی ہین اور جب کوئی آزاد خیال ہو اوسوقت قول اُسکا البتہ حق اور ناحق کے ثبوت مین کافی دلیل ہوتا ہے لہذا معجزہ دائمی جو ہمیشہ برقرار رہے اُس مین ایسے صفات اور خوارق عادات کا فراہم ہونا ضرور ہے کہ ہر شخص کو لبقدر اوسکے فہم اور شعور اور ادراک کے ایسے امور اُس مین تسلیم کرنی پڑین جو طاقت بشری سے ہمیشہ باہر ہون اور کسی زمانہ مین کیسا ہی انکار اور الحاد اور خصومت قرآن سے لوگ زیادہ کرین کوئی خلل نہ لفظی نہ معنوی نہ تاریخی نہ عقلی اُس مین ثابت کرسکین اور یہہ سب اوصاف ہمارے قرآن مین موجود ہین اور اگر کسی نے براہ تعصب اُسکی فصاحت یا بلاغت یا تاریخی یا حسابی یا مسئلہ طبعی یا جیالوجی وغیرہ مضمون کی غلطی خواہ پیشین گوئیون کی مخالفت ثابت کرنی چاہے جیسے سید احمد خان صاحب اپنی تفسیر مین کرتے ہین فوراً ہم نے اُس شخص کی غلطی ثابت کردی دیکھو تنزیہ القرآن وغیرہ کتب اور ہماری کتاب انتصار الاسلام کو چھٹا سبب جسقدر کتب انبیا علیہم السلام کی دنیا مین ہین بقول

جان ڈیون پورٹ اور گبن صاحب اور گومیپ صاحب کوئی کتاب بجز
قرآن کے ایسی نہین ہے جسکو پورا کلام خدا یا کلام نبی اللہ کہہ سکین اور
نہ کوئی کتاب مذہب اور اخلاق اور سیاست مدن تجارت عدالت
انصاف جزا سزا نجات روحانی اور صحت جسمانی اور حقوق شخصی اور
نوعی سب پر بجز قرآن کے شامل ہے اور جب ذکر خدا اُسمین آئے
بڑی عزت اور احترام سے اور پاکی خدا کے عیوب سے آیا ہوا ور جملہ
خیالات باطلہ اور عیوب اور شہوات انسانی سے خدا کو منسوب نکیا ہو
ساتوان سبب قرآن مجید مین علاوہ اِسکے فصاحت اور بلاغت
اور جامع الفوائد ہونے کے شفای امراض جسمانی اور روحانی بہی
بطور معجزہ کے موجود ہے فِیهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ اور یہہ ایسی بات ہے جسکو
پورا تعلق اصول علم خواص الحروف سے ہے اگرچہ علمای ظاہر مین
خواص حروف کے منکر ہین اور انکار اونکا مثل انکار دیگر چارون
علوم اسرار کے محض نادانی اور جہالت سے ہے اسوقت ہمکو اُنسے
کچھ بحث نہین ہے ہان جو لوگ علم خواص حروف کو مان چکے ہین اُنسے
رُوی سخن کرکے ہم کہتے ہین آیا یہ خبر دہی خدا کی کہ قرآن سے شفای

امراض ہوتی ہے آپکی رای اور تجربہ مین درست ہے یا نہین کیا سورہ
فاتحہ مین کوئی حرف ظلمانی نہونے سے اسکو ایسے کلام پر جو بالکل حروف
ظلمانی سے مرکب ہو یا کچھ حروف نورانی اور کچھ ظلمانی اُس مین ہون
پوری فضیلت نہوگی اور کیا دو نوایۃ القطب کو جو ۲۸ حروف ابجدی
پر شامل ہین منجملہ آیات قرآن کے جملہ خواص حروف کا مرکز قرار ندوگے
اسیطرح ہزارون فوائد شفاہی امراض جو آیات قرآنی کے ہمارے نبیؐ
اور اوصیاء نبی نے بیان فرمائی ہین آپکے قواعد اور کلیات سے کبھی
مخالف ہو سکتے ہین اہل اسلام کا تو قرآن دین اور ایمان ہے غیر مسلمین
مین بہی جو گروہ علوم اسرار حروف سے آگاہ ہے۔ کبھی کہہ نہین سکتا
ہے۔ کہ یہہ ارشاد ہمارے خدا کا اور یہ خواص فرمودہ نبی اللہ کے
نسبت آیات اور سور تمہارے قرآن کے غلط ہین۔ اور اسی کو ہم معجزہ
کہتے ہین۔ اگر کوئی متعصب یہ اعتراض کرے کہ منتر جنتر جن مین تیتا
میتا لونا چماری کا نام لیا جاتا ہے وہ بہی تو ایسے ہی خواص پر شامل ہین
اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہان درست ہے مگر اُنکے پڑہنے سے آدمی کافر
اور مشرک بیدین ہوجاتا ہے چنانچہ ہمارا قرآن اسکی خبر دیتا ہے۔

ہاروت وماروت کے قصہ مین وارد ہے وَمَا یُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی
یَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ مطلب یہہ ہے کہ ہاروت ماروت
کسی کو تعلیم عمل البغض کی نہین کرتے مگر پہلے اُس سے یہہ کہہ دیتے
ہین کہ ہمکو خدا نے امتحان اور آزمایش کی غرض سے مقرر کیا ہے۔
توہم سے اِن باتون کو سیکہہ کر کافر نہ ہو۔اب ہمارے پروردگار کو ہماری
پرورش کی نظر سے ضرورت اسکی تہی کہ ایک ایسا کلام با اثر ہمکو تعلیم
فرماے کہ بفرض محال اگر ہمارے وہی اغراض جو کلمات کفر اور شرک
پڑہنے سے برآمد ہوتے اُس کلام پاک سے پورے ہون جسکے پڑہنے
سے ہمارا دین بھی پختہ ہو جاے اور وہ اغراض بہی پورے ہون
اِسی کو ہم معجزہ کہتے ہین۔اور یہ سبب داعی ایسا جامع فوایدخلایق کا
ہے جسکے بیان مین بڑی بڑی طولانی کتابین علمای علم خواص حروف نے
بقدر اپنے فہم اور تجربات کے لکہہ ڈالی ہین۔تاہم قطرہ از دریا اِن
فوایدکا بیان نہ ہوسکا ہاروت ماروت کے قصہ مین جو سید احمد
خانصاحب نے شبہہ کیا ہے اُسکا جواب جداگانہ ہم لکہین گے انشاءاللہ
آٹھوان سبب جو عبارت اور جو کلام کسی زبان کا فرض کرو فارسی

عربی ترکی - انگریزی - اردو جب اُسمین صنایع معنوی اور صنایع
لفظی (جنکا بیان علم بدیع مین ہوتا ہے جیسے تجنیس خطّی یا قلب جز
اور قلب کل اور قافیہ اور سجع وغیرہ) کا لحاظ کیا جاے گا ضرور اُس
کلام مین وہ درجہ فصاحت کا جسکو آمد طبع کہتے ہین باقی نہ رہے گا
اور آورد یعنی تکلف اور بناوٹ پیدا ہوجاے گی اور خوگیری بہرتی
سے معلوم ہوگی قرآن مجید کے نازل کرنے سے یہ معجزہ خدا کو ظاہر
کرنا منظور ہوا - کہ باوجود شامل ہونے اِس عبارت کے جملہ صنایع
لفظی اور معنوی پر ونیز باوجود شمول عبارات قرآنی کے نصایح اور
حکمت ہای بیشمار پر اور باوجود شمول خواص عظیمہ جن کی تفصیل علم خواص
حروف مین کی گئی ہے اور باوجود تکرار قصص اور حکایات امتہای
سابقہ کے یہہ کلام ایسا برجستہ اور محض آمد طبع متکلم سے صادر ہوا ہے
کہ ہرگز کسی جگہہ بناوٹ اور تکلف کی بو بھی نہین پائی جاتی ہے - اور
جسقدر صنایع لفظی اور معنوی پر جو سورہ زیادہ شامل ہے اسیقدر تکلف
اور بناوٹ سے اسکو دوری ہوگئی ہے - سبحان اللہ وبحمدہ نوان سبب
یہہ بھی مطلوب الٰہی تہا کہ جو کلام اور عبارت کسی زبان مین کیون نہو

اور کسی درجہ فصاحت اور بلاغت پر پہونچی ہو۔ خاصۂ طبعی انسان
کا یہی ہے کہ اسکو مکرر پڑہنے سے ضرور طبیعت اُس سے بخوبی سیر ہوکر
پھر متنفر ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کی عبارت دلچسپ ایسی ہے کہ
لاکہوں مرتبہ اوسکو پڑہو اور حفظ کرو ہر مرتبہ شوق طبعی اُسکے پڑہنے
اور سننے سے بڑھتا ہی جاتا ہے گوتھ مورخ مشہور کا قول بمظاہر الحق
مین ہے کہتا ہے کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ پہلے تو پڑہنے والے کو
اُسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان
اِسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور آخر الامر اُسکی خوبصورتیون پر
ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تاب ضبط باقی نہین رہتی مین کہتا ہون
تا اینکہ جو لوگ معنی قرآن کے نہین سمجھتے۔ اور محض طوطے کی طرح
(نبی جی بھیجو) فقط الفاظ کو پڑہتے ہین اور حافظ جی کہلاتے ہین
اُنسے بھی کبھی نہ سنا ہوگا کہ تکرار تلاوت قرآن سے اونکو سیری ہوتی
ہے ۔ ہُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ جیسے مشک خالص کا نافہ
جب اُسکو کہولو پوری خوشبو سے دماغ معطر ہو جائے بہرحال
چونکہ یہہ باب فقط نیچر کے بیان مین ہے اعجاز قرآن کا ذکر اسیقدر

یہان کافی ہے اور جو شبہات قرآن کے اعجاز ہونے پر دہریہ اور یہود اور نصارے اور آریہ لوگون نے کیئے ہین اُنکے جوابات مین کتب اسلامی موجود ہین اور ہم بھی اِس کتاب مین عام فہم شبہات کو رد کرین گے انشاء اللہ

استحالہ مثل کا شبہہ اگر تمکو یہہ شبہہ پیدا ہو کہ مثل تو ہر چیز کی براہ عقل محال ہے لہذا ہر نظم اور نثر کی مثل دوسرے نظم اور نثر بنانی بھی محال ہے اب تو ہر کلام پر معجزہ کا گمان ہوسکتا ہے قرآن کی تخصیص کیا رہی جسکو ہم معجزہ خیال کرین **جواب** اسکا یہہ ہے کہ جو مثل محال عقلی ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ بہمہ جہت دو چیزین تماثل اور تشابہہ رکھتے ہون کہ ہرگز کسی طرح کی تمیز اور فرق دونون مین نہوسکے اور یہی مثل حقیقی ہے ایسی مثل کا طلبگار کوئی ذلعقل نہین ہوسکتا ہے چہ جائیکہ حکیم مطلق اور قرآن کا مثل جو مطلوب ہے اُس سے یہہ مراد ہے کہ ہزارون صفات متعلقہ علم فصاحت وبلاغت اور خواص لفظی اور معنوی جن سے قرآن موصوف ہے اُن مین سے کسی ایک ہے صفت خواہ دو چار اوصاف پر وہ مثل شامل ہو اور ایسے مثل کا محال ہونا عموماً اگر تسلیم کیا جائے

توجملہ ابواب تشبیہ اور استعارہ اور تمثیل سب باطل ہوجائین اور
کوئی مثال ممثل لہٗ پر اور کوئی مشبہ مشبہ بہ سے مطابق نرہے لہذا یہہ
شبہہ اگرچہ ماخذ اسکا قانون فلسفی ہے مگر محض مغالطہ اور عوام فریبی کے
طور پر وارد کیا گیا ہے سر سید احمد خانصاحب کی تقریر معجزہ
قرآن پر شبہہ ڈالنے والی باوجود دعوائے زبانی اسلام کے یہہ ہے
تفسیر حصّہ اول جلد سیوم صٓ ۲۳ مین سید صاحب نے عجیب مضمون
لکھا ہے کہ فصاحت اور بلاغت کے اعلےٰ درجہ پر کسی کلام کا ہونا
اسکا ثبوت نہین ہے کہ وہ کلام خدا کا ہے بہت سے کلام انسانی
دنیا مین موجود ہین اور اونکا مثل آج تک نہین ہوا (بقول
بعض یادری صاحبان جیسے فارسی مین گلستان اور دیوان حافظ)
یہہ بھی سید صاحب کہتے ہین کہ معارضہ اور طلب مثل قرآن کا کفّار
عرب سے اسکی فصاحت اور بلاغت پر نہین چاہا گیا اور نہ ان
آیتون مین سے جن مین طلب مثل کا حکم ہے کسی آیت مین اشارہ
اسکا ہے کہ فصاحت قرآن کا معجزہ ہے اخیر مین یہہ بھی تسلیم کرتے
ہین کہ ہان اسکی فصاحت اور بلاغت اسکی بے نظیر ہادی ہونے کو

زیادہ روشن و مستحکم کرتی ہے مین کہتا ہون کہ معارضہ اور
تحدی اور باعلان پکار پکار کر فرمانا ہمارے نبی کا کہ قرآن کلام خدا
ہے ایک فقرہ صحیحہ بھی اِسکے مثل کوئی آدمی نہین کہہ سکتا ہے یہ بات
بجز تاریخ کے آج ہم کسی عقلی ذریعہ سے تو ثابت نہین کر سکتے اور تاریخ
اہل اسلام کی سید صاحب کی راے مین مہابھارت اور امیر حمزہ کی
داستان کے برابر ہے اگر تاریخ کو مانین تو ہم علاوہ سیر و تواریخ اور
حدیث اہل اسلام کی مسٹر گبن صاحب مورخ اور مسٹر جان
ڈیون پورٹ صاحب مورخ یورپین کے قول سے بہی ثابت
کردین کہ قرآن کا معجزہ فصاحت و بلاغت سے ضرور مانا گیا ہے
اور یہہ روایات متواتر ہر طبقہ مین چلی آتی ہین کہ آنحضرت صلعم نے
اور آپکے خلفای راشدین یعنی جانشینون نے اور صحابہ کرام نے اور
علمای اسلام تا ایندم ہمیشہ قرآن کی فصاحت اور بلاغت سے معارضہ
یا تحدّی کرتے تھے اور کرتے ہین اور کرتے رہینگے پس جب سید صاحب
ایسے متواتر خبر کا اِنکار کرتے ہین کہ فصاحت قرآن سے معارضہ
نہین چاہا گیا اِسکا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو ثابت کردے کہ

آگ مین گرمی نہین ہے اور دن کو آفتاب نہین نکلتا ہے مگر ہزار غنیمت ہے کہ سید صاحب نے مطلق معارضہ کا انکار نہین فرمایا اتنا اقرار تو آپ کو بھی ہے کہ معارضہ ضرور کیا گیا ہے اب اِسی پر بنا کر کے ہم عقلی طریقہ سے کہتے ہین کہ معارضہ کے کیا معنی ہین معارضہ کے معنی اگر یہ ہین کہ اپنے خصم اور مقابل سے جس بات مین اُس سے بحث ہو اور جس امر مین اُس سے نزاع اور خصومت ہو اور جس بات مین خصم کو غرّا ہو اور غرور کر رہا ہو اُسی کا مثل اُس سے طلب کیا جائے مثلاً دو گھڑی ساز اگر آپس مین اپنی دست کاری سے بحث کرین کہ مین اچھی گھڑی بناتا ہون یا تم اُسوقت معارضہ یہی ہو گا کہ تم اپنی مصنوعی گھڑی لاؤ اور ہم اپنی لائین دو خیاط اپنے دوخت مین معارضہ کرینگے دو شاعر اپنی نظم مین دو نثّار اپنی نثر کی فصاحت اور بلاغت مین دو ہادی اور دو ریفارمر اپنے امور ہدایت مین وغیرہ وغیرہ اب دیکھیے کہ قرآن مجید جس زمانہ مین نازل ہوا فصحائے عرب کے اور شعرا نظم اور نثر مین اپنی فصاحت اور بلاغت کے مدّعی تھے یا اپنے ہادی ہونے مین اب اُنسے بحکم خدا ہمارے نبی صلعم کا معارضہ کرنا

اصطلاح سید صاحب کے معارضہ کے یہ معنی ہو جب یہ ہین ۱۲

اور یہہ فرمانا کہ مجھ پر وحی الٰہی سے قرآن نازل ہوتا ہے اور یہہ کلام خدا ہے
اسکی فصاحت ہی کا معجزہ دلیل ہے کلام خدا ہونے پر اور اگر ایسا نہین ہے
یعنی کلام بشر ہے تو او مثل قرآن کے ایک سورہ یا دس سورہ یا چند
آیتین یہہ معارضہ فصاحت مین ہوگا یا ہادی ہونے مین۔ ابو ربیعہ کا
قصہ مظاہر الحق مین مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے
ہین جو منجملہ سات شعراے عرب کے تھا جنکے قصاید سبعہ مُعلقہ کہلاتے ہین
اُس نے ایک شعر ایسا کہا تہا جسکے جواب سے شعرا عاجز تھے جب سورہ
برات دروازہ کعبہ پر مُعلق کیا گیا ابو ربیعہ چند آیتین دیکھکر متحیّر ہوا اور
کہنے لگا کہ ایسی آیات بدون وحی الٰہی کوئی نہین کہہ سکتا ہے اور فوراً
مسلمان ہوگیا۔ بہرحال قرآن کے مثل فصاحت اور بلاغت پر معارضہ
نہ کرنا کسی کی عقل اسکو نہین مان سکتی ہے اور یہہ جو سید صاحب کو خیال
ہوا کہ قرآن مجید کا پورا ہادی ہونا اِسی مین کُفّار سے معارضہ کیا گیا ہے
فصاحت مین نہین اسکا جواب یہہ ہے کیا فصحاے عرب اپنے کلام کو
پورا ہادی ہونے کے مدعی تھے ہرگز نہین بلکہ اُنکو تو غرّہ اپنے فصاحت
پر تھا ہادی اور ریفارمر ہونے کا دعوےٰ نہ تھا پھر اُنسے طلب مثل ایسے

کلام سے کرنا جو ہدایت مین پورا ہو کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ فرض کرو
کسی گھڑی ساز کو اگر دعوے اپنی گھڑی عمدہ بنانے مین ہو اُس سے ہم
ایک عمدہ کوٹ تیار کر کے مثل طلب کرین کیا ہمارے اس فعل پر معمولی
عقل کے آدمی بھی تمسخر نہ کرین گے کہ گھڑی ساز سے اور درزی کے کام
سے کیا نسبت ہے پس شعراے کُفّار سے قرآن کا مثل ہدایت مین
کوئی کلام طلب کرنا اُسکی یہی مثال ہے جیسے گھڑی ساز سے عمدہ کوٹ
سیا ہوا طلب کرنا سید احمد خان صاحب اپنے اس دعوے کے
اثبات مین (کہ قرآن کی فصاحت سے معارضہ نہین کیا گیا صـ ۳۳ مذکور
مین یہہ بھی لکھتے ہین کہ سورہ قصص مین آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا ہے
کہ تو کافرونسے کہدے کہ کوئی کتاب جو توریت و قرآن سے زیادہ ہدایت
کرنے والے ہو اُسے لاؤ توریت کی عبارت فصیح نہین ہے بلکہ عام طور
کی عبارت ہے الیٰ قولہ پس ظاہر ہے کہ قرآن گو کیسا ہی فصیح ہو مگر جو
معارضہ ہے وہ اُسکے فصاحت وبلاغت یا اُسکی عبارت کے بے نظیر ہونے پر نہین ہے
بلکہ اُسکے بے مثل ہادی ہونے مین ہے مین کہتا ہون کہ توریت
کے ساتھ قرآن کا ذکر تو اسی کو چاہتا ہے کہ جس طرح توریت غیر فصیح اور معمولی

عبارت ہے قرآن بھی ویسا ہی ہے۔ پھر سید صاحب اسکو اعلیٰ درجہ
کی فصاحت پر کیون فرض کرتے ہین شاید ارادہ دلی یہی ہے کہ قرآن
بھی معمولی عبارت ہے۔ اور آگے چلکر قرآن کا معجزہ فقط پورے ہادی
ہونے کا جو لکھ رہے ہین ہم سب مسلمان اُسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ ضرور
قرآن کا معجزہ اُسکے ہادی کامل ہونے مین بھی منجملہ ہزارون معجزات
کے ہے اب رہا فصاحت کا معجزہ اُس پر اصرار ہم لوگون کو اس دلیل
سے ہے کہ جس طرح قوم سفّاک اور خون ریز جاہل مُطلق عرب مین ایسا
حکیم ادیب ایسی ہدایت کا کلام لائے جو بدون معجزہ کے نہین ہو سکتا
ہے اُسی طرح جو شخص اُمّی محض ہو اور فن بلاغت اور فصاحت کا
ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو اور نہ تعلیم علم بلاغت کی اُسکو ہوئی ہو اور
پھر ایسا فصیح اور بلیغ کلام فرمائے بدون اعجاز کے کیونکر ہو سکتا ہے
پس اگرچہ اور آدمی کا کلام جو فصیح اور بلیغ بوجہ ریاضت اور مشاقی
اور تعلیم اور تعلم کی ہو البتہ دلیل اس کی نہین ہے کہ وہ کلام
خدا کا ہے مگر محض اُمّی کا ایسا بلیغ کلام ضرور خرق عادت اور معجزہ ہے
جو سوائے خدا کے اور کسی طرف بواسطہ یا بلا واسطہ منسوب نہین

ہوسکتا ہے۔ اور جب خدا کی طرف بالواسطہ یا بلا واسطہ یہہ کلام منسوب ہوا پھر کیون سید صاحب فرماتے ہین کہ اسکی فصاحت اور بلاغت دلیل کلام خدا ہونے کی نہین ہے این گل دیگر شگفت ہائے بوڑھاپا اور واہ رے معجزہ قرآن سید صاحب کو ایسا جلد نسیان عارض ہوا ابھی حصہ اول جلد سیوم کے صفحہ ۱۶۳ مقدمہ دوم مین اور نیز مقدمہ سیوم صفحہ ۱۶۸ مین قرآن کی فصاحت کو معجزہ تسلیم کر چکے اور معجزہ سوائے خدا کے اور کسکا کام ہے اور اب تفسیر کے حصہ اول مین اسکا انکار کرتے ہین صفحہ ۱۶۳ کی عبارت یہہ ہے قولہ جسقدر کلام الٰہی محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اوس مین معجزہ فصاحت مقصود نہ تہا صفحہ ۱۶۴ مگر ہمارے پیغمبر خدا صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اُس مین بالذات ایک اور معجزہ فصاحت کا بہی مقصود تہا تا کہ اُسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے صفحہ ۱۶۸ مقدمہ سیوم پہر جب ہمارے پیغمبر خدا صلعم پر وحی نازل ہوئی اُس مین علاوہ احکام کے فصاحت کا بھی معجزہ مقصود تھا اب اگر فصاحت کا معجزہ مقصود تھا پھر معارضہ نہ کرنا کفار سے فصاحت قرآن پر جنکے عاجز کرنے کی غرض سے معجزہ فصاحت

قرآن مین ہے یہہ کیونکر درست ہوگا ایضاجب سید صاحب کا عقیدہ ہے
کہ معجزہ دلیل ثبوت نبوت نہین ہے دیکھو صفحہ ۱۲۹ سے لغایۃ صفحہ ۱۴۰ پھر
معجزہ قرآن محض بے فائدہ ہے۔ بہرحال سورہ قصص کی آیت مین جو
قرآن اور توریت کے ہادی ہونے پر معارضہ کا حکم ہے اِس آیت مین
معارضہ اور طلب مثل قرآن اور توریت کا فقط کلام ہادی کا اسی نظر سے فرمایا
ہے کہ توریت کی فصاحت معجزہ نہین ہے اور یہہ معارضہ فصحائے عرب
سے طلب کلام فصیح مین نہین تھا بلکہ اہل کتاب سے جو قرآن کو کتاب
خدا نہین مانتے تھے اور اگر توریت مین بھی مثل قرآن کے فصاحت کا
معجزہ ہوتا تو خاص معارضہ ہدایت کا ذکر نہوتا لہذا یہہ تخصیص اِس آیت
مین بوجہ ذکر توریت کے ہمراہ قرآن کے ہے اور جہان فقط قرآن کا ذکر ہے
وہان فصاحت کا معارضہ نہ ماننا باوجود اقرار اعجاز فصاحت قرآن
کے یہہ کون تسلیم کریگا۔ قرآن مجید کا یہہ بھی معجزہ ہے کہ سید صاحب کے تناقض
اقوال ہی سے اونکا جواب پیدا ہوگیا ہ

پس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد

آپ صبر کیجئے تناقض کلام سید صاحب کا اور بھی بہت سا لکھونگا انشاءاللہ

یاد دہی ضروری ہے جو نیچر شکن مثالین بہت سی دین اور اونسے
یہہ ثابت کردیا کہ خلاف نیچر فرضی کے یعنی خلاف قانون عادی کے ہمیشہ
ہوا کرتا ہے اور خوارق عادات کو خدا اپنے اظہار قدرت کی نظر سے ہمیشہ
دکھلاتا رہتا ہے کچھ بھی نہین ہے کہ فقط انبیاء کی تصدیق ہی کی نظر
سے خرق عادت بطور معجزہ کے ہو اگر کسی کو یہہ شبہہ ہو کہ پھر اب نبی کی
ہاتھ سے خرق عادت ہونا ان کی نبوت کا ثبوت کیون ہوگا اسلئے کہ جسطرح
ان مثالون سے خدا کا پابند نیچر نہونا ثابت ہوا اسی طرح معجزہ کا
دلیل نبوت انبیا ہونا بھی باقی نرہا اور متکلمین اسلام کا جو یہہ دعوے
ہے کہ خرق عادت سوای زمانہ نبی کے اور کبھی نہین ہوتا ہے یہہ بھی
درست باقی نرہا۔ اس شبہہ کے جواب مین ہم یہہ کہتے کہ خوارق عادات کا
ظہور تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو وہ امور جن مین انسان کا کچھ لگاؤ نہو
جیسی مثالین ہم نے اوپر بیان کی ہین مثلاً بکری کے پیچ پیشانی پر سینگھ
یا روئی کا درخت وغیرہ ایسے خوارق عادات کو خدائے قادر اپنے
قدرت اور اختیار کے اثبات کی غرض سے ہمیشہ ظاہر کرتا ہی دوسرے
وہ خوارق عادات جن مین آدمی کی حرکات روحانی خواہ بدنی کو دخل ہے

کے ظاہر ہو اور اُسی کو ہم معجزہ کہتے ہین متکلمین اہل اسلام نے
جو یہہ فرمایا کہ زمانہ نبی مین ظاہر ہو اُس مین دو گروہ ہو گئے ایک نے
تو زمانہ حیات نبی کے تخصیص کی اور دوسرے گروہ نے کہا کہ زمانہ
نبوت نبی مین اگرچہ بعد وفات کے بھی ہو اور یہہ نزاع لفظی ہے
اسلئے کہ اگر ہمارے نبی صلعم نے بطور پیشین گوئی کے خبر دی ہو کہ میرے
بعد میری امت کے چند اشخاص جو بصفت علم اور طہارت اور عصمت
موصوف ہون اُنسے بھی میری نبوت کی تصدیق مین جو خرق عادت
صادر ہو وہ بھی میرا معجزہ ہے اب دونو گروہ اوس معجز نما کے معجزہ
کو اپنے نبی کا معجزہ تسلیم کرینگے ورنہ سچے نبی کی پیشین گوئی غلط ہو جائیگی
اب معلوم ہوا کہ یہہ اختلاف اہل اسلام کا ایسا نہین ہے جس سے ایک گروہ
دوسرے کو اسلام سے خارج تصور کرے مطلب دونون کا واحد ہے
میری غرض اس تنبیہ کے لکھنے سے یہی ہے کہ ہم نے دیباچہ کتاب
کے صفحہ دوم مین جو لکھا ہے کہ ظہور خوارق عادات غیر نبی سے جو ہم
تجویز کرتے ہین وہ خوارق عادات قسم اول اور قسم دوم کے ہین
اور اونکو ہم معجزہ نہین سمجھتے۔ لہذا اگر ہم تمام عجائب مخلوقات کو اور

تمامی امور خوارق عادات کو صیحح بہی مانین اور کسیقدر کثرت وقوع
اونکی ثابت کرین ہمارے نبی صلعم بلکہ تمامی انبیاء کی معجز نمائی پر اسکے
اقرار سے کوئی شبہہ وارد نہوگا۔ عام خلائق کو ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے
کہ جب خوارق عادات کا ظہور بدون وجود نبی کے بہی ہوتا ہے پہر نبی
کے نبوت کی تصدیق معجزہ سے کیونکر ہوگی اسلیئے کہ معجزہ جیسا ہم نے
بیان کیا وہ قسم سیوم کے خوارق عادات ہین اور اوسکی چارون
شرطین بھی ہم لکہہ چکے اس مطلب کو ہمارے ہمیشہ یاد رکہنا چاہیئے
ہر جگہہ ہماری کتاب مین بکار آمد ہے ورنہ اکثر اہل اسلام کو اشتباہ
پیدا ہوگا اور اس مطلب کو پہر ہم بحث نبوت مین لکہین گے انشاء اللہ

واللہ ہو الہادی وبیدہ ازمۃ الایادی

باب چھٹہا سید احمد خانصاحب معجزہ کو ثبوت نبوّت کی دلیل نہین مانتے ہین جیسے قاضی ابن الرشد صاحب

چونکہ نیچر کے بیان کے ساتھ معجزہ کا ذکر بھی بمجبوری ہمکو کرنا پڑا اور سید
صاحب کے اقوال بہ نسبت انکار معجزہ قرآن کے بہی گذشتہ باب مین باضطرار
ہم نے لکھی اب ہم نے تفسیر سورہ الم البقرہ صفحہ ۱۲۹ مین دیکہا تو سید صاحب

لکھتے ہین۔ معجزہ ثبوت نبوّت کے کیونکر دلیل ہو سکتا ہے۔ اِثبات
نبوت کے لئے اول خدا کا وجود اور اوسکا متکلّم ہونا اور اُسمین اپنے
ارادہ سے کام کرنے کی قدرت کا ہونا اور اوسکو تمام بندون کا مالک
ہونا ثابت کرنا چاہیے (۲) پھر اُسکا ثبوت چاہیے کہ وہ اپنی طرف سے
رسول اور پیغمبر بھیجا کرتا ہے (۳) پھر یہہ ثابت ہونا چاہیے کہ جو شخص
دعوئے نبوّت کرتا ہے وہ درحقیقت اُسکا بھیجا ہوا ہے۔ ہم پہلے
دو باتونسے قطع نظر کرتے ہین کیونکہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید مین
ایسے مقامات پر اکثر اہل کتاب مخاطب ہین جو اِن دونون پہلی باتون کو
مانتے تھے اور اسلئے معجزات سے صرف تیسری بات کا ثابت کرنا مقصود
ہوتا ہے۔ مگر وہ تیسری بات بھی معجزہ سے ثابت نہین ہو سکتی ہے
اِسکے بعد سیّد صاحب نے ایک طولانی تقریر قاضی ابن الرشّد
کی دربارہ ثبوت اپنے دعوے کے لکھی جسمین دلائل منطق سے
بڑے زور سے دکھایا ہے کہ معجزہ سے نبوّت ہرگز ثابت نہین ہو سکتی
ہے اور نہ ہمارے نبی صلعم نے کسی شخص کو معجزہ دِکھلا کر دعوتِ
اِسلام فرمائی بلکہ قرآن مجید سورۂ بنی اسرائیل مین وارد ہے کہ جب

کفار نے آنحضرت صلعم سے معجزہ طلب کیا کہ زمین پہاڑ کر چشمہ
پیدا کرو یا ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرادو یا آسمان پر چڑھ جاؤ وغیرہ
وغیرہ اِسکے جواب مین ہمارے نبی صلعم نے یہی فرمایا کہ مین ایک
بندہ فرستادہ خدا ہون اور کوئی معجزہ نہ دکھلایا۔ بعد پوری تقریر
قاضی عبد الرشد کے سیّد صاحب نے واسطے آسانی تفہیم عوام
کی اُس پوری تقریر کا خلاصہ بھی صفحہ ۱۳۶ مین کردیا چنانچہ لکھتے ہین۔

قاضی ابن رشد نے جو اتنی بڑی بحث لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ
اگر خدا کو موجود و مرید و متکلم و قادر مالک عباد تسلیم بھی کرلیا جاوے
اور یہہ بھی مان لیا جاوے کہ وہ رسول بھیجا کرتا ہے اور معجزات
کا بھی وقوع قبول کرلیا جاوے تب بھی معجزات کے وقوع سے
یہہ بات ثابت نہین ہوتی ہے کہ وہ شخص خدا کا رسول ہی مختصر
طور پر اِسکی دلیلین یہہ ہین (۱) جو امر کہ واقع ہوا (یعنی معجزہ) اُسکے نسبت
اِس امر کے لزوم کا ثبوت نہین ہوتا کہ جس شخص سے وہ واقع ہو وہ
رسول ہوتا ہے (۲) کوئی خرق عادت ایسی معلوم نہین ہے جو بطور
خاصہ رسولونسے مخصوص ہو (۳) کچھ ثبوت نہین کہ خرق عادت سے

رسالت کو کیا تعلق ہے (۴) اسکا ثبوت نہین ہوتا کہ اوسکا وقوع
قانون قدرت کے مطابق نہین ہوا کیونکہ بہت سے عجائبات اب
بھی ایسے ظاہر ہوتے ہین جو فی الحقیقت انکا وقوع قانون قدرت
کے مطابق ہوتا ہے مگر وہ قانون لامعلوم ہے (۵) اسکا کچھ ثبوت
نہین ہوتا کہ جو امر واقع ہوا وہ خواص نفس انسانی سے جو ہر ایک
انسان مین ہے کچھہ تعلق نہین رکھتا ہے (۶) غیر انبیا سے جو امور
خرق عادت کے واقع ہوتے ہین ان دونون مین کوئی مابہ الامتیاز
نہین ہے (۷) یہانتک کہ اہل ہنر سے جو امور واقع ہوتے ہین اُنمین
وخرق عادت مین امتیاز نہایت مشکل ہے مین کہتا ہون کہ سید صاحب
نے اپنے دعوے پر دلیل قاضی ابن الرشد کے کلام سے لکھی بقول
شاعر ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

اور چونکہ بلا ردو انکار اُس دلیل کو پسند ہی کیا ہے لہذا ناظرین کو
یہہ شبہہ نہو کہ سید صاحب تو دوسرے کا قول نقل کرتے ہین
اب ہم اس دعوے اور دلیل پر غور کرین کہ آخر کہانتک درست

یا نادرست ہے خدا کا وجود اور اوسکے صفات کا ثبوت منکرین خدا
کے مقابلہ مین کیا جاے گا اور نبی کی ضرورت کو سید صاحب
تبئین الکلام مقدمہ اولی ص۱۵۶ و ص۱۵۷ مین خود ثابت کر چکے پھر یہان
سید صاحب کو اسکے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے شاید عقیدہ کا اظہار
فقط زبانی تھا قلبی نہ تھا۔ بہرحال جو شخص منکر خدا اور منکر ضرورت
نبوت ہو اُسکو لازم ہے کہ پہلے وجود خدا اور ضرورت نبی پر بحث
کرے جب یہ دونون امر اوسپر ثابت ہو جائین اب نبی کی شناخت
کا مسئلہ اُسکو سمجھانا چاہیے پھر اسوقت ہمکو تو فقط معجزہ دلیل نبوّت
ہونے کے انکار پر پورا کلام کرنا لازم ہے جسکا انکار سید صاحب
کر رہے ہین سید صاحب اور قاضی عبد الرشد صاحب چونکہ نبی
کی ضرورت کو مانتے ہین اُنسے ہم یہی پوچھینگے کہ جب نبی کا آنا
ضرور ہے تو ہمکو نبی کا پہچاننا بھی ضروری ہے اور شناخت نبی
کا ذریعہ ایسا قوی اور سچّا ہونا لازم ہے کہ پھر کسی طرح کا شبہہ ہمکو
نبی کے شناخت مین باقی نہ رہے ہم اپنی چندروزہ زندگی کے
دنیوی امور مین بھی جب کسی غیر کے قول پر اعتماد کرتے ہین مثلاً

علاج امراض خواہ مقدمات ریاست اور داد وستد مین تبہی
ہم طبیب یا ڈاکٹر یا وکیل یا دلاّل معتمد کو پہلے قابل اطمینان کے
بہم پہونچا لیتے ہین تب اُس سے اپنا کام لیتے ہین اور نبی سے
تو ہمارے دین کا معاملہ ہے جو حیات ابدی کا ذریعہ ہے اوسکی
پُوری شناخت مین ہمکو بشرط عقیدہ مذہبی سب سے زیادہ احتیاط
کرنی لازم ہے۔ اب ذریعہ شناخت نبی کو معلوم کرنا ضرور ہے
کہ ایسی کوئی سچّی بات ہو جو کبہی خطا نہ کرے اور کوئی شبہہ کبہی ازل
سے ابد تک اُس پر وارد نہ ہو تاکہ ہم نبی کو پہچانکر اُسکے ارشاد کو
ارشاد خدا سمجہا کرین۔ یہہ ذریعہ شناخت اگر ایسا ہے کہ انسانی طاقت
سے کوئی اور غیر نبی اُس سے موصوف ہو سکتا ہے اور معلومات انسانی
جو روزانہ ترقّی پر ہین اون کی ذریعہ سے غیر نبی بہی آج خواہ کسی
زمانہ مین وہی فعل کر سکتا ہے پھر تو ہرگز یہہ ذریعہ شناخت قابل
اطمینان نہو گا اور اگر یہہ ذریعہ ایسا ہے کہ سوائے نبی کے کسی
مخلوق الٰہی سے کبہی وہ کام ہو نہین سکتا بلکہ تمام افراد بشر اُسکے
کرنے سے عاجز ہین ایسا ذریعہ البتہ نبی کی نبوّت پر دلیل بہی ہے اور

نبی کی شناخت بھی اُس سے پورے طور سے ہوگی اور اِسی کو ہم معجزہ
کہتے ہین خلاصہ یہہ ہوا کہ معجزہ کے سوا اور کوئی ذریعہ ایسا نہین ہے
جس سے نبی کی شناخت ہوئیر وہ ذریعہ شناخت دو حال سے خالی
نہین ہے یا تو اُن صفاتِ بشری سے ہو جنسے آدمی موصوف ہوسکتا ہی
جیسے جسمانی صفات کہ زور قوّت جسمانی نبی مین ایسی ہو جو کسی بشر
مین نہو سکے یا تیز رفتاری خواہ تیز نظری کہ پیش رُو اور پسِ پُشت
خواہ اندھیرے مین بھی مثل اُجالے کے دیکھتا ہو خواہ اور قوّت ہاے
جسمانی مثلاً بے لکھے پڑھے ہر ایک خط کو لکھ بھی سکے اور پڑھ بھی سکے
اگرچہ اسکا ثبوت کہ ہرگز اِسنے کسی سے لکھنا پڑھنا نہین سیکھا ہے اور
محض اُمّی ہے بہت دشوار ہے اِسی طرح دیگر افعال جسمانی جو ریاضت
سے بڑھتے ہین اُن مین بھی سِواے اُن لوگون کے جو نبی کے ہم صحبت
ہون عام لوگ ہرگز پورا یقین نہ کرسکینگے اور شناخت نبی کی ایسی علامت
سے درکار ہے جسکو عام لوگ تسلیم کرلین۔ پھر جب خواص جسمانی کا یہہ
حال ہے کہ اونکا ذریعہ شناخت نبوت ہونا عام طور سے مشکوک ہوا
مگر خاص لوگون کو البتہ ایسے امور سے شناخت نبوّت کی ہوسکتی ہے

پھر بھی شبہہ رہے گا کہ شاید آیندہ ایسی قوت اور ایسے صفات جسمانی اور کسی مین پائے جائین جو نبی نہو آب اخلاق کو لیجئے چونکہ اچھے اخلاق مثلاً سچا ہونا سخی ہونا امین ہونا پاکباز ہونا حلیم اور شجاع ہونا وغیرہ وغیرہ یہہ سب امور اختیاری ہین اور ہمیشہ انکے بدلنے کا آدمی کو اختیار ہے جب تک آدمی زندہ ہے ضرور اندیشہ اسکا ہے کہ سچّا سا سچّا کبھی جھوٹھ بھی بولے اور بڑا امانت دار کبھی خیانت بہی کرے پھر ہمکو اخلاق کے ذریعہ سے شناخت نبی برحق ہونے کی کیونکر ہو سکتی ہے جب تک اسکا اطمینان کسی اور دلیل سے نہو جاے کہ اِس شخص کے اخلاق ہمیشہ اچھے رہین گے خراب نہون گے اور یہہ وہی عصمت ہے اور معصوم ہونا ہی معجزہ ہے جو محتاج ثبوت مین کسی اور دلیل کا ہے کیونکہ بہت سے فریبی آدمی ایسے ہوتے ہین کہ بغرض مکرو فریب دہی کیسی اخلاق اپنے درست کر لیتے ہین اور ادہر مطلب ہو گیا اور پھر بد اخلاقی شروع کی۔ ہم فلاسفہ اخلاقی کے نظایر کسی باب مین لکہین گے کہ باوجود کمال علم اور عمل اخلاقی کے آخر کار کیسے بداخلاق اور بے تہذیب ہو گئے آب ذرا کمال علم اور عقل کو فرض کیجیے

اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کے علم اور عقل پر ہو کہ بجز الہام کے (جسکا ثبوت مشکل ہے) اور کسی طرح آدمی اوس درجہ علم پر نہین پہونچ سکتا ہے یہہ دعوے بہی ہمارا ایسا ہے کہ شاید عام طور پر مسلم نہو گا عقل اور علم کے مراتب کا تفاوت کہلی ہوئی بات ہے - اور پہر اگر ہم تسلیم بہی کرلین کہ نبی مین ایسی قوت علمی ہوتی ہے کہ کسی بات کے جواب مین عاجز نہین ہوتا ہے اور کیسا ہی سخت سوال کیا جائے صحیح جواب دیسکتا ہے پہر تو معجزہ یہہ بہی ہوگا اور اسی سے نبوت ثابت ہوگی اور خرق عادت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی - مگر منکر اور مخالف نبوت کو پہر بہی گنجایش باقی ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ شاید یہہ نبی آیندہ کسی سوال کے جواب مین عاجز ہو جاے اسلئے کہ اوسکے عاجز نہ ہونے کی کوئی دلیل عقلی نہین قایم ہوئی بہت سے آدمی حاضر جواب اور ہمہ دان ایسے ہوتے ہین کہ مدتون جواب دہی کرچکے اور کسی وقت عاجز بہی ہوجاتے ہین - اب رہا یہہ خیال کہ تمام قوتہاے جسمانی اور روحانی اخلاقی اور علمی کا ذات نبی مین جمع ہونا بہی ذریعہ شناخت اوسکے نبوت کا ہے اگر ایسا فرض کیا جاے پہر تو یہہ بہی وہی خرق عادت اور معجزہ

ہوگا اور اگر حد اعجاز کو نہ پہونچے گا پھر وہی احتمال اور وہی شک
باقی رہے گا اب ناچار ہمکو شناخت نبی مین یہی کہنا اور اِسی کا
اعتقاد کرنا ضرور ہوگا کہ جو فعل یا وصف نبی مین ہو غیر نبی مین اُسکا
ہونا ممکن نہو اور کوئی دلیل عقلی بھی اُسپر قایم ہو کہ غیر نبی مین یہ بات
ممکن نہین ہے اور جب کوئی فعل کسی نبی کا ایسا ہمکو معلوم ہوگا
جسکو کسی غیر نبی نے اوسیطرح سے کردیا ہو جسطرح نبی نے کیا تھا ہم
اُس فعل کو علامت نبوت اور خواص انبیا سے نہ کہین گے بلکہ وہ فعل
افعال مشترکہ انسانی سے ہوگا مثلاً حضرت عیسےؑ کا مردہ کو زندہ کردینا
یا کور مادرزاد کو جسکے دونون آنکھہ چہرہ پر نہون محض بذریعہ دعا
کے بینا کردینا کہ دونو آنکھین پیدا ہوجائین خواہ مبروص یعنی جسکو
برص حقیقی ہو (نہ وضح جسکو اطبا برص غیر حقیقی کہتے ہین) فقط ہاتھہ
پھیرکر برص کو دور کردینا اگر یہہ خوارق عادات حضرت عیسٰےؑ کے
صحیح بھی مانی جائین چونکہ ممکن ہے کہ ترقی علم طب جسمانی یا روحانی
سے ہم بھی اونکو کرسکین لہذا ان خوارق عادات کو ہم خاص لوازم
نبوت سے نہ کہین گے جبتک کوئی ایسی قید نہ لگائین کہ دوسرا آدمی

غیر نبی کبھی اونکو نکرسکے - بہت بڑی تحقیق حکماے دیندار پابند فلسفہ الٰہی نے کرکے یہی راے اپنی پختہ ظاہر کردی کہ نبی کے اظہار خرق عادت اور غیر نبی کے خرق عادت مین فرق اگر ہے تو فقط یہی ہے کہ نبی تحدّی یعنی دعوے نبوت کرکے اپنے دعوے کی تصدیق خرق عادت سے کرتا ہے اور غیر نبی جھوٹھا دعوے نبوت کا کرکے وہی خرق عادت ہرگز نہین کرسکتا ہے اور اسکی دلیل وہی ہے کہ خدا کو نبی مین کوئی ایسی علامت دینی ضرور ہے جس سے اُسکی غیر نبی سے شناخت ہوجائے اب ہم مختصر طور سے کہتے ہین کہ جب بقول سید صاحب مندرج صفحہ ۱۵۶ مقدمہ اولیٰ تبیین الکلام مین یہ بات مسلم ہوچکی کہ انسان کے نجات کو انبیا کا آنا ضرور ہے اور ہر شخص کی شناخت خاص اُسکی کسی ایسے ہی وصف سے ہوتی ہے جو دوسرے مین نپائی جاے پس نبی کی شناخت کا بھی کوئی ذریعہ بجز اسکے نہین ہے کہ اُس مین ایک یا ہزار ایسے صفات ہون جو دوسرے مین نہ پائی جائین اور وہ شناخت سوائے تحدّی یعنی دعوے نبوت کرکے خرق عادت کرنا اور کوئی نہین ہے پس اب نتیجہ یہی ہوا کہ نبی کی شناخت اور

نبوت کی دلیل سوای معجزہ کے جو تحدی کرکے ہو کوئی نہین ہے اور یہی
ثابت کرنا تہا تحدی سے کیا مراد ہے اور اُسکا کیا مطلب
ہے اسکو سمجھہ لینا ضرور ہے جسقدر امور خرق عادت کی دنیا
مین ہوتے رہتے ہین اور ہمیشہ ہوتے رہینگے جیسون جیسون ترقی
ہمارے معلومات کی ہوا کرے گی اُن مین کوئی بات ایسی نہین ہے
کہ نبی اور غیر نبی کی شناخت محض اظہار خرق عادت سے ہم کرلین اور شناخت
نبی کی ہمکو ضرورت جس وجوہ سے ہے اوسکو خاص باب ضرورت
نبی مین ہم نے بیان کردیا ہے سید احمد خان صاحب اور قاضی
ابن الرشد صاحب جو کہ نبی کی ضرورت کو بظاہر تسلیم کرچکے ہین
انپر ہمکو ضرورت آمد نبی کے دلایل ظاہر کرنے کی حاجت نہین بہرحال
جب خرق عادت ایسی بات ہے کہ ہمیشہ نبی اور غیر نبی سب سے ہوا
کرتی ہے اسکا انکار وہی شخص کرے گا جو کہے کہ دن کو آفتاب نہین
نکلتا ہے اب فلاسفہ مذہبی یعنی متکلمین نے عموماً ایسا خیال کیا کہ
دنیا مین ہر ایک علم اور فن کے جاننے والے کی فطرت نے یہی شناخت
رکہی ہے کہ جس علم و ہنر کا جو شخص مدعی ہو اپنے دعوے کے ہمراہ کوئی

ایسا ثبوت بھی پیش کرے جس سے اُسکا دعوے سچا ہوجائے
گھڑی ساز کو لازم ہے کوئی اپنی مصنوعی گھڑی پیش کرے نوکری کی
امیدوار کو لازم ہے جس عہدہ کا طالب ہے اُس کی سند حاضر کرے
بی اے ایم اے درجے کے پاس شدہ کو لازم ہے کسی کالج کا
سرٹیفکٹ دکھلائے اسیطرح بلاتشبیہ نبی کو بھی لازم ہے اپنے
نبوت کی کوئی دلیل بروقت دعوائے نبوت کے پیش کرے پہر چونکہ
عموماً لوگون کے دعوائے علم و ہنر کی سند لانے مین دو صورتین ہوتی
ہین کبھی تو کسی شخص کا دعوے فقط اپنے اظہار لیاقت کا ہوتا ہے
اور کبھی کسی دوسرے پر اپنی فوقیت اور اپنا غلبہ ظاہر کرنا اور
دوسرے کو اپنے سے ناقص اور کم ثابت کرنا منظور نہین ہوتا اور
کبھی یہی غرض ہوتی ہے کہ مجھسے بڑھکر فلان گھڑی ساز یا مجھسے بڑھکر
دنیا مین کوئی ایسا کیمسٹ یا ڈاکٹر نہین ہے اُسوقت تحدی کے
پورے معنی صادق آتے ہین عرب کہتے ہین تَحَدَّیتُ فُلَاناً اِذَا بَارَیتُہٗ
وَنَازَعتُہٗ فِی فِعلِہٖ یعنی فلان شخص سے ہم نے جھگڑا اور مباحثہ کیا کہ
جس کام کو تم کرتے ہو ہم تم سے اچھا کرتے ہین اور تمپر ہمکو غلبہ ہے

اب چونکہ نبی اللہ کا دعوے یہہ ہوتا ہے کہ مین خدا کا فرستادہ ہون
اور کوئی اسوقت میرا ثانی تملوگون مین نہین ہے اور جو سند مین اپنے
سچے نبی ہونے کے کسی خرق عادت وغیرہ سے لایا ہون کوئی آدمی
تم مین سے اوسکو نہین کرسکتا ہے اور حکم خدا ہی ہے کہ میرے
خرق عادت کے مقابلہ مین کسی کو اوسکے کرنے پر قدرت نرہے گی
لہذا اوس نبی کی سچائی محض اس خرق عادت کے اظہار سے نہوگی
بلکہ امت کا اوسوقت عاجز ہونا ایسے خرق عادت کے کرنے سے یہی
بڑی دلیل نبی کے سچائی پر ہوگی - پس نبی کا اظہار خرق عادت کرکے
یہہ دعوے کرنا کہ تم لوگون سے قدرت ظاہر کرنے اس خرق عادت
کے خدا نے میرے مقابلہ مین چھین لی ہے اگر صحیح ہے تو ہرگز کسی
کی مجال نہین کہ اُسوقت ایسے خرق عادت پر قادر ہو اور اگر قادر ہوگا
تو نبی کا دعوے غلط ہو جائے گا اور ہرگز اوسکو ہم نبی نہ مانین گے
اگرچہ وہی خرق عادت دوسرے وقت ہم سے ہوتی ہو اب معلوم
ہوا کہ تحدی کرکے اگر نبی اللہ خرق عادت نہ کرین یا اُسی کو دوسرا
غیر نبی کرے تو اونکے دعوے کی صداقت کبھی نہ ہوگی رہی یہ بات کہ

جو خرق عادت ہم سے ہوتی ہے اُس سے ہماری قدرت بمقابلہ
نبی کے کیونکر اوٹھ سکتی ہے۔ یعنی خدا کو اختیار نہین ہے کہ ہماری
قدرت کو ہمارے اختیاری امور مین باطل کردے یہہ بات جو
شخص خدا کو قادر مطلق مان چکا ہے وہ کبھی نہ کہے گا اور مُنکرِ خدا
کے چپ کرنے کو پہلے خدا کا وجود اور اوسکا اختیار ثابت کرنا ہوگا
یہہ بحث نبوت کے مسئلہ سے پہلے طے کرنی چاہیے۔ پھر جس طرح نبی کے
مقابلہ مین غیر نبی خرق عادت کرنے پر قادر نہین ہے جسکو نبی نے اپنے
نبوت کے ثبوت مین دکھلایا ہے اُسیطرح کوئی شخص جھوٹھا دعوے
نبوت کا کرکے ہرگز کسی خرق عادت کے اظہار پر قادر نہین ہے اسلیے
کہ اگر ایسا ہو تو جھوٹھا نبی اور سچّا نبی دونو برابر ہو جاین اور
قانون قدرت جو سچّے کو سچّا اور جھوٹھے کو جھوٹھا کرنے کا جاری ہے
پلٹ جائے اور انتظام عالم خراب ہو جائے۔ اگر جھوٹھے کو قدرت
سچّا کرتی ہے تو سچے کو جھوٹھا بھی کرسکتی ہے اور دونو امر کوئی
عاقل آدمی قدرت اور فطرت کے قانون سے پسند نہ کرے گا قاضی

ابن الرشد کہتے ہین اور جو شخص رسول نہین ہے اور وہ یہہ دعوے

کرے کہ میں رسول ہوں تو مجھے معجزہ کو دکھانا چاہیے تو نہ دکھا سکے گا۔
یہہ ایک ایسی بات ہے جسپر کوئی دلیل نہیں ہے نہ تو اسکا نشان
منقولات میں پایا جاتا ہے اور نہ عقل سے معلوم ہوسکتا ہے دیکھو
صفحہ ۱۳۴ تفسیر الم بقرہ سید احمد خان کو میں کہتا ہوں کہ عقلی دلیل
تو ہم نے بیان کردی کہ اگر جھوٹا شخص دعوے نبوت کرکے کوئی
خرق عادت دکھلا سکے تو خدا پر یہی پورا الزام ہوگا کہ اپنے بندونکو
دھوکہا دے رہا ہے اور غیر نبی کو نبی ثابت کر رہا ہے اور فریب
دہی خدا کا کام نہیں ہے۔ رہی نقلی دلیل اسکو ہم آیندہ قرآن
مجید سے لکھیں گے ذرا صبر کیجئے قاضی ابن رشد کا قول سید
احمد خان صاحب یوں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے نہ کسی ایک
شخص اور نہ کسی ایک گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں
کیا کہ اس سے پہلے اُسکے سامنے کوئی خرق عادت کے ہو اور ایک
چیز کو دوسری چیز میں بدل دیا ہو یعنی لکڑی کا سانپ اور سانپ
کی لکڑی اور سونے کو مٹی اور مٹی کو سونا بنادیا ہو اور اسلام
لانے کی دعوت کیوقت کوئی کرامات اور کوئی خوارق عادات

آنحضرت صلعم سے ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ظاہر ہوئے تو معمولی حالت

مین بغیر اسکے کہ کرامات اور خرق عادت کا دعوے کیا ہو مین کہتا ہون کہ سید صاحب کو نیچر کی پابندی نے یہانتک پہونچایا کہ ہمارے نبی کے معجزات سے قطعًا انکار کرتے ہین اور قاضی ابن رشد کے آڑ مین اور اونکے پردہ مین ایسے ایسے الفاظ ارشاد کر رہے ہین حضرت موسےٰ کا دعوے نبوت کرکے لکڑی کو سانپ اور سانپ کو لکڑی بنانے کا معجزہ تو قرآن مین صاف لکھا ہے اوسی پر یہہ منہ زوریان ہو رہی ہین بہت اچھا حضور اب آپ کو یہہ معلوم رہے کہ پیغمبر کو خدا کے حکم اور حکمت سے اوسے معجزہ کے دکھلانے کی ضرورت ہوتی ہے جس امر کا چرچہ امت مین زیادہ ہوا اور جسپر فخر اور غرور آدمیون کا بڑھکر خدا فراموشی اور کفر اور شرک کا غلبہ ہوا ہو۔ سحر اور جادو کا چرچہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ مین زیادہ تھا لہذا ابطال سحر کا معجزہ حضرت موسےٰؑ نے دکھلایا تعبیر خواب حضرت یوسفؑ کے زمانہ مین اور علاج امراض حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ مین اسیطرح ہر نبی کو وہی معجزہ ضرور تھا جو اُسوقت زیادہ معجز ہوا اور جسکا چرچہ امت مین زیادہ ہو فصاحت

اور بلاغت اور شجاعت عرب کا چرچہ ہمارے نبی کے زمانہ مین
زیادہ تہا لہذا قرآن مجید معجز یعنی عاجز کنندہ فصحائے عرب سے
۲۳ برس برابر آنحضرت صلعم نے تحدّی کر کے اپنی نبوت کا ثبوت
ظاہر فرمایا اور یہہ خرق عادت لکڑی کو سانپ بنانے سے خواہ
مٹی کو سونا بنانے سے کسی طرح کم نہین ہے کہ محض اُمّی سے ایسا
کلام صادر ہو جسکو بڑے بڑے فصحا اور شعرا سنکر دنگ ہون اور
۲۳ برس مین ایک فقرہ بہی اُسکے مثل نہ بنا سکین اور نہ آجتک
بن سکا ہے۔ پس ہمارے نبی صلعم کو ایسے خرق عادت دکہلانے
کی زیادہ ضرورت تہی جسپر عرب کے شعرا کو غرور اور فخر بڑہا ہوا تہا
اور نیز بعد اپنے نبی برحق ثابت کرنے کے بدلیل اعجاز قرآن پہر
دوسرا معجزہ شجاعت کا بہی اپنے خاص جہادون مین دکہلایا جسکا
انکار کوئی شخص آج نہین کرسکتا ہے اور کوئی نہین کہہ سکتا ہے
کہ شجاعت مین اُسوقت ہمارے نبی سے بڑہ کر کوئی آدمی تہا اور
یہہ معجزہ شجاعت کا حضرت سے لیکر تا زمانہ خلافت علی ابی طالبؑ
محاربات صفین اور نہروان اور آخر کو سنہ ۶۱ھ واقعہ کربلا مین آپکے

فرزند امام حسینؑ نے ایسا دکھلایا جسکو مورخین یورپ بھی کس زور سے لکھہ رہے ہین اور یہہ سب کچھ دعوئے نبوت یا تصدیق نبوت ہمارے نبی صلعم کے بنا پر تھا۔ اب رہے اور معجزات ہمارے نبی کے جو ایک ہزار سے زیادہ اہل سیر اور مورخین لکھہ رہے ہین اور جنکو قاضی صاحب خواہ سید صاحب معجزہ نہین سمجھتے ہین اُن کی تفصیل یہہ ہے کہ چونکہ نبی اللہ عام خلائق پر بھیجے جاتے ہین لہذا اونکا معجزہ بھی عام طرح کا ہونا ضرور ہے ہمارے نبی صلعم جس زمانہ مین مبعوث برسالت ہوئے ضرور وہ زمانہ جہالت کا علوم سے تھا مگر دنیا کبھی خالی اہل علم اور عقل سے نہین رہتی ہے لہذا اوسوقت کے لوگ بھی باعتبار علم اور عقل چند درجہ کے تھے عقلا اور فہمیدہ اور ذیعلم لوگ اونکو تو فقط ہمارے نبی صلعم کا عمدہ اخلاق سے متصف ہونا اور باوجودیکہ صحبت مین اونہین جُہّال اور بد اخلاق کے حضرت کی عُمر بسر ہوئی اور پھر کسی قسم کا اثر جہالت کا آنحضرت مین نہونا بلکہ سراسر علم اور حکمت اور راست بازی اور طہارت اور جملہ صفات کاملہ اور اخلاق حمیدہ سے آپکا متصف ہونا بُت پرستون مین پرورش پاکر اعلی درجہ

کی توحید کا اعلان فرمانا خونخوار ظالمون کا پیدا ہو کر سراسر رحم اور
نرم دلی سے متصف ہونا تندخو اور بدزبانون مین رہکر شیرین گفتاری
اور محض جاہلون مین رہکر اعلے درجہ کی حکمت اور علوم سے ماہر ہونا
کہ جب کوئی بات کیسی ہی دقیق کسی علم کی پوچھی گئی برمحل ایسا جواب
دینا کہ عمر بھر آدمی سیکھا کرے بلکہ بڑا فلاسفر کیون نہو جائے یہ بات
اُس سے ممکن اور نصیب نہ ہو الغرض کہان تک بیان کرون اور
قرآن مجید خود گواہ کامل موجود ہے۔ بہرحال جو لوگ علم فصاحت اور
بلاغت اور علم تاریخ اور علم طبعی اور الٰہی اور سیاست منزلی اور سیاست
مُلکی اور علم آسمانی اشیا وغیرہ وغیرہ کا رکہتے تہے اونکو تو ایسے ایک
شخص کا جسکی ولادت اور پرورش محض جہال وغیرہ مین ہوئی ہو
اسی پر نظر کرنے سے تصدیق اسکی ہو گئی کہ جو دعوے محمّد صلعم اپنے
رسالت کا کرکے اِن اوصاف کو بطور خرقِ عادت ظاہر فرماتے ہین
ضرور یہہ معجزہ ہے اور خدا کیطرف سے ہے اور آپکی سچائی پر پوری
دلیل یہی سب امور ہین اور یہہ وہ معجزہ ہے جسکو پورا تعلق رسالت
سے ہے اور کسی شبہہ سے مشتبہ نہین ہوسکتا ہے ایسے خوارق

عادات کا مجمع ذات مقدس نبوی کا ہونا اہل عقل اور فہم کو ثبوت نبوت مین آنحضرت کے کافی ہو گیا اور ایسے لوگ جو کسی علم اور ہنر مین دستگاہ رکھتے تہے یا ذیعقل تہے سب سے پہلے وہی ایمان لائے انہین مین فصحائے عرب اور شعرا بہی داخل ہین- اور اہل اسلام کے فلاسفہ یعنی متکلمین جو خوارق عادات مین تحدی کی شرط کرتے ہین اول درجہ کی تحدی جو کی گئی وہ خوارق عادت ایسے ہی امور ہین- پہر چونکہ عوام جہال جنکو علمی امور سے کچہہ مس نہ ہوا اور ادنے درجہ کے عقل رکہتے ہون اونکو ان باریک مسائل سے کیا نسبت ایسے لوگ خواہان ایسے خوارق عادات کے ہوتے ہین اور ہوئے بہی جنکو عام حضار جہال ایک بڑی کرامت اور بزرگی سمجہین اور اونکو اسکی کیا خبر ہے کہ ایسے خرق عادت سے ہمیشہ نبوت ثابت ہو سکتی ہے یا نہین انکو تو فقط تماشا دیکہنا اور ہو ہو کر دینا منظور تہا اور نبی اللہ کو ہم حکیم اور مشرف بالہام ربانی ثابت کر چکے ہین وہ ایسے جہال کی درخواست کو ہمیشہ کرنی اور نا کردنی پورا کرنے پر کسی طرح عقلاً مجبور نہین ہو سکتا ہے اسلئے کہ اپنی نبوت کے دلائل بشمار

کو قایم کرچکا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی مصلحت اظہار مین ایسے خوارق کے ہوگی شاید کر بھی دے اور ایسے معجزات ہمارے نبی صلعم کے اُنہین لوگون کی تسلی کی نظر سے تھے جن کی عقلین علمی امور اور رموز حکمت کے سمجھنے سے قاصر تھین اور دقایق حکمت کے جو شریعت محمدی مین رکھے ہوے ہین جنسے ہمارے کتب فقہ اور اخلاق بھرے ہوئے ہین اور بعض بعض مسائل کو ہم بھی لکھین گے۔ بہر حال عالم اور عاقل کو ایسے معجزات کی طلبگاری بعد ظہور ایسے خوارق عادات کے ہرگز نہین ہوسکتی تھی۔ اب ذرا قاضی صاحب کا یہ قول سمجھنا ضرور ہے کہ ہمارے نبی صلعم خوارق عادات معمولی حالت مین دکھلایا کرتے تھے

معاذاللہ میرے زبان جلجائے اگر مین اس معمولی حالت کی پوری

توضیح کرون اسکا تو کھلا ہوا مطلب یہہ ہے کہ جیسے اور بازیگر ڈھٹ بند شعبدہ باز بطور تماشا اور کھیل کے خرق عادت کو دکھلاتے ہین اوسیطرح معاذاللہ ہمارے نبی صلعم نے بھی بازیگرون کی طرح تماشا اور کھیل اپنی معجز نمائی کو کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب اور سید صاحب تو مسلمان ہین ایسا کلمہ تو اونہین کفار کی زبان پر اب بھی جاری ہے

اور پہلے بہی جاری تہا جو حضرت کو ساحر اور جادوگر بازیگر کہتے تھے
اور کہتے ہین چنانچہ وہی آیت جسکو قاضی صاحب لکھہ رہے ہین
اُسکا ترجمہ سید صاحب کے تفسیر مین یہہ ہے ولن نؤمن لرقیاک
ہم اے محمد تمہارے منتر جنتر پر ایمان نہ لائین گے الخ۔ بہر حال معمولی
حالت مین خرق عادت کا ظہور ہمارے نبی صلعم سے ہونا اِسکے
دو ہی معنی ہوسکتے ہین یا تو یہہ معنی ہین کہ جس طرح معمولی حالت مین
بازیگر اور شعبدہ باز خرق عادت کو ظاہر کرتے ہین اوسیطرح ہمارے نبی
بہی کرتے تہے اور جس طرح وہ لوگ دعوای کرامت کر کے خرق عادت
نہین کرتے اُسیطرح ہمارے نبی بہی اظہار خوارقِ عادات سے دعوے
کرامت اور نبوت نہین کرتے تہے۔ یا یہہ معنی ہین کہ خرق عادت ایک
معمولی فعل ہمارے نبی کا ہو گیا تہا اور اکثر اونسے ہوا کرتا تہا کوئی بات
کرامت کی نہ تہی جیسے کسی کی خلقت اور ساخت اور انداز ایسے ہی
ہو کہ خرق عادت کے امور اُس سے بلا قصد اظہار کرامت ظاہر ہوا
کرین اب دو نو معنون سے کوئی بزرگی اور کرامت ہمارے نبی
کی اِن امور کے اظہار سے ثابت نہوئی اور یہی مطلب اون کفّار کا

بہی ہے جو منکر ہمارے نبی کے نبوت اور معجزات کے تہے اور اب بہی ہین - بلکہ دو مسلمانون کا یعنی قاضی صاحب اور سید صاحب کا اقرار کرنا یہہ تو اور بہی منکرین نبوت کیواسطے پوری دلیل ثابت ہوگی مگر ہم مسلمانون کا اپنے نبی بلکہ جملہ انبیاء کے نسبت یہہ عقیدہ ہے کہ وہ بزرگوار ہمیشہ اُسی حالت نبوت مین رہتے تہے کبہی معمولی حالت مین ہوکر کوئی فعل لغو نہین کرتے تہے - مجہے سخت حیرانی ہے کہ قاضی صاحب اور سید صاحب آنحضرت صلعم کو نبی بہی اعتقاد کرتے ہین اور پہر اونکو بازیگر اور شعبدہ باز بہی قرار دیتے ہین - نبوت نبی کا قائل تو کبہی اپنے نبی کو کہلاڑی شعبدہ باز بہان متی اور تماشا کرنے والا نہ کہے گا - اب مجہے اس بات کا ثبوت لکہنا بہی ضرور ہے کہ ہمارے نبی نے ایک معجزہ یعنی خرق عادت فصاحت قرآن کا ضرور اپنے دعوے نبوت کے ہمراہ ہمیشہ تحدی کرکے دکہلایا اور دوسرا معجزہ شجاعت اور بہادری کا بہی اپنے نبوت کے دعوے کے ہمراہ برابر دکہلایا - پس قاضی صاحب کا قول بلکہ سید صاحب کا کہ ہرگز آنحضرت سے کوئی خرق بروقت دعوت اسلام کے ظاہر نہین

ہوئے اُسکا جواب تو ہوچکا کہ خود قرآن مین حضرت کو حکم ہے کہ کفار سے قرآن کے مثل بنانے کی زور سے تحدی کرو **قاضی صاحب کہتے ہین** اور اسکا ثبوت یعنی دعوے نبوت کرکے ہمارے نبی کا معجزہ نہ دکہلانا قرآن مجید سے پایا جاتا ہے (قالوا لن نؤمن لک الآیہ سورہ بنی اسرائیل کا پورا آیہ پڑھو) جہان خدا نے آنحضرت صلعم سے فرمایا ہے کہ۔ کفار کہتے ہین ہم تجھ پر ایمان نہین لانے کے جب تک کہ تو زمین پہاڑکر ہمارے لئے چشمے نہ نکالے۔ یا تیرے پاس کہجور اور انگور کا باغ نہو جسکے بیچ مین تو بہتی ہوئی نہرین نہ نکالے یا تو ہم پر آسمان کے ٹکرے نگرائے یا خدا اور فرشتون کو اپنے ساتھ نہ لاوے یا تیرے لئے کوئی مزین گہر نہ ہو۔ یا تو آسمان پر چڑہ جائے اور ہم تو تیرے منتر جنتر پر ہرگز ایمان نہین لائینگے جب تک کہ ہم پر ایسی کتاب نہ آوے جو ہم پڑہین (اس پر خدا اپنے پیغمبر سے کہتا ہے کہ) تو اُنسے کہدے کہ پاک ہے میرا پروردگار مین تو کچھ نہین ہون مگر رسول (اور خدا نے فرمایا کہ نہین روکا ہمکو آیات کے بہیجنے سے مگر یہہ کہ جھٹلایا اونکو اگلون نے) **سید صاحب کا قول**

غرضکہ قاضی ابن رشد نے معجزات کو مثبت نبوت قرار نہین دیا
اور اوسکے بعد صرف قران کو مثبت نبوت قرار دیا مین کہتا ہون
یہ آیت کسی طرح قاضی صاحب کے دعوے پر سند نہین ہوسکتی ہے
اسلئے کہ قاضی ابن رشد اور سید صاحب دونو کو تحدی کے معنون
مین دہوکھا ہوا ہے یا دیدہ و دانستہ ایسی باتین لکہتے ہین تحدی کے
معنی جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کئے ہین بالاتفاق ہم پابند مذاہب
آسمانی کے نزدیک یہ ہین کہ نبی دعوائے نبوت کرکے اپنے دعوے
کے ثبوت مین کوئی خرق عادت پیش کرے اور یہہ معنی تحدی کے
نہین ہین کہ اگر کوئی منکر نبوت کسی نبی سے کوئی معجزہ طلب کرے تو
موافق اُسکے اقتراح یعنی درخواست کی نبی پر ضرور ہے کہ وہی خرق
عادت ظاہر فرمائے۔ پہر اگر ایسا کوئی نبی کر بہی دے تو معجزہ باتحدی
ہم اوسکو نہین گے مطلب یہہ ہے کہ یہہ معجزہ وہی خرق عادت ہے
جو نبی اپنے دعوائے نبوت کے ثبوت مین بلا درخواست امت کے
اپنے آپ ہی ظاہر فرمائے اور جو خرقِ عادت منکرین کی درخواست
کے بموجب ظاہر کیجائے وہ تحدی سے متعلق نہوگی اور وہ دوسرے

مضمون سے معجزہ ہے پہر چونکہ یہ آیت اسی پر دلالت کرتی ہے کہ
آنحضرت صلعم نے منکرین کی درخواست کے مطابق وہ خوارق عادات
(جنکو منکرین نبوت نے طلب کیا تہا) ظاہر نہ فرمائی اس سے حضرت کی
اُس معجزنمائی کا انکار نہ ثابت ہوگا کہ جو بعد ادعاے نبوت ہمارے
نبی صلعم خواہ اور انبیا فرماتے تہے۔ہان اِس آیت مقدس سے
یہی امر ثابت ہوا کہ ہمارے نبی نے کفار کی درخواست بیہودہ
جن خوارقِ عادات کے ظاہر کرنے کی تہی اُنکو ظاہر نفرمایا اور ساتہ
ہی اِسکے جو منصب نبوت کو لازم ہے وہ بہی حضرت نے بحکم
خدا اِسی آیت مین ظاہر بہی کر دیا اِسلئے کہ صاف ارشاد فرمایا کہ
هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا جسکا ترجمہ سید صاحب نے یون کیا ہے
کہ پاک ہے میرا پروردگار مین تو کچہ نہین ہون مگر رسول۔اِس ترجمہ
مین لفظ بشر کے جو بڑے عمدہ لفظ ہے سید صاحب نے ساقط کردی
جسکی فوائد کو ہم آیندہ لکہین گے غرض حضرت کی یہہ ہے کہ پاک
ہے میرا خدا یعنی بزرگ اور برتر ہے اُس کی حکمت اور دانائی
کہ تمہارے بیہودہ خواہش پر ایسے امور کو ظاہر کرے جو لغو اور

ناممکن ہین اور پھر خدا نے اپنی قدرت اور حکمت کے ثبوت
مین یہہ بہی اِسی آیت مین فرمادیا کہ ہم اور ہمارے نبی کو آیات
مفیدہ اور خوارق عادات صحیحہ کے ظاہر کرنے سے عجز اور درماندگی
نہین ہے لیکن چونکہ پچھلی امتون نے انبیا سے خوارق عادات
کو طلب کیا اور اونہون نے ظاہر بہی کیا مگر پھر بہی اونکو اون
لوگون نے جہوٹہلایا اوسی طرح اب بہی تم جہوٹہلاؤگے لہذا
ہم اور ہمارا نبی تمہاری درخواست پر اظہار ایسے خوارق کا نہین
کریگا۔ اسی آیت مین یہ بہی فرمایا کہ مین کچھ نہین ہون مگر رسول اور
رسالت کی شان سے معجز نمائی بعد تحدی کے ہے یعنی مین دعوے
رسالت کرکے اپنے دعوے کی تصدیق معجزہ سے کرتا ہون تمہارے
درخواست سے خرق عادت کرنا یہہ مجھکو ضرور نہین ہے اور کیون
ضرور نہین اِسکے دلائل ہم آیندہ لکہین گے) اور یہہ ارشاد حضرت کا
کہ مین کچھ نہین ہون مگر رسول یعنی مین کچھ بازیگر اور تماشا کرنیوالا
خواہ شعبدہ باز ڈہٹ بند بشر نہین ہون کہ تمکو تماشا دکہلاؤن
بلکہ مین وہ بشر ہون جو رسول اور فرستادۂ خدا ہوتا ہے کہ بحکم

تحدی کا ثبوت قرآن سے

خدا اپنے دعوے پر تحدی کر کے اظہار خرق عادت کرتا ہے۔ اب
اسی آیت مین سب کچھ خدا نے فرما دیا اور متکلمین اہل اسلام نے
جو تحدی کی شرط فرمائی ہے اسی آیت سے اوس شرط کی صحت بھی
ثابت ہوگئی جسکو قاضی ابن رشد کہتے ہین کہ تحدی کی شرط کا نہ
دلیل عقلی اور نہ دلیل نقلی سے ثبوت ملتا ہے یہہ بھی جاننا ضرور
ہے کہ خرق عادت جو نبی اللہ بحکم خدا بعد دعوائے نبوت ظاہر
فرمائے اور جو خرق عادت آدمیون کی درخواست سے دکھلائے
دونو مین فرق کیا ہے جو اول کو ہم نے ضروری اور لوازم
نبوت سے کہا ہے اور دوسرے کو ضروری واجب التعمیل نہین
مانا ہے اسکو ہم آسانی سے بعبارت سلیس عام فہم بیان کردین تاکہ
ہر ایک پابند مذہب آسمانی اور برادران اسلامی کے سمجھہ مین آجاے
پہلا فرق کوئی امر عجیب خارق عادت فرض کرو جب تک اُسکا
ظہور کبھی کبھی شاذ و نادر ہوتا ہے اُسکی قدر اور منزلت ہمارے
نزدیک رہتی ہے اور جب بکثرت ہوا ایک امر معمولی اور امر عادی
ہو جاتا ہے پھر اوسکی کچھ بھی وقعت نہین رہتی ہے اور نہ اوسکے

واقع ہونے سے اُسکے کرنے والے کی کوئی بزرگی خواہ اعلے درجہ
کا علم خیال کیا جاتا ہے۔ دیکھو جسقدر امور قدرت آلہی کے روزانہ
واقع ہورہے ہین کیسے کیسے دقیق حکمت پر شامل ہین مگر ہم چونکہ
اُنکے روزانہ اور بکثرت واقع ہونے کے عادی ہورہے ہین
کبھی اُنکے ہونے سے خیال ہی نہین کرتے کہ اِن افعال کا کرنے والا
خدای برتر کیسا حکیم اور قادر ہے۔ خدا کی بات تو جانے دو انسانی
مصنوعات مین فرض کرو تار برقی اور ریل گاڑی جب ۱۲۷۳ء ہجری
مین ہمارے لکھنؤ مین ٹیلیگراف قائم ہوا تہا خوب یاد ہے پہلے تو
ہم لوگون کو یہی خیال تہا کہ محض غلط ہے بہلا ایسا ہوسکتا ہے
کلکتہ کی خبر لکھنؤ تک ساڑہے سترہ ثانیہ (سکنڈ) مین آجائے پھر جب
دس پانچ خبرین منگوائین اور پوری تصدیق ہوگئی تہوڑی دِنون
ایسی عظمت اور ایسی قدر اِسکی ہمکو رہی کہ بلاضرورت بہی محض
بطور تماشا اور تفریح طبع کی خبرین منگواتے رہے اور موجد
تار برقی ایس ایف بی ہوس صاحب کو بڑا حکیم اور کامل
سمجھتے تھے جس نے ۱۸۳۷ء مین یہہ ایجاد کی ہے۔ آج وہی خبر ہے

اور وہی تار برقی ہے ٹکٹے پر ماری ماری پہرلی ہے کبہی
خیال بہی نہین ہوتا کہ اسکا موجد کیسا تہا اور کیسی دردسری سے
یہہ صنعت اُس نے جاری کی تہی یہی حال ریل گاڑی کا ہے
اور یہی حال کل مصنوعات انسانی اور مصنوعات قدرتی کا ہے کہ
جب بکثرت اُنکا ظہور ہو گا کچھ اُسکے ہونے سے اثر ہمارے طبایع
پر نپڑے گا یہی حال بازیگر اور بہان متی اور پہلوان اور کل عجائب
نما اور تہیٹر والون کا ہے۔ بلا تشبیہ یہی حال معجز نما کا سمجہو اگر ہمارے
درخواست سے ہر روز معجزہ اور خرقِ عادت ظاہر کرنا اختیار کرے
دو چار روز تو ضرور قدر ہوگی اور پہر کبہی کوئی خیال ہی نکرے گا کہ
یہہ نبی ہے فرستادہ خدا ہے بلکہ جب ذکر آئے گا یہی کہین گے کہ
ہان صاحب اُنکو تو روزانہ یہی تماشا دکہاتا رہتا ہے چلو اپنا
کام کرو کہان کے نبی اور کہان کا خدا۔ لیجئے اب وہ غرض جو معجز
نمائی سے تہی کہ ہدایت ہو او سکا تو کہین پتہ بہی نرہا بلکہ اولٹے نبی
پر تماشا کرنے والے کا الزام قائم ہوا لہذا یہہ بکثرت خرق عادت
حسب درخواست امت یا بلا درخواست نبی کو منصب نبوت کی نظر سے

ضروری نہوی بلکہ منافی اور مخالف غرض ہوئی عوام اور جہال
تو درکنار آپ دیکھئے کہ قاضی ابن رشد اتنے بڑے عالم اور فلسفی
اور سید احمد خانصاحب ایسے دانا اور مدعی فلسفہ جنکا سر تشریح
دماغی کی غرض سے کئی مرتبہ ڈاکٹرون نے خرید کیا وہ بہی کہہ رہے
ہین کہ جو خرق عادت ہمارے نبی صلعم سے ہوئی معمولی حالت
مین تہی اور اسکی وجہ یہی ہے چونکہ ان دونو صاحبون کو یہہ
گمان ہے کہ آنحضرت صلعم معاذ اللہ بلاضرورت اظہار خرق عادت
فرماتے تہے (حالانکہ یہہ بات نبی کی شان سے نہایت بعید ہے
اور نہ کوئی خرق عادت ہمارے نبی نے معمولی حالت مین
بلاضرورت دکہلائی ہے دیکہو کتاب معجزات کو) لہذا قاضی صاحب
اور سید صاحب کو ایسا خیال بیجا ہوا بہر حال ہمارے دعوے
تو صحیح رہا کہ بکثرت اور بلاضرورت شدید کے اظہار امور عجیبہ کرنے
سے عظمت باقی نہین رہتی نبی کرے خواہ کوئی اور کرے۔ اور
جب نبی اپنی خواہش سے اپنے رسالت کے اثبات مین کبہی
کبہی معجز نمائی کرے گا ضرور اوسکا پورا اثر ہوگا دوسرا فرق

جس طرح طبیب اور ڈاکٹر اصلاح امراض جسمانی کرتا ہے اُس سے
زیادہ نبی اصلاح امراض جسمانی اور روحانی اُمت کی کرتا ہے
امت کو بیمار مرض جہالت فرض کرو اب کسی کی عقل اِسکو پسند
کریگی کہ طبیب اور ڈاکٹر جو خواہش بیمار کی ہے اوسی کے موافق
تجویز دوا اور غذا کرے نہین بلکہ جیسی رای طبیب کی ہوگی اور
جو مناسب قانون علاج کے ہے اوسیطرح پیش آمد طبیب کو کرنی
لازم ہے یہی حال بلا تشبیہ نبی کا جہّال امت کی نسبت ہے اِس سے
زیادہ آسان مثال طلبہ کالج اور اسکول کی لیجئے اگر ہیڈ ماسٹر
خواہ پرنسپل طلبہ کی درخواست کے مطابق اونکی بہرتی اوسی کلاس
مین کردیا کرے ہرگز کوئی اسکول اور کوئی کالج درست انتظام پر
نہ چل سکے مڈل کلاس والا کب نہین چاہتا ہے کہ انٹرنس مین
بہرتی ہو اسیطرح ایف اے کو بی اے درجہ کے اور بی اے
کو ایم اے کی خواہش ہوتی ہے پہر اگر کسی اسکول اور کالج کی
کارروائی حسب خواہش لڑکون کے ہوگی انجام مین ضرور بدنامی
افیسرون کی ہے۔ اسیطرح کل ریفارمر اور کل مصلح قوم اور منتظم اور

حکام اور کونسل اور پارلیمنٹ کا حال ہے کہ جو مناسب جسکے متعلقین اور
رعایا کے ہے وہی اپنی راے اور تجویز سے کریگا اور اگر اہل اغراض
کی خواہش کے موافق جابیجا کارروائی کرے ضرور خرابیان پڑین گی
جب یہہ قانون فطرت دنیوی انتظام مین جاری ہے - پہر نبی کا عہدہ
جسکی نگرانی ہر وقت خدا کے حکم سے اور خدا کی مرضی پر منحصر ہے اُسمین
بندون کی درخواست سے کارروائی کسی طرح مناسب ہو سکتی ہے اسیطرح
بہت سی خرابیان لازم آتین اگر رسول خدا ہمیشہ امت کی درخواست
سے معجزہ دکہایا کرتے **دعواے نبوت کی مثال دنیوی
امور کے دعوون سے قابل غور وکلا اور بیرسٹرا اور
حاکمان عدالت وعُمّال وغیرہ** واسطے آسانی تفہیم کے ہم اپنے
نبی صلعم کو مدعی اور امت کو مدعاعلیہ اور عقل خداداد کو بطور حاکم
اور قاضی یا جج کے فرض کرین نبی صلعم کا دعوے یہہ ہے کہ مین تمکو
سیدھی راہ نجات دینے والی دینا اور آخرت سے بتلانے آیا ہون بحکم
خدا اور دلیل میری نبوت کی یہہ ہے کہ مین قرآن کا معجزہ لایا ہون
جسکے مثل کوئی فصیح بلیغ تم مین سے ایک فقرہ نہین کہہ سکتا ہے

اور اس دلیل کو پیش کرتا ہون اور باوجودیکہ میری ولادت اور تربیت جہاں مین ہوئی تمامی علوم کا عالم ہون اور تمام اخلاق سے متصف ہون اور جسقدر تمہاری حاجات ضروری دنیا اور آخرت کے ہین سبکی حاجت روائی اوسی قرآن سے اور دیگر اقسام کی وحی سے جو وقتاً فوقتاً خدا مجھپر نازل کرے گا اب بہی کر رہا ہون اور آیندہ بہی کردونگا۔ علاوہ معجزہ قرآن کے اور معجزات اور خوارق عادات کی جسوقت ضرورت ہوگی اور میری سچائی پر براہ عقل وہ معجزات پورے دلیل بہی ہونگی اور اونکے واقع کرنے سے کوئی فعل لغو یا کوئی محال یا امت کا ضرر متصور نہوگا (سوائے اوس ضرر رسانی سے جو منکرین نبوت پر بعد پوری نصیحت اور اتمام حجت کی واجب ہے اور وہ کسی طرح قابل رحم نرہین گے) اون معجزات کو بہی وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا ہون اور کرتا رہونگا۔ **دنیوی مقدمہ کی نظیر** اب فرض کرو کہ زید نے اپنی کسی حقیت کا دعوے بکر پر کسی محکمہ عدالت مین دائر کیا اور وجہ ثبوت کامل بہی گذرانا گواہ اور دستاویز تحریری وغیرہ سب زید نے پیش کردی۔ اور بکر مدعی علیہ نے

دعوے زید سے بلا دلیل انکار کیا اور کہا کہ یہہ جسقدر وجہ ثبوت مدعی پیش کرتا ہے یہہ نہ سنا جائے بلکہ اور دلایل حقیت دعوے کی اور گواہ بہی علاوہ گواہان۔ پیش کردہ مدعی مثلاً فلان اور فلان کو عدالت طلب کرے۔ اب اسوقت حاکم عدالت کو براہ قانون انصاف فقط بکر مدعی علیہ کے کہنے سے کل وجوہ ثبوت اور گواہان مدعی کو ساقط کر کے حسب درخواست مدعی علیہ کاربندی کرنی لازم ہے یا کہ مدعی کے وجہہ ثبوت کو خود حاکم عدالت اپنی تحقیق سے اگر ناکافی سمجہے یا کہ مدعی علیہ سے باطل کرانے کی درخواست کرکے جب مدعی علیہ اُن وجوہ ثبوت اور گواہان کو باطل اور منسوخ کر دے تب بکر کی درخواست کے مطابق مدعی سے دوسرے قسم کا وجہ ثبوت اور گواہ طلب کرنا چاہئے انصاف تو یہی کہتا ہے کہ اگر حاکم عدالت کیے نزدیک بخته رای ہین وجہ ثبوت پیش کردہ مدعی سے کافی ثبوت ہو جائے اور مدعی علیہ کسی قسم کے جرح وجہ ثبوت مدعی پر نہ کر سکے اور بجز انکار زبانی کے اور حیلہ حوالہ نامعقول پیش کرنے کے ابطال دعوے مدعی نہ کر سکے اوسوقت حاکم عدالت ضرور فیصلہ کر کے حکم اخیر بحق مدعی جاری

کردے - اور اگر وجہ ثبوت پیش کردہ مدعی گو کہ اُسکے دعوے کے اثبات

مین کافی ہے مگر حاکم عدالت بنظر مزید احتیاط اور قسم کا وجہ ثبوت بہی

مدعی سے طلب کرے تو اپنی تجویز سے طلب کرے گا یا کہ مدعی علیہ کے

درخواست بیجا پر لحاظ کرکے مدعی کو دق کریگا اسلیئے کہ ایسا مدعی علیہ

جو مدعی کے ثبوت گذرانیدہ پر کسی قسم کی جرح نہین کرسکتا اور محض

براہ ایام گذاری حیلہ وحوالہ مین ٹالنا چاہتا ہے وہ تو جو کچھ نیا

ثبوت یا نئے گواہ طلب کرے گا ضرور کارروائی عدالت کو الجھاؤ

مین ڈالنے والے ہونگے خصوصاً اگر جدید وجوہ ثبوت مطلوبہ مدعی علیہ

حاکم عدالت کے نزدیک بہی محض ناقابل التفات بلکہ محض لغو اور محال

اور مضر بحق عام خلائق ہون اُسوقت تو حاکم عدالت ہرگز مدعی سے

اونکو طلب نکرے گا - اور اِس سے زیادہ تر عدم التفات کے لائق

کلام مدعی علیہ اُسوقت ہوگا جبکہ مدعی علیہ یہہ بہی کہتا ہو کہ اگر مدعی

میرے طلب کردہ وجہ ثبوت اور گواہ پیش بہی کردے جب بہی

مین مدعی کے دعوے کو صحیح نہ مانونگا بلکہ محض مکر اور فریب کی نسبت

بطرف مدعی کے زیادہ کرونگا ایسے وقت کون حاکم عدالت ایسا ہوگا

کہ بشرط پابندی عقل وانصاف پہر مدعی علیہ ناحق کوشش کے بزرات
بیجا کی سماعت کریگا یہی نظیر بعینہ ابوجہل وغیرہ کی اس قصہ مین
ہے جسکو منکرین نبوت ہمارے نبی کے اور سر سید صاحب لکہہ رہے
ہین اور آیت سورہ بنی اسرائیل کی پیش کرتے ہین اسلئے کہ جب
ہمارے نبی صلعم نے معجزہ قرآن اور دیگر معجزات حسب حکم خدا
اپنے دعوے کی تصدیق مین پیش فرمائے اب ہماری عقل خداداد
یہ حکم کرتی ہے کہ ابوجہل وغیرہ منکرین نبوت کو پہلے تو لازم تہا
کہ جو معجزہ قرآن وغیرہ حضرت نے پیش کیا تہا اوسکے ناکافی
ہونے کی دلیل پیش کرتے یا اُسکے مثل ایک آیت بنالاتے اور یہ
بہی نہ سہی تو جو خوارق عادات آنحضرت صلعم سے علاوہ قرآن
کے صادر ہوتے تہے اُن مین کوئی غلطی یا دہوکہ دہی ثابت
کرتے یا جو خبر دہی خدای پاک کی اور کتب آسمانی مین حضرت
کی نسبت ہوئی تہی اور آنحضرت صلعم توریت اور انجیل وغیرہ سے
اُنکا ثبوت اپنے نسبت بیان فرماتے تہے اونہین مین کوئی غلطی
حضرت کی پکڑتی اور یہہ بہی نہ سہی تو جو خوارق عادات ان کفار نے

حضرت سے طلب کئے تہے وہ مہمل اور محال نہوتی اور یہہ بہی نہ بہی
جو بعض خرق عادت قابل کرنے کے تہے اوس کی ظاہر کرنے کے بعد
آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کا وعدہ کرتے اور محض عناد اور عداوت پر
کمربستہ ہو کر یہہ نہ کہتے کہ تم لاکہہ معجزہ دکہلاؤ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائینگے
اب انصاف کی نظر سے کسی کی عقل تجویز کرے گی کہ ایسے لوگون کی
درخواست کا پورا کرنا کسی طرح سے ہمارے نبی صلعم پر واجب تہا
اسی سبب سے حضرت نے ان خوارق کو ظاہر نفرمایا اور عین انصاف
وہی ہے جو حضرت نے کیا ہمارے نبی صلعم نے یہ چارون
خرق عادت کیون نہ ظاہر فرمائی جنکو سید صاحب
دلیل عدم اظہار معجزات لکہہ رہے ہین ہمکو چاہئے کہ اب اصلیت
اس قصہ کی اور معجز نمائی اپنے نبی صلعم کے اسی قصہ مین بیان
کرین تاکہ تصدیق ہماری بیان تمثیلی کی پوری ہو جائے اور عقلی
دلیل مطابق نقلی کے ہو جاے اور جن وجوہ سے حضرت نے موافق
سوال کفار کے معجزات نہین ظاہر فرمائے اونکو اپنے رسول صلعم کی
زبانی بطور اختصار بروایت امام عسکری ؑ مندرجہ احتجاج طبرسے

بیان کرین - یہہ جہگڑا ابوجہل وغیرہ مکہ معظمہ کے کفار قریش سے ہوا ہے
عبد اللہ بن امیہ مخزومی نے گفتگو آنحضرت صلعم سے کی تہی اور یہہ معجزات
جناب رسول صلعم سے طلب کئے تہے جنکا ظاہر کرنا نبی کی شان سے بعید
تھا چنانچہ ہمارے نبی صلعم نے پہلے تو اوسی عبد اللہ کو یہہ جواب دیا کہ
تو نے جو ہم سے (چارون) خوارق عادات کو طلب کیا ہے اُن مین
سے بعض تو ایسی باتین ہین کہ اگر مین اونکو ظاہر کردون میرے نبوت
پر دلیل نہین ہوسکتی ہین اور رسول خدا ایسا فعل نہین کرتا ہے جس سے
اوس کی نبوت ثابت نہو مین کہتا ہون ذرا خیال کیجئے کہ ہمارے
نبی تو یہہ فرماتے ہین اور سید صاحب ہمارے نبی کے معجزات کو
معمولی حالت مین بتلاتے ہین افسوس صد افسوس (۲) بعض ایسی
باتین ہین کہ اگر مین اونکو ظاہر کرون ناحق بندگان خدا کی ہلاکت
اُنمین ہوگی اور رسول خدا پہلے ایسی دلیل اپنی نبوت پر لاتا ہے
جس سے وہ زندہ رہ کر خدا پر ایمان لائین اور پروردگار عالمیان
اپنے بندون پر نہایت رحیم ہے اور اون کی مصلحتون کو خوب
جانتا ہے اور اونکے ہلاکت بر طبق اونکی خواہش کے نہین کرتا ہے

یعنی مکہ معظمہ مین کہین دور دیس مین جاکر مدعی نبوت نہین ہوئے
اور خوب ظاہر ہے کہ وطن کے لوگ جسقدر عیب وصواب پر اپنے
دیسی بہائی کے واقف ہوتے ہین پردیسی کو ایسی اطلاع ہرگز نہین
ہوسکتی ہے مکہ کے رہنے والے بخوبی جانتے تھے کہ محمد صلعم نے کسی مکتب
مین بیٹھکر نہین پڑہا۔ کسی سے خط کتابت نہین سیکھی کسی سے آداب
اخلاق کی تعلیم نہین پائی کوئی علم عقلی اور نقلی کبہی اوسکا کوئی مسئلہ
دقیق یا سہل انکو نہین پڑھایا گیا۔ توریت انجیل زبور اور دیگر صحف
انبیا کا کبہی کوئی نسخہ اُنہون نے آنکہہ سے نہین دیکھا خصوصًا
قریش اور بنی ہاشم اور اسی طرح اور چند قبائل عرب جو حضرت کے
ہم قبیلہ تھے اونکو تو از روز ولادت آنجناب تا روز ادعای نبوت
کمتر کوئی ایسی بات ہوگی جو معلوم نہو۔ اب پہلے خرق عادت پہلا معجزہ
جسکو حضرت نے اپنے دعوے نبوت کی تصدیق مین پیش کیا ہے
وہ یہی ہے کہ مین امّی ہون اور پڑھا لکھا نہین ہون اسکو تم سب
جانتے ہو اور کل علوم عقلی اور نقلی کا تعلیم الٰہی سے ماہر ہون اور
جسقدر آدمی اسوقت دنیا مین عرب سے عجم یعنی غیر عرب تک ہین

سبکا سردار ہون اور سب سے ہر امر مین افضل ہون اور یہہ بات براہ فخر نہین کہتا ہون بلکہ بنظر ضرورت نبوت عادت انسانی جس عقل کی خوگر ہے اوسکی نظر سے یہہ دعوے کسقدر بظاہر نامناسب ہے اسلئے کہ جو شخص کسی رفعت اور رتبہ کا طالب ہو اور اپنے کو رئیس اور معزز کرنا چاہے اصول تمدنی کے نظر سے اُسکو لازم ہے کہ تدبیر ایسی جگہہ سے شروع کرے جہان اِسکے بدخواہ اور دشمن کم ہون اور حسد اور کینہ اِس سے نہ ہین وطن کے لوگ ضرور اپنے برابر خواہ اپنی سے کمزور کو بہلا کب ایسا ہونا روا رکہین گے اور یہی سبب تہا کہ عقل معمولی کے لوگ آپ کو مجنون کہتے تہے اور اب بہی جو شخص دقائق حکمت الہیہ کو نجانتا ہو ضرور ایسے مدعی کو مجنون ہی خیال کریگا اور جب اہل مکہ یہ خواہ آج ہم تم سب پر ثابت ہو گیا کہ اِس دعوے کو حضرت نے بخوبی ثابت کردکہایا اب ناچار اقرار کرنا پڑیگا کہ یہہ امر خلاف عادت اور خلاف عقل ظاہری یا عقل فلسفی کے ضرور فعل عقل الٰہی کا تہا اور یہی وہ معجزہ ہے اور وہ خرق عادت ہے جس سے نبی اور

خرق عادت مخصوص نبی

غیر نبی کی شناخت ہوتی ہے یہی وہ معجزہ ہے جسکو آپ لا آف نیچر یعنی
قانون فطرت کے خلاف کہتے ہین جو سراسر مطابق اوس قانون قدرت
کی ہے جسکو قاضی ابن رشد اور سید صاحب قانون لامعلوم کہتے
ہین جو سوائے موید من اللہ کے اور جس آدمی کو فرض کرو ہرگز
معلوم نہین ہوسکتا ہے اور جسکو خدا یہہ قانون بتلائے اور اپنے
دعویہائے دور از قیاس کو بخوبی ثابت کردے وہ نبی فرستادۂ خدا
ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت موسےؑ کو کیا اگر مدین مین دعوے نبوت کرتے
تو نبی نہ ہوتے مگر نہین خدا نے حکم دیا کہ پہلے جہان پیدا ہوئے
ہو اور جہان پرورش تم نے پائی ہے یعنی فرعون کے سامنے
اور جو لوگ تمکو ذلیل سمجھہ رہے ہین اُنکے سامنے جاکر دعواے
نبوت کرو۔ پہر جسطرح حضرت موسےؑ کے جملہ حالات پر مصر کے
لوگ واقف تھے اور کوئی حال حضرت موسےؑ کا سن طفولیت سے
تا سن بلوغ اونسے پوشیدہ نہ تہا اوسیطرح ہمارے نبی اشرف الانبیا
صلعم کے حالات سے مکہ معظمہ کے لوگ پورے آگاہ تھے لہذا حکم ہوا کہ
پہلے مکہ ہی مین دعوت اسلام کرو۔ پہر چونکہ حضرت موسےؑ کی زبان

مین لکنت تہی اور اسے عیب کے ظاہر کرنے کے غرض سے فرعون
نے خاص خطاب حضرت موسےٰؑ سے کر کے کہا تہا فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسٰى
اور خدا نے اپنے نبی کو بے عیب کر کے معجز نمائی کو بھیجا تہا کس
فصاحت سے آپ نے جواب فرعون کو دیا کہ حضار کے ہوش باختہ
ہو گئے۔ پھر بہی چونکہ لکنت کا دور ہو جانا کسی تدبیر علاجی سے
ممکن ہے مگر یتیم بے سر و سامان اور امّی محض کا عالم ہو جانا بدون
اُس پورے امداد آلہی کے ہرگز نہین ہو سکتا ہے لہذا یہہ معجزہ
ہمارے نبی صلعم کا معجزہ طلاقت لسانی حضرت موسےٰؑ سے بہت
بڑہا ہوا ہے اسی پر ہم بزرگی اپنے نبی کی حضرت موسےٰؑ سے قیاس
کر سکتے ہین۔ اب دیکھو ہمارے نبی نے اپنے مولد اور موطن مین جب
اتنا بڑا دعوے فرمایا سوائے چند لوگونکے جنکو عداوت خاندانی
اور بغض اور کینہ قلبی تہا اور تمام اہل مکہ معظمہ کو ضرور خیال پیدا
ہو گیا کہ ابہی چند روز ہوئے کہ یہہ یتیم بے پدر شخص مثل ہمارے
افعال بشری مین شریک تہا اور آج ایکبارگی آخر کیا بات
ہے جو ایسا دعوے کرتا ہے اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ یہ شخص

بالکل امّی محض ہے آؤ سب سے پہلے اسکی لیاقت علمی کا تو امتحان کرین جو کسی طرح بدون تعلیم الہی اور القای ربّانی کے محض امی کو ہو نہین سکتی اور یہہ خرق عادت اور معجزہ ایسا نہین ہے کہ جس مین نظر بندی اور شعبدہ بازی اور بازیگری کا شبہہ ہو سکے خصوصاً اُن لوگون کو جو حضرت کے امی ہونے سے پورے آگاہ تھے تاآن مجنون ہونے کا شبہہ اُسوقت تک ضرور ہو سکتا ہے جب تک آپ پورے دلائل بحث مباحثہ مین قائم نکرین چنانچہ ایک روز ۲۵ آدمی یہود اور نصارے اور مشرک بت پرست اور ثنوے یعنی نور اور ظلمت کو خدا ماننے والے اور دہریہ حضرت سے مناظرہ کرنے آئے یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا اور نصارے حضرت عیسےؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اور بہت بڑا مناظرہ ہوا اور سب کو حضرت نے قائل کر دیا اور سب سے یہہ بہی فرماتے رہے کہ مجھ مین کوئی بات جنون کی تم نے پائی ہے سبہون نے کہا کہ نہین آور چند روز کی سبہون نے مہلت طلب کی کہ ہم تمہارے دلائل کو خوب جانچ لین آخر بعد تین

دوسرا معجزہ مخصوص بہ نبوت۔

روز کے بقول جناب امام جعفر صادقؑ وہ پچیس کے پچیس مسلمان
ہو گئے اسیطرح امتحان حضرت کے علمی امور کا یہود نے توریت اور
نصارے نے انجیل اور دیگر صحف انبیا کا لینا شروع کیا اور آنحضرت
نے ظاہر کر دیا کہ ساری کتب آسمانی صحیح صحیح جن الفاظ سے ہین آپکے
سینہ مین محفوظ ہین۔ دہریون نے فلسفی دلائل مشرکین نے دلائل
توحید بت پرستون نے اپنے مذہب کا ابطال سن سن کر سبکو حیرت
ہوئی اور آخر جو لوگ طالب حق اور انصاف پسند تھے اسلام مین
داخل ہونے لگے۔ پھر جب خاص ہموطن اقرار نبوت اور علم کامل
اُمّی محض کا کر چکے اگرچہ فیصدی پانچ مسلمان ہوے اب دوست کے
لوگون کو کیا شبہہ ہو سکتا ہے۔ ادہر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا
اور شعراے مکہ بلکہ دور دور کے فصحی اونہون نے پہلے آنحضرت
کا اُمّی ہونا چشم دید تو اہل مکہ نے اور غیر اہل مکہ نے بتواتر اہل مکہ
سے سنکر اور پھر فصاحت اور بلاغت قرآن کو دیکھا کیونکر اقرار نبوت
نہ کرتے۔ پھر جب یہ معجزات قطعی آپ دکھلا چکے اور صداقت اپنے
دعوے کی ہزارون پر ظاہر کر چکے گو تعصب اور جہالت سے وہ سب

لوگ مسلمان نہوے ہون مگر دلون مین سبکے ضرور اپنے طریقہ باطل کا دغدغہ پیدا ہوگیا اس معجزہ نمائی کی بعد- اب اسکا بہی وقت آگیا کہ امور طبعیہ کو خلاف (نیچر) یعنی قانون عادی کرنے کا دعوے بہی حضرت نے کیا اور جو لوگ کم علم اور ادنے درجہ کی عقل رکہتے تہے جنکو علم اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت سے کچہہ بہی بہرہ نہ تہا اونکے اوپر اتمام حجت کی غرض سے درخت کو بلانا تہوڑے سے کہانے مین بہت سے آدمیون کو شکم سیر کہلانا سنگریزہ اور درختون سے اپنے نبوت کی گواہی دلوانی یہہ بہی حضرت نے کر دکہایا اسلئے کہ نبی اللہ ہر درجہ کے عقل کی ہدایت کیواسطے آتے ہین- اور ایسے خوارق عادات جن مین اشتباہ نظر بندی شعبدہ وغیرہ کا ہو پہلے نبی اللہ کو ہرگز دکہلانا نچاہئے جب تک کوئی بڑا معجزہ اپنی صداقت کا ایسا ظاہر نہ کرلے جس مین کسی طرح اشتباہ شعبدہ وغیرہ کا نہو سکے- اب جو شخص ہمارے نبی کے تاریخی حالات پڑہے گا اوسکو بخوبی معلوم ہوگا کہ اسی ترتیب سے حضرت نے اظہار خوارق عادات فرمایا ہی یہ بہی سمجہنا ضرور ہے کہ ایسے خوارق عادات جنمین اشتباہ نظر بندی وغیرہ کا ہوسکتا ہے اسوقت ضرور معجزہ سمجہے جاتے ہین

جب کرنے والا ان خوارق عادات کا ایک سچا معجزنما کسی بڑے معجز نمائی سے بخوبی ثابت ہوچکا ہو۔ عوام جہال تو درکنار بڑے بڑے ذیعلم اور فلاسفر بہی جب کسی ایسے معجز نما سے ایسے خوارق عادات (جن مین بظاہر اشتباہ نظر بندی وغیرہ کا ہو) کا ظہور دیکہینگے صاحب معجزہ کی وجاہت اور صداقت اور استواری کردار اونکو ضرور ہادی ہو گے کہ اُس خرق عادت مشتبہ کو بہی سچّے اور واقعی معجزہ پر حمل کرین۔ مثلاً اگر کسی بڑے حکیم فلاسفر کو جو اعلےٰ درجہ کے دقیق مسائل کا ماہر ہو آپ عام فہم مسائل کا لیکچر دیتے ہوئے دیکہین مثلاً ایل ایل ڈی درجہ کے ماسٹر کو مڈل کلاس کے آسان تجربات دکہاتے ہوئے آپ دیکہین او سوقت آپکی عقل سلیم ضرور حکم کریگی کہ ایسا عالی دماغ اور کامل یہہ ادنے درجہ کے مسائل خواہ تجربات کو ضرور ہی کسی غرض صیح اور حکمت سے بیان کر رہا ہے اور آپکو ضرور خیال کرنا لازم ہوگا کہ جو غرض اِس حکیم کی ہے وہ دقیق مسائل کے اظہار سے پوری نہوتی ہوگی تب اِس نے اپنے درجہ سے کمتر مسائل اور تجربات کو دکہلانا اختیار کیا ہے۔ یہی حال ہمارے نبی اور کل انبیا علیہم السلام کا

ہے کہ جب پہلے کسی بڑے معجزہ سے اپنی صداقت اور اپنا مویدمن اللہ
ہونا خواص اُمّت پر ثابت فرما لیتے تھے (اور یہی قانون قدرت
اونکی نسبت جاری ہے) اوسکے بعد عوام اُمت جو دقائق اُمور
کے سمجھنے سے عاجز تھی اونکے ہدایت کی غرض سے ایسے خوارق
عادات بھی ظاہر فرماتے تھے۔ نہایت نادانی اور سراسر
ناانصافی ہے کہ ایسے امور کے اظہار سے ہم اون حضرات پر الزام
شعبدہ بازی کا لگائین اور اونکو بازیگر اور بھانمتی کہنے لگین
اور اونکے ایسے خوارق عادات کو محض لغو اور بیکار فعل عبث
خیال کرین۔ بلکہ ہمکو یون سمجھنا چاہئے کہ جس طرح کسی دقیق
مسئلہ کا جواب ہماری ہدایت کے واسطے کافی ہے اگر وہی
مسئلہ کسی جاہل اور کم فہم کے سامنے بیان کیا جائے ہرگز ہرگز
اوسکی فہم اور عقل کے مناسب نہین ہے۔ جس طرح کوئی آسان
مسئلہ پیش پا افتادہ ہمارے واسطے کافی نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی
مجھے اِسی جگہہ کہدینا ضرور ہے کہ ہمارے نبی صلعم نے اگر
کوئی ایسا معجزہ دکھلایا جسکا سبب دریافت ہونے سے

آجکے فلاسفر اوسکو شعبدہ کہتے ہین اگرچہ اوس زمانہ کے بڑے بڑے فلاسفر اوسکو معجزہ بھی جانتے تھے پھر بھی آنحضرت نے اپنی سچی معجز نمائی کے اثبات پر ایسی دلیل قائم کردی ہی کہ بشرط انصاف ہم آج بھی اوسکو پورا معجزہ کہینگے فرض کرو کہ درخت اور سنگریزہ کا اُنکی نبوت پر گواہی دینی جسکو آجکے فلاسفر (فونوگراف) یعنی نقل آواز اور حفظ صوت کے طریقہ کو جانکر یہ شبہہ کرتے ہین کہ معاذ اللہ یہی شعبدہ حضرت بھی کرتے تھے کہ بولتے خود تھے اور حضار کو درخت وغیرہ سے آواز نکلتی ہوئی سُنائی دیتی تھی - لہذا اوس عالم علم لدنّی نے اس شبہہ کے مٹانے کی نظر سے ایسا بندوبست دوامی فرمایا کہ اونکے چھوٹے فرزند امام حسینؑ نے بعد شہادت جب سرِ اقدس کوفہ اور دمشق مین نیزہ پر لایا گیا تلاوت قرآن اور خصوصاً سورۂ کہف کی ہزارون کے مجمع مین فرمائی اور بلکہ علاوہ تلاوت قرآن کے بعض لوگون کا جواب سوال بھی دیا ابن وکیدہ کے دل کے راز کو ظاہر فرمایا جسنے

سرِ اقدس چورانے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ معجزہ اگرچہ ہزاروں قسم
کی ہدایت پر شامل تھا یہ بھی غرض اِس سے برآمد ہوئی کہ میرے
نانا کے رسالت پر جو شجر اور حجر گواہی دیتے تھے وہ اصول فونو
گراف کا شعبدہ نہ تھا بلکہ سچّا معجزہ تھا دیکھو عضو بے جان سر
میرا قرآن پڑھ رہا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور دوسری
غرض اظہار معجزہ ہذا سے یہ تھی کہ میرے جد بزرگوار نے جو پیشین گوئی
فرمائی کہ قرآن اور اہلبیت کا تاقیامت ساتھ ہے دیکھو سچائی نبی اللہ
کی کہ ہم بعد موت ظاہری کے بھی قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں
اسیطرح اور معجزات جو ہمارے نبیؐ سے ظاہر ہوئی اور ہم اہل
اسلام اونکو سچّے معجزات کہتے ہیں اوسکی دلیل یہی ہے کہ آپ
سچّا معجزنما جسکے بڑے بڑے معجزات صحیحہ اوسکی سچائی پر قائم ہو چکے
ہوں اور اوسکے اخلاق اور علم اور فضل و کمال اور موید من اللہ
ہونے کی پوری صداقت عالم پر ظاہر ہو چکی ہو جو خرق عادت
ایسا بزرگ شخص دکھلائیگا کبھی اوسمیں شبہہ مکر اور فریب کا
خواہ نظر بندی اور ڈھٹ بندی کا ہو نہیں سکتا باقی رہی یہ

بات کہ ایسے خوارق عادات جنمین اشتباہ نظربندی وغیرہ کا ہے کیون حضرت نے ظاہر فرمائے وہی معجزات عظیمہ اثبات نبوت مین کافی تھے جنمین قرآن بھی داخل ہے اسکا جواب خود

سید صاحب صلہ ۲۳۱ مین لکھتے ہین **قولہ** انبیا کا کام صرف

سمجھ دار لوگون پر منحصر نہین ہے بلکہ اکثر عام لوگون سے کام پڑتا ہے **مین کہتا ہون** اور عام لوگون مین یہ نازک خیالی جیسی قاضی ابن رشد اور سید صاحب مین ہی نہین ہوتی عام لوگ بیچارے خرق عادت اور نبوت مین علاقہ تساوی اور لزوم خواہ عموم خصوص مطلق یا من وجہ یا تباین کے احتمالات نہین کرسکتے۔ مجھے ایک طالبعلم فلسفی کی حکایت یاد آئی۔ کسی تیلی کے گھر تیل خریدنے گئے تھے دیکھا کہ اوسکا بیل کولھو مین چل رہا ہے اور گھنٹی گلے مین بندھی ہوئی بج رہی ہے۔ تیلی سے پوچھا کہ یہ گھنٹی کیون باندھی ہے اوس نے کہا کہ اگر یہ بیل ٹھہر جائے تو گھنٹی نہ بجے گی مین اودھر اسکو ہنکا دونگا۔ طالبعلم نے کہا کہ بھلا اگر یہ بیل کھڑا رہے اور گردن ہلایا کرے تب کیا ہو۔ تیلی نے جلکر کہا کہ چلے

جاؤ میرا بیل طالبعلم نہین ہے۔ المختصر عوام کے ہدایت کے طریقہ اور ہین اور خواص کی اور ہین اور نبی اللہ کو جب زیادہ کام عوام سے پڑتا ہے بس اونھین کی ہدایت کا بندوبست نبی کو زیادہ کرنا لازم ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے جو خرق عادت عوام کی ہدایت کے طریقہ سے ظاہر کیجائے اوسمین دو امر کا لحاظ بنظر قانون قدرت واجب ہے اولاً تو جس وقت وہ خرق عادت ظاہر کیجائے اوس وقت سے پہلے نبی اللہ اپنا سچا ہونا کسی اور معجزہ سے بخوبی ثابت کرچکا ہو تاکہ فریب کاری کا شبہہ نرہے دوم ایسے لوگون کی ہدایت کی غرض سے وہ خرق عادت دکھائی جاے جنکی عقل اور فہم کو پوری مناسبت اوسکی معجزہ سمجھنے کی ہو تاکہ غرض نبی اللہ کی یعنی ہدایت کا اثر پورا ہوجائے اور یہی طریقہ کل انبیا اور ہمارے نبی صلعم کا ہمیشہ رہا ہے چنانچہ تاریخ ہمکو پوری خبر اسکی دیتی ہے۔ قیاسی اور خیالی باتون سے کام نہ چلے گا +

باب ساتوان نیچرل اور دہریہ لوگون کے خیالات قدیمہ اور جدیدہ بہ نسبت خوارق عادات

اور انبیاؑ کیسے تھے اور اب کیسے ہین اور کیسے ہونے چاہئین

اب مین پھر از سر نو اس مطلب کو شروع کرتا ہون اور نہایت راستبازی سے دکھلاتا ہون کہ یہ لوگ جو نیچر کے پابندی کو ضروری خیال کرتے تھے یا اب بھی کرتے ہین انکو محض دھوکھا ہی دھوکھا ہو رہا ہے اور اگر دھوکھا نہین ہے پھر دانستہ ضد کر رہے ہین۔ جو لوگ منکر خدا ہین اونکو تو انکار وجود خالق کا مسئلہ ایسے خیالات پر جما رہا ہے اور جو لوگ خدا کو مان کر اور اوسکو قادر و توانا اعتقاد کر کے پھر نیچر کی پابندی کا خیال کر رہے ہین اونسے البتہ ہمکو تعجب ہوتا ہے وہ کیونکر اس دھوکھے مین آتے ہین کہ نیچر کی پابندی قادر مطلق کو ہے۔ واسطے آسانی تفہیم کے ہم کہتے ہین کہ قانون قدرت (لاآف نیچر) کی پابندی قادر مطلق کو جو حکیم بھی ہے اسکے کیا معنی آپ سمجھ رہے ہین اسلئے کہ یہ لفظ دھوکھے کی ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ ہمارے عقل ناقص مین جس طرح قدرت

قادر مطلق کا تعلق ہر ایک شئے اور مقدور سے مناسب ہے
اوسی قانون کا قادر مطلق پابند ہے ۱۰

زبان دہن کے لئے اور دہن زبان کیلئے	ہوئی یا کہ مناسب تھا وہ جہان کیلئے

تو یہ شاعرانہ خیال آپ کا ٹہیک ہم کیا اور ہمارے عقل کیا جو قدرت کے کارخانہ مین دخل دے اور مناسب اور غیر مناسب تجویز کرے۔ اور اگر قادر مطلق کے پابندی قانون قدرت سے یہ مراد ہے کہ اوس حکیم مطلق کی حکمت جیسی مقتضی ہے جس مقدور کے بنانے اور بگاڑنے مین خواہ جو اثر کسی مین دیگی اوسی قانون کا وہ پابند ہے پھر اوسکے سمجھنے کا ہمکو کیونکر دعوے ہوسکتا ہے۔ ہماری عقل تو اسیقدر کام دیتی ہے کہ جو کچھ قادر مطلق نے ایک چیز کو دوسرے چیز سے تعلق کردیا ہے بڑی دانائی خرچ کرین تو اوسی کو سمجھ لین اور ربط حقیقی تو سمجھنا ہرگز ہماری عقل کا کام نہین ہے۔ دہریہ اور نیچرل خیال کے لوگ ہمیشہ سے انکی یہی کیفیت چلی آتی ہے کہ اپنے لاعلمی اور نادانی سے جب کوئی بات عجیب انھون نے سنی یا کوئی عجیب چیز دیکھی اور فوراً منکر ہوگئے

کہ ایسا کبھی ہو نہین سکتا جو پوچھو کیون ہنین ہو سکتا کہین گے
کہ ایسا کبھی نہین ہوا ہے جو پوچھو کہ پہلے کسی چیز کا نہونا اوسکے آیندہ
ہونے کو کسو جہ سے روک سکتا ہے آپ چپ دم بخود ہو جاتے
ہین۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہی نادان جب اونکے سامنے
کوئی عجیب چیز کا ذکر کیا جائے اور اونکے تعجب اور استعجاب کا
سبب پوچھو تو وہ مثل عوام کے کہنے لگتے ہین کہ اِسکی نظیر کوئی
اور بھی دنیا مین ہے۔ مثلاً ہم لوگ پابند مذہب آسمانی جب
کہتے ہین کہ بہشت کے لوگون کی غذا ایسی لطیف ہوگی جسمین
فُضلہ پیشاب پیخانہ کا نہ ہوگا فوراً یہ لوگ ہنسنے لگتے ہین کہ
واہ صاحب ایسی بھی کوئی غذا ہو سکتی ہے جسمین فُضلہ
نہو۔ تب ہم اونکو دُودھ کی نظیر دیتے ہین کہ دیکھو جب
سے بچّہ مین جان پڑتی ہے اوسیوقت سے اوسکو غذا
شکم مادر مین اسی دُودھ سے ملتی ہے مگر دُودھ ایسا
لطیف ہوتا ہے کہ بچّہ کے جزء بدن ہو کر ذرا سا بھی فُضلہ
نہین چھوڑتا ہے کہ بچّہ پیشاب پیخانہ کرے۔ اور وہی دودھ ہے

کہ بعد پیدا ہونے بچّہ کے جب اوسکو پیتا ہے پیشاب بھی
اور پیخانہ بھی اوسی سے کرتا ہے - یہ قدرت قادر بیچون کی
ہے کہ ایک چیز کو لطیف بھی کر دیتا ہے اور اوسیکو کثیف
بھی بنا دیتا ہے اور اِس سے زیادہ کونسا امر نادانی کا ہوگا کہ
جو چیز ہمارے سمجھ مین نہ آئے چٹ پٹ اوسکو ناممکن اور محال
کہدین - اوپر کے ابواب مین نیچر شکن مثالین جو گذر چکین اب
اونکے علاوہ اور بھی نظائر لکھتا ہون

اجسام غیر حیوانی کی حرکت کرنے کا نیچر اور حضرت موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بنجانے کا ثبوت

- سبکو معلوم ہے کہ جس چیز
مین جان نہین ہے جیسے درخت اور گھاس پتھر اور دہات
وغیرہ ایسی چیزین خود بخود بدون کسی حرکت دہندہ کے حرکت
نہین کرسکتی ہین بلکہ حیوان اور انسان بھی بعد مرجانے کے
اوسکی لاش بیجان بدون کسی ہلانے والے اور اوٹھانے
والے کے اپنی جگہہ سے ہل نہین سکتی ہے اور یہی سبب ہے
کہ ہمارے نبی حضرت موسیٰؑ کا معجزہ عصا کو سانپ بنا دینکا

جو قرآن مین مذکور ہے فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى یعنی وہ عصا
سانپ ہو کر دوڑنے لگا اِسکو نیچرل اور دہریہ اور نیز سر
سیّد احمد خان صاحب خلاف قانون قدرت (لا آف نیچر)
سمجھکر ناممکن سمجھتے ہین ہمارے خدا نے اپنی قدرت نمائی
کی نظر سے بعض قسم کی گھاس ایسی پیدا کر دی ہے جو خودبخود
حرکت بھی کرتی ہے اور اوسمین شعور بھی موجود ہے۔ کیا آپنے
چھوئی موئی ایک گھاس نہین دیکھی ہے کہ اِدھر آدمی نے
اوسکو ہاتھ سے چھوا اور فوراً پژمردہ ہو کر کُھملا گئی۔ بلکہ اوس سے
زیادہ شرم کرنے والی لجونتی ایک اور گھاس ہے کہ آدمی کا
سایہ پڑا اور مُرجھا گئی جیسے کوئی تازہ عروس اپنے شوہر
سے بعد بوس و کنار خواہ ہم بستری کے بعد پژمردہ ہو جاتی
ہی ایک اور گھاس عُلمار علم نباتات نے اب جدید تحقیقات سے
ہندوستان مین دریائے گنگ کے کنارے دیکھی ہے جسکی
پتّی مین خدا نے یہ صفت دی ہے کہ جس طرح آدمی کی نبض خون
کے دوران سے خواہ قلب (ہارٹ) کی حرکت سے فی منٹ

۷۵ مرتبہ خواہ کم وبیش چلتی ہے وہ بھی فی دقیقہ (منٹ) پورے
۶۰ مرتبہ حرکت کرتی ہے یعنی فی گھنٹہ (۳۶۰۰) مرتبہ اور یہہ
ایسی سچی گھڑی خدانے بنائی ہے کہ سیکڑون برس کے چال
مین ایک ثانیہ (سکنڈ) کی غلطی مثل آفتاب کے نہین کرتی بعض
عجائب پرست اہل ہنود اسکا پوجا بھی کرتے ہین - کیا خدانے اِس
نبات مین شرائین یعنی متحرک رگین مثل ہمارے رگون کے پیدا کئی
ہین جو خون کے دورہ سے حرکت کر رہی ہین اگر نہین پیدا کئی
ہین تو یہہ نیچر فرضی ہمارا کہ بدون دوران خون کے رگون مین
حرکت پیدا نہین ہوسکتی ہے اور نہ دل ہمارا دھڑک سکتا ہے
بالکل بگڑ گیا اور ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ قادر مطلق پابند کسی
نیچر کا نہین ہے جس طرح چاہے جس چیز مین حرکت پیدا کردے۔
تیسری گھاس ذی شعور اور منتقم اور قصاص لینے والی حیوان
سے لیجئے - بخوبی معلوم ہے کہ حیوانات کی غذا خدانے اکثر گھاس
اور پتی اور پھل اور پھول سے رکھی ہے اور یہی اسکا نیچر ہے اب
دیکھو خدانے اپنی قدرت نمائی کی راہ سے ایک ایسی گھاس

پیدا کردی جسکی پتّی پر لعاب لسدار مثل گوند کے ہے اور ادہر
اوسپر مکّھی میٹھی باوجودیکہ مکّھی کیسی تیز پر ہے اور بقول فلاسفہ جدید
ایک ہزار آنکھیں رکھتی ہے مگر یہ گھاس ایسی ہوشیار اور ذی شعور
ہے کہ فوراً اپنی پتّی کو سمیٹ کر اس زور سے مکّھی کو دباتی ہے کہ ساری
رطوبت مکّھی کی چوس کر اوسکو پھوک بنادیتی ہے تب پیچھا چھوڑتی
ہے۔ یہ گھاس خدا نے اِس قدرت نمائی کی نظر سے پیدا کی ہے
کہ مجھے قدرت ہے چاہوں بے جان گیاہ سے جاندار حیوانات کو
ہلاک کرادوں۔ یہ گھاس اوس نیچر کو توڑتی ہے کہ نباتات کو طاقت
نہیں ہے کہ حیوانات سے اپنی غذا حاصل کریں۔ اب نیچرل صاحب
کہئے یہ نیچر کہاں درست رہا کہ سوائے ذی روح کے گھاس وغیرہ از
خود حرکت نہیں کر سکتی جو حضرت موسیٰؑ کا عصا سانپ بنکر دوڑا
ہو یا ساحروں کے مصنوعی سانپ کو نگل گیا ہو اور اونکو اپنی غذا
بنادی ہو۔ معزز ناظرین اِس وقت بے اختیار جی چاہتا
ہے کہ میں اوس معجزہ کا بھی ذکر کروں جسکو ہمارے ساتویں امام
حضرت موسیٰ کاظمؑ نے جو ہمنام حضرت موسیٰؑ کے تھے ہارون رشید

کے سامنے ظاہر فرمایا ہے کہ تصویر شیر کی جو پردہ پر بنی ہوئی
تھی اوسکو حکم دیا کہ اِس شعبدہ باز کو نگل جا اور وہ تصویر شیر بنکر
اوسکو نگل گئی اور جب ہارون نے عرض کی حکم دیجئے کہ اب اوسکو اوگل
دے حضرت نے فرمایا کہ اگر جادوگران فرعون کی رسیون کو
اور لاٹھیون کو عصائے موسیٰؑ نے اوگل دیا ہو تو یہ شیر بھی اسکو
اوگل دیگا۔ لیکن ابھی مین اس معجزہ کے بیان کرنے سے تامل
کرتا ہون اِس لئے کہ سیّد صاحب اور نیچری لوگ جب قرآن
مجید کی صریح آیت سے انکار کرتے ہین تو یہ معجزہ ایک غیر متواتر
روایات سے ہے۔ **پانی کا بستہ ہونا اور وزن**
سیالات کا تجربہ پانی جسکو ہم پیتے ہین اور آب دریائے
شور اور تمام دنیا کے پانی سب کا سیلان یعنی روانی اور
بستہ ہونا اِسمین جو جو نوامیس قدرت کی اور عجائب صنعت
الٰہی ہین اونکا بیان قدیم اور جدید فلسفہ مین بہت کچھ ہے۔
ہمکو تین خواص پانی کے یہان پر دکھلانی منظور ہین پہلے تو
یہ کہ پانی اگر دس قسم کے ہون اور یکجا کرو سب مِلکر ایک

ہوجاتے ہین بلکہ محلول کرنے سے ادویہ مختلفہ کی غرض یہی ہے
کہ سب یکذات اور متحد ہوجائین چنانچہ علم اکسیر اور قدیم کیمسٹری
کا جب ہم ذکر کرینگے اسکو لکھینگے۔ اِس نیچر کے خلاف دیکھو قدرت
نمائی خدا کی جہان گنگا جمنا کا الہ آباد مین سنگم ہوا ہے دونون
دہارین الگ بہہ رہی ہین جنکے لحاظ سے گنگا جمنی کی اِصطلاح رنگ
آمیزی مین مشہور ہوئی ہے اور یہی عجائب پرستی ہنود کو پراگ
اشنان کی باعث ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ دو سیّال چیزون
مین جو ہلکا ہو یعنی جسکی گریوٹی کم ہو وہ اوپر رہیگا چنانچہ
طبعیات مین ثابت ہوا ہے اَلخَفِیفُ یَطفُو سبک چیز اوپر تیرتی
ہے۔ مگر جب دونون کی گریوٹی (وزن صنفی) برابر ہو پھر
اختلاط اور آمیزش سیّالات مین ضروری قاعدہ ہے۔
ہماری غرض اِس بیان سے یہ ہے کہ قادرِ مطلق پابند اِس نیچر کا
نہین ہے چنانچہ ہمنے گنگا جمنا کے دھارون کی نظیر پیش کردی
اسیطرح بعض مقامات مین کنوئین ایسے دیکھے ہین کہ ایک
طرف کا پانی میٹھا جس سے دال بخوبی گلتی ہے اور دوسرے طرف کا

پانی کھاری ایک طرف کا ہلکا دوسری طرف کا بھاری یہ اوس سے بھی زیادہ عجیب قدرت نمائی خدا کی ہے کہ آب راکد یعنی بستہ اور ٹھہرا ہوا پانی اور پھر باہم ملنے نہین پاتا ہے۔ سمندر کے پانی کا رنگ دریائی مسافرون سے پوچھو اور اِس قاعدہ اختلاط کا ضروری نہونا اور خدا کا پابند اِس نیچر کا نہ ہونا معلوم کرو **پانی کا دوسرا نیچر** پانی کا یہ بھی خاصہ ہے کہ اپنے ہموزن شئے کو ڈوبنے سے روکتا ہے اِسی قاعدہ پر بنا کر کشتی اور جہاز وغیرہ دریا مین چلاتے ہین مثلاً اگر ہزار من کا بوجھ ناؤ یا جہاز پر ہو اوسکے نیچے کم سے کم ہزار من وزن پانی کا اگر ہوگا ناؤ نہ ڈوبے گی اور بنظر احتیاط ہزار من سے زیادہ وزن پانی کا ہونا چاہیے۔ یہ نیچر پانی کا غیر ذی روح اشیا مین جاری ہے آدمی جب تک زندہ ہے اور تیرنا نہین جانتا ہے کسیقدر گھرا پانی ہو ڈوب جاتا ہے اور ادھر مرا فوراً اوسکی لاش وترائی گی اگر پانی اوس جگہہ اوسکی جسم کی وزن سے برابر یا زیادہ ہو۔ اِس نیچر کے ٹوٹنے کی واہی تباہی دلیلین فلاسفہ بیان کرتے ہین مگر اصل یہ ہے

کہ قادر مطلق نے اپنی غیر پابندی کے ثبوت کا یہ نیچر شکن
قاعدہ رکھا ہے۔ پھر یہ بھی خیال کرو کہ پانی خود جذب مرکزی
زمین سے نیچے گرتا ہے اور دیگر اشیا کو جن پر مادہ ارضی غالب
ہے اوسکو مخالف جذب مرکزی زمین کے اوپر کو اوٹھاتا ہے یہ
کیسی اولٹی بات ہے کہ اپنے جسم کو زمین کے جذب سے روکنے
پر قادر نہین اور دیگر اشیا کو برخلاف جذب مرکزی زمین کے
اوپر چڑھاتا ہے۔ پانی کی نرمی اور پتھر وغیرہ کے سختی دونون
جذب مرکزی زمین کے مقابلہ کرنے مین قادر مطلق نے برابر کردی
ہین۔ **پانی کا تیسرا نیچر** پانی کا سیّال ہونا بظاہر اسیوجہ
سے ہی کہ مسامات مین پانی کی ہوا بھری ہوئی ہے۔ ہم نے صد ۸۲
مین اوس کل کا ذکر کیا ہے کہ بذریعہ ایر پمپ کے جب ہوا پانی کی
نکالی جاتی ہے پانی جمکر برف ہوجاتا ہے مگر ایک عجیب خاصہ
یہ بھی اوس وقت پانی کا ظاہر ہوتا ہے کہ جمنے سے پہلے ایک
جوش اور اوبال پانی مین آتا ہے جیسے سوڈا واٹر کی بوتل مین
کاگ اوبھارنے سے ادہر ہوائے بیرونی اوسمین پہونچی اور

اُبال آیا خالص پانی کے ہوا نکالنے سے اُبال اُسمین آتا ہے فلاسفہ طبعیئین اِسکی دلیل بھی اناپ شناپ لکھ رہے ہین مگر ہمکو اُنکے تسلیم کرنے خواہ رد کرنیکی اسوقت ضرورت نہین ہے ہمکو اِسیقدر دِکھانا منظور ہے کہ پانی مین جب ہوا یا حرارت داخل کرو مثلاً آگ پر چڑھاؤ اُسوقت بھی اُبال آتا ہے اور جب ہوا ے گرم پانی سے ایر پمپ کے ذریعہ سے نِکالو تب بھی اُبال آتا ہے ۔ کیا عجیب قدرت نمائی خدا کی ہے کہ جب پانی کی حرارت تھرمامیٹر کے نقطۂ جوش پر پہونچے تب بھی اُبال آتا ہے اور جب پانی کی برودت نقطۂ انجماد پر تھرمامیٹر فارنہیٹ کے پہونچے تب بھی جوش آتا ہے ۔ اب فرمایئے جناب نیچرل صاحب خداوند نعمت غلیان اور جوش کا سبب حرارت ہے یا برودت یا محض قُدرت قادر مُطلق کی ہے جب چاہے غلیان کو پیدا کردے نہ حرارت اِسکا سبب اصلی ہے اور نہ برودت بلکہ یفعل اللہ مایشاء قادر مُطلق کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے ۔ بقراط کی سوانح عُمری مین لکھا ہے ۔ ایک مرتبہ بقراط نے ایک جانور

کی قربانی کی تھی جب قربانی کا گوشت دیگ مین رکھا جسمین ٹھنڈا پانی بھرا ہوا تھا فوراً پانی گرم ہو گیا اور ایسا اُبال دیگ مین آیا کہ مُنھ تک اُسکے پہنچگیا اور بدون آگ پر چڑھائے وہ گوشت پختہ ہو کر طیّار ہو گیا۔ شیلون حکیم کو یہ بدشگونی ازروے علمِ کہانت کے ہوئی اُس نے بقراط کو نکاح کرنے سے منع کیا بقراط اُسکی بات سُنکر ہنسنے لگا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے تاریخ الفلاسفہ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۱ یاد رہے کہ ہم حضرت موسٰے کا معجزہ عبور دریا کا جب لکھینگے اُسوقت اِن اصول کو پھر یاد دلائینگے ذرا ٹھہر جائے۔ پانی مین جو عجائب خواص قدرت نے رکھے ہین اُنکے بیان کو سیکڑون اجزا کتاب بندا سیاہ کردون جب بھی قطرہ از دریا بیان نہو سکے۔ اِسی جزر اور مد کو لیجیے سمندر تو اگم دریا ہے ذرا کلکتہ مین بھاگیرتھی کے بان کا تماشا دیکھیے کہ کسقدر اُونچا پانی اُٹھکر آتا ہے۔ ارسطو کی تاریخ پڑھیے اِتنا بڑا فیلسوف جسکو مُعلّم اوّل کا خطاب ہے اِسی جذر اور مد کے سبب نہ جاننے سے آخر بیچارہ نے دریاے (اوریب) مین

اُسکو ڈبو دیا اور یہی کہتے کہتے مرگیا کہ دریاے (اوریپ) مجھے نگلجاے کہ بااینہمہ فلسفہ دانی مجھے اُسکے جذر اور مد کے سبب پر اطلاع نہوئی اور کیسی نادانی کی بات ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو ارسطو کی عقل پر اور اُسکے جملہ عقاید پر بچونکو ہنسنا چاہیے۔

پانی کا چوتھا نیچر پانی کا عام قانون یہ ہے کہ حرارت سے پھیلتا ہے اور برودت سے سمٹتا ہے اور یہی اُسکا نیچر ہے اب یہ قانونِ قدرت دیکھو اِسکے خلاف جب پانی (۲ ۵/۹) سے (۴ ۵/۹) درجہ کے حرارت کی زیادتی سے پانی میں سمٹنا پیدا ہوتا ہے اور کمی حرارت سے پانی میں اِنبساط یعنی پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ۴ ۵/۹ درجہ سے اوپر پھر عام قدرتی قانون کے موافق حرارت کی زیادتی سے پانی پھیلتا ہے اور حرارت کی کمی سے سمٹتا ہے اور یہ سمٹنے کی کیفیت پانی میں رہتی ہے تا اینکہ چار درجہ سے لیکر ایک درجہ حرارت تک پانی پہونچے اور ایک درجہ کے نیچے پانی جمکر برف ہوجاتا ہے یہ نیچر شکن قانون پانی کا کیسی حکمت ہے اور بندگانِ خدا ساکنانِ یورپ وغیرہ کے واسطے خدا نے رکھا ہے جسکو دیکھو کتاب اکسیر اعظم

جلد اوّل کیمیاے جمادات مین - اور کیسی قُدرت اور اختیار تمام
قادر مُطلق کا اِس سے ظاہر ہوتا ھے کہ وہی پانی گرمی پہونچنے سی
پھیلے اور وہی پانی گرمی ہی پہنچنے سے سمٹے - کوئی کیمسٹ اور
فلاسفر اِسمین چون وچرا کر سکتا ھے - اور سچ تو یہ ھے کہ آفریدگار
پانی کا اُسی کو اُسپر اختیار ھے کوئی قانون اُسکو پابند نہین
کر سکتا ھے - جس فلسفہ کی بِنا محض تجربہ پر ہو اُسکو
نیچر سے کیا علاقہ فلسفہ قدیم کی بِنا چونکہ عِلّت اور معلول سے
بحث کرنے پر تھی اور جہان تک اُن فلاسفہ کی عقل رسائی کرتے تھے
عِلّت اور سبب کی تلاش مین سرگرم رہتے تھے اور اپنے مقدور مین
کمی نہین کرتے تھے اگرچہ سواے اُن مسائل کے جو الہامی کتابون سے
خواہ انبیاے کرام سے اُڑتی پڑتی اُنکو ملجاتے تھے اور مسائل مین
اُنکی غلط کاری ایسی ہی تھی جیسی جدید فلاسفر کی ھے تاہم اُنکو
خلاف قانون قدرت (نیچر) کے واقع ہونے سے اِنکار کرنا ایسا نازیبا
نہ تھا جیسا کہ فلاسفہ جدید کو نازیبا ھے جو ہیرو لارڈ ڈبکین کے ہین
اور محض تجربات پر بنا کرکے جدید مسائل کے مُعتقد ہو رہے ہین -

یہ فلسفہ جدید ہمیشہ ناقص رہیگا اور کبھی قابلِ اطمینان نہوگا
اور ہمیشہ اِسکے اصول درہم وبرہم ہوا کرینگے اسلئے کہ ربط حقیقی
اور سبب اصلی کے دریافت کرنے کا طریقہ اِس فلسفہ مین
گویا متروک ہوگیا ہے - ہمکو خوب یاد ہے پچاس برس آج سے
پہلے جب کسی جدید تعلیم یافتہ کے سامنے کوئی مسئلہ علوم اسرار خمسہ
یعنی کیمیاے قدیم خاصکر علمِ اکسیر کا ذکر آتا تھا کیسے قہقہہ زنی یہ
لوگ کرتے تھے - یا آج کا دن ہے - ایک ڈاکٹر نے اصلی چاندی
بنا کر اقرار کردیا کہ خالص چاندی بن سکتی ہے اور اب اِسی ششماہی
مین ایک امریکن کیمسٹ نے اعلان کردیا ہے کہ اصلی سونا بھی
بنا لیا پایونیر اخبار مین اِسکا اشتہار بھی دیا ہے - حالانکہ یہ علم قدیم
فلاسفہ نے فروع طبیعیات مین اِسکو داخل کرکے جسطرح طب
اجسام کے مسائل کو اصول طبیعیات سے مبرہن کیا تھا اِسکو بھی
اُسیطرح دلائل طبیعیات سے مدلّل کیا ہے - اِسوقت مین اِس علم
سے بحث نہ کرونگا آیندہ کے ابواب مین اِسکو لکھونگا - آج تو مین
جدید علوم کے تعلیم یافتہ لوگون سے یہی پوچھتا ہون کہ جب محض

تجربہ پر بنا آپکے علوم کی ٹھہری اور علّت اور معلول سے کچھ سروکار
نہ رہا پھر آپ لوگون کو قدیم علمِ قیافہ غیر طبیعی جسمین ہاتھون کے
لکیرون کے خواص اور خال اور مسّہ (ٹولول) اور ہاتھ پاؤن کے
چکر اور بھونری خواہ عورت کے پیٹھ کی سانپین یا عورت کے
پاؤن کے انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی کے خواص یا آنکھون کے
رنگ اور جسامت خواہ بالونکا بھُورا ہونا یا سیاہ ہونا یا رنگ بدن
کا زرد ہونا بقول ع ہوے ہیگون چشم ازرق رنگ زرد *
ہیچکس ہیچ کس نیکی نکرد * اِن خواص کو سُنکر آپکو کیون تعجب ہوتا ہے
اور کیون آپ اِنکو ناممکن سمجھ رہے ہین اب تو فرینالوجی کے جدید
تحقیقات اور تجربات کثیرہ سے ڈاکٹرون نے آدمی کے دانت
کے شکل اور وضع سے اُسکے اخلاقی امور پر حکم لگانا شروع کردیا ہے
اور ہونا ہی چاہیے اِسلیے کہ جب بموجب تصریح مسٹر ریڈ صاحب وغیرہ
یہی بات قرار پاچکی کہ جو اثر جس چیز مین ہم تجربہ سے دریافت
کرتے ہین وہی قانونِ قدرت ہے پھر اگر ہمکو تجربات کثیرہ سے
معلوم ہوجاے کہ جس عورت کے انگوٹھے کے قریب والی اُنگلی

پاؤن کی اُسکے انگوٹھے سے بڑی ہو ضرور وہ عورت بیوہ رہیگی خواہ جس عورت کے پیٹھ مین سانپن ہو اور مُنھ اُس سانپن کا سوتے وقت شوہر کی طرف ہو اُسکا شوہر ضرور مرجائیگا اور زندہ نرہیگا ازین قبیل ہزارون احکام علم سرودہان اور علم کوکھ اور قیافہ اور شگون حیوانات اور چرند پرند اور نیز علم جوتش اور نجوم کے احکام جو لاکھون مرتبہ تجربہ سے صحیح برآمد ہو چکے اِسیطرح علم خواص حروف اور منتر جنتر دعا تعویذ گنڈا اور سیکڑون قسم کے ٹوٹکے اور صدقہ دیار دبلا الغرض جتنی باتین پچھلے زمانہ کے تجربہ کارون نے دریافت کئے ہین سب صحیح اور دُرست ہونگی۔ اِسلئے کہ جب قانون قدرت (لاآف نیچر) یہی ٹھہرا کہ ایک چیز کا ہونا دوسری چیز کے بعد مکرر تجربہ مین اور مشاہدہ مین آجاے اور ربط حقیقی یکے با دیگرے کا معلوم کرنا کُچھ ضروری نہین اور نہ ہماری عقل اُسکو معلوم کرسکتی ہے پھر جسطرح ہم ہمیشہ دیکھتے ہین کہ بارود کو آگ جلایا کرتی ہے یا پانی سے آگ بُجھ جاتی ہے خواہ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے خواہ کہربائی اور برقی طاقت اپنے افعال اور آثار ہمیشہ پیدا

کرتی ہے اِسیطرح خواص کیمیاوی اجسام مین اپنے افعال کررہے ہین
اور لاکھون اصول اور قوانین قدرت ہم اِسی اصول تصفّح پر بنا
رہے ہین پھر وہ اصول جنکو لاکھون مرتبہ تجربہ کرکے ہزارون برس
کی محنت اور کوشش سے اہل تجربہ نے خواص غیر جسمانی کو ضبط کیا ہے
اُنکو غلط کہنا اور اُنکے ماننے والون کو گرفتار اوہام سمجھنا اِسکی کیا وجہ
آپ بیان کرسکتے ہین۔ اِنصاف تو یہی چاہتا ہے کہ پابند اصول
تصفّح اور مُقلّدین دی کارٹس اور لارڈ بیکن وغیرہ جو فلسفہ جدیدہ
کے مُعتقد ہین اُنکو لازم ہے کہ ہم لوگ پابند فلسفۂ مذہبی سے یا ہمارے
مخالفین پابند فلسفہ قدیمہ سے اُن خواص غیر طبیعی پر زیادہ ایمان
لائین۔ اِسلیے کہ اگر ہمارے سامنے کوئی مُنجّم حکم کرے کہ آپکے گرہ
آجکل دو گھڑ یا سادھے مین خراب ہورہی ہے اور کوئی ستارہ آپکا
آج بلی یعنی خوبی پر نہین ہے جوگنی یا رجال الغیب بھی اور ساسول
پورب جاتے وقت سامنے پڑیگی اِسلیے کہ آج سومبارہ یا سینچر کا دن
ہے ۵ سوم سینچر پورب نہ چالو × اِسی طرح اور نظرات کواکب
سب سے ہمارے نحوستِ ایام کو ثابت کرے تو ہم لوگ پابند فلسفۂ مذہبی

اگر منجّم کے قول کا اُبطلان اُسکے قاعدہ سے بوجہ اپنی لاعلمی کے
نہ کر سکین اور جسطرح ہمارے امام علّی ابن ابیطالب نے پوری تغلیط
اُس مُنجّم کے قواعد نجوم سے کردی تھی جو حضرت کو جنگ نہروان مین
ایک روز خاص معرکہ آرائی سے روکتا تھا - تاہم اِتنا تو ہم ضرور
کہہ سکتے ہین کہ ہمارے اصولِ مذہبی کے رُو سے جملہ خواص نجوم پر
عقیدہ کرنا دُرست نہین ہے اور ہمارے نبی صلعم نے فرمایا ہے
بارک اللہ یوم السّبت والخمیس پنجشنبہ اور ہفتہ کا روز خدا نے
سفر کرنے اور دیگر امور کے واسطے مبارک مقرّر فرمایا ہے اور جوگنی
اور دساسول وغیرہ کا کہین پتہ ہمارے ہادیان برحق نے نہین دیا ہے
لہذا ہمکو منجّم کے وسوسہ سے یہی پابندی مذہب کے نجات دینے کو
کافی ہے - اور فلسفہ قدیمہ جسکی بنا ربط حقیقی اور سبب عقلی دریافت
ہونے پر ہے اور فقط اصولِ تصفّح اور تجربات موہومہ پر نہین ہے
اُسکے پابند نجومی کے قول کو یون باطل کرینگے کہ جوگنی اور دساسول
کیا چیز ہے اور کواکب سیارہ کے آثار غیر طبعی پر کوئی برہان قائم
نہین ہے تجربہ امر ظنّی قابل اطمینان نہین ہے ربط حقیقی سعادت

اور نحوست سیارات کا کسی دلیل عقلی سے ہرگز ثابت نہین لہذا
ہم کیون نجومی کے لغو احکام کو مانین - آپ فرمائے جناب نیچرل
صاحب آپکا مدار تو فقط اسی پر ہے کہ اگر تجربات کثیرہ سے ایک
امر کا ظہور بعد کسی امر کے ثابت ہوجاے بس وہی اُسکا نیچر ہے وہی
اُسکا سبب حقیقی ہے وہ کبھی بدل نہین سکتا اُسی پر کارخانہ عالم چل
رہا ہے بلکہ اُسی کا پابند قادر مطلق بھی ہے نعوذ باللہ پھر آپکو ان
خواص سے انکار کرنا اور انکے ماننے والون پر قہقہہ زنی کرنے کا کیا منصب
ہے بلکہ اگر بُرا نہ مانئے گستاخی معاف آپکو تو سب سے پہلے ان اوہام کا
عقیدہ کرنا لازم ہے ؎ آنکہ حمال عیب خویشتند * طعنہ بر عیب
دیگران چہ زنند * - آپکی یہ نئی روشنی جو تعلیم علوم جدیدہ سے حاصل
ہوئی ہے اُس تاریکی جہالت سے کہین بڑھی ہوئی ہے جو ہم لوگ پابندان
مذہب آسمانی کو آپ گرفتار اوہام مذہبی کہکر قہقہہ زنی کرتے ہین اسلئے
کہ ہملوگ اور آپلوگ دونون اس امر مین تو برابر ہین کہ سبب وقوع حوادث
ارضی اور سماوی کی پوری تحقیق کرین - ہم بھی جب دیکھتے ہین کسی
چیز کو کسی مین اثر کرتے ہوے مثلاً اسٹیم کی طاقت سے ریل گاڑی

کی رفتار اُسوقت ہم کہتے ہین کہ خدانے یہ اثر اسٹیم مین دیا ہے اور
کیون دیا ہے اِسکو ہم بھی ہنین سمجھ سکتے - اور آپ بھی ہزار طرح کی
توجیہات کیجے مگر آخر درجہ پر آپکو بھی یہی کہنا پڑتا ہے کہ قدرت نے
خواہ فطرت نے یہی اثر اسمین دیا ہے اور ربط حقیقی کے دریافت
کرنے سے جیسے ہم عاجز اور درماندہ ہین اُس سے زیادہ آپ بھی عاجز
ہین - اب اِسی جگہ پر ہم آپ سے انصاف طلب ہین کہ آخر یہ کونسی
عقل ہے کہ جس چیز کے سبب کو آدمی نہ جانے اور اُسکے ہونے اور
ہونے کی دلیل کو نہ سمجھ سکے اور بے سمجھے بوجھے کہدے کہ ایسا
کبھی ہو ہنین سکتا اور جو کوئی اُسکے ہونے یا نہونے کا کسی معتمد اور سچے
حکیم عالم علوم لدنی (انبیاؑ) کا معتقد ہو کر اقرار کرے اُسپر قہقہہ زنی
کرے اور اُسکو تاریکی جہالت مین مبتلا سمجھے - آپلوگون سے زیادہ
ہمکو آپکی نادانی اور جہالت پر قہقہہ زنی کرنی سزاوار ہے مگر ہملوگ
اپنی تہذیب مذہبی بلکہ عین تہذیب عقلی کیوجہ سے بجاے ہنسنے اور
قہقہہ زنی کرنیکے آپکی جہالت اور نادانی پر ہمدردی انسانی سے افسوس
کرتے ہین - علم سے غرض یہی ہے کہ جو چیز ہماری سمجھ مین آجائے

اُسکو شُدنی اور ہونیوالی تسلیم کرین اور جو چیز سمجھ مین نہ آے۔ اُسکے ہونے یا ہونے کے سمجھنے کے درپے ہون تاکہ ہماری معلومات مین ترقی ہو اور یہ تو خاص جاہلون کا طریقہ ہے کہ جو چیز اُنکی سمجھ مین نہ آئے اُس سے فوراً انکار کر دینا۔ اگر جدید تعلیم کا یہی اثر ہے پھر ایسے علم مین اور جہل مین فرق کیا رہا بلکہ جاہل مُطلق کو تو ہم معذور بھی کہہ سکتے ہین اور پڑھے لکھے جاہل کو کیونکر معذور کہہ سکینگے۔ دیکھئے ہر زمانہ مین اور ہر ملک مین بھوت پریت کے وجود کی خبر مشہور تھی اور عوام کو عقیدہ تھا اور اب بھی ہے کہ شیطان جنگلون مین رات کو روشنی کرتے پھرتے ہین اور قبرون سے روشنی نکلتی ہے اور فلاسفر اِسکو سُنکر ہنسا کیے قہقہہ زنی کرتے تھے۔ آخر ۱۶۶۹ء مین کیمسٹ برانڈ صاحب اِسکو تسلیم کرکے جب درپے تحقیقات ہوے ایک ایسی مفید چیز کا وجود حیوانات کی ہڈیون مین ثابت ہوا جسکو فاسفورس کہتے ہین اور جو اکثر اندھیری مین خودبخود روشن ہو جاتا ہے اور جسکے ذریعہ سے آج سیکڑون فوائد ہمکو حاصل ہو رہے ہین۔ ڈاکٹری اصول سے قوّت باہ کی اگر کوئی دوا ہے تو یہی ہے جو خوش ہنڈ کی چلی مداروں کو۔ ایک دیاسلائی

ایسی مفید چیز اس سے بنتی ھے جسکے فوائد آج ہمکو کسقدر پہونچ رہے ہین

حضرت موسےٰؑ کا ید بیضا کیون جناب نیچرل صاحب جب

ہڈّی مین فاسفورس کا ہونا ضروری اور یقینی ہو چکا اور حضرت موسےٰؑ

کے بدن مین اور خاصکر ہاتھ مین بھی ہڈّی تھی اُسمین بھی فاسفورس

ضرور ہوگا اور وہ فاسفورس چمکدار اور روشن بھی ہوگا اب مادّہ

روشنی کا تو ہاتھ مین حضرت موسےٰؑ کے ہونا خلاف قانون قدرت

نہ ہوا بلکہ مطابق (نیچر) کے ہوا اب یہی بات باقی رہی کہ فاسفورس

اندھیرے مین یعنی جب آفتاب کی روشنی نہو تب روشن ہوتا ھے

اور حضرت موسےٰؑ کا ید بیضا دنکو بھی چمکتا تھا جیسے ستارونکی روشنی

کہ دنکو چھپ جاتی ھے اور رات کو ظاہر ہوتی ھے۔ پھر کیا بعض ستارے

جو دن کو بھی نظر آتے ہین آپ اُنکے وجود سے مُنکر ہین اِسیطرح

اگر قادرِ مُطلق اور حکیمِ برحق تعالی شانہ نے حضرت موسےٰؑ کے ہاتھ

مین اِسقدر مادّہ فاسفورس کا دیا ہو کہ دنکو بھی روشن ہو جاے

کونسی دلیل عقلی اِسکو محال کر سکتی ھے۔ اب رہی یہ بات کہ فاسفورس

ہڈّی کا جلد کو توڑ کر باہر کیونکر روشنی دیتا تھا یہ محض نادانی ھے۔

قبرون کی ہڈی جب براونڈ صاحب کو فاسفورس کی روشنی دیکھنے کو مانع
نہ ہوئی تو نازک جلد حضرت موسیٰؑ کی اُسکے ظہور سے کیونکر منع کر سکتی تھی
اب اگر کوئی دہریہ منکر نبوت یون کہے کہ جب فاسفورس ہی سے ید بیضا
کی روشنی تھی پھر یہ معجزہ کیون ہوا یہ تو سبکی ہڈی یون مین ہے۔ اِسکا
جواب یہ ہے کہ معجزہ اِسمین تین باتون سے تھا (۱) تو فقط ہاتھ کی
ہڈی مین اِسقدر فاسفورس کا ہونا (۲) دن اور رات برابر اُسکا
روشن ہو جانا (۳) جسوقت حضرت موسیٰؑ چاہتے تھے اُسوقت روشن
ہوتا تھا جسکو پوری دلالت اِسپر ہے کہ معجزہ باختیار قادر مطلق ہے
کوئی امر طبعی اور ضروری مثل روشنی فاسفورس کے نہ تھا اور یہی
مابہ الفرق معجزہ انبیاؑ۔ اور دیگر خوارق عادات مین ہے جسکا سید
صاحب اِنکار کر رہے ہین معہذا بخدمت پیروان مذہب
آسمانی یہ ہے اگرچہ ید بیضا کو بغرض فاسفورس کے بھی مین نے معجزہ
ثابت کر دیا مگر مین ید بیضا کو سچ مچ فاسفورس کے ذریعہ سے اعتقاد
نہین کرتا ہون بلکہ نیچرل فلاسفر کے اصول پر اُسکا ممکن ہونا بتلا
رہا ہون ورنہ میرا خدا ہڈی اور چمڑے اور رگ و پٹھہ ہر چیز کو اُسی طرح

فرق معجزہ کا امور طبعیہ سے

چمکدار بنا سکتا ہے جسطرح آفتاب اور ستارون کو نورانی کر رہا ہے

کیا جگنو کی روشنی یا خراطین یعنی کیچوے کے مٹی مین فاسفورس

ہی کا مادہ ہے یا نینیال کے پہاڑ پر وہ لکڑی جو رات کو مثل شمع کافوری

کے خود بخود روشنی دیتی ہے اور ہمنے خود دیکھی ہے اُسمین فاسفورس

بھرا ہے کلا واللہ بلی واللہ ہان جناب یہ تو جملہ معترضہ تھا

اور ابھی سید احمد خان صاحب کی تقریر پر جو در بارہ ید بیضا کے انکو

انکار ہے ہمکو بہت کچھ لکھنا باقی ہے - آپ فرماتے کہ امور قدرتی کا

جو انکار ہمیشہ آپ کردیا کرتے ہین اور خواص غیر جسمانی مثل سعادت اور

نحوست کواکب یا غیر کواکب مثلاً حیوان اور انسان کے خواص غیر طبعی

جیسے کسی آدمی کا سبز قدم ہونا یا گھوڑے اور بیل اور بوم یعنی اُلّو وغیرہ

کی نحوست خواہ اور قسم کے شگون اور بدشگونی یا دن اور تاریخ کی سعادت

اور نحوست مثلاً قمر در عقرب کی نحوست یا نحس اکبر کو اوہام مذہبی قرار دینا

خواہ ستارون کی نحوست یا علم سرود ہامین جو آدمی کی شمسی اور قمری

سائنس کے خواص ہین خواہ او ڈائل یعنی وہ روشنی اور نور نفسانی جو ہمارے

نفس ناطقہ اور روح مین خدانے پیدا کیا ہے جسکے تصرف سے ہم اور چیزون پر

غالب آجاتے ہین اور جسکو مسمریزم سے پورا تعلق ہے اور ہم معجزات کا
فرق اُسکے ذریعہ بھی ثابت کرینگے - الغرض جسقدر خواص غیر طبعی آج
دُنیا مین ہمارے چشم دید ہو رہے ہین اور لاکھون تجربات اُسکے بڑے
بڑے حکما اور فلاسفر کر چکے ہین اِن سب باتون کا اِنکار آپ کس دلیل
سے کرتے ہین - چونکہ ہمارا روے سخن اِسوقت خاص جدید تعلیم یافتہ
کیطرف ہے اور اِن لوگونکا مدار فقط اصولِ تصفّح پر ہے اور محض تجربہ
سے جو حکم عام ثابت ہو جاے اُسی کو قانونِ قدرت اور لاآف نیچر کہتے
ہین یہ لوگ اِن خواص مجرّبہ کے کیونکر منکر ہو سکتے ہین - اگر یہ لوگ یون
کہین کہ خواصِ طبعی اجسام کی قوّتِ جسمانی سے تعلّق رکھتے ہین اور
قیاس ہمارا اِسی کو قبول کرتا ہے کہ جسم کا جو اثر جسمانی ہو وہ اُسکے مناسب
ہے اور غیر جسمانی اثر اُسی چیز مین ہونا چاہیے جو کہ خود غیر جسمانی ہو اور
سعادت اور نحوست کوئی اثر جسمانی نہین لہذا جسمانی چیزون مین مثل
ستارون کے خواہ حیوانات چرند اور پرند وغیرہ کے اُنکا ہونا خلاف
عقل ہے یہ بات اگرچہ بالکل غلط ہے اِسلیئے کہ روح اور نفس کا ہونا
جب اِن اجسام مین مانا گیا اور غیر جسمانی تھے مثلاً نفس جب ہم مین ہوا

پھر آثار غیر جسمانی کا ظہور ہم مین کیون ناجائز ہو گا۔ تاہم فلسفہ قدیمہ کے اصول پر البتہ یہ شبہہ پیدا ہو سکتا ہے جسکی بنا بُرہان پر ہے اور جدید فلسفی جو محض تجربہ کے پابند ہین وہ اِس شبہہ کو نہین کر سکتے اونکو بُرہان اور دلیل عقلی سے کچھ علاقہ نہین ہے۔

باب آٹھوان خواص غیر جسمانی کا بیان اور اثبات وجود عالم غیر مادّی کی تمہید کوئی آدمی کیون نہو کسی چیز کا اقرار یا کسی چیز سے انکار بیدون کسی غرض کے نہین کرتا ہے بشرطیکہ مجنون اور مست بیہوش نہو۔ پھر جب غرض کیوجہ سے اقرار اور انکار ہر چیز کا ہے۔ اب عالم غیر مادّی کا اقرار ہم لوگ پابند انِ مذہب کو اور اِسکا انکار دہری اور نیچرل لوگون کو کسی نہ کسی غرض سے ہو گا۔ وہ اغراض جو منکرین عالم غیر مادّی کو ہین اونہین کا بیان کرنا ہمکو ضرور ہے۔ عالم غیر مادّی سے مُراد کیا ہے کہ جسمین خواص مادّہ کے نہون۔ مادّہ کے خواص کیا ہین مثلاً وزنی ہونا گرم اور سرد ہونا رنگین ہونا بدمزہ خُوش مزہ ہونا جگہہ اور مکان مین سمانا حرکت کرنا پیمایش مین آجانا الغرض ہمارے حواس خمسہ ظاہری مین سے کسی حس سے اوسکی موجودگی ثابت ہو خواہ دُو حواس خواہ تین چار یا پانچ سے وہ شے اگر محسوس

ہو وہی شے مادّی کہلاے گی - فرض کرو کہ ایک نارنگی ہمارے سامنے رکھی ہے
اوسمین رنگ بھی ہے اور مزہ بھی ہے خوشبو بھی ہے اور گولائی بھی ہے کہ ہم
اوسکی پیمائیش مکعب گروی کر سکتے ہین اب ہمارے چار حواس اوسکی موجودگی
پر متفق ہین آنکھ سے ہم اوسکو دیکھتے ہین ہاتھ سے اوسکو چھو سکتے ہین زبان سے
اوسکا مزہ چکھ سکتے ہین ناک سے اوسکی بو سونگھ سکتے ہین اور اگر سخت ہوگئی ہو
اور اوٹھا کر اوسکو پھینکین اوسکے گرنے سے جو آواز پیدا ہوگی وہ بھی سن لینگے -
اب پانچون حواس سے ہم اوسکی موجودگی کا یقین کرینگے - خلاصہ یہ ہے کہ
مادّہ سے جو اشیا بنے ہین اونکو ہمارے حواس خمسہ ظاہری دریافت کرتے
ہین - اور جن چیزون کو ہمارے حواس دریافت نہ کر سکین اونکی تین قسمین ہین
پہلی قسم تو وہ ہے کہ اونکے آثار اور افعال کو ہمارے حواس محسوس
کرتے ہین جیسے قوّتِ جاذبہ مقناطیسی یا کہربائی یا قوّتِ دافعہ جو ہمارے
بدن مین پیشاب پیخانہ پسینا وغیرہ فضلات کے دفع کرنے کی ہے یا سرکہ مین
جو قوّت ہے کہ ایک خاص پتھر کو اگر سرکہ مین ڈالو باہر پھینک دیتا ہے
اوس پتھر کو باغض النخل کہتے ہین یا ایک قسم کا بیج کسی گھاس کا ہوتا ہے
کہ ادھر اوسکو پانی مین ڈالا اور چٹخ کر باہر آجاتا ہے اور چور کا نام نکالنے

والے یہی شعبدہ کرتے ہین کہ جسپر ظن غالب ہو اوہ ملاّ سیانے اوسی کا نام
کاغذ پر لکھکر اوسی تخم کو کاغذ سے لپیٹکر دس پانچ گولیونکے ساتھ پانی مین ڈالتے ہین وہ گولی
پانی سے باہر چٹخ کر آجاتی ہے اور بیگناہ چور بنایا جاتا ہے اِسی طرح ہزارون
چیزین ایسی کہ اونکو تو ہمارے حواس دریافت نہین کر سکتے مگر اونکے خواص
اور آثار کے محسوس ہونے سے ہم اونکی موجوگی کا یقین کرتے ہین۔
دُوسری قسم غیر محسوس کی مثلاً ہم خواب مین گہری نیند کیوقت بہت سی
آوازین سُنتے ہین بہت سی چیزین کھاتے پیتے ہوئے آپکو دیکھتے ہین بہت سی
چیزین ہمکو اپنی شکلہاے جسمانی پر دکھائی دیتی ہین حالانکہ ہماری آنکھ بند ہے
ہمارے کانون کی قوت اوسوقت ایسی زائل ہے کہ اگر توپ بھی چھوڑی
جائے ہمکو خبر نہو گی۔ پھر بہی خواب کے امور کبھی تو ایسے ہوتے ہین کہ ہمارے
خیال مین پہلے سے اونکی صورت جمی ہوئی ہوتی ہے اور بہت سے امور
ایسے ہین کہ ہرگز کبھی وہم اور گمان بھی اونکا نہین ہوتا بہت سے ایسے امور
ہین کہ بطور پیشین بینی کے ہمکو خواب مین نظر آتے ہین اور بعد بیداری کے
ہم قطعی حکم کر دیتے ہین کہ فلان امر پرسون خواہ دسؔ روز کے بعد یُون واقع
ہوگا اور وہی ہوتا ہے۔ یہ کیفیت تو خواب طبعی کی ہے یعنی جو ہماری طبیعت

کیوجہ سے روزانہ خود بخود پیدا ہوتا ہے اب رہا خواب مصنوعی جو مسمریزم کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے اوسکے آثار عجیبہ بھی ایسے نہین ہین کہ اونکا کوئی انکار کرسکے اسوقت ہم زیادہ طولانی بیان اونکا نکرینگے کہ اصلی غرض فوت ہو گی۔ تیسری قسم وہ ہے کہ نہ اوسکے آثار اور نہ وہ خود ہمارے حواس سے محسوس ہوسکتے بلکہ ہماری عقل جو ایک غیر مادّی چیز ہے وہی اوس موثر اور اوسکے اثر کو دریافت کرتی ہے اس تیسری قسم کا ثبوت اور نفی ابھی ہم نہ لکھینگے ورنہ مصادرہ لازم آئیگا ہان جناب پہلی قسم مثلاً قوت جاذبہ مقناطیسی جس سے لوہے کو مقناطیس جذب کرتا ہے یا قطب نما کی سوئی کو شمال کیطرف ٹھراتا ہے یا مقناطیس صلیبی بقول ڈاکٹر گرے گرے صاحب جو لوہے کی سُوئی کو پچھم طرف ٹھراتا ہے اور اب جدید معلومات مین سے بھی یہ قُوّت موجود تو ضرور ہے مگر ہمارے حواس خمسہ اِسکو محسوس نہین کرسکتے ہان اِسکے اثر کو محسوس کرتے ہین۔ اب اِس قُوّت کو شئے مادّی آپ کس دلیل سے کہتے ہین اگر آپ ابیقور حکیم سو فسطائی کیطرح کہیئے کہ جسم سے غیر جسمانی چیز مُتعلّق نہین ہو سکتی ہے یا جیسا اور بعض فلاسفہ کا قول ہے کہ عقل بھی ایک جسمانی چیز ہے ان باتون کو صحیح اور غلط کرنے سے ہمکو طول تقریر پسند نہین ہے اتنا ہمکو دکھانا تھا

کہ بعض چیزین اجسام مین بھی ایسی ہین کہ ہمارے حواس خمسہ سے اسوقت تک محسوس نہین ہوتی ہین مگر اونکے آثار کو ہم محسوس کرتے ہین - اب ہمکو اسی جگہہ دو عالم کا اقرار کرنا ضرور ہوا ایک تو اجسام جو ہمارے حواس خمسہ مین سے کسی ایک حس سے خواہ دو خواہ پانچون سے محسوس ہوتے ہین اور دوسرا عالم اون چیزون کے وجود کا ہے جو اجسام مین ہین مگر خواص مادہ یعنی رنگ اور بو مزہ گرمی سردی حرکت وغیرہ سے بری ہین - پھر جن چیزون مین خواص مادہ کے نہون اونکو بھی ہم اگر اشیاء مادی کہین سوائے ہٹ دھرمی اور زبردستی کے اور اوسکو کیا کہنا چاہیئے - اگر آپکو اسکا اقرار ہے کہ ہان انھین اجسام مین بعض چیزین یا قوتین ایسی ہین جنکے اثر کو ہم دیکھ سکتے ہین اور خود موثر کو نہین دیکھ سکتے ہین - پھر تو ہمارا زور تقریر اسی حد پر کارگر ہوگیا اور جن اور فرشتہ بلکہ خدا کا وجود بھی کچھ محال نرہا اور اگر آپ سوفسطائی اور منکر اشیاء موجودہ ہین تو ہم آپکے ہاتھ مین مقناطیس کو دینگے اور لوہے کی سوئی سامنے کردین گے کہ اوسمین چمٹ جایگی اوسوقت آپکو یا تو یہ کہنا ہوگا کہ ہان سوئی چمٹ گئی یا یہ کہینگا کہ نہ ہمارے ہاتھ مین لوہا تھا اور نہ سوئی چمٹی ہے سب اوہام اور تخیل ہے اوسوقت آپکے امراض دماغی کے علاج کی فکر کرنی ہوگی

جن اور فرشتہ

اب عالم خواب کا تھوڑا سا ذکر بھی کرون - خواب کا عالم ہی اور ہے اور پھر ایسا یقینی ہے کہ شاید کوئی آدمی اوس سے انکار کر سکے - یون تو سوفسطائی بیداری کے محسوسات سے بھی انکار کرتے ہین - مگر ہمارے مخاطب نیچرل ایسے نادان نہین ہین کہ آگ پانی مین فرق نکرین لہذا ہم خاص اونسے کہتے ہین کہ خواب کے عجائب پر ذرا غور کیجیے اور کہدیجیے کہ ہان خواب بھی عجیب قدرت نمائی خدا کی ہے اسی خواب کی تعبیر مین شاعر کہتا ہے ؎

دنیا خوابے است کش عدم تعبیر است + اسی خواب ہی کے عجائب پر اگر آدمی خیال کرے کسی موجود غیر مادی کا انکار کرنا اوسکو مناسب نہو گا خواب طبعی اور خواب مصنوعی اور غائب بینی اور معجزہ کا فرق بھی ضرور سمجھنا چاہیے اعمال مسمریزم اور اسپریچوایلزم سے چونکہ ہمنے اپنے نبیؐ اور کل انبیاء کے معجزات اوپر کے ابواب مین ایسے بیان کیے ہین جنمین شبہہ نظر بندی اور ہتھ پھیر وغیرہ کا کسی طرح چل نہین سکتا اور وہ سب معجزات علم کامل اور عقل الہی سے متعلق ہین اور منکرین نبوت کا ہمیشہ سے یہی طریقہ چلا آتا ہے کہ جب خوارق عادات اور معجزات انبیاءؑ کو جو علوم طبیعیہ سے متعلق ہین اونمین قیل وقال کی گنجایش نہین پاتے

تب نفسانی قوّت اور روحانی قدرت جو ہر ایک بشر مین فطرت نے دی ہے اوسپر بنا کر کے کہتے ہین **سیّد احمد خان صاحب کا قول** ص ۲۴۶ مین حضرت عیسیٰؑ کے بارہ معجزات سے انکار کرنے کے بعد یہ ہے **قولہٗ** ہان اِسبات سے انکار نہین ہو سکتا ہے کہ خُدا نے انسان مین ایک ایسی قُوّت رکھّی ہے جو دوسرے انسان اور دُوسرے اِنسان کے خیال مین اثر کرتی ہے اور اوس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہین جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہین اور جنمین بعض کی عِلّت ہم جانتے ہین اور بہت سون کی عِلّت ہم نہین جانتے بلکہ اوسکے عامِل بھی اوسکی عِلّت نہین جانتے ہین اوسی قُوّت پر اِس زمانہ مین اون علوم کی بُنیاد قائم ہُوئی ہے جو مزمرزم اور اسپر چوالیزم کے نام سے مشہور ہین اور سابقین بھی اُسکے عامِل تھے مگر اِس علم سے ناواقف تھے یا اوسکو مخفی رکھتے تھے۔ مگر جبکہ وہ ایک قُوّت ہے قوائے اِنسانی مین سے اور ہر ایک اِنسان مین بالقوہ موجود ہے جیسے قوّتِ کتابت تو اُوسکا کسی اِنسان سے ظاہر ہونا معجزہ مین داخل نہین ہو سکتا کیونکہ وہ تو فِطرت اِنسانی مین اِنسان کی ایک فطرت ہے فافہم وتدبّر مین کہتا ہون ؎ لائے اوس بت کو اِلتجا کر کے + کفر توڑا خدا خدا کر کے +

مُجھے تو یہ خبر غلط پہونچی تھی کہ سیّد صاحب کے تھوڑی جب مگر عمل کرنے اوس امریکن مُدعیہ مسمریزم سے اچھی نہوئی تو سیّد صاحب نے اِس قُوّت کا بھی اِنکار کیا تھا مگر الحمدللہ کہ وہ خبر غلط مشہور ہوئی تھی اور سیّد صاحب قُوّت نفسانی مسمریزم کے مُعتقد ہین اِسلیئے کہ یُوروپ کے اخبارات و مُصنّفات جدیدہ مین بھی اِس قُوّت کا ثبوت اور اِس عمل کا اقرار پڑھتے پڑھتے حضور کو جائے اِنکار باقی نرہے۔ مگر افسوس ہے کہ حضرت کو سوائے تاریخ فلسفہ اور تاریخ مُنکرین نبوّت کے اور کسی علم کیطرف توجّہ نہوئی اور مسمریزم سے تو ہمیشہ حضور کو نفرت ہی رہی لہذا بعض معجزات انبیاء جو قُوّت نفسانی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہین اونکے نسبت اگرچہ اقرار فرمایا مگر ساتھ ہی اوسکے یہ بھی کہدیا کہ جب یہ قُوّت ہر ایک اِنسان مین فطرتی طور سے ہے جیسے قُوّت کتابت پھر اوسکے افعال کو معجزہ کیون کہہ سکتے ہین اور فافہم اور تدبر کا جملہ اِسواسطے اِرشاد ہوا ہے کہ سیّد صاحب نبوّت کو بھی امر فطرتی اِقرار کر چکے ہین اور ص ۲۹ مین جنون اور قُوّت نبوّت کے فرق مین یُون لکھا ہے ہان اِن دونون مین اِتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون اور پچھلا پیغمبر + گو کہ کافر پچھلے کو بھی مجنون بتلاتے تھے + نعوذ باللہ

کہان ہین وہ مسلمان جو سید صاحب کی خیر مقدم پر پھول نثار کرتے تھے اب اگر مزار شریف پر بھی تو نثار کرین اچھا اب ہم بھی اسی قوت کے آثار اور افعال جو مقبولہ سید صاحب مین لکھین۔ اور اوس سے پہلے ہمکو اسکا بیان کرنا منظور ہے اور بارہا بیان کر بھی چکے کہ معجزہ کوئی ایسی چیز نہین ہے جو انسان کی قوتہاے فطرتی سے جداگانہ ہو فرق اسی قدر ہے کہ جو قوت کتابت مثلاً ہم مین خدا نے رکھی ہے اوسکی نسبت عادت الٓہی یون ہی جاری ہے کہ ہم پہلے مفردات کی تختیان لکھین یا پڑھین اوسکے بعد مرکبات کو۔ پھر اگر کوئی ناخواندہ آدمی مدعی نبوت بلا تعلّم کے یا قوت رقم خان سے بڑھکر وصلی لکھدے اسی کو ہم خرق عادت اور معجزہ کہتے ہین۔ اسیطرح یہ قوّت نفسانی اور طاقت روحانی جو ہماری فطرت مین خدا نے رکھی ہے اسکے آثار اور افعال بھی ہم سے ریاضت اور مشق کرتے کرتے دُرستی اور عمدگی سے صادر ہوتے ہین اگر کوئی شخص بدون مشق اور ریاضت کے مسمریزم کے وہ آثار دکھانے لگے ضرور ہم اوسکو معجزنا کہینگے بشرطیکہ دعواے نبوّت کرتا ہو اس روحانی علم مین ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جسکو یہ علم خدا نصیب کرتا ہے اور عمل نفسانی پر اوسکو سچی قُدرت بذریعہ ریاضت کے ہوتی ہے اوسکو بخوبی

تصدیق جملہ انبیاء کی ہوجاتی ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری +
یہی وہ علم ہے کہ ملا نفیس اور شراح قانون شیخ اور دیگر حکماے موحدین خوارق
عادات اور معجزات انبیاء کا امکان اس سے ثابت کرتے ہین اسلیے کہ نفس
کی تاثیر جسطرح ایک بدن مین ہوتی ہے تمام عالم مین اثر کرسکتا ہے حتّی کہ آب
دریا کو خون بنا دیتا ہے اور ہواے محیط زمین کو پانی بنا سکتا ہے جیسا
طوفان نوحؑ مین ہوچکا ہے بہرحال علماے روحانی کا اتّفاق اسپر ہے کہ
نفس انسانی کی تاثیر اعلےٰ درجہ کی ہے ایسی تاثیر خدا نے کسی شے مین نہین دی ہے
یہی مراد اوس آیت سے ہے خدا فرماتا ہے مین نے اپنی روح آدم مین
بھر دی ہے یہی علم ایسا خدا نے بنایا ہے کہ ہرگز کوئی دھوکھا اور شبہہ سچّی
باتون کے جاننے مین اس علم کے علما کو نہین پڑتا ہے یہی علم اور یہی قوّت
خدا نے ہم مین ایسی دی ہے جسکی تکمیل کے بعد پھر ہم فرشتون پر بھی آپکو فوقیت
دینے لگتے ہین - یہی علم ایسا زبردست ہے جسکے ذریعہ سے شاگرد مشرق
مین اور اوستاد مغرب مین اور درس اوستاد کا دونو جگہہ آن واحد مین ہوتا ہے
فلاسفہ ظاہرئین تو ایک جسم کو دو جگہہ آن واحد مین موجود ہونا محال کہدیتے
ہین اور فلاسفہ اشراقی اونکے اس مہمل قول پر قہقہہ زنی کرتے ہین لمولفہ

۵ اے کلک بس ٹھہر کہ یہ نازک مقام ہے + آگے نہ بڑھ کہ راز کا افشا حرام ہے
- اب ہمکو لازم ہے کہ سید صاحب کے قول کے ہر ہر فقرہ پر غور کرین اور اونکی
نادرستی کو تبلا دین **قولہ** ہان اسکا انکار نہین ہو سکتا ہے کہ خدا نے انسان مین
ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان اور دوسرے انسان کے خیال مین اثر کرتی ہے
مین کہتا ہون دوسرے انسان مین اور دوسرے انسان کے خیال مین اسکا
مطلب صاف نہ ظاہر ہوا مگر قاعدۂ بلاغت سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک
لفظ عام کے بعد لفظ خاص بولین تو مراد اصلی اوسی امر خاص سے ہوتی ہے
لہذا مطلب سید صاحب کا یہی ہے کہ یہ قوت محض خیال مین انسان کے
اثر کرتی ہے اور یہ اثر محض خیالی اور وہمی ہوتا ہے کچھ اسکی اصلیت نہین ہے
اگر یہ مطلب ہے پھر تو اس قوّت کا اقرار اور انکار دونو برابر ہے مگر مین کہتا
ہون کہ یہ قوّت جملہ قوتہاے جسمانی اور روحانی مین دوسرے انسان بلکہ غیر
انسان از قسم موجودات عالم مادی اور غیر مادی سب مین اپنا واقعی اثر کرتی ہے
ہان مشّاقی اور ریاضت سے ہم لوگ اور بدون مشّاقی اور ریاضت کے
معجز نما اس قوّت سے بھی سب کچھ کر سکتا ہے - امراض جسمانی جیسے بتوڑی اور
ابتدائے نزول الماء اور تشنج صبی اور کزاز اور لقوہ فالج درد سر اور مرگی اور

لرزہ تا اینکہ چوتھیا لرزہ ان سبکو تو مین نے خود اچھا کیا ہے جب کبھی یا دش بخیر مشاقی تھی اور یہ امراض وہمی اور خیالی نہین ہین بلکہ اصلی اور واقعی ہین اس قوت کے اصلی ہونے مین تو سید صاحب کی تقریر اینچ پینچ کی ہرگز کوئی نہ سنے گا **قولہ** اور راہوں سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہین جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہین مین کہتا ہون آپکو ان عجیب آثار کا ظہور خلاف نیچر معلوم ہوتا ہے کہ مطابق نیچر کے مگر جب یہ امر فطرتی انسان کا ہے پھر عجیب آثار کیون ہونگے **قولہ** جسمین بعض کی علت ہم جانتے ہین اور بہت سون کی علت ہم نہین جانتے ہین کہتا ہون کوئی شخص اسکا دعوی نہین کر سکتا ہے کہ جو اثر قوت نفسانی سے پیدا ہوتا ہے اوسکی علت کیا ہے بجز اسکے کہ فطرت نے یا خدا نے یہ اثر اوسمین دیا ہے یہ قوت تو عالم غیر مادی سے ہے مادی چیزونکے آثار مثلاً جذب مرکزی اور جذب مقناطیسی وغیرہ اوسکی علت کون جانتا ہے **قولہ** بلکہ اوسکے عامل بھی اوسکی علت نہین جانتے ہین مین کہتا ہون آپ نے جن عاملان مسمریزم سے ملاقات کی ہے ضرور اونکا یہی مقولہ ہوگا کہ سبب اصلی اثر نفسانی کا ہمکو معلوم نہین ہے مگر اس لاعلمی سے تو اونکو اور آپکو یہی مناسب ہے کہ انبیاءؑ کے معجزات کو اسی قوت سے صادر ہونے کا شبہہ نہ کیجیے اسلیے کہ جب ادراک

سبب نہین ہے پھر یہ خیال کرنا کہ معجزہ بھی وہی اثر مسمریزم کا ہے کیونکر درست ہوگا
بھول السبب موثر کو ہر اثر مین موثر ماننا کسی طرح جائز نہین ہے قولہ اوسی قوت پر
اس زمانہ مین اون علوم کی بنیاد قائم ہوی ہے جو مسمریزم اور اسپرچوایلزم کے
نام سے مشہور ہین اور سابقین بھی اوسکے عامل تھے مگر اس علم سے ناواقف تھے
یا اوسکو چھپاتے تھے مین کہتا ہون آپکے اس دعوائے زبانی کو فقط وہی
لوگ تسلیم کرینگے جو آپکا جامہ عقیدت پہنے ہوے ہین - یہ علم قدیم ہے سنسکرت
عربی فارسی مین اسکی کتابین سیکڑون موجود ہین جوگیان ہند اور فقرائے اسلام
اور اہل تصوف اور فلاسفہ مشائین سب اس قوت کو جانتے تھے اور اس
عمل کو کرتے تھے اور کامل طریقہ اسکا درج کتب ہے بلکہ بعض امراض کے علاج مین
طب یونانی جسکا مدار جسمانی علاج پر ہے اوسمین بھی قواعد علاج نفسانی کے طب
روحانی سے مندرج ہین دیکھو ہمارے ترجمہ اردو قانون شیخ کو ہان یہ خرابی
اور خلط ملط تھے جیسے کہ یوروپ کے مسمریزیہ کرتے ہین کہ یہ علم بھی علوم طبیعات
مین داخل ہوجاے اور اسی وجہ سے ہر جگہہ غلطی کرتے ہین اور حیران ہوتے
ہین - دیکھو طلسم فرنگ جو ڈاکٹر گرے گرے صاحب کی کتاب کا ترجمہ ہے
ہر جگہہ یہی کہہ رہے ہین کہ ہم نہین سمجھتے کہ یہ اثر کیون پیدا ہوا اور کیون غیر مترتب

ضرریا فائدہ اس سے ہوا۔ پس آپکا یہ کہنا کہ اس علم کی اب بنا پڑی ہے محض آپکی
زورازوری ہے یون فرمائیے کہ سیکڑون برس جونکہ فلاسفہ یوروپ اپنی نادانی سے
اسکا انکار کرتے تھے اب ذرا راہ پر آتے چلے ہین اور اسکا اقرار کرنے لگے
ہین اسیطرح کیمیائے مشرقی اور خواص علم حروف جسمین جفر اور علم تکسیر وغیرہ بہت
سے علوم داخل ہین اونکا بھی اقرار اب فلاسفہ کرینگے علم قیافہ فرنیالوجی کا بھی
اب اقرار شروع کیا ہے ع پانڈے جی پچھتائینگے پھر چنہ کی روٹی کھائینگے۔
جسنے طلسم فرنگ کو دیکھا ہے اوسکو خوب معلوم ہے کہ ڈاکٹر گریگیرے صاحب نے
جو جو شبہات لغو اس علم او رعمل کی نسبت لوگ اپنی نادانی سے کرتے تھے اونکے
جوابات کیسے کیسے لکھے ہین ویسے ہی شبہات معجزات انبیاء پر بھی وہی لوگ ہمیشہ
کرتے چلے آے ہین۔ بہرحال قدماے فلاسفہ ہر ملک کے اِس علم کو جانتے تھے
اور خوب جانتے تھے اور چھپانے کیوجہ یہ ہے کہ ظاہری انتظام دُنیا کا جن
اصول پر چل رہا ہے اوسمین بڑی بدنظمی پیدا ہو اگر علوم اسرار کے اصول عام
کردیے جائین اور ہم ان علوم کے چھپانے کے وجوہ ایک جداگانہ باب مین
لکھینگے قولہ مگر جبکہ وہ ایک قوت ہے قواے انسانی مین سے اور ہر ایک
انسان مین بالقوہ موجود ہے جیسے قوّت کتابت کی تو اوسکا کسی انسان سے

ظاہر ہونا معجزہ مین داخل نہین ہوسکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی مین انسان کی ایک
فطرت ہے فافہم وتدبر مین کہتا ہون معجزہ کے معنی عام طور سے جیسے کہ
عوام اور جہال سمجھ رہے ہین کہ آدمی سے وہ کام ہو نہ سکے یہی معنی سید صاحب
خیال کرکے عوام کو دھوکا دے رہے ہین - ہم نے ص ۱۳۶ سے لغایۃ
ص ۱۵۱ معجزہ کے معنی بخوبی لکھدیے ہین اور اب چونکہ قوت روحانی اور افعال
نفسانی کا مقام آگیا ہے - پھر ہم انسانی فہم کے راہ سے بیان کرتے ہین
سید صاحب کا یہ قول کہ جب یہ قوت ہر انسان مین بالقوہ موجود ہے
اسی قول سے اونکے شبہہ کا جواب پیدا ہوگیا - فرض کرو کہ انسان مین کتابت
کی صفت بالقوہ موجود ہے یعنی بالفعل وہ لکھنے پر قادر نہین ہے اگر سیکھے اور
مشق کرے اور قلم دوات کاغذ وغیرہ سب سامان کتابت اوسکو ملجاے
اوسوقت بالفعل کاتب ہوگا اور کاتب بالقوہ آدمی ہر وقت ہے اسیطرح
عالم دین ہونا کیمسٹ ہونا بیرسٹرایٹ لا ہونا ہر چیز کی لیاقت آدمی مین ہے
مگر بالفعل کیمسٹ وہی ہوگا جو کیمسٹری کو پڑھے اور اعمال کیمیائی کرتا رہے
بیرسٹرایٹ لا وہی ہوگا جو امتحان قانون کا پاس کرے - اسی طرح مسمریزم
وہی ہوگا جو علم اور عمل مسمریزم کا ماہر اور مشاق ہو - پھر جب ہر ایک قوت

کے افعال کا ظہور مشاقی اور علم پر موقوف ہے اور علم اور مشق کے درجات مختلف ہین جیسے جسکی ذہانت اور عقل ہوتی ہے ویسے ہی جلدی اور دیر مین آدمی کو علم اور عمل کی تکمیل ہوتی ہے اب اگر کوئی لڑکا ایسا پیدا ہو کہ بعد ولادت فوراً بولنے لگے اور باتین کرنے لگے اور جواب بھی ہر ایک بات کا دینے لگے جیسے ہمارے نبی حضرت عیسیٰؑ کا حال قرآن مجید مین بصراحت مذکور ہے۔ یا کوئی آدمی ان پڑھ جسنے کبھی ایک حرف نہ پڑھا ہو اور نہ لکھا ہو اور فوراً بڑی بڑی کتابون کو پڑھنے لگے یا جسنے کبھی سوئی مین تاگا نہ ڈالا ہو اور یکبارگی عمدہ بخیہ اور رفو کرنے لگے اس خرق عادت کو ہم کیا کہینگے سوائے معجزہ کے اور کچھ نہین کہہ سکتے اگر دعوائے نبوت کرتے ہو۔ اسیطرح مسمریزم کا علم اور عمل جسکی قوت ہر بشر مین ہے مگر محتاج مشق اور ریاضت کے ہے۔ مثلاً ضبط خیال کا عمل اور تلقینی اثر جو ابتدائے درجہ ہے اوسکو بھی کسی نے مشق نہ کی ہو اور اعلیٰ درجہ کا اثر مقناطیسی دوسرے پر یا خود اپنے اوپر کوئی شخص مدعی نبوت پیدا کردے۔ یا مثلاً جذب امراض تو درکنار سلب امراض جو اعلیٰ درجہ قوت ہنا کا ہے اسکو محض ناواقف آدمی بلا مشق ہمراہ دعوے نبوت کرنے لگے ہم ضرور اوسکو معجزہ کہینگے۔ پس سید صاحب کا یہ قول کہ جب

یہ قوت فطرت انسانی مین موجود ہے پھر اسکے آثار اور افعال اگر کسی بشر سے صادر ہون اونکو معجزہ کیون مانا جاے بالکل نادرست ہے اسلیے کہ ظہور آثار توتہلے مذکورہ پر خلاف قانون فطرت یعنی برخلاف قانون عادی کے ہی معجزہ کہلاتا ہے - افسوس یہ ہے کہ سید صاحب فقط سُنی سُنائی باتین خواہ اخبارات کی لغو گپین اونھین پر بڑے بڑے مطالب اور اہم مسائل کو ناممکن اور ممکن قرار دیتے ہین - ذرا کسی مسمریزے سے تو پوچھیے جسنے برسون ضبط خیال یا عمل تلقینی کی مشق کی ہو اور باوجود کمال مشاقی کے کبھی اوسکا عمل خطا پر اور کبھی صواب پر ہوتا ہو - پھر جب وہ مسمریز کسی ایسے شخص کو دیکھیگا جو بالکل غیر مشاق ہے اور کبھی اوسکے عمل اور نتیجہ عمل مین خطا نہوتی ہو نہایت اضطرار اور حق کوشے سے اوسکو ماننا پڑیگا کہ یہ قوت بدون امداد الٰہی اور تائید غیبی کے کبھی ہو نہین سکتی - ہم نے تاریخ علوم پر نظر وسیع کی ہے - اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ہر ایک علم اور فن کا عالم اور عامل جب تک دوسرے کو اپنے سے بڑھا چڑھا نہین سمجھ لیتا ہے کبھی اوسکو عالم اور عامل نہین جانتا ہے فرض کرو ہمارے نبی صلعم اور اونکے برگزیدہ خلفا اور جانشین جو صاحب معجزات اور کرامات مشہور ہین اور یہ ہزارون علماے علم نفس جو آجتک گذر چکے یا آج بھی

موجود ہین اور ہمارے نبی کو مؤید من اللہ تسلیم کرتے ہین کیا یہ سب کے سب
محض نادان اور بے عقل ہین اور کونسی غرض اونکی اعتقاد نبوت ہین پوری
ہوتی ہے جو آن حضرت صلعم کو نبی اللہ اعتقاد کرتے ہین اور ایک عامل مسمریزم
کا نہین کہتے۔ علاوہ بران بقول فلاسفہ یہ علم اور عمل ایسا ہے کہ ہزارون
برس کی گذری ہوی بات گذرے ہوے آدمی کی کیفیت سچی اور واقعی اسکے
ذریعہ سے دریافت ہوسکتی ہے۔ مین اہل اسلام کے علاوہ غیر مسلمین مین
بھی جو لوگ اِس علم کے عامل ہین اونسے نہایت دعوے سے کہتا ہون جب
چاہین اپنے اوپر خواہ کسی معمول پہ حالت استغراق یا غائب بینی پیدا
کرکے ذرا ہمارے نبی صلعم کے حالات کو دریافت تو کرین۔ یہ بات کہدینے
کہ جتنے انبیاء گذرے ہین سب اِسی مسمریزم کے عمل سے خوارق عادات
دکھلایا کرتے تھے یہ ایک جاہلانہ خیال ہے اِسلیے کہ بڑے بڑے مسمریزم اور
عامل اعمال نفسانی سابق مین بھی گذر چکے اور آج بھی دنیا خالی نہین ہے سوا
اوسی شخص کے جسکو سچ مچ خدا نے رسول کرکے بھیجا تھا کسی کا دعواے نبوت
جھوٹا کبھی چل سکا۔ اور شاید اگر دو چار ماہ چلا بھی پھر آخر وہی دُودھ کا دودھ
اور پانی کا پانی۔ سید صاحب خود تو اس علم کو جانتے نہ تھے کوئی بڑا جاننے والا

ہمارے سامنے آے اور ذرا ثابت تو کردے کہ جھوٹی نبوت کا کام مسمریزم سے چل سکتا ہے اور (۱۳۱۷) برس کے عوض ۱۳ ہی برس چلا تو دے۔ چھوٹا منھ اور بڑی بات اگر کوئی مسمریزا اور وہ بھی پورا ماہر اور زبردست عامل ایسے لغو بات کہتا تو ہم علمی او رعملی اصول مزمرزم اور اسپریچوا یلزم ہی سے اوسکی غلطی کو سمجھاتے اور سید صاحب تو بقول سعدی؎ اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ + اس کوچہ سے واقف ہی نہین اونکے جواب مین ہم زیادہ کیون دماغ سوزی کرین اب ایک عامیانہ خیال اور بھی باقی رہا او راکثر جہال آزاد خیال کہدیتے ہین کہ شاید فطرت نے انبیاء مین یہ قوت ایسی پوری دی ہو کہ بدون تعلیم اور تعلّم اور بدون مشق کے اعلیٰ درجہ کے آثار نفسانی اور روحانی ظاہر کرنے پر اونکو قدرت تھی مگر کرتے ہی تھے کوئی معجزہ نہ تھا اسکا جواب یہ ہے کہ ہان ممکن ہے اور خدا کو ضرور قدرت ہے چاہے کسی بندہ مین ایسی قوت عطا فرماے مگر جب خدا کسی بندہ مین جمیع قوتہاے نفسانی اور جسمانی اور جمیع صفات علم و کمال ظاہری اور باطنی کو جنسے اوسکی عام خلائق کی ہدایت کا کام چل سکتا ہے عطا فرماے اور ہمکو اوسکے ہادی کامل ہونے کا یقین بھی ہو جاے وہی ہمارا ہادی اور وہی ہمارا پیشوا وہی ہمارا مصلح اور وہی

فرستادہ خدا اور نبی اللہ ہوگا اور ایسے ہی شخص کی تلاش ہمپر اپنے کاربراری دنیا
اور آخرت کیواسطے واجب ہے اور یہی غرض معجز نمائی سے ہے - اب رہی
یہ بات سید صاحب کی خواہ کسی اور نیچرل دہریہ کی کہ جب یہ اثر فطرت انسانی
سے ہے پھر اسکو معجزہ کیون مانا جاے یہی مطلب ہمارے نبی کا بھی تھا جو
بار بار بحکم خدا فرماتے تھے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ مین بھی
ایک آدمی ہون جیسے تم آدمی ہو فرق یہی ہے کہ مجھپر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے
اور تمپر نہین نازل ہوتی ہے یعنی جو امور فطرتی انسان کے ہین سب مجھ مین بھی
ہین مگر وحی الٰہی کا مجھپر نازل ہونا یہی مابہ الفرق مجھ مین اور عام خلائق مین ایسا
ہے کہ میرا ہر ایک فعل قابل پیروی کے ہے اور حجت خدا ہے اور غیر نبی کو یہ
مرتبہ حاصل نہین ہے -

باب نہم مسمریزم کے عامل اور نبی مین بروقت اعجاز نمائی کے

فرق کیا ہے جسقدر وجوہ فرق کے عاملان مسمریزم اور انبیاء مین ہین
اون سب کا سمجھنا اور سب پر یقین کرنا یہ تو اوسی پر موقوف ہے کہ آدمی
خود عامل ہو اور کر کے دیکھے تب اوسکو پوری تمیز معجز نمائی اور اپنی علمی کارروائی
مین ہوگی اور یہی حال کل علمی آثار کا ہے - بڑھئی اور لوہار اور سونار وغیرہ

ہر ایک صناع جسقدر اپنی دستکاری اور قدرتی مصنوع مین فرق کر سکتا ہے دوسرا آدمی جو اوس کام کو نجانتا ہو وہ کبھی نہین کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ عوام جہال بلکہ بعض خواص کو خصوصاً اس زمانہ مین جب سے (پلانچٹ) یعنی تختی اور میز اور انگوٹھی اور گھڑی طلسمی خواہ مقناطیس مصنوعی اور کرسٹل جادو وغیرہ جن سے عمل مسمریزم مین مدد ملتی ہے بکثرت شایع ہوئے ہین بہت بڑا شبہہ معجز نمائی مین اس عمل اور علم خام کیوجہ سے پڑتا جاتا ہے لہذا ہم لوگ پابندان مذاہب آسمانی پر نہایت ضرورت اسکی ہے کہ اس علم اور عمل سے جو آثار عجیبہ صادر ہوتے ہین انمین اور معجزات انبیاء مین پورا فرق ایسا بدیہی ثابت کر دین کہ عوام بیچارہ جو زیادہ تر محتاج ہدایت ہین اونکے عقاید مین خلل نہ پڑے۔ اگرچہ یہ دعوی کرنا مجھسے اپنے کم علمی کی نظر سے مناسب نہین ہے لیکن چونکہ بغرض ابطال شبہات مین نے بھی بخوبی کفائی اسکو تجربہ کر چکا ہون لہذا شاید میرا بیان محض قیاسی اور خرضی نہوگا اسلیے کہ ع ز گفتن تا بہ کردن فرق باشد۔ وَهَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ہان میرے معزز پابندان مذاہب آسمانی اب ذرا توجہ کرکے اپنے ہادیان برحق انبیا علیہم الصّلوات کے تاریخی حالات پر اور عاملان مسمریزم کی موجودہ حالات پر

غور کرو اور بعد غور کرنے کے اونکے معجزات اور ان خوارق عادات مین جو علوم انسانی اور خاص کر مسمریزم اور علم خواص حروف سے ظاہر ہوتے ہین اونکے فرق کو سمجھو پہلا فرق تدریج کا ہے یعنی رفتہ رفتہ ادنی سے اعلی درجہ علم اور عمل پر پہونچنا اور یہ فرق جملہ علوم اور اعمال وہبی اور کسبی مین ہے۔ جسطرح کسی مبتدی متعلم علم ہندسہ اور حساب کو بہت دشوار ہے کہ شکل ۲۹ اقلیدس م-(۱) کو بدون اون سب شکلون کے سمجھے ہوئے جان سکے جنپر یہ شکل موقوف ہے یا بدون عمل تفریق اور ضرب کے عمل قسمت کو پورا کر سکے اوسیطرح عامل مسمریزم سے ممکن نہین کہ بدون تکمیل ضبط وخیال کے اپنا پورا اثر کسی معمول پر ڈال سکے چہ جا کہ خود ہی عامل ہو اور خود ہی معمول اور پھر درجہ انکشاف پر جسکو مسکوت اعلے کہتے مین پہونچ جاے۔ اب کوئی منکر نبوت کسی نبی کا اور خاص کر ہمارے نبی اُمّی عربی تہامی صلعم کا ہمکو تاریخ سے بتلا سکتا ہے کہ ہمارے نبیؐ نے کبھی کسی معمول پر مشق کی غرض سے کوئی عمل کیا تھا اگر راستبازی کا برتاو کیجیگا تو یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارے نبی صلعم ہرگز عمل مسمریزم کے عامل نہ تھے اور تعصّب اور ہٹ دھرمی کا تو علاج ہی نہین ہے اسیطرح خواص علم حروف کے آثار اور عجائب نتائج کا بھی حال ہے جسکو مین باب آیندہ مین لکھونگا دوسرا

فرق جسقدر اعمال نفسانی اور روحانی ہین اونمین شرط اہم یہی ہے کہ تخلیہ اور
اجتماع حواس اور بے تعلقی امور دنیاوی سے ہو اور جتنے امور تشویش ظنون
اور تردّد خاطر اور اضطراب قلب اور فکر اور غم کے ہین اون سب سے عامل کو
دوری ہو۔ انبیا علیہم السّلام کے معجزات ہزارون اسی قسم کے ہین کہ عین
حالات اضطرار اور پریشانی خاطر بلکہ محاصرہ اور نرغہ اعدا اور منکرین مین خاص کر
اونکا ظہور پورا پورا ہوتا تھا بلکہ مجھے تاریخ بتلا رہی ہے کہ جسقدر شروط کی کمی
بلکہ شروط کا عدم ہوتا تھا اوسی قدر اون حضرات کے معجزات اور یہی ظاہر ہوتے
تھے صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اب اگر وہ مسمریزم کوئی دوسرا علم وہبی ہے
جسکو ہم نہین جانتے ہین اور اوسکے شروط ہمارے مسمریزم معلوم سے جداگانہ
ہین اب تو ہم اوسی کو علم الٰہی مان کر انبیاء کے معجزات پر ایمان لائینگے
تیسرا فرق جسقدر آلات اور وسائل اور ذریعہ قوتِ نفسانی (اوڈائل)
کے بڑھانے کے آج تک معلوم ہوے اور جو اشیا مضر اس نورانی اثر کے
ظاہر ہونیکے ہین انبیا علیہم السّلام نہ کسی آلہ کے محتاج تھے اور نہ کوئی چیز
اونکو معجز نمائی سے کبھی روک سکتی تھی وہی ایک ذات مقدس تمام شروط
اور آلات اور اسباب سے الگ ہو کر اپنا نورانی اثر بحکم خدا ظاہر کردیتے تھے

چوتھا فرق جب کوئی عامل مسمریزم وغیرہ اپنا اثر نفسانی کسی دوسرے پر جو غائب
ہو بغرض جذب یا سلب امراض وغیرہ پہونچانا چاہتا ہے اوسکو کسی واسطہ
اور رابطہ کی حاجت ہوتی ہے جسمین اپنے اوڈائل (اثر نورانی) کو بذریعہ پاس
کرنے کے بھر دیتا ہے شلاً کپڑا روی پانی مقناطیس مصنوعی شیشہ کوئلا وغیرہ
ایسی ہی چیزون مین طریقہ معلومہ سے وہ اثر بھر جاتا ہے اور مریض کے پاس
اونکو پہونچاتے ہین۔ انبیا اور ائمہ علیہم السلام اپنے معجز نما اثر کرنے مین
کبھی اسکے محتاج نہ تھے اونکو خدانے یہ طاقت دی تھی کہ ادھر مُنھ سے
فرمایا اور فوراً آثار ظاہر ہوگئے پاس کرنا اور جھوچھکا وغیرہ یہ سب امور
ناقص لوگون کے ہین جو اعمال کے پابند ہین ؎

ہم اوسی درویش کے ہین معتقد جسنے جو کچھ مُنھ سے کہا ہو گیا

صلوات اللہ علیہم اجمعین پانچوان فرق معمول مسمریزم پر جب حالت
غائب ہونی پیدا ہوتی ہے اوسوقت اوسکے حواس خمسہ ظاہری بالکل مسلوب
ہوتے ہین نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ گرمی سردی کے امتیاز اوسمین ہوتی ہے
اور یہ کیفیت کل معمولین کی ہے چاہو کسی غیر پر عمل کرو چاہو خود اپنے اوپر
یہ حالت وجد اور استغراق کی پیدا کرو تجربہ بھی اسکا شاہد ہے اور برہان عقلی بھی

اِسی پر قائم ہے کہ قواے باطنی کے غلبہ سے قواے ظاہری مغلوب ہوجاتے
ہین اور قواے ظاہری کے غلبہ سے قواے باطنی مغلوب اور مضمحل ہوجاتے
ہین انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام جب کسی کو کوئی امر غائب کا باعجاز ملاحظہ
کراتے تھے وہ شخص اسی معمولی حالت مین اپنے حواس خمسہ پر باقی رہتا تھا
اور کسی طرحکا فرق اوسکو کسی حس مین نہین محسوس ہوتا تھا اور خُود وہ حضرات بھی
ہمیشہ بحالت روشنضمیری یعنے حالت وجد اور استغراق (نعوذ باللہ) مین
معمولی حالت سے جُدا نہین ہوتی تھی یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ جنون
کی حالت کو جو زیادہ مُشابہت خواب مقناطیسی سے ڈاکٹر گرے گرے صاحب
وغیرہ علماے علم مسمریزم دے رہے ہین اور سید احمد صاحب بھی کنایۃً
کہہ رہے ہین کہ ہمارے نبی صلعم کو بھی کُفّار مجنون کہتے تھے اِسی شبہہ کے
مِٹانے کی غرض سے ہمیشہ ہمارے نبی صلعم کُفّار سے جب مناظرہ اور مباحثہ
فرماتے تھے اونسے بار بار استفسار کرتے تھے کہ مُجھ مین کوئی بات جنون کی
تُم پاتے ہو چنانچہ ہم نے ص ۲۰۵ مین اِسکو لکھا ہے اور اِس جگہہ ہمکو دوہرانا
اِس بات کا اِسلیئے ضرور ہے کہ جنون ایک مرض غیر اختیاری ہے جسکو طبیب
دلائل عشرۂ مذکورہ علم طب سے بخوبی پہچان سکتا ہے اور وجد اور استغراق

اور خواب مقناطیسی ایک امر اختیاری ہے اور انبیا علیہم السّلام کی حالت معجز نمائی وہ
تیسری بات ہے جو سب سے الگ ہے۔ کسی دیندار کو ان فلاسفہ منکرین
نبوت کا یہ قول شبہہ مین نہ ڈالے کہ معاذاللہ حضرات انبیا پر جنون کی کیفیت
ہمیشہ یا کبھی کبھی پیدا ہوتی تھی چھٹا فرق مسمریزم کے پورے اثر ہونے
مین شرط ضروری یہ بھی ہے کہ جس پر اثر ڈالا جاتا ہے وہ منکر اس اثر کا نہو یا تو
اسکے سچے مؤثر ہونے کا معتقد ہو یا خالی الذہن ہو کہ نہ منکر اور نہ معتقد اور
منکر کا انکار جسقدر زیادہ ہوگا اوسیقدر اثر اوسپر دشوار بلکہ اکثر کچھ بھی نہو گا
انبیاء اپنی معجز نمائی خاص منکرین نبوت ہی پر فرماتے تھے اور معتقد پر
اونکو حاجت اعجاز نمائی کی نہ تھی اور جسقدر انکار کسی کا شدید ہوتا تھا اوسی قدر
معجز نمائی پوری ہوتی تھی جیسا کہ ہمکو تاریخ بتا رہی ہے ساتوان فرق قابلیت
اثر کے جو اصول اس علم مین مقرر ہوئے ہین مثلاً قوی دل نہو اختلاف مزاج
سوداوی صفراوی وغیرہ اور کم عمری خواہ عورت ہونا نرم اندام وغیرہ یہ سب
امور معجز نمائی انبیاء مین ہرگز ملحوظ نہ تھے بلکہ وہ شخص کسی مزاج اور طبیعت کا ہو
اور کیسا ہی قوی دل اور مسن اور معمر ہو ہر شخص پر اونکی معجز نمائی برابر ہوتی ہے
آٹھوان فرق کیسا ہی زبردست عامل مسمریزم ہو اور کیسا ہی عمل خواص

۱۹۷ ص

حروف مین اور کیسا ہی ساحر اور جادوگر ہو نبی اللہ اور اوصیاے انبیاؑ پر ہرگز
اوسکا عمل کارگر نہین ہو سکتا اور یہ بھی ایک بڑا فرق نبی اور غیر نبی مین ہے اور
نبی اللہ کا اثر اعجاز کوئی عامل کیون نہو نہ روک سکتا ہے اور نہ عکس عمل سے
اوسکو ہٹا سکتا ہے **حضرت موسیٰؑ** کی نسبت جو قرآن مجید مین وارد ہے
کہ آپکو جادوگران فرعون کی رسیون اور لاٹھیون کے سانپ کی طرح دوڑنے
سے خوف ہوا یہ خوف اونکے سحر کے اثر سے حضور کو نہ تھا اسلیے کہ حضرت موسیٰؑ
کو خدا نے ہر طرح سے بیخوف کر کے مقابلہ فرعون اور اتباع فرعون کیواسطے
بھیجا تھا اور وعدہ نصرت اور ظفر پورا کر لیا تھا چنانچہ قرآن مجید مین سب مذکور
ہے پھر باوجود ایسے پختہ وعدہ کے نبی اللہ کو اگر خوف ہوتا معاذاللہ اونکے
ایمان مین ضعف پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے وعدہ ہاے حتمی پر آپکو بھروسا نہ تھا
ایسا ضعیف الایمان کوئی ادنی درجہ کا بشر بھی نہین ہو سکتا ہے چہ جا کہ نبی
اولوالعزم بلکہ حضرت کو خوف اسکا ہوا تھا کہ یہ ہزارون آدمی آپکی امت کے
جو اسوقت حاضر معرکہ امتحان ہین ایسا نہو قبل ظہور معجزہ کے مارے خوف کے
بھاگ جائین اور میرا معجزہ عصا انکے بھاگنے سے پہلے اس سحر کو باطل نکر سکے
اور دور دور خبر میرے مغلوب ہونے کی پہونچنے سے ایک بڑی بدنامی پیدا ہو

اور یہ ہدایت کامل جو اِسوقت ہونے والی ہے اِسمین برسون کی محنت اور جانفشانی کا وقفہ ہو جاے اور ابھی ابتدائی حالت نبوّت کی ہے اور ابتدا مین ہرایک امر اہم کے انجام دینے مین پورا خیال ہوتا ہے پس یہ خوف حضرت موسیٰؑ کا اپنی ذات پر نہ تھا اور اسی نظر سے خدا نے فرمایا لا تخف اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى نہ ڈرو تم ضرور فتحیاب اور غالب ہوے جاتے ہو اور یہ خیال کرنا کہ بشریت اُوسوقت حضرت موسیٰؑ پر غالب ہوئی تھی نہایت ناروا خیال ہے۔ بشریت کا غلبہ عین ہر وقت کارِ نبوّت یعنی مُقابلہ اور معجز نمائی اور ہدایت کے اگر انبیا پر فرض کیا جاے پھر اونسے عہدۂ نبوّت کا سرانجام کیونکر ہوگا۔ اِسکے علاوہ ضعف ایمان اور عدم وثوق وعدہ ہاے الٰہی پر جو عام خلائق کی خصلت ہے اوسکا اِلزام بھی حضرت موسیٰؑ پر لازم آتا ہے۔ لہذا یہ خوف کسی طرح اوس جناب کو اپنے نسبت نہین تھا۔ ایضاً جیسے اِس قصّہ مین بعض ناقلین اخبار یہود اور مُفسّرین اہل اسلام کو غفلت ہوئی اوسیطرح ایک روایت صریح غلط ہمارے نبی صلعم کے نسبت بھی نقل کردی کہ آنحضرت صلعم پر سحر نے اثر کیا تا اینکہ آپ پر ایسی حالت بیخودی کی پیدا ہوگئی تھی کہ جو کام نہین کیا تھا اوسکو خیال فرماتے تھے کہ کر چکے ہین اور معاذ اللہ جسطرح

کُفّار کہا کرتے تھے ھَلْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا + اے
پیروانِ محمدؐ صلعم تُم لوگ ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو سحر مین گرفتار
ہے۔ پس واضح ہو کہ یہ روایت عقیدۂ اسلام اور دلیل عقل دونو
کے مُخالف ہے اگر ایسا مُمکن ہوتا کہ نبی اللہ پر سحر کا اثر ہو تو کوئی
نبی اِن لوگون کی ضرر رسانی سے زندہ نہ رہ سکتا یا ہمیشہ مسحور اور
گرفتار سحر ہو کر امر ہدایت سے بیکار ہوتا اور قول کُفّار
آپ کے حق مین صحیح ہو جاتا کہ مسحور ہین رہی یہ بات کہ حضرت کو
حکم تھا کہ اثر سحر سے پناہ مانگنے کی دعا کیا کرین اِس سے لازم
نہین آتا ہے کہ سحر کا اثر بھی آپکو ہوتا تھا بلکہ جس طرح آپ خطا اور
نسیان سے بچنے کی دعا باوجود معصوم ہونے کے کرتے تھے
براہ تعبُّد اِسکی بھی دعا کرتے تھے **اگر یہ شُبہہ** کسی کو ہو کہ جسطرح فطرتی اشیا
جیسے زہر اور تلوار وغیرہ کا اثر آپ پر ہوتا تھا اوسیطرح آثار نفسانی اور
سحر جادو کا اثر بھی فطرتی ہے اِسکے ہونیکا انکار کیون کیا جاے جو قانون
قدرت (لاآف نیچر) کے مُخالف ہے مطلب یہ ہے کہ فطرتی آثار کے انکار
کرنے سے قانون قُدرت (لاآف نیچر) بگڑ جائیگا پس مُمکن ہے کہ عملِ رُوحانی

مثلاً مسمریزم خواہ سحر کا اثر اون نہین ہوتا ہو مگر وہ اپنی قوت خداداد سے اوسکو دفع کر دیتے ہون خلاصہ یہ ہے کہ نیچر کے خلاف یہ عقیدہ ہے کہ انبیا پر مسمریزم اور سحر وغیرہ نہین چلتا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ جب انبیاء کے جملہ معجزات کو ہم خلاف نیچر یعنے خلاف قانون عادی کے ثابت کر چکے پس یہ ایک بڑا معجزہ کہ اون حضرت پر کسی کا سحر وغیرہ نہین چلتا تھا اسکے ماننے مین ہمکو کونسا امر مانع ہے ہمکو نیچر فرضی غیر اصلی کی پابندی اپنے نبی کے معصوم اور محفوظ ہونے مین کیون ضروری ہوگی۔ اب رہا سمیات اور تیر اور تلوار کا اثر جسمانی اور موثرات نفسانی اور روحانی اور خواص حروف اور سحر وغیرہ کی تمثیل اسمین مطابقت ممثّل اور ممثل لہ کی شرط ہے کوئی شخص ان دونو اثر کو یکسان نہین ثابت کر سکتا ہے اور وجوہ فرق موثرات جسمانی اور غیر جسمانی کے بہت ہین اور تمثیل سے کسی عقلی بات کا ثابت کرنا یہ نہایت خراب طریقہ ہے بلکہ فلاسفہ قدیم اور جدید بھی مثل لارڈ بیکن اور دے کارٹس اور لاک وغیرہ اسکو ضلالت اور گمراہی کہہ چکے ہین۔ المختصر انبیاء کی فطرت کو ہم اسی عمدگی پر خیال کرتے ہین کہ اون پر سحر وغیرہ کا اثر نہین ہوتا تھا اور یہی بڑا مابہ الفرق ہم مین اور اونکی ذات مقدسہ مین ہے اور عقل بھی اسی کو ضروری مانتی ہے نقلی دلیل دیکھو

شگون اور بدشگونی کی نسبت ہمارے نبی صلعم نے فرمایا کہ ہم اہلبیت طہارت
ہین نہ ہم کسی چیز سے بدشگونی لیتے ہین اور نہ ہماری کسی مصیبت وغیرہ سے کسی کو
شگون بد لینا چاہیے۔ اسی قسم کے اور بھی احادیث بے شمار ہین جنسے ہمارے
اِس عقیدہ کی پختگی ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرات پر سحر اور جادو وغیرہ اثر نہین
کرتا تھا اور اثر ہونے کے بعد اوس اثر کو دفع کر دینا اسمین تو ہم اور انبیاؑ
برابر ہین پھر ہم مین اور انبیا مین فرق کیا رہیگا اور اِس مسئلہ کو پھر ہم لکھین گے
اور یہ جو خراب عقیدہ ہے کہ انبیا کی رُوح کو بُلواتے ہین یہ بھی باطل ہوگیا
مگر اتنا پھر بھی کہونگا کہ بعض اعمال سحر اور آثار نفسانی اور خواص حروف
کے ایسے چٹ پٹ اثر کرنے والے ہین کہ مہلت اونکے اوٹھنے اور دفع اثر
کی مِل نہین سکتی اور اوسکو وہی جانتا ہے جو کہ اِن علوم سے واقف ہو لہذا
انبیاؑ کی ذات مقدّسہ کو منجانب اللہ ایسا ہونا ضرور ہے کہ اُونپر اِن امور سے
کُچھ اثر ہی نہو ورنہ بڑی خرابی لازم آئے علاوہ بران ہمکو خواص علم حروف سے
اور نیز دیگر علوم سے بخوبی معلوم ہے کہ بعض اشیا مین خدا نے یہ اثر دیا ہے کہ
اونکے پاس رکھنے سے یا کھانے پینے سے کسی قسم کا سحر اور جادو منتر جنتر
ہرگز ہمپر اثر نہین کر سکتا ہے اور ہمارے نبی اور ائمہ صلوات اللہ علیہم نے

ہمکو بھی بعض دعائین اور آیات قرآنی ایسی تعلیم فرمائی ہین جو ہمکو سحر اور جادو وغیرہ سے محفوظ رکھتی ہین بشرطیکہ ہم اونکو شروط صحیحہ سے استعمال کرین۔ پھر خود انبیا علیہم السلام کو اگر ہم پناہ بخدا فرض بھی کرین کہ اثر نفسانی اور جادو وغیرہ اونپر چل سکتا تھا تو وہی چیزین اونکی حافظ بھی ہو سکتی ہین بلکہ بالاولیٰ ہوتی ہونگی۔ یہ تقریر ہمارے بعد فرض اور تسلیم اس بات کی ہے کہ انبیاءؑ پر بھی اثر اسکا ہو سکتا تھا مگر تعلیم الٰہی اونکو ایسے امور کی تھی کہ وہ ہمیشہ مسحور ہونے سے محفوظ تھے اگر محفوظ نہ مانین تو اونکے قول و فعل کو ہم حجت کیونکر مان سکتے ہین

نوان فرق اکثر لوگ بعض اعمال خراب اور کفر اور شرک کے جیسے عمل شمس خواہ عمل مریخ و زہرہ وغیرہ (جنکا بیان علم تسخیر ارواح اور نفوس مین کیا گیا ہے) خواہ وہ عمل شیطانی جسکو عوام ہمزاد کا عمل کہتے ہین الغرض ایسے اعمال سے اونکو قوت تصرف یا تصریف کی پیدا ہوتی ہے جسکو عاملان عمل علوی نعوذ باللہ انبیاؑ کیطرف بھی نسبت دیتے ہین دیکھو کتاب شمس المعارف ابو العباس بونی وغیرہ کو۔ اور ان اعمال سے اکثر طبیب کو تشخیص امراض پر اور نیز تدبیر سابق پر مریض کی اطلاع ہو جاتی ہے اور نبض پر ہاتھ رکھکر بتلاتے ہین کہ تم نے کل پرسون خواہ چند ماہ گذرے یہ چیز کھائی تھی اور یہ کیا تھا ازین قبیل دیگر حالات مریض کو

بیان کر دیتے ہین اور یہ قوّت غائب بینی کے اعمال مُحرّمہ مذکورہ سے بھی پیدا
ہوتی ہے اور محض ہمہمہ اَوّلِین نفس پر قادر ہونے سے بدون کسی عمل کے
بھی پُوری پیدا ہوتی ہے جسکا مین بھی تجربہ کرچکا ہون اور جو تشی یعنی خواص
نجوم اور رمسرودہا اور جفر اور رمل کے قواعد ضمیر اور خبی تبلانے سے بھی اور
بعض طریقہ ایسے مجرّب اور آسان ہین کہ ۲۲ روز مین آدمی کو یہ قوت پیدا
ہوجاتی ہے اگر اوستاد کامل تبلانے والا شفیق ہو چنانچہ جفت اور طاق بوجھنے کا
کھیل بچّون کو اسی قوت کے پیدا ہونے کیواسطے سکھاتے ہین جسکی مشّاقی سے
ہزار مرتبہ بوجھنے مین خطا نہین کرتا ہے۔ ایضًا شیطان لعین نے آدمی کے بیدین
اور مشرک بنانے کی غرض سے بعض ایسے ایسے اعمال بھی سکھائے ہین کہ ہمیشہ آلودہ
نجاسات رہنا اور غسل جنابت نکرنا تارک الصّلوٰۃ ہونا ستارہ پرست رہنا بھی ان افعال
قبیحہ کو پورا اثر ایسی روشنضمیری مین ہے اور عزیمت کائن کی جو اصطلاح قائم ہوی ہے اور
اوسمین استمداد شیطانیات اور روحانیات سے ہوتی ہے اور وہ سب کفر اور الحاد محض ہے
میری غرض اسوقت یہ ہے کہ اگر کوئی طبیب ایسا ہو کہ نبض پر ہاتھ رکھکر علاوہ قواعد طب کے
مریض کا مرض اور حالات گذشتہ پورے پورے تبلا دے پھر اوسکو اس امر کا
معلوم کرنا کہ یہ مرض فلان دوا سے فلان روز جاتا رہیگا کیا دشوار ہوگا اور

اگر ایسا کوئی طبیب ہو پھر تو بدیہی بات ہے کہ دُنیا مین ہوا سے اُوسکے دوسرا
طبیب باقی نرہے اور کسی کی طرف کوئی اپنا علاج رجوع نکرے۔ ہم نے ایسے
مدعی جسقدر دیکھے بجز اسکے کہ حالات مریض کو البتّہ خصوصاً گذشتہ بتلانے مین اونکی
دستگاہ پائی اور شفاء امراض مین اگر سچ مچ علم طب جانتے تھے تو برابر اونھین رسمی
اطبا کے بلکہ اونسے کمتر پایا۔ اور ہمکو بنظر قواعد علوم اسرار اور بُرہان کے اچھّی طرح
معلوم ہے کہ جسطرح گذشتہ امور کا جاننا اِن قواعد اور اصول مذکورہ بالا سے
بہ نسبت آیندہ امور کے آسان ہے اُوسی طرح اِن لوگون کو بھی شفاء ہی امراض
مین دُشواری زیادہ ہے اور علم طب جسمانی سے کسی طرح ایسے اعمال کو تعلّق نہین ہے
غرض اصلی اِس جگہہ ہماری اِس تقریر اور بیان سے یہ ہے کہ انبیاؑ پر تہمت
کرنی کہ نعوذ باللہ وہ بھی عامل انھین اعمال علوی کے تھے کسی طرح دُرست نہین ہے
اِسلیے کہ وہ برگزیدگان خدا شرک اور کفر مٹانے کو آئے تھے یا اُمّت کو مُشرک
اور کافر بنانے کو اور اونکی قُوّت نُورانی بلا ریاضت محض قُدرتی اور فطرتی تھی
کوئی ایسا عمل جسمین ستارہ اور شمس پرستی کی بُو بھی آتی ہو نہ خود وہ حضرات کرتے
تھے نہ ہمکو اُوسکے کرنے کی اجازت دی ہے محض افترا اور بہتان ہے اگر کوئی
شخص ایسے اعمال کو اُون حضرات معصومین کیطرف نسبت دے۔ پھر جسطرح

کسی پیرو نبی کو مناسب نہین ہے کہ ایسے اعمال کو انبیاء کیطرف منسوب کرے
اُوسی طرح منکر نبوت نبی کو اسکا خیال کرنا درست نہو گا کہ مقدس ذوات انبیاء
کو ایسے امور کا عامل تجویز کرے جو اُونکی شانِ نبوت اور خدا پرستی سے منافی ہون
اور بالفرض اگر ایسے اعمال کو ہم موثر بھی مانین تو یہی بڑی دلیل ہے کہ انبیاء کے
معجزات اور کرامات بالکل جُدا تھے اِن خوارق عادات سے جو ایسے اعمال
کفر اور الحاد سے پیدا ہوتے ہین اور اسی سبب سے ہم نے دعوی کیا ہے
کہ اِن علوم کا جاننے والا پورا فرق معجزات نبی مین اور ایسے خوارق مین کر سکتا
ہے دسوان فرق اور اسی فرق پر اِس تقریر کو ختم کرتا ہون واضح ہو کہ یہ
جسقدر وجوہ فرق ہم نے اُوپر لکھے اگرچہ بمثل قطرہ از دریا ہین اور عالم علوم اسرار
کو صدہا طرح کے فرق معجزات انبیاء اور خوارق عادات انسانی مین معلوم ہین پھر
بھی عوام کو گنجایش باقی ہے وہ کہہ سکتے ہین کہ یہ سب خیالی اور فرضی باتین
ہین آج تو کوئی معجزنما موجود نہین ہے ہم اِن باتون کی تصدیق کیونکر کرین -
مگر خداوند قادر اور حکیم چونکہ ہمیشہ اپنے بندون کی ہدایت کے اسباب کو مہیا
کرتا رہتا ہے - آج بھی اگر اوسکے بندگان مطیع خواہ سرکش اصلی معجزات اور
کرامات انبیاء اور خوارق عادات انسانی جو بذریعہ مسمریزم وغیرہ دیگر علوم کے

ظاہر ہوتے ہین اُونمین فرق سمجھنیکا قصد کرین آسان طریقہ اُوسکا یہ ہے کہ اُونھین
کے ایجادی اشیا اور آلات جیسے آلہ (پلانچٹ) یعنی تختی طلسماتی خواہ انگشتری
کراماتی خواہ گھڑی حاضراتی جسکے فروشندہ بہت سے لوگ ہین اور رام کرشن
فیض آبادی کو تو خم ٹھوک کر یہ دعوی ہے کہ سوامی جی کے دیا اور کرپا سے یہ
انگشتری کراماتی اونکو ملی ہے اور سو روپیہ جرمانہ دینے کا اشتہار ہے اگر اثر
نکرے - بہر حال اِن آلات کے ذریعہ سے اگر عمل مقناطیسی پورا ہوتا ہے خواہ
اور طریقے عمل کے جدید اور قدیم جسکے عامل اکثر لوگ یوروپ اور ہندوستان
مین موجود ہین اُون سب کو جب تسخیر ارواح کا پورا ملکہ ہے اور اونکو پورا الیقین ہے
کہ ہم جسکی روح کو چاہین بلوا کر اوس سے امر حق اور باطل کو تحقیق کر لین - جب
ایسا ذریعہ کامل اونکو میسّر ہو چکا جسکے ذریعہ سے معاذاللہ پیغمبران خدا دعوائے
نبوّت کرتے تھے اور تمام خلائق کو اپنا مرید کر لیتے تھے پھر یہ لوگ عاملان مسمریزم
اِنسے اِتنا بھی نہین ہو سکتا کہ اپنے نفع و ضرر دنیوی کے امور پر انھین ارواح
سے پُوچھ کر آگاہ ہو جائین - اور اگر سواے اِس دُنیا کے کوئی اور دُنیا پیدا
ہونے والی ہے یا یہی لوگ مرنے کے بعد پھر دوسرے عالم مین رہنے کیواسطے
عذاب یا ثواب مین اُوٹھاے جائینگے جسکی خبر پیغمبران برحق ہمیشہ دیتے گئے ہین

اگراونکی پیشین گوئی اسی مسمریزم کے ذریعہ سے تھی پس ضرور ہے کہ عمولان مسمریزم اب بھی وہی پیشین گوئی کرینگے اور یہ جھگڑا جو پابندان مذہب آسمانی اور دہریہ لامذہبون مین انکار اور اقرار حشر اور نشر کا ہے اسی طریقہ سے طے کرلین۔ اور (کلیروانیس) اور (سوم نام بل اسم) یعنے مسمریزم اور علم الارواح سے پورا فائدہ اوٹھائین اسلیے جب روحانی طاقت آدمی کو پوری ہوجاے پھر اوسکو کسی امر مشکل مین اگر مگر کی کیا حاجت رہیگی اتنا ٹرا سچا ہادی اور مشکل کا حل کرنے والا طریقہ جسکو معلوم ہوا اور پھر وہ سب سے زیادہ جاہل اور پادر گل جملہ امور مین ہو۔ اب نتیجہ ہمارے بیان کا یہ ہوا کہ یہ طریقہ تسخیر ارواح کے اور یہ اعمال مسمریزم جو آجکل شائع ہورہے ہین یا تو عام لوگون کو انکی سچائی پر پورا یقین نہین ہے (۲) یا یہ طریقہ خود لغو اور مہمل ہے کہ انسے کارروائی اور حاجت برآری خلائق کے مشکلات دنیوی اور مہمات دینی مین نہین ہوتی ہے بلکہ جسطرح بھانمتی اور بازیگر تماشا کرتے وقت عجائب امور دکھلاتے ہین مثلاً ٹھیکری کو روپیہ بناکر دکھلاتے ہین اور اوسکو خوردہ کرنا یا اوس سے نفع اوٹھانا مثل حسن خان جنّی کے اسپر اونکو قدرت نہین ہوتی اوسی طرح یہ تختی اور میز اور انگوٹھی طلسماتی بھی ایک دل لگی اور دل بہلانے کی چیز ہے دراصل کچھ بھی نہین۔

پھر ایسے طلسم اور شعبدہ کو سچی کرامات اور معجزات انبیا علیہم السّلام سے کیون تشبیہ
دیجاتی ہے جنکے آثار صحیحہ اور برکات یقینیہ دائمی اور پایدار رہتے تھے اور ایسے لغو
مسمریزم کو کیونکر خیال کیا جاتا ہے کہ پناہ بخدا انبیا ۲ بھی اسی کے عامل رہتے تھے۔
کیا ہمارے نبی صلعم نے جو سُوکھے درخت خُرمہ کو ہرا اور بار ور کیا اور اوسی وقت
بے فصل اوسکے خُرمہ لوگون نے کھائے اور پھر وہ برابر پھلا ہوا میوہ دیتا رہا
وہ معجزہ بلاتشبیہ نقل کفر کفر نباشد ایسا ہی تماشا تھا جیسا کوئی مداری بھانمتی
آنب کا درخت لگا کر اور اوسکو پھلا ہوا دکھا کر اور پھر اوسکو غائب کر دیتا ہے
اور اگر بالفرض کوئی بڑا کامل علم فلاحت کا کسی ذریعہ سے کوئی میوہ دار درخت
فوراً تیار بھی کر دے تو اُوسکی نظیر بھی یہ معجزہ ہمارے نبی صلعم کا نہوگا اسلیئے کہ
وہ شخص اصول علم فلاحت سے چند تدبیرین کریگا اور یہان تو فقط لبہاے
مُبارک سے (روحی فداہما) حکم کرنے کی دیر تھی اور درخت ہرا بھی ہوا اور پھلا
پھُولا اور سب کچھ ہو گیا ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک پھر یہ بھی سمجھو
اور وسوسہ شیطانی مین نہ آؤ کہ اگر یہ مسمریزم ابھی تک اعلیٰ درجہ پر نہین پہونچا
ہے خواہ اسکے عامل ابھی درجہ اعلیٰ پر نہین پہونچے مگر آیندہ اُمید ہے کہ پہونچ
جائین اور وہی قوت جو انبیا ۲ کو اظہار معجزات مین تھی ہر ایک مسمریزم کو حاصل

ہو جاے - اِس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ پچھلے لوگ عاملانِ مسمریزم اُونھون نے توجسقدر کوشش اور طاقت علمی تھی صرف کر کے جنکو تعصب نہ تھا وہ تو پیغمبران برحق پر اپنے مکاشفات صحیحہ کے سبب سے ایمان لائے اور یا اقرار کر گئے کہ اُونکے اعمال نفسانی مُعجزات انبیاے کرام سے ہر گز مشابہ نہین اور متعصّبین اور ناحق کوش باوجودیکہ اُونپر حقیّت انبیاء کی ظاہر ہو گئی مگر اپنے تعصُّب اور باطل پرستی پر قائم رہے - اب جدید مسمریزیورپ کے اور جو لوگ اُنکی کتابین پڑھتے پڑھاتے ہین وہ اس عمل کو محض ایک فعلِ عبث اور تماشا سمجھ رہے ہین اور اِسکے نقصان کے دور کرنے کی تدبیرین ہین دیکھا جاے کے ہزار برس مین تکمیل اسکی ہوتی ہے اور یہ زمانہ جو گذر رہا ہے جسمین مرگ انسان برابر فناے اشخاص کر رہی ہے - آخر یہ لوگ جو مرتے جاتے ہین اور انکو یکسوئی اس امر کی نہین ہو چکی ہے کہ آیا قول انبیاء کا جو معاذاللہ اسی عملِ مسمریزم مین درجہ کمال کو پہونچے تھے اور بالاتفّاق ہر ایک نبی اور وصی نبی نے خلائق کو خبر دی کہ دوسرا عالم بعد حشر و نشر کے ضرور آنے والا ہے اور سزا اور جزا حساب و کتاب ضرور ہو گا اور یہ فرمانا اونکا براہ عقل بھی صحیح اور دُرست ہے پس ہم انبیاء کو اگر فرستادۂ خدا نہ بھی مانین بلکہ نعوذ باللہ ایک مسمریزہی تصوّر کرین

اور جسطرح اور فلاسفۂ طبعیین کی خواہ منجّمین اور جفّار اور رمّال کی پیشین گوئی خواہ طبیب اور ڈاکٹر کی پیشین گوئی کو صحیح مان کر ہم اپنا حفظ ماتقدّم اور پوری احتیاط کسی مصیبت یا مرض آیندہ کے روکنے مین کرنا ضروری خیال کرتے ہین کاش اوسی قدر ہول قیامت سے ڈر کر ہم اپنے انجام اور عاقبت سنوارنے کی فکر کرین۔ ابھی چند مہینہ کی بات ہے فلاسفۂ طبعیین اور منجّمین نے خبر دی تھی کہ ۱۵۔ نومبر ۹۹ء سے ۲۵ نومبر تک اور پہلی دسمبر سے تیسری دسمبر کو قیامت ضرور آئیگی اور دُنیا کا خاتمہ ہوجائیگا عوام تو درکنار بڑے بڑے نیچرل اور فلاسفہ حواس باختہ ہوکر بڑی بڑی دوربین اور دیگر آلات ہمراہ لیئے ہوے اوسی دُم دار ستارہ کے نظّارہ کیواسطے دوڑتے پھرتے تھے اور تہلکہ عظیم برپا تھا حالانکہ محض لغو اور مہمل پیشین گوئی تھی اسلیئے کہ جس علم پر اسکی بنا تھی وہ خود مہمل اور لغو ہے۔ اور انبیاء کی لاکھوں پیشین گوئیان ہمیشہ صحیح اور بے خطا ظاہر ہو چکین اور کیون نہون اونکے علوم خواہ اونکی روشنضمیری اعلیٰ درجہ کی آپ لوگ یہی تسلیم کر چکے پھر اونکی تہدید اور ترغیب پر کچھ بھی التفات نکرنا اور اون فلاسفہ اور منجّمین کے مہمل اور خرافات پر ایمان لانا اسی کو عقل صحیح کہنے مین آئے ہم اور آپ پھر ذرا غور کرین اور جسقدر وسائل اور

ذریعہ خدا نے ہمکو حق اور ناحق مین تمیز کرنے کے عطا فرمائے ہین اونکو تحقیق حق ہین صرف کرین۔ یہی علم مزمرزم اورا سپریچوا یلزم اور یہی قوت روحانی جسکی سید احمد خان صاحب (ایسے منکر معجزات انبیا اور ایسے پابند نیچر جو اپنے خدا کو بھی پابند اسی نیچر کا کہتے کہتے مر گئے) وہ بھی اسکی صحت کا اقرار کرتے ہین اور لاکھون آدمی اب روزانہ تختی اور میز اور انگوٹھی کے ذریعہ سے اسکی سچائی کے معتقد ہین انہین دہریہ منکر خدا و رسول بھی اور عیسائی اور اہل اسلام مین جاہل اور بعض اہل علم اور صاحبان عقل بھی۔ اور بعض لوگ تو ایسے گرویدہ اور جان دادہ اس عمل پر ہین اونکو ایسے محال کا عقیدہ ہے کہ روح سے افعال جسمانی بھی پیدا ہوتے ہین روح باتین بھی کرتی ہے روح کاغذ پر سوالات کے جواب بدون دوات اور قلم کے لکھ بھی دیتی ہے شاید عالم ارواح مین دوات قلم بھی تیار رکھا ہوا ہے جو روح کے ہمراہ آتا ہے یا یہ کہ رُوح کو اسباب ظاہری کی احتیاج نہین ؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ + اور یقین اسقدر ہے کہ اگر یہ آثار تختی وغیرہ سے نہ ظاہر ہون سو روپیہ جرمانہ دینگے جب ایسا سچا آلہ خدا نے ہمکو دیا ہے کہ ہزارون باتین گذشتہ اور آیندہ کی اور سیکڑون مسائل دقیقہ ہم فقط میز اور تختی سامنے رکھکر اور رُوح سے پوچھکر حل کرسکتے ہین۔

ایک روز ہماری خاطر سے ذرا ڈی کارٹس اور برکلی اور ہیوم وغیرہ جتنے فلاسفہ گذرے ہین اُونمین سے کسی کی رُوح کو بُلوائے اور اونسے پُوچھئے تو سہی کہ یہہ انبیائے اُولوالعزم جو گذر گئے جسقدر احکام وہ بیان کر گئے وہ صحیح تھے یا غلط اور یہ قوت مسمریزم کے عمل سے اُونکو معجز نمائی کی تھی یا کوئی قوّتِ خداداد علاوہ مسمریزم کے تھی۔ اگر آپکو سچّا عقیدہ رُوح کے آنے اور اُوسکے جواب دینے کا ہے اور یہ عمل بھی سچّا ہے اُوسیوقت ہمارے دعوے کی تصدیق آپکو ہو جائیگی جب برکلی اور ہیوم اور ڈی کارٹس کی روح آپ سے باتین کریگی۔ اور اگر یہ فلاسفہ جنکو مرے ہوے سیکڑون برس گذرے ہین اور شاید بنا بر عقیدہ تناسخ ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام　　ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

انکی ارواح مین کسی اور قالب مین ہونے سے تغیّر ہو گیا ہو ابھی سیّد احمد خانصاحب جنکو تھوڑے دن ہوے عالمِ روحانی مین تشریف لیگئے اور بعض مُریدان خاص نے اُونکو بہشتِ برین مین بڑے کرّوفر سے حالمہ رویا مین دیکھا بھی ہے چنانچہ اِسی بنارس مین اوس خواب کو بیان بھی فرمایا ہے۔ اچھا انھین سیّد صاحب پیشوائے نیچریان کی رُوح کو بُلوائے اور ذرا اوسی روح سے پُوچھیئے کہ اِنکار معجزات انبیا کے صِلہ اور جائزہ مین آپکو کونسے بہشت کا درجہ مِلا سیّد صاحب تو بہشت کا

قطعی انکار کرتے تھے مگر مریدان خاص اونکو زبردستی بہشت مین رونق افروز عالم
رویا مین دیکھ رہے ہین - اگر مسمریزم کوئی سچا علم اور عمل ہے ضرور آپکو تحقیق ہوجائیگی
کہ انبیاؑء کا معجزہ بھی مسمریزم سے تھا یا کہ قوتِ الٰہی اور فیضانِ انوار دوسری
قسم سے ہوتا تھا - جو لوگ عملِ مسمریزم کو سچا اعتقاد کر رہے ہین اور سیکڑون
روپیہ خرید آلات مین خرچ بھی کر رہے ہین اور بڑے بڑے بزرگان دین کی
ارواح سے نعوذ باللہ باتین بھی کر رہے ہین اونھین سے ہم بصد منّت اور سماجت
اُمید کرتے ہین کہ ہماری اِس درخواست کو پڑھنے کے بعد ضرور سب سے پہلے
اِس مسئلہ کی تحقیق ارواح سے کرین کہ انبیاؑء کے معجزات بذریعہ مسمریزم کے تھے
یا نہین - اور جو لوگ مُنکر اِس عمل کی صحت کے ہین اونسے تو ہمکو اطمینان ہے
کہ ہمارے نبی صلعم پر تہمت اسکی نکرینگے کہ وہ بھی اِسی مسمریزم سے اظہار معجزات
فرماتے تھے اب مجھے ضرورت ہے کہ بیان اصلیّت اِس عمل سے
درگذر کرکے سبب اِسکے حرام ہونیکا از روے شریعت انبیاؑ بھی بیان کرون
واضح ہو کہ علوم اسرار جیسے رمل و جفر اور نجوم اور عمل تسخیر ارواح یا مسمریزم وغیرہ
جتنے ایسے علوم ہین جنکے اصول سے وہ آثار نمایان ہوتے ہین جو ہماری ظاہری
کارروائی دُنیوی کے مُخالف ہین اور دوسرے عالم سے اونکو تعلق ہے - ہملوگ پابندان

مذہب آسمانی اونکی اصلیت کے ضرور معتقد ہین مگر اونکے سیکھنے اور سکھانے سے
اور اونپر عملدرآمد کرنے سے ہمکو ہماری شریعت محمدیؐ بلکہ جمیع شریعتہاے انبیا نے
اسواسطے منع فرمایا ہے کہ اس کارخانہ دنیوی کے جسقدر امور ہین اونکا انتظام
حکیم مطلق جلشانہ نے فقط اسباب عادی ظاہری پر رکھا ہے - ہمارے نبی صلعم
اور اونکے اوصیاء برحق ضرور سچے اصول ان علوم کے جانتے تھے مگر باوجود
کمال علم اور کمال عمل کے ہمارے دنیوی امور خواہ جن امور مین اونحضرات کو
ہم سے معاشرت اور اختلاط ضروری تھا بلکہ خاص اپنے ذاتی امور مثلاً علاج
امراض یا تحصیل رزق ضروری وغیرہ وغیرہ کہ اونمین فیصلہ مقدمات بھی داخل ہے
ان سب کامون مین اونکو بھی حکم یہی تھا کہ ظاہری اصول اور مروج علوم کے موافق
کاربندی فرمائین اگرچہ کبھی کبھی بنظر تصدیق اور سچا ثابت کرنے ان خواص مذکورہ
کے خرق عادت اور معجز نمائی کرکے یہ حضرات ان اصول کی حقیقت ثابت کردیتے
تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے پاس جفر ابیض ہے ہمارے پاس جفر احمر ہے ہمکو
وہ علم نجوم ہے جو سچا ہے ہمکو وہ علم طب ہے جو بیخطا ہے اور یہ فرمانا حضرات کا
اسی غرض سے تھا کہ لوگ اصلی قدرت ہاے غیر متناہی خدا کا انکار نکرین - نادان
اور جاہل حکمت الٰہی سے اور غافل مصالح ایزدی سے اون حضرات پر ہمیشہ دو قسم کے

اعتراض کرتے رہے ہین - جو لوگ منکر عالم غیر مادّی اور آثار عالم مجرّد اور عالم روحانی کے ہین وہ تو ہمیشہ سے کہتے رہے اور اب بھی کہتے ہین کہ سب غلط اور محض دھوکھا دینے کے غرض سے انبیاء ایسی ایسی باتین کرتے تھے دراصل نہ کوئی اور عالم ہے اور نہ کوئی اور اثر غیر آثار مادّی کا ہے - اور جنکو انکار عالم غیر مادّی سے نہین ہے وہ کہتے تھے کہ اِن علوم کو فقط اسی غرض سے انبیاؑ نے چھپایا ہے تاکہ یہ لوگ اونکی برابری نکر سکین اور یہم پر وہ اسرار ظاہر نہون جو انبیا پر ظاہر ہوتے ہین - انبیاء کو قانون قدرت کی پابندی نے اِن علوم کے ظاہر کرنے سے مجبور کیا تھا چنانچہ قرآن مجید سے ہمکو پورا علم ہے کہ انبیاء جانتے ضرور تھے وَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ - یعنے خدا اپنے علم غیب پر کسی کو آگاہ نہین کرتا ہے بجز اپنے رسول کے جو پسندیدہ خدا ہو اور راز الٰہی کا تحمّل کر سکے **عقلی فوائد علوم اسرار کے چھپانے کے** اب چونکہ علم اسرار کا ذکر آچکا ہے لہذا ہمکو ضرور ہے کہ انکی اصلیت ثابت کرنے کے بعد اِسکے اسباب بھی بیان کرین کہ خدا کی مصلحت اِنکے مخفی کرنے کی کیا ہے اور کیون انبیاء نے اِن علوم کی تعلیم عام طور سے نفرمائی پہلا سبب دُنیا کے جتنے اُمور ہین سب مین اُمید اور بیم کا رہنا بھی جزءِ اعظم انتظام کا ہے

اور جب کوئی ایسی بات کسی امر مین پیدا ہو جائے کہ اُمید قطعی اُوسکے ہونیکی
ہو یا کہ یاس اور نومیدی اُوسکے نہونے سے ہو جائے بڑے بڑے فسادات
اور نقصانات آدمی کو پہونچتے ہین۔ بنی اسرائیل پر من وسلوی نازل ہونے
سے اونکو جو بےفکری پیدا ہوئی تھی اوسکے فسادات کو جانے دیجیئے ہمارے
زمانہ مین ایک آمدنی وثیقہ امانت اور وثیقہ ضمانت کی خواہ پرامیسری
نوٹ کی ایسی جاری ہوئی کہ ان لوگون کو اطمینان اور بےفکری نے اوسی
درجہ خرابی پر پہونچا یا کہ فی صدی چار آدمی بھی کمالات انسانی سے متصف
باقی نرہے۔ بہرحال جب ہم لوگ قسم ممکنات سے ہین اور ممکن وہی ہے
جو ہمیشہ محتاج رہے لہذا ہماری شان سے یہی ہے کہ ہم احتیاج سے ہر وقت
ہمکنار رہین اور احتیاج کو لازم ہے کہ ہم بحالت امید وبیم رہین ورنہ غنی اور بےپروا
ہو جائین۔ اسلیے کہ اگر ہمکو نفع کا پورا یقین ہو شادی مرگ اور ضرر کے یقین سے
زندگی تلخ۔ لہذا حکمت الٰہی اسی کی خواہش کرتی ہے کہ ہم اپنے ضرر اور نفع کا
یقین نکرین اور دونو کی اُمید وبیم مین رہ کر تدبیر ظاہری سے کسی وقت الگ
نہون۔ علوم اسرار جنسے غائب امور کا یقینی علم ہوتا ہے اونکی تعلیم ہمکو کسیطرح
ہمارے شایان نہین ہے دوسرا سبب علم غیب کے جاننے سے ایک بڑا

ضرر یہ بھی ہے کہ راز کے امور اپنے اور پرائے اگر ہمپر کھلجائیں یہ پردہ جو ہمارے
سامنے عیب پوشی خلائق کا پڑا ہوا ہے جس سے ہزاروں طرح کے فوائد ہمکو
حاصل ہیں وہ پردہ بالکل فاش ہوجاے اور طوفان عام پیدا ہو جسکا انجام
خون ریزی اور عداوت باہمی اور نقصان جان ومال کے سوا اور کچھ نہو تیسرا
سبب قانون قدرت (لاآف نیچر) کے بدلنے پر جو ہملوگ خدا پرست اڑے
ہوے ہیں اور اپنے خدا کو پابند نیچر کا نہیں قرار دیتے اسکی یہی وجہ قوی ہی ہے
کہ اگر ہمارا خدا ہمکو جن اصول غیب دانی سے قانون قدرت (لاآف نیچر) کے
پوری واقفیت ہوتی ہے تعلیم کرتا اور یہ قانون عادی جسکے بدلنے کے نظائر
ہم اسی کتاب میں سیکڑوں دکھلارہے ہیں اسپر مدار ہمارے انتظام دنیوی کا
نفرماتا ضرور ہمکو اطمینان کامل اور بے فکری لاکھوں امور کی واقع ہونی اور نہونے
مین ہوکر روزانہ ترقیات علمی اور عملی سے محرومی ہوتی اور ہزاروں قسم کی
آزادی اور بے فکری ہمکو ہوجانے سے اپنی ترقی معلومات سے ہم بالکل جدا
ہوجاتے۔ بلکہ ہم اپنے خالق اور رازق اور مارنے والے اور جلانے والے
کے بھی کچھ محتاج نرہتے فرض کرو اگر ہمکو واقعی سبب نطفہ قرار پانے کا اور اسکا
وقت اور وہ عورت جسکے رحم میں ہمارا نطفہ قرار پائیگا کسی ذریعہ یقینی سے

معلوم ہوتا اوسی عورت پر انحصار کرنے مین ہمارا ایسا ہی ضرر ہوتا ہم کو تاہی نکرتے
اور سوائے اوسی وقت خاص کے بغرض توالد وتناسل ہرگز ہم اوس سے
ہم بستری نکرتے اور اوسکا ضرر براہ قواعد طب جسقدر ہے بخوبی ظاہر ہے
اور اب کہ ہمکو ہر ایک عورت سے اور ہر مرتبہ ہم بستری کرنے سے امید استقرار
نطفہ ہو رہی ہے اور پھر اسکے ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارا خدا قادر ہے
اوسی کے فضل سے ہم صاحب اولاد ہوسکتے ہین یہ بات ہماری آزادی اور
بیدینی کو بخوبی روک رہی ہے - دہریہ اور نیچرل جو اوسی پر زور دیتے ہین کہ
نیچر نہین بدلتا ہے اونکا مطلب یہ ہے کہ جو قانون فطرت نے جاری کر دیا ہے
بس اب ہمکو اوسی پر بھروسہ کر کے بیخوف اپنی کارروائی مین آزادی ہے اور
ہرگز ایسا اطمینان براہ حکمت اور مصلحت ہمکو خدا نے نہین دیا ہے اور نہ ہماری
شان احتیاج کے یہ امر شایان ہے جیسا کہ سبب دوم مین گذر چکا علوم اسرار
جنسے غیب دانی پیدا ہوتی ہے وہی علوم ہین جن سے واقعی علم اسباب حقیقیہ کا
ہوتا ہے لہذا اِسکو خدا نے خاص اپنی ذات سے رکھا اور اپنے رسولون کو بھی
اونکی تعلیم سوائے وقت ضرورت کے بطور وحی کے اور عام طور سے نہین فرمائی -
اور یہی ہمارا عقیدہ قرآن اور حدیث سے بخوبی ثابت ہے اور ہمارے نبی کے زبانی

جو قرآن مجید مین وارد ہے کہ مجھے علم غیب نہین ہے یا کہ معجزات خدا کے
پاس ہین ان سب آیات کا یہی مطلب ہے کہ انبیاء بروقت ضرورت
خدا کیطرف سے مؤید ہوتے تھے خود ذاتی علم غیب یا معجزات کے اظہار پر
اُونکو قدرت نہ تھی وہ سوا ے خدا کے اور کسی کو قدرت نہین ہے۔ پھر جب
انبیاء کو غیب دانی کے اصول بھی بدون ضرورت کے نہین بتلانے گئے
پس عام خلائق کو کیونکر انبیاء اونکی تعلیم فرماتے جو سراسر مُضر بہ نظم عالم تھا

باب دہم نیچر کا نہ بدلنا قرآن مجید سے جو لوگ سمجھ رہے ہین اوسکی پُوری تحقیق اور خرق عادت کے معنی قانون قدرت

(لاأف نیچر) کا بدلنا اِسکے نظائر جسقدر ہم نے لکھے اور آیندہ لکھین گے اوس سے
مراد اور غرض ہماری یہی ہے کہ جو قانون براہ عادت آلہی جاری ہے وہ برابر
بدلتا ہے اور اوسکے بدلنے سے قادر مطلق ہرگز عاجز نہین ہے سیّد احمد خانصاحب
اپنی تفسیر مین اسی مسئلہ کی نسبت ہر جگہہ نیا رنگ اور نیا ٹھاٹھ بدل رہے ہین
تا کہ معجزات انبیا علیہم السّلام کو ثابت نہونے دین لہذا ہمکو بھی ضرور ہی بقول شاعر

رشتہ در گردنم افگندہ دوست　　　　می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اگر عقلی دلائل کیطرف ہمارے دوست چلین تو ہم بھی اوسی راہ کو چلین اور اگر

نقلی دلیل پیش کرین تو ہم بھی اُوسکا مطابق دعواے سر سیدؔ صاحب کے ہونا
ثابت کرین اب ہم تفسیر جلد سیوم کے صـ ۱۰ سے لغایت صـ ۴۱ جو جو
دلائل عقلی اور نقلی نفیِ معجزات پر سید صاحب نے لکھکر اپنے حساب سے
گویا ابطال معجزات (نعوذ باللہ) سے فارغ ہوگئے اونکی نادرستی کو ظاہر کرین
عقلی دلیل صـ ۲۹ مین قولہ علاوہ اسکے تمام علماءِ اسلام نے معجزہ کی تعریف
مین اسکا خارق عادت ہونا ضروری سمجھا ہے مین کہتا ہون دُرست اور
بجا ہے مگر ساتھ ہی اوسکے تحدی کی شرط بھی عُلما نے فرمائی ہے یعنی دعواے
نبوّت کرکے اظہار خرقِ عادت کو مُعجزہ کہتے ہین دیکھو صـ ۱۶۴ انتصار الاسلام
کو قولہُ خرق عادت کے دو معنی ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ جو امر ہمیشہ بطور عادت
مستمرہ کے یکسان طور پر ہوتا رہتا ہے اور بطور عادت مالوفہ کے ہوگیا ہے
اوسکے برخلاف کوئی امر وقوع مین آوے مثلاً آسمان پر سے خُون کے مشابہ
کوئی شئے برسے یا پتھر کا ٹکڑا گرے گو کہ ایسا ہونیکے لیئے کوئی سبب امور طبعی
مین ہو مین کہتا ہون مراد خرق عادت سے علماءِ اسلام کے یہ ہے کہ جس
سبب طبعی کے بعد عادت الٰہی کسی شئے کے حادث کرنے پر جاری ہے اوسکے
علاوہ دوسرا سبب غیر عادی خدا پیدا کرکے کوئی مسبّب حادث کرتا ہے چنانچہ

ہم نے صہ ۱۲۸ مین اسکو لکھدیا ہے کہ معجزہ محال عادی سے متعلق ہوتا ہے
قولہ دوسرے یہ کہ (سپر نیچرل) ہو یعنے خارج از قانون قدرت یعنی اللہ تعالے
نے جو قاعدہ اور قانون وقوع واقعات اور ظہور حوادث کا مقرر کیا ہے اور
عادت الٰہی اسکے مطابق جاری ہے اوسکے برخلاف وقوع مین آئے مین
کہتا ہون۔ بس یہی مغالطہ اور یہی دھوکھ کی جگہہ ہے اسی کے سمجھنے سے
کل شبہات سید صاحب کے دور ہوجاینگے۔ قانون قدرت جو خدا نے بنایا
اور مقرر فرمایا ہے اوسکی تین صورتین ہین پہلا قانون عام اور ضروری جملہ
حوادث مین اور وہ یہ قانون ہے کہ عالم اسباب مین کوئی حادثہ بدون اپنے
سبب کے ہو نہین سکتا اور محال بھی ہم اسی کو کہتے ہین اور عادت الٰہی بھی
اسی پر جاری ہے دوسرا قانون قدرت اوس سے خاص اگرچہ بہ نسبت
قانون سیوم کے عام ہے مثال اوسکی جیسے حرارت سے کھانا پکتا ہے اور
میوہ بھی پکتا ہے اور انڈے سے بچہ نکلتا ہے اور اخلاط خام مین نضج پیدا
ہوتا ہی پانی مین انبساط یعنے پھیلنا پیدا ہوتا ہے اور عادت الٰہی بھی اسی پر
جاری ہے تیسرا قانون دونون سے خاص اوسکی مثال جیسے آگ کی گرمی سے
دال روٹی گوشت وغیرہ اقسام طعام پکتا ہے اگرچہ ابتداے خلقت انسان مین

بقول ابیقور آفتاب کی گرمی سے یہ کام لیا جاتا تھا- یا کہ آفتاب کی گرمی سے خواہ پال
مین ڈالنے سے میوہ پکتا ہے اور مرغی کے پرون کی گرمی سے انڈے مین
بچہ پیدا ہوتا ہے اب دیکھو اسی کتاب کے ص ۲۲۶ کو قربانی کا گوشت جو
جو بقراط نے کی تھی سرد پانی سے بدون آگ کے جو پک گیا یہ حادثہ کون سے
قانون ہاے قدرت مذکورہ بالا کے برخلاف تھا (سید نیچرل) جسکو سیّد صاحب
کہتے ہین اُوسکی یا قسم دوم اور سیوم کے اسلیے کہ حرارت تو خود بخود پیدا
ہو گئی بدون آگ کے- یا انڈے سے بچّہ نکالنے کی کل جو تیار ہُوئی یہ قانون
قُدرت عام قسم اوّل اور دُوم کے خلاف ہی یا قانون عادی قسم سوّم کے مُخالف
ہے اسی طرح بکری کی بیچ پیشانی پر سینگھ کا ہونا روئی کا درخت اور اندھیرے
مین آنکھ بند کرکے خط کا پڑھنا ہزارون برس کا درخت وغیرہ وغیرہ یہ سب
مثالین عام قانون قدرت قسم اوّل کے خلاف ہین یا خاص قانون عادی
کے مُخالف ہین یعنی قسم دوُم اور سیوم کے یہ بھی یاد رہے کہ ہم نے جو
قانون قدرت عام خواہ سبب عام حرارت کو طعام اور میوہ وغیرہ کی پختگی کا
ٹھرایا ہے یا پانی مین انبساط اور پھیلنے کا قانون عام حرارت کو ٹھرایا ہے
یہ بھی دراصل سبب عادی ہے اور سبب عقلی ہم اِسکو اس وجہ سے کہتے ہین کہ

ہماری عقل ناقص کی رسائی جہان تک ہے خواہ ہمارے تجربات جہان تک ہو چکے ہین اونسے بظاہر ہمکو یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدون حرارت کے پختگی طعام اور میوہ جات کی نہین ہوتی ہے اِسیطرح پانی کا انبساط اور پھیلنا بدون حرارت کے نہین ہوتا ہے۔ مگر ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ سبب حقیقی اور اصلی جسکو سوائے قادرِ مُطلق کے اور کوئی نہین جانتا یہی حرات اِن چیزون کے پُختہ ہونے یا پانی کے اِنبساط کا ہے۔ اب ہمکو صہ ۲۲۷ کی مِثال یاد دِلانی ہے کہ پانی کا اِنبساط ۴ درجہ تک برودت سے ہوتا ہے پس اگر حرارت سبب اصلی انبساط اور پھیلنے پانی کا ہوتا پانی کا انبساط اِس درجہ پر کیون برودت سے پیدا ہوتا۔ اب سبب اوّل عام اور سبب دوّم خاص و دونون ہماری تجویز عقلی اور تجربہ سے ٹھہرے قانون قُدرت حقیقی ہم نہ اِس سبب عام کو کہہ سکتے ہین اور نہ سبب خاص کو بلکہ دونو قانون عادی ہین اور دونو قانون عادی کا بدلنا ہم برابر نظائر سے دِکھلا رہے ہین۔ اب دیکھنا اِس جگہہ یہی ہے کہ قانون قُدرت ایک تو ایسا ضروری ہے کہ اِس عالمِ اسباب مین بدون اُسکے کوئی چیز پیدا اور فنا ہو نہین سکتی یعنے بِدون سبب کے کوئی مُسبّب نہین ہو سکتا ہے اور عادت خدائے پاک کی بھی اِس عالم مین حدوث حوادث مین اِسی پر جاری ہے اور یہ اسی

وجہ سے ہم اوس خالق کو مسبّب الاسباب کہتے ہین اور یہ بات ہماری عقل کی راہ سے بھی قطعی ہے اور کوئی خرق عادت یا کوئی معجزہ ایسا نہین ہے کہ بدون سبب کے واقع ہوا ہو ورنہ اسکا ہملوگ انکار کرتے ہین اور یہی قانون قدرت عام ہے جملہ کائنات مین دوسرا قانون قدرت عام جیسے حرارت سے پختگی اشیا کی یہ قانون ویسا ضروری براہ عقل نہین ہے جیسا پہلا قانون مگر عادت الٰہی اسیطرح جاری ہے تیسرا قانون خاص کہ آگ کی حرارت سے پختگی طعام اور آفتاب کی حرارت سے میوہ کی پختگی اور اسپر بھی عادت الٰہی جاری ہے۔

اب ہم جو کہتے ہین کہ معجزہ خارق عادت ہے تو مُراد ہماری خرق عادت سے وہی عادت ہے جو بہ نسبت سبب دوم اور سوم کے جاری ہے اور سبب اوّل جسکو ہم نے جمیع حوادث مین عام اور ضروری لکھا ہے یعنی بدون سبب واقعی عند اللہ کے خود بخود کسی شئے کا ہونا یا نہونا اس پر جو عادت الٰہی جاری ہے اسکی خرق کو ہم معجزہ نہین کہتے اور یہی دھوکھا سید صاحب کو ہوا ہے یا عمداً ہمکو دھوکے مین ڈالتے ہین اسکو یاد رکھنا ضرور ہے **قولہ** پہلے معنون پر بطور اصطلاح یا مجاز کے خرق عادت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے مگر حقیقۃً اسپر خرق عادت کا اطلاق نہین ہو سکتا اسلیے کہ اوسکا وقوع بھی اوسکے اسباب کی اجتماع پر منحصر ہے اور عادت مین داخل ہے

ف یہ بحث اتفاق کا مسئلہ ہے دیکھو تعلیقات شفا کو

نہ خرق عادت مین کیونکہ جب اوسکے اسباب جمع ہوجائینگے تو یکسان طریقہ پر
اسکا وقوع ہوگا گو کہ کیسا ہی نادر الوقوع ہو مین کہتا ہون کوئی شخص پابند
مذہب آسمانی ایسے واقعہ کو جسکے اسباب ضروری عند اللہ فراہم ہون واقع
نہونا کبھی خیال نہین کرتا ہے اور نہ ایسے خرق عادت کو کوئی پابند مذہب
معجزہ کہتا ہے ہان یہ بات ضرور ہے کہ مثلاً میوہ کی پختگی کا سبب عادی حرارت
آفتاب کے ہے اگر کوئی کیمسٹ آگ کی حرارت سے کچے انگور یا آنب یا خربوزہ
کو پختہ کردے اسکو ہم ضرور خرق عادت کہینگے مگر یہ خرق عادت بنظر تبدیل سبب
خاص کے ہوگی جو قسم سیوم ہمنے لکھی ہے اور قسم دوّم یعنے حرارت مطلق سے
میوہ کا پکنا اوسکا خرق اس مثال مین نہین ہوا اور نہ پال ڈالنے مین اور قسم
اوّل یعنے سبب ضروری کے بعد مسبّب کا ہونا وہ خرق عادت تو محال ہے
کبھی ہو نہین سکتا ہے سیّد صاحب کیون زبردستی ہمکو ناحق دھو کہ دیتے ہین
قولہ مثلاً عادت یہ ہے کہ جب شیشہ ایک بلندی سے جس سے اُوسکو پورا
صدمہ پہونچے ہاتھ سے چھوٹ پڑتا ہے تو ٹوٹ جاتا ہے ایک دفعہ ہمارے
ہاتھ سے شیشہ چھوٹ پڑا اور نہ ٹوٹا تو ظاہر مین خرق عادت ہوی مگر حقیقت
مین نہین ہے اسلیئے کہ اُوسکے گرنے پر یا تو وہ اسباب جمع نہ تھے جنسے اسکو

ٹوٹنے کے لائق صدمہ پہونچتا یا ایسے اسباب موجود تھے جنھون نے اسکو اسقدر صدمہ پہونچنے سے باز رکھا پس اسکا نہ ٹوٹنا درحقیقت موافق عادت کے ہے نہ بطور خرق عادت کے کیونکہ جب اسطرح کے اسباب جمع ہوجائینگے تو کوئی شیشہ بھی ہاتھ سے چھوٹ کر گرنے سے نہین ٹوٹے گا مین کہتا ہون جن اسباب نے شیشہ کو صدمہ پہونچنے سے روکا اونکا موجود ہونا یا جن اسباب سے اسکو ٹوٹنے کا صدمہ پہونچتا اوسکا نہونا یہ دونو باتین بموجب عادت کے تھین یا دونو خلاف عادت یا ایک کا ہونا خلاف عادت اور دوسرے کا نہونا مطابق عادت یا ایک کا ہونا مطابق عادت اور دوسریکا نہونا خلاف عادت پہلی صورت یعنے وجود شروط اور رفع موانع مین اگر دونو کا ہونا اور نہونا مطابق عادت کے تھا ہرگز خرق عادت نہوگی اور باقیماندہ تینون صورتون مین ضرور خرق عادت ہوگی مگر وہی خرق عادت جو سبب دوّم اور سیوم کی نظر سے ہوتی ہے اوسکو خوب سمجھ لو اور دھوکے مین نہ آؤ

قولہ یا مثلاً ایک شخص نے ایک شخص کو آنکھ بھر کے دیکھا اور وہ بیہوش ہوگیا یا اوسنے بہرے کے کانون مین انگلیان ڈالین یا اندھے کی آنکھون پر ہاتھ پھیرا اور وہ بہرا سننے اور وہ اندھا دیکھنے لگا۔ پس اگر اسکا سبب کوئی ایسی

حضرت عیسیٰ پر طعن

قوت ہے جو انسانوں مین موجود ہے اور اوسی قوت کی قوت سے اونسے یہ کام کیا ہے تو اوسپر خرق عادت کا اطلاق نہین ہوسکتا ہے کیونکہ جو انسان اپنی اس قوت کو کام مین لانیکے لائق کریگا وہ بھی ویسا ہی کردیگا پس یہ بات حقیقۃ خرق عادت نہوگی مین کہتا ہون اسی خرق عادت کے انکار مین حضور کی عقل گھبراتی ہے اور ص ۲۴۶ تفسیر جلد ہذا مین گھبراکر آپ فافہم اور تدبر ارشاد کرتے ہین اسلیے کہ آپکا اقرار یہ ہے کہ انبیاء مین یہ قوت بلا ریاضت اور مشاق کے پوری ہوتی ہے اور غیر انبیا محتاج مشق اور ریاضت کے اسکے پورے کرنے مین ہوتے ہین پس اس مثال مین خرق عادت یہی ہے کہ عادت الٰہی غیر انبیا مین یون جاری ہے کہ جب مشق اور ریاضت کرکے کوئی آدمی اس قوت نفسانی کو لائق اظہار ایسے امور کے کرے تب غیر نبی سے اوسکا ظہور ہوگا اور معجز نما کو خدا نے فطرتی قوت ایسی دی ہے کہ بلا ریاضت وہ ایسے امور ظاہر کرسکتا ہے اور اسکا بیان ہم نے باب نہم مین بخوبی کردیا ہے

قولہ علاوہ اسکے اگر ہم مجازاً ایسے واقعات پر خرق عادت کا اطلاق بھی کرین تو وہ معجزہ کی تعریف مین داخل نہین ہوسکتا کیونکہ معجزے یا کرامات کا انبیا اور اولیا کے ساتھ مخصوص ہونا لازم ہے مگر جب ان واقعات کا وقوع اجتماع

اسباب پر منحصر ٹھہرا تو اوسکی تخصیص شخص دون شخص باقی نہین رہتی مین کہتا ہون

آپکو اجتماع اسباب ہی پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ضرور ایسے واقعات

کا وقوع داخل تعریف معجزہ مین ہے اسلیے اجتماع اسباب یا بر سبیل قانون عادی

کے خود بخود ہو جاے یا برخلاف قانون عادی کے غیر مترقب اجتماع بحکم خدا

محض بغرض تصدیق نبی کے ہو۔ مثلا سوکھا درخت خرمہ کا غیر موسم مین دفعۃً

ہرا ہو کر فوراً بارور ہو جاے اور اوسی وقت خرمہ پکے ہوے بھی اوسکے

لوگ کھانے لگین ضرور ہم اسکو خرق عادت اور معجزہ کہینگے اسلیے کہ عادت

الٰہی تو اسی پر جاری ہے کہ پانی سے مہینون وہ درخت سینچا جاے اور موسم

بہار مین پہلے بور نکلے پھر کچے پھل پیدا ہون پھر گدرائین پھر پک کر رُطَب

بنے ان سب واقعات مسلسل کے ہونے کو رفتہ رفتہ کم سے کم دو چار ماہ کا

زمانہ درکار ہے اور جب کُن فَیَکُوْن کہنے سے بحکم خدا زمینکی رگونکا

پانی سوکھے درخت نے کھینچ لیا اور سرسبز بھی ہو گیا اور کوئی ہواے قدرتی

ایسی چلے یا نہ چلے کہ پھولا بھی اور پھلا اور فوراً پختہ بھی ہو گیا بدون اوس

حرارت آفتاب کے جو مہینون مین اوسکو پکاتی بس یہ اسباب قدرتی غیر

عادی جو فراہم ہوے ایک خرق عادت نہین بلکہ بہت سے خوارق عادات کو

ہم مانین گے تب ایسا واقع ہوگا اور جس برگزیدۂ خدا کی تصدیق نبوّت کی غرض سے ہمارا خدا ایسا امر مُعجز اور ایسی کھلی ہوی خرق عادت کو ظاہر فرمائے وہی ہمارا نبی ہے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام - اب تخصیص شخص دون شخص کا ثبوت پورا ہم نے کر دیا ماننا اور نہ ماننا یہ آپکو اختیار رہے ہے بر رسولان بلاغ باشد وبس + قانون قدرت تو یہ ہے کہ جو اسباب شادابی اور پھولنے اور پھلنے اور پختہ ہونے میوہ کے ہین اگر فراہم نہون ہرگز شادابی اور پھولنا اور پھلنا اور پختہ ہونا کسی درخت اور میوہ کا نہوگا اور یہ قانون ضروری کبھی نہین بدلتا ہے اور نہ معجزہ اسکو بدل سکتا ہے اور عادت الٓہی بھی ہمیشہ اسی پر جاری ہے اور قانون عادی یہ ہے کہ بارش کا پانی خواہ نہر کا اور کنوئین کا اوس سے مہینون درخت سینچا جاے اور سر سبز ہوکر پھلے پھولے اور پھر کچے پھل اور پھر پکے ہون یہ قانون معجز نمائی کیوقت بدل جاتا ہے - آپ کیون دھوکھا دے رہے ہین کہ قانون عادی کو قانون قدرت کہہ رہے ہین - اسکے بعد صفحہ ۳۹ مین سید صاحب نے شاہ ولی اللہ صاحب پر مُنھ زوریان کی ہین اور خروج دجّال اور حضرت ابراہیم اور حضرت ایّوب اور خضر علیہم السّلام کے معجزات مین شبہہ وارد کیا ہے ان سب کے جوابات

قولہ پس جب تک کہ خرق عادت کے دوسرے مقامات مخصوصہ پر ہم لکھینگے معنے یعنی خلاف قانون قدرت کے نہ لیئے جائین اوسوقت تک کسی واقعہ کا وقوع بطور معجزہ وکرامت کے تسلیم نہین ہوسکتا مین کہتا ہون ہرگز ہم معجزہ کو خلاف قانون قدرت کے نہین کہتے بلکہ مطابق قانون قدرت کے ہے کہ پوری قدرت الٰہی ایسے ہی خوارق کے وقوع سے ظاہر ہوتی ہے اور ہم نے اوپر کی سطور مین ظاہر کر دیا کہ قانون قدرت اور قانون عادی مین بڑا فرق ہے پہلا قانون ہرگز نہین بدلتا ہے اور دوسرا اور تیسرا ضرور بدلتا ہے باقی رہا ذکر آیات قرآنی کا جو سید صاحب نے عدم تبدیل خلقت الٰہی کے سند مین لکھی ہین اون آیات سے مراد وہی قانون الٰہی ہے جو کبھی نہین بدلتا ہے اور جسکو ہم نے بخوبی سمجھا دیا ہے اور قانون عادی ضرور بدلتا ہے بعض ناظرین انتصار الاسلام کو گو ایسا خیال پیدا ہوا ہے کہ جسقدر نظائر نیچر شکن ہم لکھ رہے ہین اونسے معجز نمائی کی دلالت اثبات نبوت پر گویا مٹتی جاتی ہے اسلیے کہ جب امور خوارق عادت کا بکثرت وقوع ثابت ہوگیا پھر نبی کی تخصیص اظہار خرق عادت مین کیا رہیگی - لہذا ملین سنئے ھز۰۱۱ ہجی

اسی کتاب کی یاددہی ضروری اسی غرض سے لکھدی ہے اور تینوں قسم کے خوارق
عادات کو بیان کردیا ہے اسکے دیکھنے سے یہ خیال دفع ہو سکتا ہے اور یہان
پھر یاددہی کرتے ہین کہ ہمیشہ دہریہ اور فلاسفہ نیچرل خیال والون کا یہی طریقہ
رہا ہے کہ جب ہادیان برحق نے کسی امر عجیب کی خبر دی تو ایسے لوگ طالب
ہوتے رہے ہین کہ اسکی نظیر کوئی موجودات دنیوی مین دیجیے - اسی حکمت
سے خداوند حکیم اپنی قدرت اور اختیار کے اثبات اور تکمیل ہدایت بندگان
اور اتمام حجت انبیا اور اسکات اور زبان بندی منکرین خدا اور انبیا کی غرض
سے جسقدر قوانین عادی ہین اونکے خوارق ظاہر فرماتا ہے جسکا فائدہ پہلے تو
اثبات قدرت اور اختیار الٰہی کا ہے اوسکے بعد تصدیق وقوع اون خوارق
عادات کے جو انبیا؏ سے ظاہر ہون اسلیے نظیر دینے سے شبہہ محال اور
ناممکن ہونے کا دفع ہوتا ہے مثلاً ہم نے ایک گھانس مین قدرتی حرکت
اختیاری بدون کسی محرک خارجی کے ثابت کردی دیکھو ص ۲۱۹ کو اب حضرت
موسی؈ کے عصا کا دوڑنا اور حرکت کرنا قدرت خدا کی نظر سے اسکو محال کوئی
نہ کہہ سکیگا اور ضرور یقین ہوگیا کہ ہان خداے تعالی بے روح اور بیجان گیاہ سے
بھی جاندار حیوان کا کام لے سکتا ہے - اسیطرح طولعمرہ کی نظیر ص ۱۲۱ مین ہے

اور اسیطرح دیگر نظائر نیچر شکن ایسے ہمکو لکھنے کی ضرورت ہے کہ جو معجزہ ہم کسی نبی کا
بیان کرین اوسکی نظیر قدرتی بھی اسی غرض سے دکھادین کہ اسکا ہونا قدرت
خدا سے ممکن ہے - اور یہی طریقہ ایسا عمدہ ہے کہ پھر کسی کو جاے گفت اور
مجال انکار باقی نہین رہتا ہے - اب رہا یہ خیال کہ پھر معجزہ کی عظمت کیا رہی
اسکے دور کرنے کے واسطے وہی امور جنسے فرق درمیان معجزہ اور غیر معجزہ
مین ہم ہر جگہہ لکھ رہے ہین کافی ہے **حل شبہہ** اگر کسی کو یہ شبہہ پیدا ہو کہ قانون
عادی جسپر عادت الٰہی جاری ہے وہ بھی قانون قدرت ہی خدا کا ہے پھر اوسکے
بدلنے سے آپ قانون قدرت کے بدلنے کا کیون انکار کرتے ہین یعنی قانون
عادی کا بدلنا بھی وہی قانون قدرت کا بدلنا اور جب قانون قدرت نہین
بدلتا ہے پس قانون عادی بھی نہ بدلیگا **اسکا جواب** یہ ہے کہ قانون عادت
کے بدلنے سے قانون قدرت نہین بدلتا ہے چنانچہ ہم نے مکان کے اوس
دروازہ کی مثال دیکر سمجھا دیا ہے اور اب پھر ہم کہتے ہین کہ قانون قدرت کے
اصلی معنے کیا ہین کہ جس قاعدہ کے بنا پر کسی قادر کو کسی مقدور کے پیدا کرنے
خواہ فنا کرنیکی قدرت ہو یعنے اوسکو موجود او معدوم کر سکے - ہماری قدرت
کسی چیز کے بنانے اور بگاڑنے مین محتاج ایسے امور کی ہے جو ہماری مصنوعی

ہین اور جب تک وہ اشیا ہمکو دستیاب نہون ہرگز ہمکو قدرت اوس کے
بنانے پر نہوگی اور اگر دستیاب ہوکر اور پھر مفقود ہوجائین اوسوقت بھی ہمارا
قانون قدرت بدل جایگا اب معلوم ہوا کہ ہمارا قانون قدرت بہ نسبت ہمارے
مقدورات کے جب محتاج ایسے امور اور اشیا کے وجود اور عدم کا ہے لہذا
بدلتا بھی رہتا ہے کبھی ہمکو قدرت ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی ہے۔ اب
دیکھو قادر مطلق تعالی شانہ جسکو ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے پر ہمیشہ قدرت ہے
اور جو چیز چند اشیا کے موجود ہونے اور چند اشیا کے موجود نہونے کے اپنے پیدا
اور فنا ہونے مین محتاج ہے اون سب اشیا کا پیدا کرنا اور فنا کرنا اسپر بھی قادر
مطلق کو ہمیشہ قدرت ہے اب اوسکا قانون قدرت کیونکر بدل سکتا ہے
اور اوسکے قانون قدرت کے مخالف کون کر سکتا ہے مغالطہ اور دھوکھا
اس سوال مین یہ ہے اور نیز سید احمد خان صاحب کو بھی دھوکھا ہی ہوا ہے
یا ہمکو دھوکھا دے رہے ہین کہ قانون قدرت کا بدلنا اور بات ہے اور قانون
قدرت کا بگڑنا اور اوسکے برخلاف واقع ہونا یہ اور بات ہے بدلنا قانون
قدرت کا اوسکی صورت یہ ہے کہ قادر مطلق نے کسی چیز کے پیدا کرنے یا فنا
کرنیکا ایک قانون خاص جاری فرمایا اور چند مدت کے بعد اوس قانون کو بدلکر

دوسرا قانون اوسی شے کے پیدا کرنے مین خواہ فنا کرنے مین جاری کر دیا
جیسی اوسکی مصلحت مقتضی ہوئی اور یہ بات جملہ قوانین ملکی اور تمدنی مین جو انسانی
کونسل کے ہین جاری ہے کہ قانون ملکی تجارتی زراعتی صناعتی ہمیشہ بدلتے رہتے
ہین اور اس تبدیل کو کسی کی عقل ناجائز اور قبیح نہین تجویز کرتی ہے اسی طرح بلا تشبیہ
قانون الٰہی کا بھی حال ہے دیکھو انبیاء کی شریعتون کو اور اونکے ناسخ منسوخ احکام
کو اور دیکھو جیوالوجی کے مکاشفات اور تغیرات اشیاء معدنی اور دریائی اور
صحرائی بلکہ علم جی اک ناسی مین ہمارے دعوی کو زیادہ سچا پاؤ گے۔ پھر اگر
زیادہ تحقیق کا ارادہ ہو دیکھو رصدخانہ مین جاکر کہ جب سے لوہا خواہ پتھر کا کویلہ
زمین سے زیادہ نکالا گیا اور مٹی کا تیل خواہ اور معدنی اشیا زمین سے نکال کر
متفرق دور دور پہونچائی گئین مین اب زمین کا مدار جو گرد آفتاب کے پھرنے سے
تھا کسقدر کم ہوگیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند صدیون مین زمین آفتاب
سے چمٹ جائگی اور یہ جو دہریہ اور نیچرل خیالات کے لوگ ہمارے نبی صلعم کی
پیشین گوئی پر ہنستے پھرتے ہین کہ بروز قیامت سوا نیزہ پر آفتاب کا آجانا
بالکل خلاف عقل ہے یا پچھم طرف سے طلوع کرنا آفتاب کا محال ہے اوسکا
ثبوت اب مکاشفات علم جیالوجی اور علم ہیئت سے پورا پورا ہوتا جاتا ہے

نہایت ضروری تحقیق

سوا نیزہ پر آفتاب کا ہونا اِسکا ثبوت تو اِسی سے ہوتا جاتا ہے کہ زمین
کا مدار یعنے وہ دائرہ جس پر زمین گرد آفتاب کے گھوم رہی ہے (اگرچہ بہت ہی)
چھوٹا ہوتا جاتا ہے اِسکو تو سیّد صاحب بھی تسلیم کر چکے چنانچہ ہم باب قیامت
مین اِسکو لکھینگے اور آفتاب کا پچھم سے طلوع کرنا اِسکا ثبوت یہ ہے
کہ قُطب نما کی سُوئی جو شمال تبلاتی ہے اب روز بروز پچھم طرف ہٹتی جاتی ہے
اور رصد خانہ مین برابر اِسکا مشاہدہ ہو رہا ہے چنانچہ محقّق مکرّم ڈپٹی
سیّد مہدی علی صاحب رئیس مرہٹہ نے جو کتاب جدید رد شبہات
شیاطین مین لکھی ہے اونھون نے بھی اِس مسئلہ کو دکھلایا ہے اب دیکھو
کہ جب سمت شمال رفتہ رفتہ ۹۰ درجہ بدل بدل کر نقطہ مغرب مین پہونچے
گی اب تو مغرب کا نقطہ جنوب مین ہوگا پھر جب مغرب کے سمت جنوب
مین گئی اور اسیطرح ۹۰ درجے قطب نما کی سوئی اور ہٹی ضرور ہے کہ (۱۸۰)
درجہ پر نقطہ مغرب پہونچکر خاص پورب کا نقطہ جو کہ اب ہمارا ہے وہ پچھم کا
نقطہ ہو جایگا اور فرمانا ہمارے نبی صلعم کا بالکل درست اور صحیح ہوگا
جسکو آپ لوگ قہقہہ مین اُڑاتے ہین ہمارے نبی صلعم ہون یا کوئی اور نبی
وہی خبر دینگے جو کہ خدا نے بطور وحی کے اونسے فرمائی ہوگی اور خدا کا فرمانا کبھی

غلط نہین ہوسکتا ہے یہ بھی ضرور سمجھنا چاہیئے کہ زمین کا مدار چھوٹا ہوکر
آفتاب کے قریب ہوتے جانا جسکو اب علماے علم ہیئت نے ظاہر کیا ہے
اور یوروپ کی جدید تحقیقات پر ہمارے نوخیز انگریزی خوان ٹرا فخر کر رہے
ہین یہ مسئلہ قدیم فلاسفہ نے بھی ہزارون برس آج سے پہلے ظاہر کیا تھا
کہ زمین اوپر کی طرف حرکت کرتی ہے چنانچہ کتب فلسفہ قدیمہ مین زمین کی
نسبت چار قول حرکت اور سکون کے جو درج ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہے
ہمکو اسوقت ثبوت اسی امر کا دینا ہے کہ قانون قدرت (لاآف نیچر)
جسکے بدلنے پر سید صاحب اور کل نیچر پرست غل مچا رہے ہین اور ہمارے
خدا کو مجبور سمجھ رہے ہین دو نظائر تبدیل نیچر یہ بھی ہم نے نہایت قوی پائی
ہین - ایک تو زمین کے مدار کا گھٹنا جس سے قوت جاذبہ اور قوت نافرہ
کواکب سیّارات کا نیچر برہم ہوا جاتا ہے اسلیے کہ زمین بھی ایک سیّارہ
ان لوگون کی راے مین ہے اور باوجود تبدیل نیچر قوت جاذبہ اور قوّت
نافرہ کی آفتاب کا سوا نیزہ پر آنا بھی ہم نے ثابت کر دیا - دوسرے
مقناطیس کے اثر سے سوئی کو شمال بتلانے کا نیچر اسکے تبدیل کی صورت
ہم نے دکھلا دی اور طلوع آفتاب از مغرب کا محال ہونا بھی غلط ثابت

کردیا اور یہی شاعر کہتا ہے ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار +
اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ مدار زمین کا چھوٹا ہونا امر تدریجی ہے اور جس
حساب سے زمین آفتاب سے قریب ہوتی جاتی اُسکی رو سے نو کرور میل
کا بعد جو زمین کو آفتاب سے ہے بہت بڑا زمانہ درکار ہے کہ سوا نیزہ کی دُوری
پر آفتاب سے آجاے - اسیطرح قطب نما کی سوئی جو پچھم طرف ہٹتی جاتی ہے
اسکو بھی لاکھون برس درکار ہین کہ (۱۸۰) درجہ پر آکر پچھم کو پورب بنادے
اسکا جواب یہ ہے کہ اِس نسبت کا مدار زمین کے گھٹنے مین محفوظ رہنا
خواہ قطب نما کی سوئی مین اِسکے اوپر وہی ایمان لائیگا جو خدا کو پابند نیچر
خیال کرے - علاوہ بران سرعت رفتار ملائکہ کے باب مین ہم اچھی طرحسے
نوامیس قوتہاے جاذبہ اور نافرہ کو دکھلائینگے کہ باوجودیکہ آفتاب ہم سے
نو کرور میل پر ہے مگر جب کوئی ڈھیلا آفتاب پر سے زمین پر گرے جسطرح
زمانہ انکساغورس مین گرا تھا دیکھو ص ۸۹ تو اوسکے گرنیکو بسبب
جذب مرکزی زمین کے حال کی تحقیقات سے شاید پچاس گھنٹہ کے اندر کا
زمانہ درکار ہے - پھر مدار زمین کا گھٹانے والا وہی قادر برحق ہے جس نے
اِس قانون قدرت جذب اور نفوذ کو توڑنا منظور فرمایا ہے - آج اگر اوسکی

مصلحت مین قیامت کا قائم کرنا ضروری ثابت ہو جائے آپکا نیچر وہی
اوسکو ہرگز روک نہین سکتا ہے ہمکو اوسنے صاف صاف بتلا دیا ہے
کہ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا وَّنَرَاہُ قَرِیْبًا۔ کفار اور منکرین حشر ونشر اور قیامت
کو دور سمجھ رہے ہین اور ہم اوسکو قریب آنے والا جانتے ہین شبہہ دوم
اگر آپکو یہ خیال ہو کہ آفتاب کے قرب زمین کا ہوتا جاتا اگرچہ اب محسوس
ہو رہا ہے مگر خدائے تعالیٰ اپنے بندون پر رحیم ہے رفتہ رفتہ اس فعل کو
کریگا ورنہ ہمکو ایسی برداشت کہان ہے کہ ہم اوس گرمی کی برداشت
کرین جبکہ ۲۰ ارب ۲ کرور دس لاکھ حصون مین سے ایک حصہ اب ہمکو
پہونچتا ہے اور جب سوا نیزہ پر آفتاب ہوگا کچھ حساب ہے اوس گرمی کا اوسکو
کون برداشت کریگا لہذا وہی حساب جو قدرت نے تدریجی قرب زمین کا
رکھا ہے اوسکا بدلنا حکمت الٰہی سے بعید ہے اسکا جواب یہ ہے
کہ بیشک خدا اپنے بندون پر رحیم ہے اور ایسا رحیم اور درگذر کرنیوالا
ہے کہ ہم لاکھ نافرنی کرین مگر سَبَقَتْ رَحْمَتُہٗ غَضَبَہٗ اوسکی رحمت
ہمیشہ اوسکے غضب سے آگے ہی رہتی ہے۔ مگر ایسی امید اوسکی رحمت سے
رکھنی کہ اوسکے سچّے وعدون مین فرق آوے یہ سراسر کفر اور الحاد ہے اور

فرقہ مرجیہ مین داخل ہوتا ہے - رہا برداشت کرنا حرارت آفتاب کا یہ ایک
دوسرا نیچر ہے - کیا آپکو معلوم نہین کہ ہرشل اور گیلیلیو کی دوربین سے خاص
کرہ آفتاب پر جاندار ذی روح کی آبادی نظر آتی ہے وہ کیسے ذی روح ہونگے
اور آفتاب کے گرد کی ہوا بھی مثل ابر کے ہے اور آفتاب کا کرہ اگر ٹھوس نہ مانا
جاے اور مجوّف اوسکو ہم اعتقاد کرین جسقدر فضا اور خالی جگہہ مین زمین اور
دیگر سیّارہ حرکت کر رہے ہین اوس سے بہت زیادہ آفتاب کے اندر جگہہ
کا یقین ہے - اور ہمارے پاس کوئی دلیل آفتاب کے ٹھوس ہونیکی نہین ہے
پس کیا عجب ہے کہ آفتاب کے اندر کیا کیا کچھ خدا نے پیدا نہ کیا ہو سات
زمین اور سات آسمان کا انکار ایسے لوگون کا کرنا جیسے فلاسفہ ہین باوجود
ایسی حالت کی انصاف کیجیے کیسی بے عقلی ہے - بہرحال جو قوت برداشت
حرارت کی خدا نے اون مخلوقات کو دی ہے جو خاص کرہ شمس پر رہتی ہے
کیا دشوار ہے کہ ہمکو وہی قوت خدا عطا فرماے - آپ کہیے گا کہ اونکا مادہ
اور طبیعت اور ہے یہ بھی اندھیری کوٹھری مین تیر لگانا ہے کونسی دلیل آپکے
پاس ہے کہ اونکا مادہ اور اونکی طبیعت اور ہے - اسکے علاوہ ہم اسی دنیا
کی ایک نظیر آپکو دیتے ہین - ہمارے نزدیک تو معجزہ سے حضرت سلیمانؑ کا

سات زمین اور سات آسمان

تخت صبح اور شام ایک ماہ کی مسافت بغرض ہذا خورانی نبی برحق کے چلتا تھا
جسکی رفتار فی گھنٹہ چار سو میل بلا کچھ سو میل سے زیادہ تھی —اور میل ٹرین
(ڈاک گاڈی) جو آج ہندوستان مین چلتی ہے فی گھنٹہ ۴۰ میل کی رفتار ہے۔
اور اسکی پوری تحقیق ہم باب معجزات حضرت سلیمانؑ مین انشاءاللہ کرینگے۔
اور سید صاحب خواہ اور نیچرل فلاسفہ اوسکو یعنے تخت سلیمانی کو
غبارۂ دخانی خیال کرتے ہین۔ کچھ ہو ہمکو اسوقت یہ دکھلانا منظور ہے
کہ انجینیر ریلوی اور ڈاکٹران یوروپ کا قطعی خیال ہے کہ اگر رفتار ریلوی
دفعۃً بڑھا دیجاے مثلاً فی گھنٹہ سو میل کردیجاے مسافران ریلوی کے
بدن پھٹ جائین۔ لہذا رفتہ رفتہ اسکی رفتار بڑھائی جاتی ہے حضرت
سلیمانؑ کا تخت (یا غبارہ) فی گھنٹہ چھ سو میل چلتا تھا اور آپکے ہمراہ
اصحاب اور خادم بھی اوسپر سوار ہوتے تھے حالانکہ جیسی تکمیل جسم انسانی
کی اب ہے بقول فلاسفہ مادئین ویسی تب نہ تھی پھر وہ لوگ کیا ازدہات
کے بنی ہوے تھے جو ایسی تیز رفتاری مین تفریح طبع کی نظر سے روزانہ سوار
ہوتے تھے اب ضرور آپکو دو باتون مین سے ایک بات کا اقرار کرنا پڑیگا
یا تو اون لوگون کے قواے جسمانی نہایت قوی تھے جسکو حال کے محقق

ہرگز نہین مانتے ہین - یا کہ حضرت سلیمان کا معجزہ خدا کا دیا ہوا تھا کہ انکو
برداشت ایسی تیز رفتاری کی تھی جو آپکے نیچر کے بالکل مخالف ہے المختصر
خدا کو قدرت ہر وقت ہے جب چاہے اپنے مخلوقات مین جو خاصیت
پیدا کر دے نیچر کی پابندی اوسکو ہرگز نہین ہے - جو کر دے وہی قانون
ہے وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ اوسی خدا کے پاس
خزانہ غیب کی کنجیان ہین جن خزائن کو سواے خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہے

اگر پای پیل است وگر پر مور		بہریک تو دادی ضعیفے و زور

باب گیارھوان جواب اس شبہہ کا کہ بروز قیامت مغرب سے آفتاب سوا نیزہ پر طلوع کرنا بالکل نادرست ہے

یہان تک مین لکھ چکا تھا کہ سوال مندرجہ ذیل بذریعۂ تحریر میرے پاس آیا
اگرچہ تکرار مضامین ہے مگر بجنسہ لکھتا ہون تا کہ ناظرین کی دلچسپی زیادہ ہو
سوال قیامت کے روز آفتاب سوا نیزہ پر ہوگا اور مغرب سے طلوع
کریگا - اہل اسلام کے بڑے بڑے علمای ریاضی دان اور فلاسفہ بھی اسکا
اعتقاد کرتے ہین اور اس پیشین گوئی کو جو عقلی اور مشاہدہ اور حسابی ہندسے
قاعدہ سے بالبداہت نادرست ہے وحی آسمانی کہتے ہین - کیون جناب

مغرب سے آفتاب کا طلوع کرنا اسکے کیا معنے ہین کیا مغرب کسی شہر خاص کا نام
ہے کیا مغرب وہی جگہہ ہے جہان سے یاجوج ماجوج نکلینگے - ادنی درجہ کا
طالبعلم جسنے ابتدائی مسائل علم ہیئت کے پڑھے ہون وہ بھی جانتا ہے
کہ مشرق اور مغرب ہر ملک کا جداگانہ ہے اور روزانہ ہر جگہہ کا نقطۂ مشرق
اور نقطہ مغرب بدلتا رہا کرتا ہے پھر روز قیامت کس ملک کے مغرب سے
آفتاب طلوع کریگا اگر مراد فقط مدینہ کے مغرب سے ہے شاید قیامت فقط
اونھین لوگون کے واسطے آئیگی اسلیے کہ یہ شناخت تو ایسی نہین ہے کہ ایک
روز تمام روی زمین کے آدمیون کے واسطے پوری ہو اب معلوم ہوا کہ
قیامت چھہ ماہ تک ہر درجہ کے باشندون کے واسطے جداگانہ ہوتے
ہوتے (۱۸۰) روز مین (۱۸۰) قیامتین ہونگی - سوا نیزہ پر آفتاب کا آنا قطع نظر
اسکے کہ قوت جاذبہ اور قوت نافرہ زمین اور آفتاب کے جس دوری
پر دونوکو براہ قانون قدرت سنبھالے ہوے ہے اوسکے خلاف ہی - آفتاب
کی گرمی جو اسوقت ہم تک ایکدرجہ منجملہ ۲۰ ارب ۳۲ کرور دس لاکھ حصہ
کی پہونچتی ہے اوسکا تحمل دشوار ہے سوا نیزہ جو شاید ۱۲ فیٹ بھی نہوگا اوسکی
اوسکی برداشت فقط انھین حضرات اہل اسلام کو ہوگی جو ایسے ایسے

خیالات اور توہمات بعید از عقل کے معتقد ہین یہ سوال بخت جواب طلب
بعض اضلاع پنجاب سے آیا ہے **جواب** کسی بات کو سنکر ہنس دینا یا بے
سمجھے بوجھے کہدینا کہ محال ہے یہی نتیجہ آزادی کا ہے جو کہ جدید تعلیم سے
ہمارے پیارے نوخیزون کو ہو رہی ہے جس سے بڑھکر کوئی خرابی نہو گی کاش اگر
یہ لوگ کسی امر عجیب کے اِنکار کرنے پر کوئی دلیل ضعیف ہی پیش کرنے کی
لیاقت رکھتے تو ہمارا بھی جی خُوش ہوتا کہ ہان ایک بات ٹھکانے کی تو کہتے ہین
اِسکا تو شیوہ یہی ہو گیا ہے کہ جو بات مذہب کے پابند یہود اور نصاری اور
مسلمین اپنی مقدّس کتابون سے بیان کرین اوسکو سُنکر قہقہہ زنی کردین اور
بیان کرنے والے کو پابند اوہام مذہبی کہدین اب ہم مغرب سے طلوع آفتاب
کا ثبوت جدید تحقیق سے دیکر پھر آفتاب کا سوا نیزہ پر آجانا بھی ثابت کرین اور
سلیس عبارت سے اِسکو لکھین ۔ یہ بات سچّی ہے کہ مغرب اور مشرق محض
فرضی اور نسبتی الفاظ ہین کہ جاے غروب آفتاب کو مغرب اور جاے طلوع
آفتاب کو مشرق کہتے ہین اور سال بھر نت نیا مشرق اور نت نیا مغرب چھہ
مہینے تک بدلا کرتا ہے جسکی اِبتدا اوّل سرطان سے اور اِنتہا آخر قوس تک
یعنی ۲۵ جون سے لغایت ۲۵ دسمبر تک (۱۸۲) دن مین ہر روز نیا مشرق اور

ایضاً چونکہ آفتاب ۹۰
نیا مغرب قدرت نے بنایا ہے بموجب عرض بلد کے
درجہ پورب اور ۹۰ درجہ پچھم کو کسرے زاید روشن کرتا ہے اسی وجہ سے
روزانہ ہمارا نقطہ مشرق بعینہٖ نقطۂ مغرب اون لوگونکا ہے جو ہم سے (۱۸۰)
درجہ یعنے ۱۲ ہزار میل پورب مین آباد ہین یہ اختلاف مغرب اور مشرق بموجب
طول بلد کے ہے پس یہ قدرت نمائی خدا کی کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے
یہ تو روزانہ کرۂ زمین کے رہنے والون کے واسطے ہوتی ہی رہتی ہے قیامت
کے دن طلوع آفتاب مغرب سے مراد یہ طلوع نہین ہو سکتا ہے لہذا ہمکو مقدس
کتابون کی پیشین گوئی سے وہی مغرب مراد لینے کی ضرورت ہے جو اصلی مغرب
آفتاب کا خدا کے نزدیک ہو اور جسکو ہم آیندہ ثابت کرتے ہین ہر شخص جو آفتاب
کو مخلوق اور حادث مانتا ہے اور قدیم بالذات نہین کہتا ہے اوسکو ضرور
یہ بھی ماننا چاہیئے کہ پہلے روز جس نقطہ سے آفتاب نے طلوع کیا ہے وہ
مشرق واقعی ہے اسی پہلے روز کو ہم اول روز کہتے ہین جو اوّل روز برج
حمل کا ہے جسکو ۲۰ خواہ ۲۱ مارچ سمجھنا چاہیئے اب مشرق حقیقی جسکو فقط
آفتاب کے اوّل نمود اور وجود سے ہم مشرق کہین یہ تو ثابت ہو گیا۔ پھر
چونکہ اوس روز پورے بارہ ۱۲ گھنٹہ کا دن اکثر بلاد معمورہ مین ہوتا ہے اور

عدل فی القسمۃ کی رو سے دن اور رات کو برابر زمانہ ملنا چاہیے اثنا بارہ گھنٹہ
کے بعد جس نقطہ پر آفتاب آیا ہے وہی مغرب حقیقی ہوگا - اب دیکھو حدیث
مقدس میں وارد ہے لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا
دروازہ توبہ کا بند نہوگا جبتک آفتاب اپنے جاے غروب سے طلوع نکرے
اور یہ نہیں فرمایا کہ مِنْ مَغْرِبِکُمْ یعنے تمھارے مغرب سے طلوع نکرے - اسلیے
کہ ہمارا مغرب تو محض فرضی اور نسبتی ہے ہر درجہ کے رہنے والے انسان کا
روزانہ ایک مغرب جداگانہ ہے - پھر مخبر صادق کا یہ کلام جو مطابق وحے
آسمانی کے ہے کس کے مغرب پر صادق آتا لہذا مغرب کی اضافت وسی آفتاب
کی طرف فرمائی ہے اور مراد یہ ہے کہ جس روز آفتاب کو موجود کر کے پہلا
مطلع اور پہلا مشرق ہم نے بنایا ہے اوسی کی نظر سے پہلا مغرب جو نقطہ ہے
اوسی نقطہ سے بروز قیامت آفتاب طلوع کریگا اور دنیا کا اولٹ پلٹ
جانا بھی ہے اور مشرق کا مغرب اور مغرب کا مشرق ہو جایگا یَوْمَ تُبَدَّلُ
الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اوسی روز کے بعد یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائیگی
یہ مغرب ایسا ہے کہ تمام باشندگان روی زمین کیا بلکہ تمام مخلوقات موجودہ
نظام شمسی بلکہ اور ہزاروں نظام اگر خدا نے بنائے ہیں سب کے نزدیک

یہ مغرب وہی نقطہ ہے جس نقطہ سے پہلے روز ہمارا آفتاب نکلا ہے اِس نقطہ
کے مغرب سے طلوع آفتاب کرنے سے کُل موجودات عالم بالا و پائین سب کی
علامت قیامت ایک ہی وقت ہوگی مدینہ اور کلکتہ اور امریکہ سب برابر ہو گئے آپ
مطمئن نرہین آپ پر بھی اوسی روز قیامت آئے گی جس روز مدینہ والونکی قیامت
ہوگی اسلیئے کہ خدا آپکا اور مدینہ والونکا ایک ہی ہے۔ کیا اچھی نظیر اِسوقت یاد
آئی۔ ایک نیچرل صاحب (بلکہ انڈیا کے جزل نیچرل) ولایتی کتا لیئے ہوئے
ریل گاڑی پر ایک عالم محمدی سے ملے عالم صاحب نے پوچھا کہ یہ کتا آپنے
کیون پالا ہے نیچرل صاحب نے براہ تمسخر کہا کہ حضور حدیث مین وارد ہے
کہ جہان کتا ہو فرشتہ وہان نہین آتا ہے۔ مین نے ملک الموت کے روکنے کا
بندوبست کیا ہے کہ میری قبض روح کرنے نہ آئین۔ مولوی صاحب نے
فرمایا آپکی قبض روح کرنے وہ فرشتہ آئیگا جو کتون کی روح قبض کرتا ہے آپ
مطمئن نرہین حدیث سچی ہے۔ یہ بات ضرور ماننے کے قابل ہے کہ پہلا
روز خلقت آفتاب کا (اگر آفتاب مخلوق اور حادث ہے اور قدیم غیر مخلوق
نہین ہے) نقطہ مشرق اور اوسی روز کا نقطہ مغرب ضرور مشرق حقیقی اگر کہا
جائے تو ہوسکتا ہے جو ہمکو معلوم نہین ہے اور الہامی کتابون مین وہ مراد

ہو سکتا ہے اب ہم دونو نظام بطلیموسی اور فیثاغورسی پر بنا کر کے طلوع آفتاب
کا مغرب سے ممکن بلکہ ضروری ہونا ثابت کرتے ہین۔ بطلیموسی نظام مین مرکز عالم
اور مرکز زمین واحد ہے اور فیثاغورسی نظام مین مرکز عالم آفتاب ہے اور
دونو نظام کے رو سے عموماً مشرق کا مغرب ہو جانا محال ہے اور یہ محال کا
عقیدہ محض جہالت اور نادانی سے انکو ہو رہا ہے نہ براہ تحقیق علمی جسکا
ثبوت یہ ہے۔ ہمکو خدا نے ساڑھے چار سو برس گذرے ایک پتھر ایسا
بتلایا جس سے ہم نے قطب نما بنایا اور اوسکی وجہ سے خط شمالی قائم ہو گیا
اوسی خط پر عمودی خط ڈالنے سے چارون سمت قائم ہو گئین اور اسی ذریعے
کلمبس نے علم جہاز رانی مین ہمکو ترقی دکھائی۔ ایک اور پتھر مقناطیس صلیبی جو
پورب اور پچھم بتلاتا ہے ڈاکٹر گرے صاحب اوسکے پائے جانے کے
مدعی ہین مگر ہمکو ابھی نہین ملا ہے مگر ہونا ممکن ہے اوسکے ذریعہ سے مغرب نما
نہایت سچا بن سکتا ہے۔ اب ذرا رصد خانہ مین پیرس اور لندن اور
دیگر مقامات کے چلئے اور ہیئت دانون کے مشاہدات کو دیکھیے اونکو بخوبی
معلوم ہو گیا ہے کہ قطب نما کی سوئی شمال سے پچھم کیطرف ہٹتی جاتی ہے
یعنی چند صدیون مین شمال کا نقطہ جو ساڑھے چار سو برس آج سے پہلے تھا

نقطہ مغرب پر آجایگا۔ پھر ضرور ہے کہ نقطہ مغرب نقطہ جنوب اور جنوب مشرق اور مشرق شمال ہوجایگا۔ اور یہی مطلب ہے علماے محمدیؐ کا جیسے کرمانی شارح بخاری وغیرہ کہ خدا قادر ہے منطقۃ البروج کو معدل النہار پر منطبق کر کے پچھم کو پورب بنا دے جسکو پڑھ کر دہریہ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب نقطہ مغرب پر نقطہ شمال پہونچ گیا پھر زیادہ دنون مین نقطہ مغرب کا نقطہ مشرق پر پہونچنا کیون محال ہوگا بلکہ ممکن ہے بلکہ واجب ہوگا اب اس نادانی کو دیکھیئے کہ ضروری الوقوع کو محال سمجھ رہے ہین۔ اور یہ تغیر کہ نقطہ شمال مغرب کیطرف چلا جاتا ہے اسکا سبب یہ بیان کرتے ہین جسکو علم جرثقیل سے پورا تعلق ہے۔ اور جسکے ذریعہ سے ایک اور بڑے اعتراض کا جواب مل گیا کہ خدانے پہاڑونکو زمین کی میخین ارشاد فرمایا ہے اسپر بھی دہریہ قہقہہ زنی کرتے تھے۔ اب جب سے زمین کے معدنیات بلکہ پہاڑون کے مثلاً لوہا اور پتھر کا کویلہ اور مٹی کا تیل اور ٹین وغیرہ زمین سے بکثرت نکالا گیا اور دور دور پھیلایا گیا اور بقاعدہ جرثقیل ثابت ہے کہ بوجھلی اور وزنی شے یکجا ہونے سے اور اثر رکھتی ہے اور متفرق ہونیسے اثر بدل جاتا ہے۔ لہذا وہ جذب مرکزی جو آفتاب یا مرکز عالم کو زمین کیطرف تھا اوسمین فرق آگیا اور نقطہ شمال مغرب کو ہٹ رہا ہے۔

پہاڑ زمین کی میخ ہیں

معدنی اشیا کو متفرق کرنا اور دور دور لیجانا یہ ہمیشہ سے ہو رہا ہے لہذا ہمیشہ سے یہ اثر بھی ہوتا ہوگا - اب ہم ذرا نیچرل خیال والے معترضین سے پوچھتے ہین کہ آپکو ساڑھے چار سو برس سے شمال کی پوری اطلاع ہوی ہے اور خداے قادر جس نے شمال اور مغرب کو پیدا کیا ہے وہ اوس نقطہ کو بھی جانتا ہے جسپر آفتاب کو پہلے روز پیدا کیا ہے وہ پہلا روز خلقت اور طلوع یعنے ظہور نور آفتاب کا اگر کسی ذریعہ سے آپکو معلوم ہوجاے تو شاید آج ہی آپ اور ہم پکار اوٹھین کہ طلوع آفتاب کو مغرب سے تھوڑے ہی دن باقی ہین پھر آپ باا ینہمہ نادانی عالم علم لدنی کی پیشین گوئی پر کیونکر قہقہہ زنی کرتے ہین ؎

کیا بخشے گی بلبل بھلا ان پھولوں سے	پہلے صاف اپنا روز مرہ تو کرے

اب ہم نے طلوع آفتاب از مغرب کا امکان بلکہ براہ نیچر ضروری ہونا ثابت کر دیا و للہ الحمد اور قیاسی تجویز کو مشاہدہ مین بدیہی کر کے دکھلا دیا و لا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ - سوا نیزہ پر آفتاب اسکو بھی علماے ہیئت سے پوچھ لیجیے کہ جو مدار زمین کا گرد آفتاب کے گردش کا روزانہ خواہ سالانہ ہے وہ دائرہ چھوٹا ہوتا جاتا ہے اور اسکو بڑے بڑے ہیئت دان آنکھون سے

دیکھ کر حکم قطعی لگا چکے ہین پھر جب مدار حرکت ارض کم ہوتا جاتا ہے ایکروز
وہ بھی ضرور آنے والا ہے کہ جس دائرہ پر زمین گرد آفتاب کے گھومے
اوسکا نصف قطر برابر سوا نیزہ کے ہو اب کونسا شبہہ آپکو ہمارے نبیؐ
کی پیشین گوئی مین باقی رہا اور تعصّب کی بات ہی اور ہے رہا دیر اور جلدی
یہ قادر مُطلق کے اختیار کی بات ہے آج حُکم ہو تو آج ہی ہو جائے ہمارے
نبیؐ کے رصد خانہ مین ہرشل اور گیلیو مُنجّم کے چھوٹے دوربین نہ تھی بلکہ وہ دُوربین سچّی
قُدرتی آپکو خدا نے دی تھی جو اپنی یدِ قدرت سے خدا نے تیّار کی ہے
اللّٰھمّ صلّ وسلّم وزد وبارک علی محمّدٍ وآلہ المعصومین یہ بھی یاد رہے
کہ زمین کا مدار یعنی جس دائرہ پر زمین گرد آفتاب کے پھر رہی ہے اوسکا چھوٹا
ہوتا جانا جسطرح حال کے علماء طبیعین اور علماء ہیئت مشاہدہ کرکے بتلا
رہے ہین قدیم فلاسفہ بھی اسکو صحیح مان چکے ہین حکیم ابیقور ایسا دہریہ
دُنیا کے قدیم ہونے مین یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ ذرّات یعنی چھوٹے چھوٹے
اجسام جنکے خود بخود دیکھا ہونے سے دنیا کی چیزین ہمیشہ خود بخود پیدا ہوتی ہیں
انھین ذرّات کے متفرّق ہو جانے سے اور دوسری دنیا پیدا ہوا کرتی ہی
اور یہ ہٹ جانا اجزای لایتجزّیٰ کا کبھی بسبب حرارت نار کے ہوتا ہے

مثلاً آفتاب زمین سے بہت قریب آجاے (سوانیزہ کو یاد کرو) اب حرارت آفتاب کی زمین کو جلادیگی اور موجودات اجسام مین تغیر پیدا ہوگا۔ یا کوئی حرکت شدید خوفناک ایسی پیدا ہو کہ تمام اشیاے عالم کو اولٹ پلٹ دے اور یہ دولاب عالم یعنے چرخہ اور رہٹ جو پھر رہا ہے فاسد ہوجاۓ (اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا) کا اقرار کرتا ہے۔ اسکے بعد اس دہریہ نے اون خیالات کا ثبوت لکھا ہے جو آجکل یوروپ کے فلاز فر علم جی اک ناسی کو نیا علم اپنا ایجادی بتارہے ہین۔ بہر حال ہمکو زمین کا آفتاب کے نزدیک آجانا خواہ آفتاب کا زمین کے پاس آجانا اسکا ثبوت قدماے فلاسفہ کے اقوال سے بھی بیان کرنا تھا۔ پھر اب کیون یہ فلاسفہ ہمارے نبی کی پیشین گوئی پر یعنے سوا نیزہ آفتاب کے آجانے پر تمسخر کرتے ہین۔ اب تو یہ حدیث بالکل مطابق عقیدہ اور مُشاہدہ فلاسفہ قدیم اور جدید دونون کے ہے۔ افسوس ہے کہ یہ نوخیز تعلیم یافتہ فلاسفہ کے اقوال کو بجان ودل تسلیم کرین اور حکیم الٰہی جسکی عقل اور علم محض وحی آسمانی ہو اوسکے ارشاد پر سیکڑون شبہات اونکو لاحق ہون

آفتاب کی گرمی کا تحمّل کیونکر ہوگا جب سوا نیزہ پر ہو اس شبہہ کا

دفع اوّلاً تو یہی ہے کہ جب آہستہ آہستہ زمین آفتاب کے قریب ہوتی

جاتی ہے تو ہمارا تحمّل حرارت آفتاب کا بھی بڑھتا جاتا ہے اور یہ قانون
فطرت ہے کہ تحمّل آلام رفتہ رفتہ آدمی کر سکتا ہے کیسا ہی سخت الم اور
کیسی ہی سخت ایذا ہو۔ دیکھئے جو لوگ آگ کا کام کرتے ہین لوہار اور شیشہ گر
وغیرہ اونکو جسقدر برداشت حرارت کی اوٹھانے پر ہے دوسرے کو ہرگز
نہین ہے۔ پھر اگر آفتاب کا قرب زمین سے تدریجی ہے عدم تحمّل کا شبہہ
ساقط ہو گیا۔ اور اگر دفعةً یہ قرب آفتاب کا خدا کر دیگا جیسا کہ ہمارا عقیدہ
ہے اور متاخرین فلاسفہ طبعیّین یعنے فلاسفہ جدید بقول مصنّف رسالہ
حمیدیہ بھی اسکے قائل ہین اور حکیم ابیقورس کا قول قدماے فلاسفہ مین بھی
ہم لکھ چکے پھر کیا آپ نے قیامت آنیکو کھیل ور تماشا اور ولایتی چڑیا کلکتہ کی
تفریح اور سیر و تماشا خیال کیا ہے کہ آپکے آرام اور راحت اور دلچسپی کے
واسطے کوئی تھیٹر تیّار ہوگا۔ یہ آپ کس سے کہتے ہین کہ ہم سے تو گرمی آفتاب
کا تحمّل نہو سکیگا۔ پھر نہو اور جل بھن کر خاک ہو جاؤ از کیسہ ما چہ میرود۔
ابھی تو آپکو اسی کا انکار ہے کہ ایسا ہو نہین سکتا اور جب آپکو ثابت ہو جاے
کہ ہان فلاسفہ کے قول سے بھی اسکا واقع ہونا ممکن ہے اوسوقت انھین
فلاسفہ سے آپ فائر پروف تیّار کرا لیجیے کہ آپکو جلنے سے بچا لیگا۔ خواہ

کوئی اور ایسی ہی چیز بنوا لیجیے کہ اوس روز آپکے کام آئیگی رہے ہم غریب
پابندان مذہب آسمانی ہمکو پورا یقین ہے کہ ہمارا خدا خود آگ مین جاندار کیڑے
اور پرندے جانور پیدا کرتا ہے اور آتشخواری اونکی صفت ہے اور ہرشل کی
دوربین سے ہم دیکھ رہے ہین کہ خود کرہ آفتاب پر جاندار چیزین چلتی پھرتی
نظر آتی ہین اور ہماری تاریخ مذہبی تبلا رہی ہے کہ نمرود کی وہ آگ (الامان الحفیظ)
جو کوسون بھڑک رہی تھی حضرت ابراہیمؑ پر ہمارے خدا نے گلزار بنادی۔
آگ کی گرمی اور آفتاب کی تمازت اور برف کی سردی ان سب کی ایذادہی
یا آرام رسانی اوسی پروردگار کے قبضۂ قدرت مین ہے جسنے ان چیزونکو پیدا
کیا ہے۔ کیا مجال ہے کہ بدون اوسکے حکم کے کوئی موذی ہمکو ایذا پہونچا سکے
ہم تو اوسی معبود برحق کے بھروسے پر اوسکی اطاعت مین سرگرمی کر رہے ہین
اور اوسی کی رحمت پر لو لگائے ہوئے کہہ رہے ہین یا خدا ؎

در مملکت وجود فرمان از تو	آرام دل بے سروسامان از تو
ما را بدوای درد دل کاری نیست	دل از تو و درد از تو و درمان از تو

ہمارا خدا ضرور ہمکو بقدر ہمارے اعمال خیر و شر کے ایذا اور آرام
پہونچانے کا مالک اور مختار ہے۔ پھر اگر باوجود بجاآوری احکام الٰہی کے

آفتاب کا ضروری خاصہ یہی ہے کہ چاہے خدا کو منظور ہو یا نہو مگر آفتاب کا بیچ جلانے مین اشیاے عالم کے نہ بدلیگا اور تمام دُنیا جل بھُن کر بقول ابیقورِ حکیم خاک ہو جایگی پھر ہو جاے کیا مضائقہ مرگِ انبوہ جشنے دارد فقط

باب بارھوان مذہب کی پابندی سراسر خلاف عقل کے ہے اور اِنسانی آزادی کو بھی منافی ہے اور سیکڑون مذہب سے مذہب حق کا پہچان لینا یہ بھی تکلیف محال ہے

اِس باب مین سات سوال اور اونکے جواب درج ہونگے **سوال اوّل**

مذہب اور ملت کے سب اصول اگر عقل کے مطابق ہین پھر تو فلسفہ اور حکمت اور مذہب ایک ہی چیز ہے نبی اور رسول خدا کی طرف سے تشریف لاکر فلاسفہ سے بڑھ کر کیا کام کرینگے ہمکو فلسفہ پڑھ لینا ہمارے آرام اور راحت اور نجاتِ آخرت (بشرطیکہ عالم آخرت کوئی عالم مانا بھی جائے) کے واسطے کافی ہے اور اگر مذہب کے سب اصول عقل سے مخالف ہین پھر اوسکی پابندی کون عاقل تجویز کریگا اور اگر بعض اصول مذہبی مطابق عقل کے بنے اور بعض مخالف اب وہی اصول جو موافق عقل کے ہین ہمکو فلسفہ بتلا رہا ہے اور عقل کے مخالف اصول سب مردود ہین پھر نبی کے آنے سے کیا فائدہ اور

مذہبی پابندی سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا **سوال دوّم** اگر کسی دلیل سے مذہبی
پابندی ضروری بھی ثابت ہو اب فرمائیے کہ ہزارون فرقہ مذہبی دُنیا مین موجود
ہین مثلاً فقط اہل اسلام مین تہتّر فرقہ ہین اور ہر فرقہ اپنی مذہب کو سچّا اور سبکو
غلط کہہ رہا ہے - اگر بالفرض ہمکو عمر نوح بھی ملجاے اور سواے تحقیقات
مذہبی کے اور سب کام چھوڑ دین اور تکمیل اپنے نفس اور بدن کی جس علوم کے
پڑھنے پڑھانے سے ہوتی ہے سب چھوڑ چھاڑ کر ستّو باندھ کر اسی کے
پیچھے پڑین جب بھی تو ہم کسی مذہب کو ہزارون مذاہب مین سے سچّا منتخب
نہین کر سکتے ہین - اب معلوم ہوا کہ اگر خدا کا وجود ہے اور وہ عادل اور
مُنصف بھی ہے ایسے بار عظیم کی برداشت ہم سے ہرگز طلب نکریگا لہذا
ہمارے پاس ایک چراغ ہدایت یعنے ہماری عقل جو اوسنے دی ہے اوسکی
روشنی مین ہمکو چلنا اور اوسی کی پیروی کرنی ہمکو لازم ہے اور تحصیل
محال کے درپے کیون ہون جسکا انجام کبھی نہوگا **سوال سوّم** مذہب کے
پابند اپنے ہادی اور پیغامبر ذنکو کہتے ہین کہ اگر یہ لوگ نہوتے دنیا کی آبادی
اور خلق خدا کی معاش کا سرانجام جن صنائع سے چل رہا ہے اور جن علوم کے
اصول نظام انسانی کے بقا کے باعث ہین انسان اونکو ہرگز نجانتا اور جو چیز

ہمارے بقا کی رکھنے والی ہے وہ تمیز کبھی ظاہر نہوتی - ہم توان باتون کو محض
اون لوگون کے دعوی زبانی سمجھ رہے ہین - تاریخ عالم کے دیکھنے سے بخوبی
معلوم ہوتا ہے کہ ایجاد اشیاے ضروری فلاسفہ نے کی ہے اور اب بھی
کر رہے ہین کون سے نبی نے کوئی شے ایجاد کی جو ہمارے بکار آمد ہو جر ثقیل
اور فلاحت اور طب اور کیمیا وغیرہ جسقدر علوم ہین سب کے موجد حکما ہین
اور اسیطرح ہمارے آرام اور راحت کے اشیا سب کے موجد بھی فلاسفہ
ہمیشہ رہے - آج بھی ہزارون کلین اور آلات جسقدر بنا ہین کون سے
نبی نے انکو بنایا ہے اور بالفرض اگر ہزار مین سے دو چار کسی نبی کے ایجاد
سے بھی ہون پھر اونکو ان موجدین پر تفوق کیا ہوا - اسی طرح اخلاقی مسائل
ہو تمدنی اصول ہمارے عقلاؔ اور اہل تجارت کی اتفاق راے سے ہمیشہ
جاری ہوتے ہین - ہان ایک عالم غیر مادی کے دھمکی دیکر ہمکو خوف دلا دلاکر
ہمارے روپیہ پیسہ کے لوٹنے کا ڈھنگ البتہ ان لوگونکو خوب یاد رہا ہے
اور آپکے بھار جی مولوی اور پادری پنڈت جی مہاراج اور گرو جی ہمیشہ
دنیا کو لوٹ پوٹ کر کھایا کرتے ہین **سوال چہارم** اعتماد بر قول غیر کا مسئلہ
ضرور فطرت کے موافق ہے اور اگر یہ مسلم نہو تو بڑی خرابی انتظام دنیا مین

پڑے پھر جب ہمنے کسی کے علم اور تجربہ پر پورا یقین کرلیا اور سیکڑون ہزارون آدمیون کو اوسکے علم اور حکمت کا قائل دیکھا یا سنا اور اصلاح قوم پر اوسکو پورا عامل پایا اب ہمکو جو چیز معلوم نہو اوسکا اوسی سے پوچھنا اور مشورہ کرنا اور ایسے حکیم اور فلاسفہ پر اعتماد کرنا بس یہی ہمارے واسطے کافی ہے نبی اور اوتار ہونے مین اور کون سی بات زیادہ ہوتی ہے پس یہی زیادہ ہوتی ہے کہ دوزخ مین جلوگے اگر ہمکو نہ دوگے اور بہشت مین رہوگے اگر ہمکو دوگے

سؤال پنجم قانون فطرت اگر پورا اور جامع جمیع امور نظام عالم کا ہے اور اوسمین تغیر نہین ہوسکتا پھر تو لازم آتا ہے کہ ایک نبی اور ریفارمر جو قانون خدا کیطرفسے لایا ہمیشہ وہی جاری رہے اور تبدیل شرائع انبیاسے معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح فلاسفہ کی رائے جدید تحقیقات سے مسائل اور نوامیس مین بدلتی ہے یہ لوگ بھی صاحب عقل اور فلاسفہ تھے ہر زمانہ کے نبی نے اپنے زمانہ کے موافق ایک قانون بناکر اوسکو کتاب آسمانی مشتہر کردیا۔ علوم فلسفہ کا بھی ایسا ہی حال ہے جیون جیون انسانی معلومات مین ترقی ہوتی جاتی ہے اصول جدید مناسب ہر زمانہ کے (نیچر) ہمکو خود بتلا رہا ہے اور کسی نبی اور رسول کی تعلیم کے ہم ان اصول اور نوامیس مین محتاج نہین ہین

سوال ششم خاص کر اسلامی شریعت پر یہ بڑا بھاری شبہہ وارد ہوتا ہے
کہ اگر سب نبی سچے تھے کسی نے یہ دعوی نکیا کہ ہماری شریعت ابدالآباد باقی رہیگی
اور اہل اسلام کی بانی شریعت اسکی مدعی ہوئی اگرچہ یہ دعوی بشرط صحت اور
ثبوت اس امر کے کہ آسمانی مذہب اب بھی مذہب اسلام ہے اوس قاعدہ
کے بالکل مطابق ہے کہ سچ مین تغیر اور تبدل محال ہے مگر پھر اور انبیا کا
نبی ہونا اور اونکا مذہب آسمانی ہونا غلط ہو جایگا - اب دیکھو سب نبی تو
اسکے مدعی رہے کہ ہماری شریعت تھوڑے دنون بعد بدل جایگی اور اسلامی
شریعت کے موجد اسکے مدعی ہوئے کہ ہماری شرع قیامت تک رہیگی
اور سوائے مسلمان کے اور سب اہل مذہب کیسے ہی نیکوکار ہون سب دوزخی
ہین اب سیکڑون نبی سچے تھے یا کہ اسلامی نبی سچے تھے دونو کیونکر سچے ہو سکتے
ہین بلکہ جب دونو قول مین تعارض ہے دونون ساقط ہو کر غلط ہو گئے اور
یہ فخر اہل اسلام کا کہ ؎

تیمے کہ ناکردہ قرآن درست		کتبخانہ چند ملت بشست

اگرچہ اپنے نبی کی بزرگی پر دلیل ہے مگر ایسی دلیل ہے کہ خود انکے نبی کے نبوت
کو باطل کرتا ہے - مسلمانون کا اس لن ترانی مین یہی حال ہوا کہ ؎

جیسے کہ اوسنے یہ سوال کیا

ہرکہ بیہودہ گردن افرازد	خویشتن را بگردن اندازد

یہی ایک مسئلہ ایسا ہے کہ ہمکو پابندی مذہب سے پوری طور پہ روکتا ہے جسکو ذراسی عقل ہوگی وہ فوراً کہدیگا کہ دونون باتین کیونکر یکجی ہو سکتی ہین

سوال ساتوان مذہبی پابندی مین ایک اور بڑا ضرر ہے کہ خرابی امن و امان انسانی اور غدر اور فساد جو ہوتا ہے اسی مذہب کی پابندی مین ہوتا ہے اور جب کسی حصہ دنیا اور سلطنت منتظمہ مین خرابی آئی ہے مذہبی فسادات ہی سے آئی ہے کبھی نہ سنا ہوگا کہ فلسفی جماعت نے بلوہ کیا یا فلاسفہ امن اور امان خلائق مین خلل انداز ہوے فلاسفہ کا یہی کام ہے کہ اپنے بنی نوع یعنے انسان کے آرام اور آسایش کے اشیا ایجاد کرین بلکہ مطلق ذی روح کی راحت رسانی کی تدبیرین خود بھی کرین اور لوگون کو بھی بتاتے رہین ریل گاڑی کو دیکھے جسکے جاری ہونے سے کرورون حیوانات گھوڑے اور بیل اونٹ وغیرہ کی جان بچ گئی مسلمانون کے قرآن مین بڑا احسان اپنا بندون پر یہ بھی دکھلایا ہے کہ تمھارے سواری اور باربرداری کیواسطے ہم نے چوپایہ جانور پیدا کیئے اگر وہ جانور نہوتے تمھارے وہ کام بدون تعب شدید کے انجام نپاتے۔ فلاسفہ نے اس احسان کو بھی ہمارے سر سے اوٹھا کر دکھلادیا کہ ہم سواری

فلاسفہ کا احسان خدا کے احسان سے بڑھکے ہے

اور بار برداری مین چوپایون کے محتاج نرہے بلکہ مسلمان بھی اگر انصاف
کرین اونکو بھی اِس احسان کے ادای شکر سے نجات نہ ملیگی جواب
یہ سوالات ہفت گانہ فقط انکار نبوّت اور شریعت ہاے انبیا کی نسبت
ہین خدا کا اِنکار وجود انسے لازم نہین آتا ہے۔ فلاسفہ مین بھی ہمیشہ دو فرقہ
رہے ہین ایک دہریّہ جو خدا کا منکر دوسرا خالق عالم کا اِقرار کرنے والا مگر
نبوّت کا منکر تھا تیسرا اسحٰق نیوٹن ڈاکٹر طامس ریڈ ڈی کلرنسن ڈاکٹر کزن
ڈاکٹر برون وغیرہ یہ جدید فلاسفہ ہین جو علم وہبی اور فلسفہ آسمانی کو پورا اور
سچّا جانتے ہین اور فلسفۂ اِنسان کو ناقص۔ عبادت خدا اور پابندی مذہب
کو پسند کرتے ہین اور ہیوم جان لاک پروفیسر ہین اور ہر کلی اور جو دہریّہ تھے
اونکی رد کرتے ہین۔ خیر یہ تو ایک تاریخی بات ہے اب جو شخص دہریّہ ہو اور
وجود خدا کو مانتا ہو جیسا کہ ہمارا سائل ہے اوس سے ہمکو فقط انبیا کی ضرورت
اور شریعت کی خوبی ثابت کرنی لازم ہے اِسکے بعد سب شبہات دفع
ہو جائینگے۔ پہلا سوال کہ شریعت بالکل مطابق عقل کے ہے یا بالکل مخالف
یا کچھ مطابق اور کچھ مخالف ہمیشہ سے براہمہ کہتے چلے آتے ہین اور جواب
بھی مذہبی پابند فلاسفہ نے دیا ہے مگر آج کل کے آزاد منش نہ اون جوابونکو

سمجھ سکتے ہین اور نہ اونکی تسکین ہوگی لہذا ہمکو جدید طریقہ سے بھی جواب دینا چاہیئے تمہیدی بیان کسی چیز کا عقل کے مطابق ہونا یا مخالف ہونا اسی پر موقوف ہے کہ پہلے ہم عقل صحیح کو سمجھین اور یہ ترازو جو ہمکو خدا نے سنجیدگی حق اور باطل کیواسطے دی ہے اوسکو پہچانین۔ ظاہر ہے کہ آدمی کی عقل ناقص بھی ہو سکتی ہے اور کامل بھی اب اسکا پہچاننا کہ ہماری عقل ناقص ہے یا کامل ہے اور ہم اپنی تجویزات عقلی مین خطا پر ہین یا صواب پر اسکا طریقہ کونسا ہے اگر وہی عقل ہے جو ہم مین ہے یہ تو کھلا ہوا دور ہے اور محال ہے یعنے ہم اپنی عقل کی خوبی یا خرابی اپنی عقل سے نہین پہچان سکتے۔ اب ضرور ہمکو کسی اور کی عقل پر بھروسا کرنا پڑیگا جب کسی اور پر ہمکو اعتماد کرنا پڑا اب ہمکو اوسکی عقل کا ناقص یا کامل ہونا پہلے دریافت کرنا ضرور ہے۔ ایسے عاقل کی شناخت مین ہمکو دو ہی چار باتین فطرت سے ایسی بدیہی اور آسان ملی ہین کہ فوراً ہم ایسے کامل العقل کو پہچان سکتے ہین عقلی باتون کے اوستاد اور معلّم کو ہم اسوقت ایک پیشہ ور دکاندار سے مشابہ فرض کرین دیکھو جس عطّار کے پاس ہر قسم کی دوا ہمکو ملتی ہے اوسکو ہم نامی عطّار کہتے ہین جس درزی کو ہر قسم کے دوخت پر مشّاقی ہو وہی پورا درزی ہے جو لوہار ہر قسم

کی چیز بنانے مین لوہے کی پورا ہو وہی پُورا لوہار کاریگر ہے جو طبیب یا ڈاکٹر
تمام امراض کے علاج مین عاجز نہو یا دو چار مرض کے علاج مین وہی پُورا
طبیب اور ڈاکٹر ہے جو معلّم اور ماسٹر کسی علم کے یا چند علوم کے پڑھانے مین
عاجز نہو وہی پُورا عالم ہے جو قاضی یا مفتی یا جج کسی مسئلہ کے جواب دینے مین
یا کسی پیچیدہ مقدمہ کے فیصل کرنے مین عاجز نہو وہی پورا جج اور قاضی ہے
پھر اگر کوئی ایسا آدمی ہمکو خود ملجائے یا ہمکو تاریخ صحیح سے ایسے آدمی کا پتہ
لگ جاے کہ کسی زمانہ مین ایسا ایک آدمی تھا کہ جس پیشہ کی بات اوس سے
پوچھی گئی یا جو کام عقلی خواہ بدنی اخلاقی یا روحانی اوس سے سیکھا گیا خواہ
اوس سے پوچھا گیا درزی اور لوہار اور نجار اور تمام دُنیا کے پیشہ اور
علوم کا سب مین یا تو وہ خود عامل تھا یا کہ تعلیم اصول علوم اور فنون مین وہ
کامل ایسا تھا کہ اوسکی برابری کوئی نکر سکتا تھا اب کہو اوسکی عقل اور علم کے
پورے ہونے مین کسی طرح کا شک ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ اگر خوبی قسمت
سے ہمارے زمانہ مین کوئی ایسا کامل ہمکو مل گیا پھر تو کیا کہنا ؎

اے آمدنت باعثِ آبادے ما	ذکرِ تو بود زمزمۂ شادے ما

اللّٰھمّ عجّل فرجہ ورنہ ہمکو تاریخ ضرور بتلای گی کہ ایسے بھی لوگ دنیا

مین گذرے ہین چنانچہ تاریخ عالم سے ہمکو پتہ ایسے لوگونکا ملتا ہے جو پورے
ہادی اور ریفارمر تھے - اب رہا یہ شبہہ کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے پیغمبر ہادی
اور ریفارمر کو ایسا ہی تبلاتے ہین اِس سے کوئی خرابی پیدا نہوگی بلکہ ایسے
کاملین کا وجود بکثرت ثابت ہوگا جس سے ہمارا اعتقاد مسئلہ نبوّت مین پختہ
ہوجائیگا - ہمارے نبی محمّد مصطفےٰ صلعم کی نبوّت کا اقرار نہ سہی مگر اونکے حکیم
اور مدبّر اور عالم کامل ہونیکا اقرار یہود اور نصاریٰ بھی کر رہے ہین پس
اِسی قدر ہمکو اِسوقت کافی ہے کہ وہ پوری عقل کے آدمی تھے نبی اور رسول
ہونا اونکا آئندہ دیکھا جائیگا - اب موٹی سی موٹی عقل کا آدمی اسکو سمجھ
سکتا ہے کہ ایسا کامل اور عقیل آدمی جو بات کہیگا یا کریگا ہرگز خلافِ عقل
نہوگی اور ایسے کامل کی پیروی اگر ہم کرین یا جسکی پیروی کو وہ حکیم کامل ہم سے
کہے اور یہ بھی کہدے کہ اسکی پیروی بعینہ میری پیروی ہے اب ہمکو اوسکی
پیروی مین کچھ تردّد اور پس وپیش نہوگا - پھر جب ایسا کامل ہمکو ملجائے اب
اوسکی پیروی مین ہمکو اِتنی بات اور بھی جانچنی لازم ہوگی کہ اسکا فعل مُطابق
اسکے قول کے ہے یا نہین مثلاً ہمکو جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے اور خود
تو جھوٹا نہین ہے ہمکو عیّاشی سے روکتا ہے یا مُحسن کشی بدمستی شرابخواری

آرام طلبی جہل اور فریب سے روکتا ہے اور اِن بُرائیون سے خُود بھی بچتا ہے یا نہین۔ تاریخ ہمکو بتلا رہی کہ ارسطو طالیس ایسا حکیم اپنے اوستاد اور محسن سے بدسلوک تھا اور بو علی سینا ایسا حکیم عیش اور طرب پر ہمیشہ مائل تھا جالینوس شرابخوار لارڈ بیکن بھی ناسپاس اور رشوت خوار ابیلرڈ عشق باز ابیقور حکیم مسخرہ اور بے حیا۔ الغرض فلسفی ہونے سے بد کرداری سے اگر امان ہو جاتی تو ایسے ایسے حکماے نامی گرامی ایسے بداطوار کیون ہوتے اور وہ فلاسفہ الٰہی جنکو ہم نبی اور رسول کہتے ہین کوئی تاریخ ایسی نہین ہے جو اونکی ایک بدکرداری بھی بیان کرے اِسی بات کے سُوچنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مُجرد ہمہ دانی اور وفور علم کسی کا ہمکو اوسکی پیروی کرنے مین کافی نہو گا جبتک اوسکی بدکرداری سے بچنیکا ہمکو پُورا یقین نہو جاے اور اوسی حکیم کو ہم معصوم بھی کہینگے اور وہ حکیم جو کچھ کہیگا بے تردد اور بے اندیشہ ہم اوسکو قبول کرینگے اب تبلاؤ فطرت نے انتظام عالم ایسے حکیم اور مدبر اور خطا سے بری کی پیروی کرنے پر منحصر کیا ہے یا ایسے خطاکار بدمعاش جھوٹھے فریبی وکالت پیشہ کی پیروی پر جو بقول شاعر

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند	اُو خویشتن گُم است کرا رہبری کند

جب قانون فطرت ایسے ہی حکیم بری از خطا کی پیروی پر انتظامِ عالم چاہتا ہے پھر ضرور ہے کہ ایک قاعدہ فطرتی بھی ہمکو ایسا تبلادے جس سے ہم سیکڑون فلاسفہ مین سے ایک یا چند فلسفی ایسا پہچان لین جو خطاے کردار سے محفوظ ہون اور یہ قاعدہ وہی معجز نمائی ہے یعنی اوس زمانہ کے تمام آدمی جاہل ور عالم ویسا کام نکر سکین اور وہ حکیم کرکے دِکھلادے خواہ جس مسئلہ کو کوئی حکیم حل نہ کر سکے اوسکو دعوی نبوّت کرکے وہ معصوم حل کردے اور کسی سوال کے جواب مین لاادری نہ کہے یعنی یہ نہ کہے کہ مجھے اسکا جواب معلوم نہین ہے۔ اب خلاصہ ہماری تمہید کا یہ ہوا کہ ہمکو اعتماد بر قول غیر کے بدون چارہ نہین ہے دیکھو آئین شہادت مؤلفہ مسٹر مارٹین اور تحریرات اشٹار مندرجہ کتاب مذکور کو اور غیر کے قول پر اعتماد کرنا اوس سے فرقت مناسب ہے جبکہ اوس غیر کے علم اور عمل کا ہمکو پورا یقین ہو اور عیوب سے پاک ہونا جو عین دانشمندی ہے وہ بھی اوس غیر مین ضرور ہو **جواب شبہہ اوّل** مذہب کی پابندی وہی اعتماد بر قول غیر ہے اور ہرگز مخالف عقل کے نہین بلکہ عین عقل ہے اسلیئے کہ عقلی باتین یا تو ایسی ہین کہ ہر ایک آدمی اونکو بدون تعلیم کے مانتا ہے جیسے دو اور دو چار ہوتے ہین یا کل اپنے جزو سے بڑا ہے اسیطرح اور بدیہی باتین

جنکی نسبت کوئی آدمی سواے سوفسطائی کے شک نہین کرسکتا ہے ایسی باتونمین
توہمکو فطرتی طور پر یقین ہے کسی کی پیروی کی حاجت نہین ہے - دوسری قسم
کے وہ امور ہین جنمین کچھ لوگ اونکا اقرار کرتے ہین اور کچھ اونکا انکار کرتے ہین
کسی کی عقل اونکو بدیہی سمجھتی ہے اور کسی کی عقل اونکا انکار کرتی ہے یا کہ اونکو
بدیہی نہین سمجھتی ہے - ایسی ہی باتون مین فلاسفہ کی راے طرح طرح کی ہوا کرتی
ہے - مثلاً عالم کا قدیم ہونا یا حادث ہونا اب کچھ فلاسفہ تو اسکو قدیم کہتے
ہین اور کچھ لوگ اسکو حادث کہتے ہین اور دونو فرقہ حکیم اور فلسفی ہین - اب
ہمکو مناسب بلکہ واجب بھی ہے کہ ایسے حکیم کے قول پر اعتماد کرین جو تمام علوم
مین کامل ہو اور خطا کاری سے بری ہو - پھر ایسے حکیم کامل کے تجرد کھدینے
پر جب ہمکو اعتماد کرنا واجب ہے اگر وہ حکیم کسی دلیل سے بھی ہمکو حدوث
عالم کا سمجھاوے اوسکی دلیل کو بھی ہم اور فلاسفہ کی دلیل پر ترجیح دینگے -
اسی دوسرے قسم کے امور مین جو اختلافی باتین ہین اور فلاسفہ ہمیشہ جھگڑ رہے ہے
ہین کچھ ایسے امور ہین کہ انکی تحقیق سے ہمارے دنیاوی کام مین فائدہ یا ضرر
پہونچتا ہے اور کچھ ایسے ہین کہ اونکی تحقیق سے نہ ہمکو کچھ فائدہ اور نہ کچھ ضرر
مثلاً زمین کی حرکت یا زمین کا سکون یا آسمان کا وجود یا آفتاب اور زحل اور

قمر پر آبادی خواہ اونکی پیمایش جسمی اور اونکی دوری مسافت ہم سے اگر ہمکو تحقیق ہو جائے کیا نفع ہوگا اور اگر ہمکو تحقیق نہو تو نقصان کیا ہے۔ ہمارے حکیم ربانی صلعم سے لوگون نے چاند سے ہلال بننے کی کیفیت پوچھی حکم خدا ہوا قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ۔ یعنی یہ قدرت نمائی تمکو وقت تبلاتی ہے اِسکے سبب کے جاننے سے کیا تمکو فائدہ گنیلیو منجم نے دوربین بنائی یہ البتہ کام کی چیز ہے کہ ہم دور کی چیز جو زمین پر ہو دیکھ کر ہزارون فائدہ اوٹھاتے ہین اور آسمان کا نظّارہ فقط ایک تماشای قدرت ہمکو دکھاتا ہے اگر قدرتِ کاملہ پر ایمان لائین یہ بھی بڑا فائدہ ہے ورنہ کیا فائدہ ہمکو مشتری گرد چار چاند دیکھنے سے ہوا۔ اب خلاصہ یہ ہوا کہ جن امور مین آدمی کی عقل اِختلاف کرتی ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اب ہمکو فطرت قانون سے یا تو ایسا کوئی قاعدہ ملجائے کہ یہ اختلاف جاتا رہے اور یکسوئی ہو جائے اور جب کوئی قانون ایسا ہمکو نہ ملے اِعتماد بر قول غیر کا (نیچر) یہی ہمکو اِس جھگڑے سے نجات دیگا اور وہ غیر وہی نبی ہے جسکے علم اور حکمت اور راست گفتاری پر ہمکو پورا بھروسہ ہو اور کبھی غلط گوئی یا غلط فہمی کا اوسپر شبہہ نہو وسی حکیم یا نبی کا علم وہبی ہے جسکو ڈاکٹر بروِن مسئلۂ علّت اور معلول مین لکھتے ہین کہ بدون وہبیات کے یہ علم آدمی کو دشوار ہے

ورنہ فلاسفہ کے علوم بقول ڈاکٹر کزن بجاے خود ناتمام ہین اب ہم نے اتنا تو
ضرور ثابت کر دیا کہ ایک یا دو یا ہزار حکیم سچّے اور نیک عمل کے بدون ہمکو اختلافی
امور عقلیہ (جنپر ہمارے انتظامی امور کا دار مدار ہے) کے تحقیق کرنے مین بھی
چارہ نہین ہے اور اوسی حکیم کو ہم نبی اور رسول خداؐ اور امین وحی خدا کہتے ہین۔
اگر آپ یہ کہئیے کہ ایسا آدمی جو کُل علوم کا ماہر ہو اور کُل عیوب سے پاک ہو اوسکا
وجود محال ہے اور عقل اسکو باور نہین کرتی ہے اسکا جواب عقلی تو یہ ہے کہ محال
کیون ہے اور محال ہونے پر کونسی دلیل آپ نے قائم کی ہے بلکہ محال تو یہ ہے
کہ قانونِ فطرت ایسا ہادی ہمکو نہ بتاے جسکے قول پر اعتماد کرنے سے ہمارے
شکوک دور ہون اور ہم ہمیشہ جھگڑے مین پڑے نہ رہین اور فلاسفہ کے اختلاف
تجویز سے ہم حیران اور سرگردان نہ پھرا کرین رہی یہ بات کہ ہماری عقل اسکو
قبول نہین کرتی ہے آپ کیا اور آپکی عقل کیا اور کیسی بے عقلی کی بات ہے کہ
جو بات ہماری سمجھ مین نہ آئے اوسکو ہم محال کہدین۔ ہم نے سیکڑون باتین
اسی کتاب مین لکھی ہین کہ آپکی سمجھ مین نہین آتی ہین اور اونکو ضرور ماننا پڑتا ہے
دیکھو واکر نے ۱۸۲۷ع مین دیا سلائی بنائی اور فاسفورس اسکا مادّہ ہے
ہمیشہ سے یہ بات مشہور تھی کہ بھوت پریت رات کو آگ جلاتے ہین جب اس

قول کو تسلیم کرکے قبرون کی ہڈیان رات کو خودبخود روشن دیکھی گئین تب برانڈ کو
سنہ ۱۶۶۹ع مین معلوم ہوا کہ ہڈی کا فاسفورس خودبخود روشن ہوتا ہے۔ اور نقلی
جواب یہ ہے کہ علم تاریخ کو سچا باور کرکے انبیاے گُذشتہ کی تاریخ پڑھو دیکھو
کوئی نبی ایسا گذرا ہے جو کسی بات کے جواب دینے مین عاجز تہا اور کوئی فلسفی
اوسکا ہم عصر ایسا تہا جسنے اوس نبی پر سبقت حاصل کی ہو اور بجز تسلیم اور سر
جُھکانے کے کسی دہریہ اور فلسفی کی مجال تھی جو نبی اللہ پر غالب آتا۔ یا کسی
فعل بد کا وہ نبی مرتکب ہوا ہے۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگرچہ شریعت انبیاؑ کے
مسائل سب عقل سے مطابق ہین اور کوئی حکم اونکا خلاف عقل نہین ہے مگر
اونکا بیان کرنے والا وہی نبی درکار ہے جو ہمہ دان اور عیوب سے پاک ہو۔
پس بدون وجود نبی کے اختلافی مسائل عقلیہ کا جھگڑا کون طے کرتا اور بدون
اونکے طے ہونے کے ہمارے نظام کی درستی دشوار تھی لہذا قانون فطرت نے
ایسے سچّے اور معصوم اور ہمہ دان حکیمون کو ہماری طرف بھیجا صلوات اللہ علیہم
اگر آپ کہیے کہ آج تو ہمکو کوئی دلیل نبی کی ایسی کامل اور نیک عمل کرنیکی نہین ملے گی
سواے تاریخ کے اور تاریخ سے ہمکو بعض فلاسفہ کے بھی ایسے گذرنے کی خبر
ملتی ہے جو حاوی علوم اور نیک عمل تھے۔ پھر ہم نبی کو کیونکر اونپر ترجیح دین

اِسکا جواب اگر انصاف کرو تو بہت آسان ہے حاوی علوم ہونے پر تو آپکو مین ایسا سچا مدعی نہین پاتا ہون کہ آپ کسی حکیم کو تمام امور نظامِ عالم کا عالم ثابت کر سکین اور ہم ثابت کر دینگے۔ رہا جملہ عیوب سے پاک ہونا اگر کسی حکیم کا آپ ثابت کر بھی دین تو ایک وصف ہمہ دانی کا نہونا یہی اوسکے معصوم ہونے پر دلیل ہے یعنی جب اکثر امور سے جاہل تھا پھر اوس سے بچنے کی کونسی دلیل اوس حکیم کی نسبت آپ قائم کیجئیگا ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ عالم ہمہ دان سے برابر وہ شخص کیونکر ہو سکتا ہے جو بہت سے امور کو نجانتا ہو اور جب نجانتا تھا اوسکے کرنے سے یا نہ کرنے سے کیونکر محفوظ ہوگا ؎ زجاہل گریزندہ چون تیر باش۔ بڑے افسوس کی بات ہے ہم تو اوس حکیم ہمہ دان کو پیش کر رہے ہین جو پکار پکار کہتا تھا سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ۔ یعنی مجھ سے پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہو قبل اسکے کہ مین دنیا سے گذر جاؤن اور کبھی کہہ رہا ہے سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ کبھی کہتا ہے جس مذہب آسمانی اور کتاب آسمانی کے احکام مجھ سے چاہو پوچھو کہ مین اوسی نبی اُمّی کا تعلیم یافتہ ہون جسکا سواے خدا کے کوئی معلّم نہ تھا اور آپ اون فلاسفہ کا ذکر کرتے ہین جو طفل مکتب بھی اون علماے الٰہی کے نہین ہو سکتے اور

اسکا ثبوت آتا ہے **جواب دوسرے شبہہ کا** ہزارون فرقہ اگر دنیا مین ہون ہمکو اونکے جزئیاتِ مختلفہ کے جاننے سے کیا کام ہے اِسلیئے کہ مذہب کے مسائل کی تقسیم بطورِ عام دو طرح سے ہے اصول دین اور فروع دین اصول دین ہر مذہب کے عموماً تین ہین خدا کا واحد لاشریک جاننا (۲) ہر نبی کی نبوّت کا عموماً اقرار کرنا (۳) قیامت کو جسمین حشر و نشر جزا اور سزا ہوگی برحق ماننا۔ یہ تینون اصول ایسے ہین کہ آسمانی مذہب اِنھین کے ماننے سے پُورا ہوتا ہے اور اِن تینون اصول کو عقلی دلائل اور فلسفی اصول سے جب آدمی دُرست اور صحیح سمجھ لیتا ہے اوسکو ہم اہل دین اور پابند مذہب آسمانی کہتے ہین اور ہزارون مذہب بھی اگر مذہب آسمانی دُنیا مین ہون سب کا مدار اِنھین تین اصول پر ہے جو مذہب اِنمین سے ایک کو اپنے دین کے اصول مین شمار نکرے وہ مذہب آسمانی نہین ہے پھر چونکہ خدا کے وجود اور اوسکے واحد ہونے پر آپ یقین کر چکے ایک زینہ دین کا آپ چڑھ چکے اب دوسرا زینہ نبوّت کا آپکو چڑھنا رہگیا اگر جواب شبہہ اُولی سے آپکو نبوّت کے ضروری ہونے کا پُورا عقیدہ نہوا ہو تو مین ایک اور بدیہی اور آسان دلیل یہان بھی ذکر کرون **دلیل نبوّت** عالمِ مادّی کثیف ضرور ہے اِسلیئے کہ جسقدر کثافت سمجھ مین

آتی ہے اِسی مادہ کی ہے اور جسقدر لطافت ہم سمجھ سکتے ہین اوسی چیز مین ہے
جو مادہ سے الگ ہو۔ اعمال کیمسٹری جدید اور قدیم دونو سے آپکو مشاہدہ
ہو رہا ہے کہ جسقدر جوہر اشیا کے روحانیت بڑھتی ہے اوسی قدر تصرّف یعنی
فعل و اثر اوس شے کا زیادہ ہوتا ہے دواؤن کی روح جو ہُمیا پتھی مین مستعمل
ہے کہ رتی کا کرورواں حصہ ہزار من پانی مین ڈالنے سے ہماری غرض پُورا کرتا ہی
الکوہل کو دیکھیے کہ اِسپرٹ سے کسقدر کمی مقدار مین کام دیتی ہے مجنٹا کو
دیکھیے سیر بھر مجنٹہ اد ہنا رنگ ندی کے جسقدر ایکرتی اوسکا جوہر رنگتا ہے۔
کہہ نہین سکتا آپ منکر کیمیاے قدیم مین ہزار من تانبے کے روح تولہ بھر سیسہ
وغیرہ مین بھر دینے سے پچھلے کیمیاگر کلنک یعنی اکسیر غیر مُتنا ہی بناتے تھے
(اور جسکا آسان طریقہ کسی قدر ہم بھی بتلا سکتے ہین) جو لاکھون من سونا بناتے
تھے اور خود کبھی کم نہوتا تھا آخیر اسکو غلط ہی فرض کیجئے گو امریکہ کے ایک کیمسٹ
نے اصلی سونا بنانے کا اب زور سے دعوی کیا ہے اور شاید پاینیر انگریزی
اخبار مین اشتہار بھی دیا ہے کہ جسکا جی چاہے مُجھ سے اِسکی دلیل کو سمجھے اور
تجربہ کر لے۔ تاہم اسوقت جسقدر جوہر ادویہ آپکے جدید کیمسٹ بناتے ہین
وہی کیا کم ہمارے دعوے کے اثبات مین بکار آمد ہین ۵ مادّہ الّفخاذ

اور یہ تعلیم بذاتِ خود تو خدا کر نہین سکتا ہے یعنی ہمارے پاس آ کر خواہ ہم مین حلول کر کے ہمکو ضروری امور کی تعلیم فرمائے لہٰذا ایک نائب اور سفیر یا ایلچی یا مُعلّم اور ماسٹر ایسا چاہیے جو خدا کے احکام اور اوسکے پسندیدہ امور جنسے ہماری صلاح اور فلاحِ دُنیوی کو پُورا تعلّق ہو ہمکو تعلیم کرے۔ یہ مُعلّم اگر محض نورانی اور روحانی ہو جیسے ملائکہ اور فرشتے (تسلیم کر لیجیے کہ فرشتہ موجود ہین اور ثبوت اِسکا کسی باب آیندہ مین ملاحظہ کیجیے) ہرگز یہ تعلیم اونسے بہ نسبت ہر فرد بشر کے پُوری نہین ہو سکتی ہے چنانچہ قرآن مین فرمادیا وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا۔ اگر ہم نبی کو فرشتہ کے اقسام سے مُقرّر کرتے جب بھی ہم اوسکو مرد کی شکل بناتے اِسلیئے کہ مُناسبت اور ہم جنسی جو ذریعہ اِتّحاد ہے اگر ہُو گی اپنے ہی ہم جنسون سے ہو گی اِسلیئے کہ انبیا علیہم السّلام باوجودیکہ پُکار پُکار کر کہتے تھے کہ مین تُمھارا بھائی ہُون مین بھی ایک بشر ہون مین بھی مثل تُمھارے کھاتا ہون پیتا ہون اوس پر بھی تو اُمّت اونسے میل جول مین گھبراتی تھی اور جب وہ نُورانی عالم کی خبر دیتے تھے اُونکو مجنون اور ساحر کذّاب بناتے تھے پھر اگر فرشتہ خواہ جن یا اور کوئی روحانی اور نورانی سفیر آتا فرمائے کیونکر اوس سے ہماری صحبت برار ہوتی اِسی آسانی ہدایت کی نظر سے خدا نے ہم مین سے ایک

آدمی خواہ چند آدمی ایسے پیدا فرماتے جو کثافت اور لطافت مین متوسط ہون
نور کی جگہہ نور کا کام کرین اور مادۂ جسمانیہ کی جگہہ مادہ کا کام انجام دین تاکہ ہاری
وحشت اور نفرت بوجہ غیر جنس ہونیکے جاتی رہے اور یہ عذر ہمارا باقی نہ ہے
کہ خدایا ہم نور محض اور روحانی محض سے کیونکر صحبت اور معاشرت کرتے
اور تیرے احکام کو اونسے کیونکر سیکھتے آگ پانی کا ساتھ کیونکر ہوسکتا ہے
یہی حکمت اور عدل اور انصاف اور بندہ پروری اور سراسر الطاف خدا کا ہی
کہ ہمارے ہم جنس کو ہمارا معلّم اور اوستاد مقرّر فرمایا اور جامۂ بشری مین نور
محض اور روح پاک کو ہمارے پاس بھیجا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ
یعنے اگر فرشتہ کو بھی ہم رسول کرکے بھیجتے اوسکی صورت بھی آدمی زاد کی کردیتے
جیسے حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی صورت مین آتے تھے اسلیئے کہ قوت بشری کو تاب
نہین ہے جو فرشتہ کو دیکھ سکے - اب تو آپکو معلوم ہوگیا کہ نبی سے مراد ہماری
کیا ہے اور ضرورت نبی کی ہمکو کسقدر ہے - اگر آپکو یہ شبہہ پیدا ہو کہ عقل نورانی
جو خدا نے ہمکو دی ہے وہی ہمکو اوسکے احکام سمجھنے مین کافی ہے - ضرور
یہ شبہہ قابل دفع کرنے کے ہے غور کیجیے جب معمولی علوم اور فنون جنمین ہزار
باتین اگر غلط ہین تو دو چار سچے بھی ہین اونکو ہم بدون معلّم اور میانجی کے محض

اپنی عقل کے ذریعہ سے نہین سمجھ سکتے ہین - پھر یہ دقیق باریک مسائل جنکے
سمجھنے مین ٹری فلاسفہ کی عقل غوطہ کھا رہی ہے

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

اون مسائل کو بدون معلم ربانی اور اوستاد روحانی کے ہماری تمھاری بلکہ بڑے بڑے فلاسفہ کی عقل کیا سمجھ سکتی ہے - پھر جب سمجھانے والے کی ضرورت ظاہر ہے تو مذہبی تعلیم مین بدون بانی مذہب کے اور بدون اوسکے روحانی اور نورانی صاحب عقل کامل اور معصوم از خطا ہونیکی کیونکر تعلیم ہو سکتی ہے اور اوسی کو ہم نبی کہتے ہین صلعم - عقل ہماری چراغ ہدایت ضرور ہے مگر چراغ کے روشن ہونے کو تیل بتی کے علاوہ کوئی روشنی دینے والا بھی درکار ہے آپ ہی آپ روشن نہین ہو سکتا پس وہ روشنی دہندہ وہی معلم روحانی ہے جسکو ہم نبی کہتے ہین

مذہبون کا اختلاف باہمی فروعات مسائل مین

ترک مذہب آسمانی کا ذریعہ نہین ہے اسلیئے کہ جب اصول توحید اور نبوّت اور معاد کو آدمی مان چکا اب کسی نبی کی نبوّت کا اوسکو اقرار ضرور کرنا پڑیگا - نبی کوئی ایسا نہین ہے جو دوسرے نبی کی نبوّت کا اقرار نکر گیا ہو - یا تو اپنے بعد جو نبی آنے والا ہے فقط اوسی کی خبر دے گیا ہے یا کہ دو چار انبیا کی اور سلسلہ

انتظامی خدا کا اوسی حکمت سے جاری رہا ہے جس حکمت سے متعدد انبیاؑ کا مقرر فرمانا ضروری تھا۔ ہم سے پہلے دو ہزار برس جو لوگ تھے اونکو حضرت موسیٰؑ کی توریت کتاب آسمانی اور حضرت موسیٰؑ کا معلم روحانی ماننا درکار تھا۔ پھر جب حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے اور توریت مقدس سے اونکی نبوت اونلوگون نے مان لی اب توریت کی جگہہ انجیل اور حضرت موسیٰ کی جگہہ حضرت عیسیٰؑ کو نورانی معلم اوسکو ماننا پڑا پھر جب حضرت عیسیٰؑ اور توریت اور انجیل بلکہ حضرت داؤدؑ کی زبور مین ہم نے دین اسلام کے بانی رسول ربانی محمد مصطفےٰ صلعم کی پیشین گوئی پڑھی اب ہمکو آپکے دین کو خدا کا دین ماننا ضرور ہوا۔ ہم نے توریت اور انجیل اور زبور وغیرہ کتب آسمانی سے چوہتر بشارات اپنے نبی کے برحق ہونے کا ایک باب جداگانہ لکھا ہے۔ یعنی نقلی دلائل سے بھی دین اسلام کا مذہب آسمانی ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اور عقلی دلیل شناخت پیغمبر کی عموماً جواب شبہہ اولی مین گذر چکی ہزارون مذہب کی تحقیقات کا بار ہم پر خدا نے ہرگز نہین ڈالا ہے فقط بار ہمپر اسی قدر ہے کہ پہلے خدا کو مانو پھر مطلق نبوت کا اور معاد کا عقلی دلائل سے اقرار کرو بس اسی قدر اقرار کرنے سے ہم اہل مذہب ہوجاتے ہین اب خاص کسی نبیؑ کی پیروی مثلاً جب ہم نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی کی اوسی وقت ہمکو ضرور

ثابت ہوگا کہ نبوت کا سلسلہ حضرت موسیٰ نے اپنے اوپر منقطع نہین فرمایا ہے
ضرور ابھی کوئی اور نبی آئیگا اب اسی عقیدہ کو رکھہ کر ہم نے اوصاف نبی
آیندہ کو ڈھونڈھا حضرت عیسیٰ کو پایا اونکو بھی ہم نے نبی اللہ مانا اوسکی پیشین گوئیان
ہمارے نبی کے بارہ مین اور نیز زبور اور تورات کی پیشین گوئیان ملاکر ہم اپنے
نبی کے روحانی معلم ہونے پر ایمان لائے اور یہ ایمان لانا ہمارا بعد اوس پوری
تحقیق کے ہوگا جب علامات نبوت جو عقلی اور نقلی دلائل سے ہمکو معلوم ہین
اون سبکو ہم کسی نبی مین پالینگے - آپ اتنی سی بات کو بتنگڑ کیون بناتے ہین
ہر نبی کے زمانہ مین خدا کی خلقت اپنی ہدایت پانے مین آسان طریقہ پر محکوم
تھے اور اب بھی وہی طریقہ ہے خدا کے دین کے اصول کبھی مختلف نہوے
اور نہونگے - یہ عوام کو دھوکھا دینا کہ لاکھون مذہب مین سچا مذہب کیونکر
معلوم ہو اور عمر نوح بھی تحقیق مذہب کو کافی نہین ہے - تین باتین آپ عقلی
دلیل سے مان لیجیے پھر آپکو کثرت مذاہب سے کچھ ضرر نہوگا تیسرے
سوال کا جواب حکما اور فلاسفہ موجد ہین انبیا کسی چیز کے
موجد نہین یہی شبہہ نوخیز طلبہ کو اور اب تو اعلیٰ درجہ کے پاس شدہ کو
انبیاء کی تحقیر پہ آمادہ کرتا ہے - اس شبہہ کے پیدا ہونیکی وجہ یہی ہے کہ نقل

یعنے تاریخ اور عقل یعنے قانونِ فطرت دونو کے برخلاف اِنکی تعلیم ہوتی ہے اور علمِ معاد کا اِنکار زیادہ تر اسکی تائید کرتا ہے اِسلیئے کہ جب آدمی نے یہ سمجھ لیا کہ ہمکو یہی زندگی دُنیوی کرنی ہے اِسی حیات کی لذت دہندہ اشیا مین جو ہمارا مُعین ہو اور جسکی ایجاد اور صنعت سے ہمکو آرام اور راحت پہونچے وہی حکیم ہے اور وہی ہمارا پیشوا وہی ہمارا خدا وہی سب کُچھ ہے - اِسی واسطے حکماے الٰہی اور فلاسفۂ روحانی بعد اثباتِ وجودِ الٰہی کے اثباتِ معاد کے درپے ہوتے ہین اِسلیئے کہ مبدا اور معاد حادث اور فانی کو لازم ہے جب ہم کسی وقت نابود سے موجود ہوئے اب ضرور کسی وقت پھر نابود ہون گے فرض کرو کہ ہم ۱۸۹۹ء مین پیدا ہوے اور زیادہ سے زیادہ اگر سو برس زندہ رہے تو پھر ۱۹۹۹ء تک زندہ رہینگے اب ۱۸۹۹ء برس تو حضرت مسیح کی روزِ ولادت تک ہمارے نابود ہونے کے زمانہ مین گذرے اور اوس جناب سے پہلے بھی ہزارون برس دُنیا کی آبادی تھی اوس زمانہ مین بھی باین صورت کذائی ہم موجود نہ تھے اور ۱۹۹۹ء کے بعد بھی خدا جانے کب تک یہ دُنیا رہیگی اور ہم نہونگے - اب لذت پرست اور عیش پسند آدمی اِسی سو برس کو جو اپنی زندگی کا زمانہ ہے اِسی کے بسر بُرد کی فکر اُنکو ہے بس اور کُچھ نہین - ایسے خیالات کے

روکنے کے واسطے عاقل کامل اور ہادی برحق نے ہمپر علم مبدا کی تعلیم کی بعد علم معاد
کی تعلیم واجب فرمائی ہے اِسلیئے کہ جب ہمکو معلوم ہوگا کہ ہزارون برس جو ہمارے
مرنے کے بعد آنے والے ہین بلکہ غیر متناہی زمانہ ہمارے مرنے کے بعد جو
یقیناً آئیگا اوسمین ہم کیونکر اور کس حالت پر ہونگے۔ پھر تھوڑا سا تصوُّر ہمکو
ہدایت کرتا ہے کہ ضرور ہم کُچھ نہ کُچھ مرنے کے بعد ہونگے اِسلیئے کہ اگر محض
لاشئے بعد مرنے کے ہوجائین تو پیدا ہونے سے پہلے بھی ہم کُچھ نہ تھے اور
سب کچھ ہو گئے پھر چونکہ اوّل با آخر نسبتے دارد جسطرح خالقِ عالم کو ہمارا
پہلے نہونا ہمارے پیدا کرنے کو روک نہ سکا اور جو ہمارا آفریدگار ہے خدایا
مادّہ اور حرکت مادہ بقول فلاسفہ مادّیین اِسیطرح اوسکو ہمارے مرجانیکے
بعد پھر کسی وقت ہمارے پیدا کرنے کو کیونکر روکے گا۔ یہ اندیشہ ہمکو اگر تھوڑی سی
فکر کرین ضرور پیدا ہوسکتا ہے۔ یہی دو مسئلہ مبدا اور معاد کے ایسے ہین کہ
اِنکی پوری تحقیق ہمکو کسی اصول فلسفہ سے نہین ہوسکتی ہے اور اِسی تحقیق
مین عقل انسانی طرح طرح کی گُمراہی اور خرابی مین پڑی ہے۔ آسمان کے موجودات
کی تحقیق فیثاغورسی اور گیلیلیو اور انکساغورسی اور ہرشل وغیرہ نے کیے اور
زمین کی گردش بھی ثابت اور یقینی ہوگئی آفتاب بھی سیکڑون مان لین اور اقمار

اور بیّار سے بھی نظارۂ عظمیٰ یعنے بڑی دوربین سے جوکہ اب فرانس مین تیار
ہورہی ہے جسکا قُطر دائرہ سُنا ہے کئی سو فیٹ کا ہوگا یہ سب کچھ کرو مگر
تمکو اپنے مبدا اور معاد کی خبر نہ کوئی حکیم فلاسفہ دے سکتا ہے اور نہ کوئی
دوربین اور میکرسکوپ بارومیٹر تھرمامیٹر دے سکتا ہے تار برقی سے
تُم سات منٹ مین ۲۴ ہزار میل کی خبر لا سکتے ہو مگر اپنا بدن جو ۵½ فیٹ سے
زیادہ نہین ہے اسکی خبر تار برقی بھی نہین دے سکتا ہے - بہر حال چونکہ تعلیم
کالج اور اسکول کی علم مبدا اور معاد سے ہمکو بے پروا کر کے فقط اِسی قدر ہوتی
ہے کہ جب تک تمکو دنیا مین رہنا ہے اپنے آرام اور راحت کی فکر کرو پیدا
ہونے سے پہلے اور مرنے کے بعد اسکو نہ کسی نے جانا اور نہ کوئی جان سکتا
ہے - واضح ہو کہ جسقدر شبہات اور توہّمات آدمی کو پیدا ہوتے ہین سب
اِسی وجہ سے کہ علم مبدا اور علم معاد کا اِنکار کرتا ہے کبھی تو کُھلا ہوا اِنکار
جیسے دہریہ اور کبھی اِنکار پوشیدہ ہوتا ہے جیسے لذّت پرستی اِسلیئے کہ لذّت پرستی
خدا پرستی کے ساتھ جمع نہین ہوسکتی ہے خدا پرستی نو خیر عقل پرستی کے ساتھ
بھی لذّت پرستی ممکن الاجتماع نہین - اِسی مسئلہ کو لیجیے کہ انبیاؑ نے کوئی شئے
ایجاد نہین کی اور ہمارے آرام اور راحت عیش اور لذّت کی چیزین سب

حکما کی ایجاد سے مین اب ہم انبیا کو مانین یا فلاسفہ موحدین کو اسکا کھلا ہوا مطلب یہی ہے کہ دنیا کی بسر برد اور عیش و آرام ہماری زندگی چند روزہ کے لوازم اور اسباب تو فلاسفہ مہیا کررہے ہین اور جو کچھ ہے یہی زندگی ہے اور سب ہیچ - اب کہیے ایسے خیالات کے مٹانے کیواسطے اگر ہم ہزار نبی اور لاکھون آیتین کتب آسمانی کی پیش کرین کیا اثر پیدا ہوگا جب تک اِس حیات فانی کے بعد ایک حیات جاودانی اور ثابت نکرین - پھر اوسکا ثابت کرنا ایسا تو آسان نہین جیسے بارومیٹر سے طوفان کی پیشین گوئی کرکے ہم طوفان کو دکھلا دیتے ہین یا مخبر زلزلہ جو لوہے کی سوئی اور مقناطیس سے بنتا ہے ازین قبیل ہزارون آلات جو ہمارے مشاہدہ مین آسکتے ہین ایسا کوئی آلہ ہم سے نہین بن سکتا ہے کہ ہم مرنے کے بعد جو حالت ہوتی ہے اوسکو آنکھ سے دکھلا دین اسی وجہ سے ہم چپ ہوجاتے ہین اور معاد یعنے دوسرے عالم کا ثبوت شروع کرتے ہین محض عقلی دلائل سے اب جدید فلسفی تعلیم کا آدمی ہمکو ساحر سمجھ کر بدعقیدہ ہوتا ہی

ایجاد کی قوت اور موحدین کا حال -- ایجاد کی قوت ہماری فطرتی ہے اور فلسفہ کے پڑھنے اور فلسفی ہونے پر موقوف نہین ہے بلکہ کل ذی روح اپنے آرام اور راحت اور بقاے حیات کے امور کو ہمیشہ ایجاد

کرتے رہتے ہین اسمین جاہل اور حکیم ور نبی بحیثیت انسان ہونے کے سب برابر ہین اسلیے کہ فطرتی قوّت پر ہمکو کوئی فخر زیبا نہین ہے جو بلا ریاضت کے حاصل ہو اور جسمین کمی بیشی ہمارے اختیار سے نہو - تاریخ ہمکو تبلا رہی ہے کہ ہزارون ایجاد عوام اور جُہّال سے ہوتی آئی ہین اور جسقدر حاجت ہماری بڑھتی ہے اوسی قدر قوت ایجاد کا ظہور ہوتا ہے ایک ڈاکٹر سیاح نے اچھا ثبوت دیا کہ اہل ہند مین ایجاد کی قوت کیون کم ہے اوسنے کہا کہ قوت ایجاد کم نہین ہے بلکہ چونکہ ہندوستان مین قُدرت نے سامان عیش کے اشیا سب قدرتی مہیا کردیے ہین لہذا انکو قوّت ایجاد سے کام لینے کی حاجت نہین ہے اسی واسطے ایجاد اشیا انسے کم ہوتی ہے - اب ذرا ابتداے خلقت انسان کو خیال کرو سب سے پہلے جو آدمی پیدا ہوا ہے اوسی کی نسل سے ہم سب ہون گے ہماری مذہبی تاریخ سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت آدم ابو البشر تھے بموجب تصریح مورخین کے اور جو لوگ اسکے منکر ہین اونکا شبہہ ہم نے رد کردیا ہے جس بات مین خلق اور نشو کے مسئلہ پر بحث کی ہے اور ایکہزار کام کرنیکے بعد اونکا روٹی توڑ کر مُنھہ مین رکھنا یہ کام ایکہزار کے اوپر تھا اب علم فلاحت اور علم تجربہ یعنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آٹا بنانا اصول کیمسٹری اور با صول طبّاخی یعنی کھانا

پکانا اور اِسکے سوا جتنے کام ہمکو روٹی کے پکانے تک کرنے پڑتے ہین اور
جن علوم کے اصول پر روٹی پکانا موقوف ہے سبکے موجد ہمارے نبی حضرت
آدم ؑ ٹھہرے - اب اگر آپ کہین کہ حضرت آدم ؑ کا روٹی پکانا اور کھانا ہم کیونکر
یقین کرین اسکا جواب یہ ہے کہ روٹی پکانا اور کھانا کوئی امر مذہبی یا معجزہ یا عالم
روحانی کی بات نہین ہے بلکہ ایک دُنیوی کام ہے تمھارے مورّخ کہین صاحب
اور فلان اور فلان جو تاریخی واقعہ بیان کرین وہ سچّا ہے اور ہم جو دُنیوی
واقعہ تاریخی بیان کرین وہ بھی جھوٹھا ہے - اگر تاریخ کُتب فلاسفہ کے دُنیوی
اُمور مین مُعتمد ہین تو ہماری تاریخ بھی ضرور مُعتبر ماننی چاہیئے اور یہ تو بات ہی
اور ہے کہ ہم کہین جو ہے سو ہے تُم نہ کہو جو ہے سو ہے + - اب
تاریخِ عالم پر نظر کرو کہ ایجاد اشیائے ضروری کی اِبتدا اِنھین انبیاء سے شروع
ہوئی کہ فلاسفہ سے - پھر اسقلبیوس (ہرمس ہرامسہ) نے سب سے زیادہ
ضروری علمِ طب کو ایجاد فرمایا - حضرت داؤد ؑ کی ایجاد زرہ سازی ہمارے
قرآن سے ظاہر ہے کہ عَلَّمْنٰہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ یعنے داؤد کو ہم نے
زرہ سازی سکھلائی - حضرت الیاس ؑ نے علمِ خیّاطی کی ایجاد کی - حضرت
سلیمان بقولِ منکرین معجزہ بولیم یعنے غبارہ ہوائی کے مُوجد تھے جسکی رفتار

(غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک زمانہ
جو کم سے کم ۹۶ منٹ ہمارے عرض بلد بنارس کا ہے) اسی زمانہ مین ۳۰ منزل
خواہ ۶۰۰ سو میل کی تھی یعنے فی گھنٹہ ۴۰۰ سو میل جو میل ٹرین ہندوستان کی رفتار
سے دہ چند ہوتی ہے اور چونکہ اسی ۹۶ منٹ مین آنا اور جانا دونو ہوا کرتے
تھے اب تو فی گھنٹہ ۸۰۰ سو میل کی رفتار ہوئی اور باوجودیکہ انکار معجزہ کے غرض سے
یہ بوالعجب سوچا گیا ہے مگر معجزہ پھر بھی نہ مٹ سکا اسلیئے کہ اتنی تیز رفتاری مین
ہمارے نبی حضرت سلیمانؑ اور اونکے ہمراہیون کے بدن کا صدمہ سے
ہوا کے پھٹ نجانا اس سے بڑھکر اور کیا معجزہ ہوگا - اسیطرح سیّد احمد خان صاحب
تسخیر جن کا انکار کرکے حضرت سلیمانؑ کے ماتحت لوہار کاریگر تجویز فرماتے ہین
جو بڑی بڑی دیگین لوہا اور تانبا گلا کر ڈھالتے تھے اور بیت المقدس کی عمارت
مین انجینیری کا کام دیتے تھے - بہرحال یہ کام بھی ہمارے نبیؑ نے کسی فلسفی سے
نہین سیکھا بلکہ خود ہی اوسکے موجد تھے - اگر آپ اکسیر کے قائل ہون (اور اتنے
ہونا ہی پڑیگا) تو حضرت موسیٰؑ سے قارون نے فریب کرکے اکسیر کا نسخہ سیکھا تھا
اور زکوٰۃ دینے کے وقت کہنے لگا اِنَّمَا اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِنْدِیْ -
مین نے اپنے علم سے یہ دولت پائی ہے موسیٰؑ کون اور خدا کون -

بڑا نانا آپکو ریل گاڑی کی ایجاد پر ہے اسکا موجد اسکندریہ کا ایک جاہل محض
لوہار ہے۔ ہرودیطوس مورخ رومی لکھتا ہے کہ اسٹیم کی طاقت پہلے اوسی کو
معلوم ہوی جو اپنے ہمسایہ کے دق کرنے کیغرض اپنے سرداب یعنی تہ خانہ
مین اسٹیم کو بھر دیتا تھا اور اوسکی گڑگڑاہٹ سے ہمسایہ کے آرام مین خلل انداز
ہوتا تھا اوسکے بعد پنپ دُخانی آلہ آب کشی بنایا گیا اوسکے بعد جہاز مین انجن
لگایا گیا اوسکے بعد زمین کی گاڑی چلی۔ موجد اوّل وہی لوہار جاہل تھا۔ اور اب
تو ریل گاڑی کے پرزے ہندوستان کے بعض مقامات سے برامد ہوے ہین
جسپر نمبر وغیرہ کھودا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ مین یہ ریل یہان جاری
تھی اور اوسکے موجد کا ابھی پتہ نہین لگا ہے تار برقی ضرور مفید چیز ہے مگر
قدرت نے خبر رسانی کا ذریعہ اور بھی تار برقی سے پہلے ہمکو دیا تھا ڈاکٹر گرے
صاحب اپنی کتاب مسمریزم مین لکھتے ہین کہ گھونگھون کی ہمدردی ایسی ہے کہ
اگر دو گھونگھے ایک جگہہ پائے جائین پھر اونکو جدا جدا ہزار میل پر لیجاؤ اور
جب ایک گھونگھی کو کسی آلہ سے چھووگے اور اوسے ایذا پہونچیگی اور اپنا
بدن سمیٹیگا دوسرا گھونگھا بھی ضرور سمیٹیگا اسی بنا پر کسی زمانہ مین خبر رسانی
ہوتی تھی یعنے ۳۰ گھونگھے پرورش کرکے ہر ایک کا نام ایک حرف سے رکھا

تھا اور خبر پہونچاتے تھے ایک قلعہ کا محاصرہ ہندوستان مین ہوا تھا اور فتح
نہوتا تھا اسلیے کہ خبر بذریعہ اسی طریقہ کے ملنے سے رسد وغیرہ کی ایذا اونکو
نہوتی تھی المختصر مین ان موجدین فلاسفہ کی لیاقت کا منکر نہین ہون اور نہ انکے
احسانات جو آج ہمپر ہو رہے ہین اونسے انکار ہے بات یہ ہے کہ ایجاد کی
قوّت ہمیشہ دنیا مین رہی ہے اور جسقدر حاجت ہر زمانہ مین تھی اوسی قدر
ایجاد اشیا قانون فطرت کراتا رہا جاہل اور حکیم اور نبی کوئی موجد کیون نہو۔
مگر بعض چیزین ایسی تھین کہ انبیاء نے اونکی تعلیم خلق کو عموماً نفرمائی جیسے علم
منطق الطّیر یعنے پرندونکی زبان سمجھنے کا علم جو حضرت سلیمان ع کو تھا یا علم تعبیر
خواب جو حضرت یوسف ع کو تھا خواہ بولیم کا چلانا جو بقول نیچرل صاحب بہادر
حضرت سلیمان کو تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسے علوم کی تعلیم سے چونکہ آرام اور
راحت زیادہ ملتی ہے اور عالم روحانی جسکی راہ نمائی کے واسطے انبیا پیدا کیے گئے
اوس سے بالکل آدمی منکر اور نیچر ہو جاتا ہے لہذا ایسے علوم کی تعلیم سے
اعراض فرمایا۔ آپکے فلاسفہ کی غرض اصلی یہی ہے کہ عالم روحانی کا انکار جسقدر
زیادہ ہوگا اوسی قدر عالم مادّی اور فانی کے اشیا پر توجہ اور اسمین انہماک
زیادہ ہوگا لہذا انہون نے پوری تعلیم ایسے ہی اصول کی رکھی جس سے دہریت

اور آرام طلبی زیادہ بڑھے ٭ اپنے دابرو بھی چاہتے ہین + ہمارے حکیم الٰہی نے یہ فرمایا اعمل لدنیاک کانک تعیش ابدًا واعمل لعقابک کانک تموت غدًا۔ دُنیا کے عیش اور لذّت حلال کا سامان اسقدر مہیّا کرو جیسے ہمیشہ زندہ رہو گے اور آخرت کا سامان ایسا کرو جیسے کل ہی مرجاؤ گے اِس حدیث کو مین نے اِس غرض سے لکھا ہے کہ بشرطِ خیالِ آخرت سامان عیشِ دُنیوی کا فراہم کرنا ہمکو حرام نہین ہے مگر جب اپنی زندگی پر نظر کرین اور ثباتِ حیات کو دیکھین تو بقول میر ٭

کہا مین نے گُل کو ہے کتنا ثبات		کلی نے یہ سُنکر تبسّم کیا

یہ روح غنچۂ سربستہ ہی اِدھر شگفتہ ہوئی اور کچھ نہ تھا ٭ ہم لوگ زمانہ مین حباب لب جُو ہین + اور پھر کہتا ہے ٭ مرد آخربین مُبارک بندہ ایست خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنی اِبتدا اور اِنتہا دونو پر نظر کریگا کبھی ایسے خیالات آزادی اوسے نہون گے یہ خیال تو ہمیشہ اونھین ناعاقبت اندیشونکا رہا ہے جنکو یہ عقیدہ ہے اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيٰ۔ پس یہی ایک زندگی دُنیاوی ہماری ہے کہ مرتے ہین اور جیتے ہین اِسکے بعد نہ کوئی عالم ہے اور نہ ہمکو اوسمین جانا ہے جو کچھ کھانا پینا اوڑھنا بچھونا

لینا دینا ہے اوٹھا نہ رکھو ۹

ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

انکار معاد سے یہ خرابیان لازم آتی ہین خلائق کے لوٹنے کے سوا اور نبی کیا کرتے ہین لوٹ مار کے تشنیع انبیا اور علما اور پادری پنڈت جی پر اوسکا حال یہ ہے کہ دنیا مین رہ کر آدمی روپیہ پیسہ کا ضرور محتاج ہے اسلیئے کہ اصطلاح علم تمدن مین روپیہ کو قیمۃ کہتے ہین آپ خیال کیجیئے کہ بادشاہ اور گدا حکیم اور جاہل سبکو اسکی حاجت ہے بادشاہ جو رعایا سے لیتا ہے اوسکا نام خراج ہے نہ دیجیئے تو گھر بار نیلام اور جیلخانہ کی سیر کرنی پڑے۔ آپکے فلاسفہ کمیٹی اور انجمن قائم کر کے چندہ مین ہزارون روپیہ لیتے ہین وہ چندہ بھی اگر نہ دیا جائے ممبری سے کمیٹی کے نام کٹ جاے حالانکہ بادشاہ کا لینا اور یہ چندہ کمیٹی کا سب سے غرض وہی ہے کہ اصلاح قوم کے مصارف قوم کی اعانت سے کیئے جائیں اور اصلاح قوم سوائے مصلح اور ریفارمر کے اور کون کر سکتا ہے اور ریفارمر یا مصلح قوم ہم نے بیان کر دیا کہ نبی سے زیادہ بلکہ اونکے برابر کوئی نہین ہے نہ بادشاہ اور نہ کوئی فلاسفہ اب تو خراج اور چندہ وغیرہ جو کچھ قوم سے لیا جائے نبی اور نبی کے مقرر کردہ اشخاص یعنے علما اور پادری وغیرہ کو دینا چاہیئے۔ ہان صرف روپیہ کا جا اور بیجا کرنا اسکا خیال

ضرور ہے اور مصرف کی تجویز اور ضروری غیر ضروری یہ امر اہم ہے اور جسقدر
مصالح بنی نوع پر مصلح قوم زیادہ واقف ہوگا اوسی قدر تجویز مصارف عمدہ
طور سے کریگا - اب معلوم ہوا کہ قوم کی اصلاح اور بقای نوع بدون امداد
قومی کے اور بدون معاونت باہمی کے محال ہے دینا تو ضرور ہے اب جسکو
دین اوسمین دو صفتین ضروری درکار ہین اوّلاً تو اصلاح کی لیاقت پوری ہو
دوم دیانت اور امانت کہ خیانت نکرے اور جسقدر طریقہ اصلاح قوم کے ہون
بقدر ضرورت اور مناسب اونھین مین خرچ کرے اور یہ سب امور نہی سے
زیادہ کسی مین نہین پھر اوسے زیادہ کون مستحق اسکا ہے مثال اسکی آج ہمارے
ہندوستان مین ہم سبکو آرٹ سکول جاری کرکے جدید صنائع یوروپ کے
سیکھنا دنیوی ترقیات کے واسطے سب سے زیادہ واجب ہے اور کوئی
مصرف اس سے بہتر نہین ہے کہ ہمارا روپیہ تعلیم صنائع مین خرچ ہو
سید احمد خان صاحب نے کسقدر ہمارا روپیہ لیا اور تعلیم صنائع مین ایک
کوڑی ندی اور ریفارمری کا دعوی اونکا تھا کہ نہ تھا - حالانکہ موٹی بات ہے
کہ ہندو اور مسلمان سب کا افلاس بدون ایسی تعلیم کے ہرگز دفع نہوگا - اب دیکھیے
کرور ہا روپیہ ہمارا چندہ کا ریفارمر اور مصلح قوم نے لیا اور کسی کو ہماری ایسی تعلیم پر

نظر نہوی کہ نوکری بدتر از غلامی کے بلا سے چھوٹ کر دستکار اور صنّاع بنتے اور مثل طلبہ یوروپ کے ارٹ سکول سے پاس ہونے کے بعد اپنی روٹی کی فکر سے غافل ہوجاتے - ہمارے ریفارمر اور مدعی اصلاح قوم جتنے اسوقت ہین دینی تعلیم درکنار دنیوی تعلیم مین جو اہم اور ضروری تعلیم ہے اوسپر بھی ذرا لحاظ نہین کرتے دینی تعلیم کے خراب دلانے کے علاوہ دنیوی تعلیم بھی تو ہماری خراب کرا رہے ہین انکی تجویز خراب سے دین تو درکنار ہماری دنیا بھی تو خراب ہو رہی ہے دنیا کی ترقی بھی ہمسے روک رکھی ہے ۵ اے بے نصیب تجھسے تو یہ بھی نہو سکا + اسی واسطے ہم آٹھ آٹھ آنسو آپکے حال زار پر رو رہے ہین کہ آپکا اگر یہی عقیدہ صحیح مان لیا جاوے کہ بس جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور آخرت کوئی چیز نہین ہے کاش اسی دنیا ہی کے ترقی کی جو عمدہ تدبیر ہے اوسی کو آپ کیجیے - یہ آپکی تقریر انبیا کے محض بیکار ہونے پر اور علما کی لوٹ مار خورد برد اور بھیکہ منگے فقیر ہونے پر ہم سب نعوذ باللہ تسلیم کر لیتے کاش اگر دنیا طلبی مین ہی آپکو ہم پورا دیکھتے ۵

طاؤس را بہ نقش و نگاریکہ ہست خلق	تحسین کنند او خجل از پای زشت خویش

جب ہم کسی معزز تعلیم یافتہ ایم اے کو بعد کالج سے مثلاً (محمدن کالج علیگڑھ) سے نکلا ہوا دیکھتے ہین اور پچاس پاس شدہ مین دو یا تین کو اگر گورنمنٹ نے

کسی غرض سے نوکری دینی منظور کی ہے اب ۸۷ کے حالِ زار پہ ہمکو خون کے آنسوؤن سے رونا آتا ہے اسلیئے کہ دین تو نیچری خیالات نے رخصت کرہی دیا اور دنیا ہائے دنیا۔ سوائے اون طلبہ کے جو گھر کے رئیس زادہ ہین اور تو سند پانے کے بعد مصداق اسی شعر کے ہوجاتے ہین ؎

شب فتادہ میگفت سر بپای دیوارے	خواب اگر نمی آید مرگ راچہ شد بارے

حکایت میری چشم دید ایک سانحہ منجملہ سیکڑون سوانح کے گذرا بمقام سہارنپور ایک بنگالی ایم اے کو مین نے ایک اپنے دوست ڈپٹی کلکٹر نہر جمن شرقی کے فرزند کے پڑھانے پر ۵۰ روپیہ ماہوار کا نوکر دیکھا۔ ڈاکٹر یوئر کی ڈکشنری علم صنائع یوروپ کے جو ڈاکٹر واٹ صاحب کی ڈکشنری کے بعد لندن مین چار جلدون مین چھپی ہے اور چھتر روپیہ کو خریدی بھی تھی اوسی مین سینگھ ڈھالنے اور سینگھ کے آلات اور ظروف بنانے کا مقام ایم اے صاحب سے مین نے پڑھوایا اوسکا ترجمہ کیسا برجستہ اور عمدہ اونھون نے کیا جیسے بہار دانش پڑھنے والا دستور الصبیان کا ترجمہ کردے جب اونکی لیاقت مجھپر ثابت ہوئی اونسے مین نے پوچھا کیون بابو صاحب اگر ہم سینگھ کا کارخانہ جاری کرین کم سے کم کتنے سرمایہ سے جاری ہوگا (بابو صاحب) وِل بچار وپی مین۔ مین نے پوچھا

ایک مہینہ مین کم سے کم پچاس روپیہ سے کسقدر نفع ہو سکتا ہے (بابو جمنا)
سو روپیہ کا بلکہ ڈیرھ سو کا۔ مین نے کہا تمکو بھاگیرتی مین ڈوب کر مر جانا
لازم ہے کیا پچیس روپیہ بھی تمکو قرض وام یا بھیک مانگنے سے نہین مل سکے
جو تم نے دس عہ روپیہ ماہوار پر اپنے ایم اے درجہ کی لیاقت کو سہارنپور
مین آکر ڈبویا (بابو صاحب) میرے قدمون پر ہاتھ رکھکر آپ ہمارے باپ سے
زیادہ ہمارا محسن ہو گیا کہ ہمکو آپ نے ایسی پوری نصیحت کی۔ اب ہم یہی
کریگا اور رخصت۔ غرض اس حکایت سے یہ ہے اے میرے پیارے
ہم وطنون ایم اے اور بی اے پاس شدہ تمکو یہ دھوکھا دیا جاتا ہے کہ
صنائع کا اجرا بہت دشوار ہے بالکل غلط ہے ذرا کوئی ڈکشنری تو دیکھو
مذہبی جھگڑا تو الگ رہا تم نے تو اپنی دنیا بھی ایسی خراب تعلیم پاکر خراب
کر ڈالی ہے اب بھی ہمارا کہنا مانو ؎

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	کہ آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

پرائی پھلی دیکھنا اور اپنا ٹینٹر نہ دیکھنا اس سے بڑھکر اور بدنصیبی کیا ہوگی
اسی نظر سے فطرت کا تقاضا ہے کہ جو ریفارمر اور مصلح قوم تمام علوم اور فنون
مین کامل ہو اور خطای تجویز سے معصوم بھی ہو اُسیکو ہم نبیؑ اور حجت خدا

اور سلطان عادل نائب خدا خیر خواہ خلائق کہتے ہین ایسے محسن کو اگر دو پیسہ بھی
دین تو کیا برائی ہوگی ہر پھر کہ ہماری اصلاح مین خرچ ہو گا گھی کہان گیا کھچڑی
مین کھچڑی کہان گئی پیارون کے کلیجہ مین فقط (۶) خاص کر اسلامی
شریعت پر یہ شبہہ ہے الی آخرہ ہم نے تین اصول مذہبی یعنے
توحید اور نبوت اور قیامت کا اعتقاد کرنا ایسے لکھے ہین کہ کوئی پیرو نبی کا
اور کوئی فلسفی موجد اِسمین اختلاف نہین کرتا ہے - اب رہے جزئیات
اور فروع اونکی دو قسمین ہین اعتقادی اور عملی باتین جنکے اوپر محض اقرار قلبی
یا لسانی درکار ہے - اور جنکے نہ ماننے سے اِنھین تینون اصول مین سے
کسی اصل کا انکار لازم آتا ہے دوسری قسم عملی یعنے ہمارے ہاتھ پاؤن
وغیرہ سے اونکو کرنا لازم ہے پھر عملی کی بھی دو قسمین ایک تو متعلق امور دنیا
اور حسن معاشرت معاملات مین دوسرے وہ اعمال جنکو دوسرے عالم کے
فلاح کی غرض سے ہم کرین اونکو عبادات کہتے ہین اب دوسری طرح سے
شریعت کے امور کا خلاصہ یہ ہوا پہلی قسم عقائد کے اصول اور فروع یعنے
خدا کی صفات اور نبی کے اور اونکے نائب کے اوصاف کو جاننا اور ماننا
(۲) محسن حقیقی یعنے خدا اور اوسکے نائب سے کیسا برتاو کرنا چاہیے

اسی کا نام عبادت ہے (۳) تیسری قسم معاملات باہمی اسمین کل امور
اختلافی اور تمدّنی معاملات سب آ گئے - پہلی قسم اصول عقائد اور فروع
کے کسی نبی کی شریعت مختلف ہرگز نہین ہوتی ہے البتہ تفصیل اور اجمال کا
فرق ضرور ہے - دوسری قسم عبادات کی اسکے اصول ہر شریعت مین
متحد رہے فقط فروع مین بنظر اشخاص امّت اور زمانہ کی ترمیم ہوتی رہی
اور غرض اصلی پرستش معبود برحق کی اسمین فرق نہین آیا - آپ لوگ اگر
ایسی جُزی باتون کی تبدیل پر چہ میگوئی کرین یہ کوئی بحث اور نزاع کی بات
نہین ہے اور نہ ہم اسمین طول دینگے اور مختصر جواب ایسے شبہات کا بھی
ہے کہ جب ہر نبی کو ہم نے خطا سے بری مان لیا اب اوسکے احکام مین
چہ توجیہ کیسے جو کہے آمنّا صدقنا - یہ قسم دنیاوی فوائد سے تعلق نہین
رکھتی ہے جو ہم اپنے ضرر خواہ نفع دنیوی کی نظر سے ردوبدل کرین اب
رہی تیسری قسم جو متعلق امور دنیوی سے ہے اور اسی مین ہمکو زیادہ قیل و
قال کا موقع مل سکتا ہے پھر اگر ہم نبی کو حکیم کامل تسلیم کر چکے اب تو ضرور
ہمکو ماننا پڑیگا کہ ہمارا مصلح اور ہمارا مدبر حکیم جیسا حکم ہمکو امور دنیوی مین دیگا
وہی اصلح بہ نسبت ہمارے ہوگا گو سردست ہماری عقل مین اوسکی خوبی

نہ آتی ہو چنانچہ ہم نے اِس کتاب مین مسائل تعدّدِ ازدواج اور طلاق اور حُرمت نکاح دختر اور خواہر وغیرہ سمجھا کر آپ پر ثابت کر دیا کہ جو حُکم شریعت ہے وہی فطرت (نیچر) سے مُطابق ہے تاہم ہماری شریعت نے جو قانون معاشرت کا نافذ فرمایا ہے ایسا پورا اور ایسا درست ہے کہ از روزِ نفاذ تا ابِندم اور تا قیامِ عالم کبھی بدل نہین سکتا۔ سلطنتِ شخصی اور سلطنتِ جمہوری کے قوانین آج دُنیا مین ہزارون بنتے ہین اور پھر ترمیم اُنکی ہوتی ہے اِسکی وجہ یہی ہے کہ خطا کار اور غیر معصوم اور کم علم بلکہ بہ نسبت نبی کے بے علم لوگ اُنکو بناتے ہین اور جن اصول پر اُنکی بنا ہے وہ خود ہی بیہودہ اصول ہین پھر اُنپر جو احکام فروعی کے بنا ہوگی وہ کب درست ہونگے۔ اب دیکھیے ہماری شریعت کا ایک قانون عدالت اور ثقہ ہونے کا ایسا زبردست قانون ہے کہ کُل معاملات دُنیوی مین اوسکا اثر کیسا عمدہ ہے قرض اور خرید فروخت اور مُدعی ہونا گواہی دینا قاضی اور جج بننا کسی کا امین ہونا شریک ہونا وکیل ہونا الغرض کُل مُعاملات مین اگر یہ شخص عادل ہے یعنی فاسق فاجر نہین ہے کیسی راحت و آرام ہمکو ملتی ہے یہ قانون جسے اور پھر عالم روحانی کی دُرستی اور انجام نیک ہونے کو کتنا مُفید ہے قانونِ الٰہی اسی کو کہتے ہین جو بندہ اور خداوند کی

مُراد پُوری کرے - اِسی طرح قانونِ شہادت جو ہماری شریعت کا ہے اوسکو
دیکھیے اور مسٹر مارٹین وغیرہ کا قانون ٹرھیے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم
پاک + اِسی طرح نکاح اور خرید فروخت اور ہبہ اور سزا دہی جرائم اِن سب
کے اصولِ الہامی جیسے ہماری شریعت مین ایک نبیِ اُمّی نے بتائے تمام
دُنیا کے فلسفی مُجتمع ہون اور ہزار دن پارلیمنٹ اور لیجسلیٹیف کونسل مُقرر
کرین تو بہ تو بہ کبھی ویسا قانون بنا سکتے ہین تعصُّب کی اور بات ہے اور
حق پسندی اور بات ہے اِس وقت ہم نبی کو نبی سمجھ کر نہین بحث کرتے ہین
بلکہ ہم بھی ایک نیچرل خیال کے آدمی اُمورِ تمدّنی مین بن کر آپسے عرض
معروض کر رہے ہین - اور یہی عُمدگی اور جامعیت محاسن ہماری شریعت کے
ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ جب کُل امور محتاج الیہ اُمّت کو ہماری شریعت نے
ہمیشہ کے واسطے مُقرر فرما دیا اور کُل کتبِ آسمانی جسقدر احکام اور نوامیس
تھے اونکو پُوری طور سے جمع کر دیا اور جو جو اُمور تبدیل اور تغیّر اور نسخ کے
لائق تھے سبکو ایسی جامعیت سے لحاظ فرما کر ایسے کُلّیات مسائل اور
جُزئیات احکام مُقرر فرما دیے کہ اب ہمیشہ تا بقاے دُنیا کسی امرِ دینی اور
دُنیوی مین اُمّت محتاج کسی قانون جدید کی نہ ہے اور نہ کسی مُقنّن قانونِ الٰہی کی

اور اس دعوے کا بار ثبوت اون علماے محمدی پر ہے جنھون نے نیابت
اور خلافت نبی آخرالزمان کے مجمل احکام کی تفصیل اور متشابہ آیات کی توضیح
اور مشکلات قضایا کی تسہیل فرمادی اور پھر ایسے نوامیس اور اصول کلیہ مقرر
فرمادیے کہ اب ہمکو کسی مسئلہ مین دشواری باقی نہ رہی اگر ہم اونکے ارشاد اور
ہدایت کی پیروی کرین پھر یہ بھی فرمادیا علینا بالقاء الاصول و علیکم
بالفروع - یعنے ہم اصول اور احکام کلیہ بیان کردیتے ہین اور تم پر اونکے
فروع پیدا کرنے کو حوالہ کرتے ہین - چنانچہ علمای محمدی پیروان خلفای نبی نے
اپنے نبی کے جانشینون کی پیروی کرکے ذرا انصاف کرکے دیکھو کیسے کیسے
فروع مسائل بنالیے اور کوئی مسئلہ تمدنی اور اخلاقی ایسا نہ چھوڑا جسکے واسطے
خاص یا عام حکم اپنے قرآن اور حدیث نبوی کا درج کتب نہ کیا ہو یا اصول اور
کلیات قرآن اور حدیث سے اوسکو ثابت نکردیا ہو شکر اللہ مساعیہم - اس
بات کا ثبوت اہل اسلام کے علوم مدونہ سے ہے مثل نحو اور صرف اور بلاغت
اور جرح و تعدیل رواۃ علم رجال و درایت علم تفسیر قرآن علم تجوید قراءت علم کلام
اور علم مناظرہ علم فقہ وغیرہ فقط اپنے قرآن اور حدیث کے سمجھنے اور کلیات
قرآن اور حدیث نبوی سے جزئیات اور فروع پیدا کرنے کے واسطے مدون کیے

اور چونکہ اہل اسلام پر ثابت ہو گیا کہ علم مبدا اور معاد اور نیز علما و ن امور کا
جمیع امت کو احتیاج زمانہ حیات دنیوی مین ہے سب اُنکے قرآن اور
حدیث مین موجود ہے اور کون سا حکیم اور فلسفی اور کون سا فلسفہ انسانی
فلسفہ الٰہی اور حکیم روحانی سے بڑھکر ہو سکتا ہے لہذا اسی کے درپے ہو کر
اپنے معلومات کو ہمیشہ اسی فلسفہ الٰہی کے تشئید اور استحکام مین خرچ کرتے
رہے ہے جسطرح فلاسفہ دنیوی اپنے اپنے اصول ناقصہ کی تحقیق مین سرگرم رہے

یہ اپنی اپنی طبع ہے او فلسفی مزاج	تمکو زمین پسند ہمین آسمان پسند

اور سبب ہمارے اور تمھارے اختلاف کا یہی ہے کہ تم لذت چند روزہ پر
بجے ہوے ہو کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور ہمکو انجام کی فکر حیات چند روزہ
سے زیادہ ہے ہمارا نیچر اور تمھارا نیچر اور ہے تمھارا یہ عقیدہ ہے ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گذرتی ہے

خاک پڑے ایسے آرام پر اور ہمارا عقیدہ یہ ہے ؎

کار دنیا کسے تمام نکرد	ہرچہ گیرید مختصر گیرید

ہمارے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے ہزار برس کی زندگی درخت کے
نیچے رہ کر کاٹی پھوس کا چھپر بھی نہ بنایا جنکو خدا نے یہ طاقت دی تھی کہ تمام

دُنیا کی ہوا کو پانی بنا دیا اور سوای اون چند ذی روح کے جو سفینہ نوح پر سوار
تھے کوئی ذی روح ڈوبنے سے نہ بچا۔ کنج ڈھال کر آپکے فلاسفہ نے مکان
بنائے تھے کہ طوفان کی سیر کرینگے مگر وہان تو حکم ربّانی ہو چکا تھا لا عاصم الیوم
من الماء الا من رحم ربّی آج پانی مین ڈوبنے سے کوئی بچانے والا نہین
بجز رحمت پروردگار کے جسپر شامل ہو جاے بعض نیچرل جو تمام دنیا مین طوفان
کے آنے سے انکار کرتے ہین اور جیالوجی اور جغرافیا کی عدید تحقیقات سے
اسکو غلط کہتے ہین اوسکے جواب کو ہمارے باب (طوفان) مین ملاحظہ کیجیے کہ وہ
خود غلطی پر ہین **آمدم بر سر مطلب** جب ہمارے نبیؐ نے مخلوقات کی ضرورتونکو
اسطرح شرح اور بسط سے بیان کر دیا اب پچھلی شریعتون کی پیروی کی حاجت
کیا رہی یہ آپ ہی کے قول کی تائید ہے کہ سیکڑون مذہب سے ایک مذہب
کیونکر سچّا منتخب کرین اور تکلیف محال سے نجات تو اسی قول سے ہو گئی اب تو
آپکو فقط نبی آخر الزّمان کا سچّا نبی ہونا دلیل عقلی اور نقلی سے سمجھ لینا بس یہی کافی ہے
اور یہ بات جو لوگ آپکے زمانہ مین یا آپکے نائبان خاص جو (۲۶۰) ہجری تک
ظاہر رہے باتفاق اکثر اہل اسلام بڑے بڑے فلاسفہ اور دہریہ اونسے
مناظرہ کرتے رہے اور بحث زبانی اور وقت ضرورت پر اعجاز نمائی سے

سب پر حقیقت محمد صلعم اور دین محمدؐ کو ثابت کرتے رہے اسکے صدہا واقعات تاریخی موجود ہین - بہرحال تاریخ مذہبی کے علاوہ دین اسلام کے اصول اور فروع کی جامعیّت جمیع امور محتاج الیہ انسانی پر نظر کرنے سے بھی پُورا ثبوت ہمارے نبیؐ کے حکیم کامل ہونے کا ہوتا ہے - آپ خیال کیجیے اسوقت کے قوانین اور ایکٹ ہائے گورنمنٹ انڈیا کو مثلاً ایکٹ (۸) صیغہ دیوانی اور ایکٹ ۴۵ صیغہ فوجداری جسکو تعزیرات ہند کہتے ہین - ان قوانین کو ۵ سو اور ہزار ہزار ممبران پارلیمنٹ خواہ لیجس لیٹیف کونسل بناتے ہین اور کیسے کیسے تجربہ کار اور فلاسفہ کے باہم رائی زنی سے نافذ ہوتے ہین اور پھر دوسرے برس تیسرے برس ترمیم کی حاجت ہوتی ہے اور برابر نسخ اور تبدیل ہوتے رہتی ہے اور یہ تبدیل احکام دو حال سے خالی نہوگی یا تو ایک حکم قانونی مین سیکڑون صورتین پیدا ہو سکتی ہین اور قانون بنانے والے کمی علم اور عقل سے ہمیشہ جدید رائی لگایا کرتے ہین یا اینکہ گورنمنٹ کو حقوق رعایا کی کمی پر نظر ہے اور اپنے حقوق کی زیادتی لہذا اسی کو سوچ سوچ کر ہمیشہ تبدیل قوانین کیا کرتے ہین - کچھ ہو ہمارے نبیؐ کے قوانین شریعت کو دیکھیے کہ (۱۳۱۷) برس گذر گئے اور جو بات ہزار برس بعد ہمارے ضرورت کے تھے وہ بھی اور جو

لاکھ برس بعد آنے والی ہے وہ بھی سب ایک ہے قانون مین نافذ کر دے۔

پورا ثبوت

آج وہ نبیؐ کریم زندہ نہیں ہین مگر اونکے احکام تو موجود ہین

ہمارے دعوی کا یہ ہے کہ تمام دُنیا کے مسلمان اپنے معاملاتِ دُنیوی مین

اگر کوئی گورنمنٹ اُنکو مجبور نکرے اپنے مذہبی قانون سے اخلاق اور معاملات

میل جول وغیرہ مین کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہیں ہین اور ہر ایک مسئلہ

جُزئی اور کُلّی کو اپنی شریعت سے بشرط واقفیت لیکر اپنی کار روائی کر سکتے ہین

اونکے نبی صلعم نے سوائے اپنے قانون کے کسی اور قانون کا اونکو محتاج نہیں رکھا

آپ تو ابھی تازہ پاس شدہ ہین بڑے بڑے مدبّر اور تجربہ کار اعلیٰ درجہ کے

فلاسفہ کا قول ہمارے نبی کے حکیم کامل ہونے کا کتب تاریخ مین پڑھ لیجیئے جب

ایسا کامل قانون الٰہی بن چکا اور جسقدر پختگی اور درستی خدا کی مصلحت مین تبدیل

شریعتہائے سابقہ مین درکار تھی سب ہو چکی اور کسی طرح کی کمی ہدایت خلق مین

بنظر تبدّل اوضاع باقی نرہے اب نبوت کا خاتمہ اگر ہمارے نبیؐ پر فرمادیا

کونسی خرابی لازم آئی اور اگر ہمارے نبی نے اسکا دعویٰ فرمایا کہ بس اب

قانون آسمانی اور حکیم روحانی آنے کی حاجت نہ رہی کونسی خرابی اسمین پیدا

ہوئی بلکہ عقلی دلیل جسکو آپ خود صحیح مان رہے ہین یہی ہے کہ قانونِ فطرت

نہ بدلے ۔ رہا یہ شبہہ کہ اور پیغمبر بھی تو یہی قانون فطرت لائے تھے وہ کیون ناقص تھے

اِسکا جواب یہ ہے کہ ناقص نہ تھے اور نہ خلاف عقل تھے بلکہ تعلیم اور ہدایت کا

طریقہ یہی ہے کہ تھوڑا بار تحمّلِ احکام کا ڈالا جاتا ہے اور یکبارگی اگر تمام احکام کا

بار ڈالا جاے ہرگز تحمّل نہو سکے ۔ اپنے فلاسفہ کو دیکھیے اگر کسی اسکول اور کالج

مین کُل علوم پڑھانے کا درجہ مقرّر کیا جاے اور بدون کُل علوم کے پڑھے ہوے

طالب علم پاس نہ ہو کوئی ایک لڑکا بھی ایسا آپ کے خیال مین ہے کہ ایسے

کالج سے پاس ہو کر برآمد ہو ۔ لہٰذا حکمت آلہی بھی اسی قانون پر جاری رہے

خدا کا علم ازلی ہے وہ بھی کم و بیش نہ تھا پیغمبر بھی کُل علومِ آلہی کو جانتے تھے

اور تمام قوانین فطرت کے ماہر تھے مگر خلق خدا پر بار زیادہ ڈالنا خلاف

مصلحت تھا لھذا آہستہ آہستہ اور تھوڑی تھوڑی تعلیم کرتے کرتے جب

آخری تعلیم کا وقت آگیا شریعت محمدی جاری ہوئی اِسی واسطے ہر نبی اپنے

مابعد نبی کے آنے کی خبر دیتا رہا اور یہی سلسلہ برابر جاری رہا اور یہی امر قانونِ

عقل کے مطابق ہے نہ ہمارے نبی نے جھوٹھا دعوی فرمایا اور نہ اور گذشتہ

انبیا دروغگو تھے صلوات اللہ علیہم ۔ حضرت موسیٰؑ سے پہلے تو خیر ذرا اوسی

جناب کے زمانہ کی باتین اُمّت کی سن لیجیے چالیس روز کی غیر حاضری مین حضرت کی

باوجودیکہ وہی معجز نما حضرت ہارون موجود تھے گوسالہ پرست ہوگئے
من وسلوی کے عوض پیاز اور لہسن اور مسور کی خواہش کرنے لگے خدا
کو مجسّم سمجھکر حضرت موسیٰ سے کہتے تھے کہ تم اور تمھارا خدا دونو ملکر
تلواروں سے لڑو اور ہم کھڑے ہوئے تماشا دیکھینگے - بہرحال یہ تو آپ ہی
کا عین عقیدہ ہے کہ پورانی روشنی محض تاریکی ہے دنیا کی پختگی روز بروز
ترقّی کرتی جاتی ہے - انتخاب طبعی کا (نیچر) یہان تک آپکو تبلا رہا ہے
کہ بندر سے بنتے بنتے آدمی بن گیا - خلاصہ یہ ہے کہ ادنیٰ درجہ سے
اعلیٰ درجہ رفتہ رفتہ حاصل کرنا ہی قانون فطرت ہے لہذا قانون الٰہی
کی تکمیل یعنے پورے قانون کا نفاذ ہمارے نبیؐ کے زمانہ مین ہوا جو مجموعہ
ضوابط جملہ انبیای سلف کا ہے - اب کہ مجموعہ ہمکو خدانے اپنے
سچے رسولؐ سے فراہم کرا کے دیدیا ہمکو ضرورت نہ ہے کہ ہم سیکڑون
کتب آسمانی کو تلاش کرتے پھرین - ناسخ منسوخ سے ہمارے یہی مراد
ہے یہ مطلب نہین کہ معاذ اللہ اور انبیا کے دین باطل تھے اور فقط
ہمارا دین حق ہے - دیکھو بلا تشبیہ کسی ایکٹ کو جو سب سے پیچھے جاری ہوا ہے
اب اگر کوئی آدمی اوس سے پہلے ایکٹ پر عملدرامد کرے گورنمنٹ

اُسکو منظور کریگی ہرگز نکریگی اب کیا تمام احکام اوس ایکٹ کے غلط اور باطل
تھے یہ کون کہتا ہے بلکہ اخیر کا قانون واجب العمل ہے کہ حاوی اور جامع ہے
فرق اتنا ہے کہ ایکٹ اخیر آدمی کا بنایا ہوا ہے اور کوئی آدمی اِسکا دعوی
نہین کرسکتا کہ اب تکمیل قانون ہوچکی اور شریعت محمدیؐ قانون الٰہی ہے اور
علم الٰہی اور مصلحت خدا جب تک تبدیل قانون کے تھی بنظر تحمل بندون کے
اب وہ مصلحت نرہی لہذا قانون دوامی نازل فرمادیا اور معلن اس قانون اخیر کا
پیغمبر کو بھیجا صلعم **تاریخی اور عقلی ثبوت** ذرا انصاف سے دیکھو اور
تعصّب نکرو گیلی لے حکیم نے حرکت زمین کے مسئلہ پر ۱۶۶۵ع مین پوپ کی قید
اوٹھائی اور دومرتبہ جھوٹھی توبہ کی اور اپنے عقیدہ سے کہ آفتاب مرکز عالم
ہے نہ پھرا اوسکے استقلال اور پامردی قابل ثنا ہے کہ آج یوروپ کے
تمام آدمی اِسی مسئلہ کے قائل ہوگئے اور دعوی کرتے ہین کہ زمین ہی کی حرکت
صحیح ہے حالآنکہ زمین کی حرکت صحیح ماننے سے کوئی فائدہ دنیوی یا دینی ہمارا
نہین ہے اور نہ بطلیموسی نظام سے کوئی ضرر ہمکو تھا غور کی جگہہ ہے کہ جب
تم سب ایسے بیکار اور فضول مسائل مین استقلال کو پسند کرکے درپے تحقیق
اسکے ہوسے اب ذرا دیکھو محمد صلعم کا دعوی کہ مین نبیؐ ہون اور تمام دنیا میری

پیروی کرے اور تمام انبیاے گذشتہ کی شرع پر میری شرع کو مقدم کرے
اور تمام کتب آسمانی مین میری نبوّت کا ثبوت موجود ہے یہ دعوی لاکھون مسائل
ضروری اور بکار آمد اور مضر اور اینذارسان امور کا ایک ایسے آدمی کا جو محض
اُمّی تھا اور بیس برس تک برابر پکار پکار کر کرتا رہا اور اپنے دعوے کے باطل
کرنے کا زور و شور سے یہودی اور نصرانی اور مجوسی دہریہ بُت پرست
الغرض ہر قوم اور ملّت کے آدمیون سے اصرار کرتا رہا اور یہ دعوی کرنا کوئی چھپی
ہوئی بات نہین ہے عام کتب تاریخ ہر ملت اور مذہب کے اِس دعوے
کرنے پر شہادت دے رہے ہین کسی تاریخ سے آپ دکھلا دیجیے کہ سیکڑون
دعوی مین سے کسی ایک دعوے کی بھی تکذیب انکے مخالفین سے ہوسکے اور
وہی یہود اور نصاری جنکے دین بدلنے کو آپنے زور دیا تھا اپنا دین چھوڑ
چھوڑ کر دین محمّدی مین آتے گئے اگر ایک بات بھی اوس جناب کی غلط ہوتی
ممکن نہ تھا کہ آپکو محجوج اور ساکت نکرتے یہ دعوی تمام روئی زمین کی افتری کا
اور تمام مذہبون کے منسوخ کرنے کا ایک بڑا انقلاب پیدا کرنے والا تھا
جسکا اثر جان اور مال اور آبروے انسان پر عموماً اور ایمان پر خصوصاً
اہل مذہب کے پڑتا تھا۔ پھر اوس وقت توریت اور انجیل اور زبور کے

پڑھنے والے اوس جناب کے زمانہ حیات مین اور (۲۴۰) برس آپکی وفات کے
بعد آپکے دعوے کی تکذیب نکر سکے اور جس نے مقابلہ کیا ضرور پس پا ہوا۔
اگر آپ کہین کہ منکرین نبوّتِ محمّد صلعم آج تک برابر انکار کر رہے ہین اور بشارات
کُتبِ آسمانی سے برابر اونکو انکار رہے یہ کہنا آپکا اوسوقت قابل جواب
کے ہوگا جب انبیاے سابق کی نبوّت کا اقرار کر لیجیئے۔ پھر ہمکو آپ سے
وہی گفتگو کرنی پڑے گی جو اور اہل مذہب سے ہم نقلی دلائل سے کرتے ہین
اور اسی طرز مناظرہ کو خلطِ مبحث کہتے ہین کہ عقلی بحث کو نقلی دلیل پر لانا۔ ہم جو
تاریخ کا ثبوت دیتے ہین تاریخ مذہبی پر منحصر نہین کرتے بلکہ دعوٰے نبوّت محمّد صلعم
کو مُتواترات سے جان کر ثبوت لیتے ہین تواتر ایسی عقلی بات ہے کہ سچّی اور
جھوٹی بات دونو پر واقع ہوتا ہے۔ دیکھو بطلیموس کے زمانہ سے ہزار برس سے
زیادہ نظام بطلیموس ہے مُتواتر رہا اور تمام دُنیا کے لوگ اُسی کو سچّا کہتے رہے
اور فیثاغورس کا نظام جو تمھارے عقیدہ مین سچّا تھا تواتر نہونے سے
چھپا رہا اب چند صدیون سے نظام فیثاغورس کا زور شور ہے اور یہی
متواتر بھی ہے اور شاید کسی زمانہ مین دونو نظام باطل ہوکر تیسرا نظام نیا
سمجھ مین آئے اور جن اصول پر بنا نظام فیثاغورس کی ہے وہ اصول محض

توہمات سے قرار پائین۔ نظامِ شریعتِ محمدیؐ ایسا نظام نہین ہے اِسلیئے کہ اِن
کے موجودات اور معاملات کا نظام ہے اور ہر وقت اوسکے مسائل سے
ہمارا نفع اور ضرر متعلق ہے آسمان کے سیارے اگر ہزارہا جدید معلوم ہوتے
رہینگے بجز اِسکے کہ ہم اونکے وجود کو معلوم کرنے سے ایک نامعلوم چیز کا علم
حاصل کرین اور قدرت کا غیر متناہی ہونا جسکا ہمکو پورا عقیدہ ہے اوسی کی پختگی
کرین ہماری بسر برد کا کوئی قاعدہ اِس تحقیق جدید سے بدل نجائیگا بخلاف
شریعتِ محمدیؐ کے جو کہ وقتِ ظہور سے لیکر تا قیامِ دُنیا ہزارون قواعد
فلسفہ کو اور ہزارون مسائل مذہبی اہل مذاہب دیگر مین ایک اِنقلاب عظیم کرنیوالا
ہے لہذا اِسکے مٹانے کی خواہ اِسکے سچّے ماننے کی ہر مذہب والے کو اور نیز
لامذہب سبکو ضرورت ہے اِسی نظر سے ہم نے تاریخ یہود اور نصاریٰ اور
مجوس اور فلسفہ سبکو شاہد اپنے دعوے کا کرکے آپکو دکھلایا ہے کہ آخر یہی لوگ
جو دشمن ہمارے نبیؐ کے تھے اور اب بھی ہین اگر ذرا سی لغزش ہمارے نبیؐ کے
قول وفعل مین پاتے ضرور تھا کہ سوانح نگار اوسکو درج تاریخ کرتے اور جب
ایسا نہین ہے بلکہ اونکا غلبہ مناظرہ اور استدلال مین ہر قسم کی مخالفت پر لکھ
رہے ہین پھر اب ہمکو اونکے سچّے نبی ہونے مین کیونکر شک باقی رہیگا۔ اور آپکو اِس تقریر کے

جواب مین یہ بات کہنی چاہئیے کہ ہرگز کسی مورخ نے یہود اور نصاریٰ اور فلاسفہ کے محمدؐ صلعم کا غالب آنا اپنے گروہ مقابل پر تقریر اور استدلال مین درج تاریخ نہین کیا ہے اب رہی یہ بات کہ آج بھی یہود اور نصاریٰ آپکی نبوّت سے مُنکر ہین اور بشارات سے انکار کرتے ہین اسکی تحقیق اوس شخصکو جو مطلق نبوّت کا مُنکر ہو اوسکے منصب کے خلاف ہے جب آپ مطلق نبوّت کو مان لیجیگا اور کسی نبی خاص کی پیروی کی وجہ سے آپکو رُجحان اور میلان طبعی کسی اور مذہب پر نہوگا اوسوقت آپکو ہم اِس شبہہ کا پورا جواب دینگے۔ اب ہم نے اِس شبہہ کا جواب پُورا دیدیا کہ ہمارے نبیؐ کا دعویٰ ختم نبوّت کا اپنے اوپر کرنا اور جمیع شرایع پر اپنی شریعت کی ترجیح کو ظاہر کرنا ہرگز مُخالف عقل نہ تھا اور نہ اور انبیا کی تکذیب اِس دعوے سے ہوتی ہے اور ہزارون مذہبین سے ایک مذہب کو منتخب کرکے پابند ہونا آپکو محال نہین ہے بلکہ آسان ہے بس یہی خلاصہ ہمارے جوابات کا ہوا خدا سے اُمید ہدایت کی ہے۔

باب تیرھوان چاند کا دو ٹُکڑے ہوجانا یعنے معجزہ شقُّ القمر جو اہلِ اسلام اپنے نبیؐ کا بیان کرتے ہین وہ کیونکر ہوسکتا ہے

اگرچہ ہمارے نبی صلعم اور جملہ انبیاؑ کے معجزات

ب ایسے ہی عاجز کنندہ عقولِ بشری ہین جیسے یہ معجزہ ہے تاہم شق القمر یہ ایسا
معجزہ ہے کہ جسکا تعلق اجرام علویہ سے ہے جیسے کہ ردِ شمس کا معجزہ حضرت
سلیمانؑ کا اور نیز ہمارے نبی کا مگر اس معجزہ کے وقوع کو ہم اسوقت نہ لکھین گے
فقط شق قمر سے ہمکو اسوقت ایک منصفانہ بحث کرنی منظور ہے گو وہ بھی
طولانی ہے پھر ہو اور گو کہ دقیق مسائل پر متنبی ہے مگر مجبوری ہے شق القمر کا انکار
اصولِ علم طبعیات اور فلکیات اور فنِ سحر اور علمِ مناظر اور علمِ تاریخ عام اور
تاریخ علمی ہر طرح سے ہمیشہ کیا گیا ہے اور محض استبعادِ عقلی جو کام جہال کا ہے
اوسپر بھی عوام بلکہ دہریون کا انکار مبنی رہا ہے جو ہمیشہ ہر امر معجز مین ہوا کرتا ہے
پہلا شبہہ فلسفہ قدیمہ کی رو سے چونکہ اجرام فلکی مین خرق اور التیام محال
ٹھرا تھا اور اوسکی دلیل یہ تھی کہ فلکی اجرام حرکت مستقیمہ کو قبول نہین کرتے
اور خرق اور التیام بدون حرکت مستقیمہ کے نہین ہوتا ہے لہذا بحکم ضرب
۳ ش (۱) منطق کے خرق اور التیام محال ہے پس شق القمر جو بدون خرق
والتیام کے نہین ہوتا وہ بھی محال ہے۔ فلاسفہ اسلام نے جونکہ اثبات معراجِ
جسمانی اور اثباتِ معجزہ شق القمر کا اہم امور تھا قدیم فلاسفہ کی اس دلیل کو باطل
کر دیا کہ حرکتِ مستقیمہ افلاک مین محال ہے وہ دلیل محض قیاسی اور عقلی تھی

مگر حال کے فلسفہ نے ہماری پوری تصدیق کردی اور دوربین کی تیاری سے
جب مشاہدہ روزانہ سے ہمکو چاند پر ندی اور نالہ جھاڑ جھنکھاڑ نظر آنے لگی
جیسے کہ زمین پر ہیں اور یہ سب چیزیں بدون خرق اور التیام یعنی قبول حرکت
مُستقیمہ کے نہیں ہو سکتی ہیں لہذا ہمارے اس دعوے کے فلسفۂ جدیدہ نے
پُوری تصدیق کردی کہ خرق اور التیام فلکیات میں بھی مثل زمین کے جائز ہے
بلکہ واقع ہے اب شقُّ القمر کا معجزہ خواہ جسمانی معراج کو کوئی فلسفی اس دلیل سے
نہیں روک سکتا ہے کہ خرق اور التیام محال ہے اور قمر کے شق ہونے سے
کُل افلاک میں شق ہوگا ہاں نیٹروجن ہوا اور ہیڈروجن اور اکسیجن وغیرہ
غازات کی غیر موجودگی + چالیس یا اکاون میل اوپر ہونے سے کوئی ذی روح
اوپر نہیں چڑھ سکتا ہے یہ شبہہ نیا فقط معراج جسمانی کی نسبت پیدا ہوا ہے
اور شقُّ القمر کے معجزہ پر تو یہ بھی شبہہ وارد نہیں ہوتا ہے اور اسکا جواب
ہم معراج کی بحث میں دینگے ۔ میں چالیس برس سے اسکا منتظر ہوں کہ جدید
اصول کیمیائے شمسی اور کیمیائے اختری کی جو روزانہ ترقّی ہو رہی ہے اور
خصوصاً جب سے طریقہ حل اور تفریق عکسی بنسن صاحب اور کرچیف
صاحب نے ایجاد کیا ہے اور مرآت العکس کی ایجاد سے اب تو آفتاب

مین بقول کیمسٹ جدید ۸۱ دہات یا زیادہ آج تک دریافت ہوچکی لوہا اور

ریہہ اور مقناطیس اور نیکل تانبا جستہ وغیرہ ان سب فلزات کی موجودگی آفتاب

مین ایسی یقینی ہوچکی جیسے کہ مادّیات کا کوئی بدیہی مسئلہ۔ اسیطرح ثوابت ستارونکے

کیمیاے ترکیب ذرہ برذرہ منکشف ہوتی جاتی ہے شاید کہ ہم بھی کواکب کو

بنا لینگے (نعوذ باللہ) اگر مین اسوقت ماہ نخشب کا ذکر کرون جو کسی حکیم نے شہر

نخشب کے کنوئین مین بنایا تھا اور رات کو بلند ہوکر اوسکی چاندنی پھیلتی تھی

اب تو یقین ہے کہ جدید فلاسفہ اور کیمسٹ اسکا انکار نکرین اور وہ قہقہہ زنی جو

محض جہالت سے کیا کرتے تھے اب تو اس قصہ کو بھی سچّا مان لینگے اور اپنی

نادانی پر شرمائینگے اور پُورانی رَوشنی کو تاریکی جہالت نہ کہینگے۔ اسلیئے کہ کیمیاے

اختری کا علم گو انکو اب ہوا ہے مگر دنیا مین ہم سے پہلے سب کچھ ہوچکا ہے

چنانچہ ریل کے پرزے بھی صدہا برس کے ڈھلے ہوے اب ہندوستان مین

دستیاب ہوے ہین **آمدم بر سر مطلب** معزز تعلیم یافتہ جب نو کرور

میل کی دوری پر آفتاب کے اجزاے کیمیاوی ہمکو دریافت ہو رہے ہین

بلکہ اون ثوابت کے اجزا جنکی دوری ہم سے خدا جانے کتنی ہے پھر ماہتاب

جو ہم سے ۲ لاکھ چالیس ہزار میل پر ہے اوسکے اجزا کا دریافت کرنا ہمکو کیون

ماہ نخشب

دشوار ہوگا بلکہ بآسانی ہورہا ہے قوی دوربینون سے چاند مین پہاڑ اور

جنگل اور سبزہ خوشنما اور ذی روح خلائق نظر آتی ہے جسکو قدیم فلاسفہ عکس اشیاے

زمین تصور کرتے تھے اور یہ غلطی اونکو دوربین نہونے سے پڑی تھی سعدی کہتا ہے

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہمچنان دربند اقلیمے دگر

اور امسال جو دوربین کلان بن رہی ہے جسکا طول (۱۹۰) فیٹ کا ہے

اوس سے چاند فقط دو میل کے فاصلہ پر دیکھا جائیگا۔ اور فرانس اور امریکہ

کے فلاسفہ مدعی ہین کہ ہم اونسے بات چیت بھی کرنے کی کوئی تجویز کرین گے

چنانچہ ۲۷ برس سے اسکا چرچہ اخبارات مین ہورہا ہے اب قدیم فلاسفہ

جو خرق اور التیام کے اجرام فلکی مین منکر تھے اونکے اس خیال کی غلطی جدید فلسفہ

نے بھی بخوبی کردی اور متکلمین اسلام نے قدیم فلسفہ سے بھی اونکے اس غلط

خیال کو باطل کردیا تھا کیمیائے اختری سے ہمکو اسکی بھی تصدیق ہوگئی جو خدانے

قران مین فرمایا ہے اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ یعنی بروز قیامت آسمانی چیزین پھٹ

جائینگی اسلیے کہ جب یہی مادہ اجرام فلکی کا بھی ہے جو زمین کی اشیا کا ہے پھر

اونکا پھٹ جانا اور جوڑ جانا کیون محال ہوگا۔ ہمکو یہ بھی عقیدہ ہے کہ شق قمر کا

معجزہ بھی خدانے علاوہ تصدیق اپنے نبیؐ کے اس پیشین گوئی کی سچائی کی نظر سے

بھی ظاہر فرمایا تھا تاکہ فلاسفہ خیالات کے لوگ جو خرق اور التیام کے محال ہونے کے غلطی مین پڑے ہین جب صدہا آدمیون کے مشاہدہ مین چاند کے دو ٹکڑے آجائین پھر انکو اس خیالِ باطل کے پیچ کرنے کا موقع نرہے یہانتک اِتنا ثابت ہوا کہ چاند اور سورج اور کل ستارے اور افلاک پھٹ سکتے ہین جیسے زمین پھٹ جاتی ہے تجویز عقلی جب چاند کے پھٹنے کی ہو چکی اب اِس واقعہ کا ثبوت کہ چاند پھٹ گیا تھا بجز تاریخ کے عقلی دلیل سے نہین ہو سکتا تاریخِ اہل اسلام کی بلکہ مُتواتر کلام الٰہی اِسکی خبر دیتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور واقع ہوا بلکہ اِسکے واقع ہونے کے بعد بھی جو کُفّار نے کہا کہ محض جادو ہے ڈھیٹہ بندی ہے وہ بھی قران مین مذکور ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ چاند کا شق ہونا ممکن بھی ہے اور ہو بھی گیا۔ پھر ہم آیاتِ قرآنی کی تاویل کرکے اوسکے یہ معنی بتائین کہ بروز قیامت چاند شق ہوگا اِسکی ضرورت کیا ہے اِسلیئے کہ اگر چاند کا پھٹ جانا عقلاً محال ہے تو بروز قیامت بھی محال ہوگا اور اگر ممکن ہے تو آج بھی ممکن ہے اور آج بھی خدا کر سکتا ہے اور تاویل کسی کلام کے خلاف معنی ظاہر کے اوسی وقت کرنی لازم ہے جب معنی ظاہری کے مراد لینے سے کوئی عقلی برہانی تاریخی محال اور مخالفت ثابت ہو اور اِس واقعہ کا واقع ہونا اور مشاہدہ حضّار مین آنا

ہماری عقل بھی اسکو جائز سمجھتی ہے اور تاریخ سچی قرآن مجید بھی اسکو واقع بتلاتی ہے یہ بڑی غلطی سید احمد خانصاحب کی ہے کہ جائز الوقوع امور کو محال سمجھکر اِنکار معجزات انبیاء کر دیتے ہین اور آیات اور نصوص ظاہری قرآن مجید کی تاویل خلاف ظاہر کر کے دین اسلام بلکہ جُملہ مذاہب آسمانی مین رخنہ ڈالتے ہین۔ فلسفہ قدیمہ ہو یا جدیدہ کوئی سچا مسئلہ فلسفہ کا ہرگز خبر دہی خدا اور پیشین گوئی انبیاء کو غلط ثابت نہین کرسکتا۔ اب مین بقیہ شبہات جو شقّ القمر پر وارد ہوتے ہین اُنکو لکھکر رد کرون دوسری دلیل قدماء فلاسفہ کی شق القمر کے محال ہونے پر یہ تھی کہ جرم قمر کے شق ہونے سے فلک قمر تا فلک الافلاک سب شق ہو جائینگے۔ پھر اگر شق اِس طرح پر فرض کرین کہ نیچے اوپر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اوپر کی طرف فلک الافلاک کی جگھ نہین ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے جواب اِسکا یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے تو آسمان کا وجود ہی نہین ہے فضائی آسمانی مین مادہ اثیریہ خواہ سدیمیہ بھرا ہے اِس فرض پر تو ہمکو کچھ ضرورت نہین ہے کسی اور جواب دینے کی اور ہمارے زمانہ کی فلسفی مزاج اِس دلیل کو خود ہی باطل سمجھ رہے ہین۔ مگر چونکہ انکار وجود آسمان کا مسئلہ

ہمارے مذہبی اصول سے غلط ہے اور ایک باب جداگانہ مین اِسکو ہم لکھینگے
لہذا آسمانون کا وجود مُسلّم مان کر اور اُنکے طبقات باہم پیوستہ مثل پیاز
کے چھلکون کے تہ بر تہ خیال کر کے ہم کہتے ہین کہ بیشک ہمارے قرآن مجید
مین خدا نے سیارات کواکب کی نسبت ارشاد فرمایا کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ
ہر ایک سیارہ ایک آسمان مین تیر رہا ہے یعنی حرکت کر رہا ہے۔
اگر اس آیۂ مقدسہ کے رُو سے یہی مانا جاوے کہ فلک قمر مین جرم قمر جڑا ہوا ہے
جیسا فلاسفہ قدیم کہتے ہین۔ اب دیکھو کہ جرم قمر اگر فلک قمر مین جڑا ہوا ہے
اُسکی دو ہی صورتین ہو سکتی ہین یا تو فلک قمر کو پھاڑ کر جرم قمر اُس مین خالق عالم نے
جڑ دیا اب تو خرق اور التیام خود ہی مُسلّم ہو جائیگا اور جو استبعاد کُل افلاک کے شق
ہونیکا کیا ہے وہ سب مُسلّم ماننا پڑیگا۔ دوسری صورت قمر کی فلک قمر مین
ہونے کی یہ ہے کہ جرم قمر جتنا بڑا ہے اُتنا حصّہ فلک قمر کا خالق عالم نے ایسا
پیدا کیا جو آفتاب سے قبول نور کرتا ہے اور اسکا مطلب یہہ ہوا کہ قمر
کوئی جسم جداگانہ نہین ہے بلکہ فلک قمر کا ایک حصّہ ہے جو آفتاب سے
کسب ضیا کرتا ہے۔ یہ صورت اگرچہ شق نہونے اور مُحالات سے بچنے
کی ہے مگر مشاہدہ اور حرکت قمر اور خسوف اور محاق اور ہلال بن جانا اور پھر

پورا چاند ہونا اِن سب کے منافی ہے بلکہ سچ تو یہی ہے کہ چاند ایک جسم جداگانہ ہے جو فلک قمر مین جڑا ہوا ہے اور فلک قمر کو شق کر کے اُس مین لگا دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ فلک قمر کے شق ہونے سے ابتدائے خلقت قمر کے وقت خواہ شقُّ القمر ہونے سے بروقت ظہور معجزہ شقُّ القمر سب آسمانون کا پھٹ جانا ضرور ہے یہ خیال بالکل غلط ہے اسلئے جتنے اجسام خدا نے بنائے ہین سب مین کچھ خواص اور عام صفات رکھے ہین ازانجملہ انضغاط یعنے دبنا اور سمٹنا اور مرونت یعنی سمٹ کر پھر اپنی اصلی مقدار پر آجانا جب دبنے اور سمٹنے کی صفت عام ہر جسم مین ہے اور مرونہ یعنی سمٹ کر اپنی اصلی حالت پر آجانا یہ بھی صفت عام اجسام کی ہے۔ اب خیال کرو کہ قمر کے شق ہونے کے وقت اگر جرم قمر کے دو نو ٹکڑے دب کر سمٹے ہون اور بعد سمٹنے کے پھر مرونت کے خاصہ سے اپنی حالت پر ہو کر ملگئے ہون تو کونسی دلیل اِسکو منع کرسکتی ہے اور اِس فرض پر فلک کا پھٹنا اور فلک الافلاک تک سبکا پھٹ جانا ہرگز لازم نہ آئیگا اور اگر ہم یہ بھی تسلیم کرلین کہ فلک قمر بھی شق ہوا چونکہ اُس مین بھی براہ جسم ہونے کی دو نو صفت یعنی سمٹنا اور پھر اپنی اصلی مقدار پر آجانا ضروری ہے جب بھی اُسی فلک قمر تک دبنے اور سمٹنے اور پھر حالت اصلی پر پلٹ آنے کی

ہے کیفیت پیدا ہوئی تھی اور فلک الافلاک تک اسکا اثر ہرگز نہین پہونچ سکتا ہے
اب رہی یہ بات کہ قمر مین خواہ فلک قمر مین دبنے اور سمٹنے اور پھر حالت اصلی
پر عود کرنے کی صفت نہین ہے اسکا ثبوت معترض کے ذمّہ ہے فلاسفہ تو
یہی کہتے ہین کہ عام صفات سے کوئی جسم خالی نہین ہوسکتا ہے ورنہ جسم کا
نیچر بگڑ جاے اب ذرا یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ فلک الافلاک سے اوپر نہ خلا
ہے اور نہ ملا ہے اسکے معنی سواے ایسے ہی دانا اور حکیم لوگون کے اور کون
سمجھ سکتا ہے اور اس سے زیادہ اور کیا دانشمندی ہوگی کہ ارتفاع نقیضین کو
تسلیم کرلیا ہے اور خدا کی قدرت اسی پنجڑے مین بند ہے جو بطلیموس نے
فلک الافلاک تک خیال کیا ہے۔ ہمارا خدا ایسا ہے کہ اس عالم کے علاوہ
ہزارون آسمان اور لاکھون زمین پیدا کرسکتا ہے اور یہ فضا یعنے خالی
جگہہ اتنی نہین ہے جتنی بطلیموس کی وہمی پیمایش مین آئی تھی۔ آج بھی دوربینون
کے ذریعہ سے اسقدر فضاے غیر محدود نظر آرہی ہے جسکے سوچنے سے عقل کو
حیرت ہوتی ہے۔ ایسی جہالت اور نادانی جس امر مین ہو اور ایسی خرافات اور
مہملات باتون سے شق القمر اتنی بڑی قدرت نمائی خدا کو روکنا یہ کام ایسے ہی
بے عقلون کا ہی جنکو فلاسفہ کہتے ہین معمولی عقل کا آدمی بھی تو اسکو خلل دماغ کے سوا

اور کچھ نہ کہیگا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ قدیم فلاسفہ چاند اور سورج
بلکہ جمیع سیارات اور اجرام فلکی کے مادہ کو اُن اجسام کے مادہ سے جدا
خیال کرتے تھے جنکو عنصریات کہتے ہین یعنی جو اجسام فلک قمر سے نیچے زمین
تک ہین اور جن کی ترکیب آب آتش خاک اور باد سے ہے اور عناصر کو منحصر
انھین چار مین خیال کرتے تھے جو حال کی تحقیق سے (۷۰) تک دریافت ہو چکی اور
شاید اور بھی دریافت ہون - اور جسمانی خواص عامہ انھین عنصریات مین
ضروری جانتے تھے اور اب جدید فلاسفہ آسمانی چیزون کو انھین عناصر اور
بسائط سے مرکب ثابت کر چکے اور قدیم فلاسفہ کے اِس خیال کو بالکل غلط
اور لغو ثابت کر چکے - اگرچہ مجھے اِس مسئلہ کی تحقیق سے شق القمر کے اثبات
مین بحث کرنے کی حاجت نہین ہے مگر اتنا کہنا ضرور ہے کہ دونو مذہب
قدیم اور جدید فلاسفہ کے اُنکی صحت اور غلطی یقینی کا کوئی شخص مدعی نہین
ہو سکتا ہے اور مشکوک امر پر بنا کرکے کسی معجزہ کا انکار کر دینا یہ طریقہ ہرگز
براہ عقل پسندیدہ نہین ہے لہذا جسقدر معجزات انبیا علیہم السّلام کے ایسے
ہین جنکے انکار پر اصول موہومہ فلسفہ قدیمہ یا فلسفہ جدیدہ پر بنا کرکے
منکرین نبوّت قیل اور قال کرتے ہین عام طور پر جواب اُنکا یہی دینا لازم ہے

کہ پہلے اُس مسئلہ کو تو یقینی ثابت کرو جسپر بنا کر کے انکار اِس معجزہ کا کرتے ہو۔
اس کتاب مین اگرچہ تفصیلی جواب ہر ایک شبہہ کا بھی درج ہوتا جاتا ہے
مگر اجمالی جواب یہ بھی قابل یاد کے ہر ایک شبہہ دہریہ اور منکرین معجزات کا ہی فقط

دوسرا شبہہ علم مناظر وغیرہ سے چاند کے دو ٹکڑے الگ الگ
نظر آئے اسکو ضرور ہے کہ دونو ٹکڑون مین کچھ فاصلہ پیدا ہوا ہوگا علم
مناظر ہمکو یقین دلا رہا ہے جبکہ جرم قمر ہم سے ۲ لاکھ ۴۰ ہزار میل دور ہے۔
اب ہمکو قطر قمر کسی آئینہ یا پانی مین اگر زیادہ سے زیادہ ۱۸۔ انچھ کا نظر آتا
ہے اِس حساب سے اگر قطر قمر دراصل ۶۴ میل کا ہوتا تو ہم کو زمین سے
برابر ایک انچھ کے معلوم ہوتا۔ لہذا اگر دونو ٹکڑون مین قمر کے چونسٹھ
میل کی دوری بروقت شق قمر کے ہوتی تو ہمکو ایک انچھ کا فاصلہ دونو ٹکڑون
مین نظر آتا۔ پھر چونکہ دیکھنے والون نے جدا جدا دونون ٹکڑے کم سے کم
انچھ کے سولھوین حصہ پر خواہ آٹھوین حصہ پر دیکھے ہونگے پس ضرور ہے
کہ ۴ میل خواہ آٹھ میل کا فاصلہ دونون ٹکڑون مین ہوا ہوگا مگر اہل اسلام کا بیان
دونو ٹکڑون کے الگ الگ نظر آنیکا ایک انچھ سے کم نہین ہے لہذا بقاعدہ
علم مناظر ۶۴ میل دونو ٹکڑے الگ ہوگئے تھے جو ہمکو ایک انچھ کی دوری پر

اس شبہہ کا اور ایسے
جواب کا سمجھنا ہمین
اس علم سے تعلق رکھتا ہے

نظر آئی اور اگر اُس روایت کو صحیح مانا جائے جسمین راوی بیان کرتا ہے کہ دونو ٹکڑے
ماہتاب کے حرّا پہاڑ کے دونو طرف نظر آئے تھے اب تو دوری درمیان دونو
ٹکڑون قمر کے ضرور کئی ہزار میل کی ہُوئی ہوگی جسکی تحقیق پیمائش حرّا پہاڑ کے
طول اور عرض کی مسافت پر موقوف ہے۔ اب دیکھو کہ شق قمر یا تو جنوباً اور
شمالاً ہوا کہ دونو ٹکڑے ہمکو ایک انچھ خواہ ½ خواہ ¼ انچھ کے فاصلہ سے نظر
آئے اِس سے لازم آتا ہے کہ دونو ٹکڑون مین حرکت مُستقیمہ قسراً جنوبی اور
شمالی پیدا ہوئی اب اِس درمیانی جگہہ کی روشنی مثل جرم قمر کے تو ہو نہین سکتی
بلکہ یا تو جسطرح تمام فضائے آسمانی شب کو تاریک نظر آتی ہے یہہ مسافت
۶۴ میل خواہ آٹھ میل یا چار میل کی بھی سیاہ نظر آتی ہوگی اسکا ثبوت اِسلامی
تاریخ سے کچھ نہین دیا گیا ہے حالانکہ ضروری الثبوت امر ہے۔ عوام مُسلمین
درکنار علمای محمّدی جنکو بڑے بڑے دعوے اپنے علم اور تحقیق کے ہین
ایسی موٹی بات کو چھوڑ گئے۔ اور یہ بات اُس فرض پر ہے کہ سطح اندرونی
دونو ٹکڑون کے مثل سطح ظاہری کرہ قمر کے کسب ضیا آفتاب سے نکرے
اور اگر سطح اندرونی نے بھی کسب ضیا کیا تھا اب تو اِس فاصلہ ۴ میل خواہ
آٹھ میل کی روشنی دوچند روشنی ماہ سے ہوگی حالانکہ ایسا نہین ہوا پھر شق القمر

بھی نہین ہوا اور اگر چاند کے دو ٹکڑے اِسطرح پر ہوے کہ ایک ٹکڑا پورب
اور ایک پچھم اُسوقت دو میل خواہ چار میل خواہ ۶۴ میل ہر ایک ٹکڑا اپنی جگھ
خاص سے پورب اور پچھم ہٹا ہوا تھا اس فرض پر پورب والا ٹکڑا اور نیز
فاصلہ درمیانی دونو ٹکڑون کا ہمکو نظر نہین آسکتا ہے اگرچہ پورب والا ٹکڑا
بروقت اتّصال اور قبل انشقاق کے کسی قدر روشن تھا اسلیئے کہ اقلیدس نے
کتاب المناظر مین ثابت کر دیا ہے چھوٹے کرہ کا جسم جو کسی بڑے کرہ سے
کسبِ ضیا کرتا ہے جیسے قمر آفتاب سے بس وہ مقام روشن نصف کرہ سے
زیادہ ہوتا ہے پس ایسا شق قمر اگر ہوتا تو اُس سے کیا فائدہ تھا تیسری صورت
یہ ہے کہ دونو ٹکڑے زیر و بالا ہو گئے تھے اور فاصلہ درمیانی وہی چار میل
خواہ آٹھ میل دونو مین یا چونسٹھ میل کا اور اوپر والا ٹکڑا حرکت مستقیمہ فوقانی
سے اور نیچے والا حرکت مستقیمہ تحتانی سے متحرک ہو کر فاصلہ معیّن پر گیا تھا
جیساکہ ظاہر ہے اب خلاصہ یہ ہوا کہ شقّ قمر کے ماننے سے محالات مندرجہ
ذیل خلاف قانون قدرت (لاآف نیچر) جسپر نظام آسمانی خدا نے منتظم کیا ہی
پیدا ہوتے ہین اگر دونو ٹکڑے جنوبی اور شمالی ہوئے تھے خواہ تحتانی اور
فوقانی تھے (۱) جذب مرکزی جو شمس کو قمر پر ہے اُسکا باطل ہونا (۲) قسری

دو حرکت مستقیمہ جنوبی اور شمالی خواہ تحتانی اور فوقانی دونو ٹکڑون مین پیدا

ہوے جو منافی حرکت ذاتی قمر کی ہے لہذا وہ حرکت ذاتی اُتنی دیر باطل ہوئی ہوگی

اور سکون پیدا ہوا تھا (۳) فاصلہ درمیانی دونون ٹکڑون کا چونکہ بحالت اتصال

اُسمین جرم قمر موجود تھا بعد انشقاق یا تو خلا محض اُسمین پیدا ہوا اور یہ محال ہے یا

کوئی اور مادہ مثل مادۂ جرم قمر کے خدا نے اس خالی جگہ مین پیدا کر کے بھر دیا تھا اسلئے

کہ یہ شکل مستطیل (جسکا عرض برابر ۴۰ میل خواہ آٹھ میل یا چار میل کے تھا اور طول

اور سمک برابر قطر قمر کے یعنی دو ہزار ایک سو اسّی میل کے) اپنے مملو ہونے کو ضرور

کوئی مادہ جسمانی چاہتی ہے (۴) تمام اجرام فلکی اور جرم ارض سے نسبت اوضاع

قمر کے بدل جانے سے پورا انقلاب اجرام فلکی مین پیدا ہونا جسکے آثار کو ہم نہین

کہہ سکتے بلکہ قرآن کہتا ہے لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (۵) نور قمر یعنی

چاندنی جسقدر حالت موجودہ مین ہے دو ٹکڑے ہونے کے بعد ضرور اوسمین

پھیکاپن کا ہونا جسکو تاریخ اہل اسلام بھی نہین بتلاتی ہے اور یہ مسئلہ علم نور کا ہے

(۶) جسقدر دریا وغیرہ چاند پر اب بخوبی دیکھے گئے ہین اُنکے پانی بروقت شق

ہونے کے ضرور کسیقدر ریزش کر کے زمین تک آے اور اگر نہین آے تو اُنکا

انجماد اور بستہ ہونا یہ بھی خلاف قانون قدرت ہے (۷) جاندار اشیا جو کرۂ قمر پر ہین

اونپر بلا سبب بلکہ بجرم قیامت کا صدمہ پیدا کرنا جسکو عدل خداوندی کبھی گوارا
نہ کریگا سرتابی بنی کی تو اہل زمین کرین اور عذاب ہو آسمان والون پر
آخر اُن بیچارون کا کونسا گناہ تھا اور کونسی خطا ہوئی تھی جواب اجمالی
ان شبہات کا جنکی بنا علم مناظر اور علم نور اور قواعد حرکت اور ناموس جذب
اور نفور پر ہے ہم پہلے تو یہی دیتے ہین کہ جو قانون قدرت آنکھ کے دیکھنے
مین اشیا کے ہمکو تجربہ سے دریافت ہوا وہ قانون ضروری اور عقلی نہین ہے
جسکا بدلنا محال ہو چنانچہ ہم نے ص مین لکھدیا کہ روشنی مین آنکھ کھول کر
دیکھنے کا نیچر خدا اُسکے بدلنے پر بھی قادر ہے اور امریکہ کے ایک مریضہ کی
نظیر بھی پیش کردی کہ اندھیری رات مین آنکھ بند کرکے باریک حروف
پڑھتی تھی اسی طرح نوامیس حرکت اور جذب اور نفور یہ سب قانون عادی ہین
انکا بدلنا معجزہ سے ممکن ہے **تفصیلی جواب کی تمہید** یہہ جواب اگرچہ دقیق
مسائل پر مبتنی ہے مگر سلیس عبارت سے ہم اُسکو بھی لکھین تاکہ ناظرین کو
فوائد عظیمہ حاصل ہون۔ یہ مسئلہ علم مناظر کا کہ ہر شے اپنی پوری مقدار پر
اُسی جگہ سے نظر آتی ہے جہان سے زاویہ رویت کا قائمہ بنی خروج شعاع
پر موقوف ہے مثلاً اگر ۸۰۰۰ گز کا کوئی مکعب جسم ہے یعنی ۲۰ گز اُسکا ہر قطر ہے

اُسکو ایسی جگہ سے دیکھین کہ ٹھیک بیچ اُسکا ہمارے سامنے ہو تو ہمکو. اگر کے
فاصلہ سے وہ پورا نظر آئیگا اور اس سے زیادہ دوری سے چھوٹا اور کم دوری سے
بڑا۔ اب اِسکا لحاظ رہے کہ ہر شئے کے پُورا دیکھنے مین مُثلّث کا مساوی السّاقین
اور قائم الزّاویہ ہونا ضرور ہے جس سے مخروط شعاعی پیدا ہوگا۔ پھر چونکہ
مثلّث متساوی السّاقین قائم الزّاویہ مین جو خط مُنصّف زاویہ قائمہ ہے
وہ قاعدہ کی بھی تنصیف ضرور کرتا ہے اور وہی خط یعنی عمود برابر نصف قاعدہ
کے بھی ہوتا ہے مثلاً اگر ا ب ج مثلّث قائم الزاویہ متساوی
السّاقین ہے جسکا قاعدہ ب ج برابر (۸) کے ہے تو ا د خط سے اگر تنصیف
زاویہ قائمہ ب ا ج کے ہوگی ضرور وہی عمود ا د قاعدہ ب ج کی تنصیف بھی کریگا
اور دو زاویہ قائمہ قاعدہ پر بنائے گا یعنی زاویہ ا د ب۔ ا د ج اور خود برابر نصف
ب ج یعنے برابر ۴ کے ہوگا. بحکم ش (۷) اور (۵) اور (۴۷) م (۱) اصول اقلیدس
کے۔ ا د عمود کا برابر نصف قاعدہ ب ج کے ہونا اُسکا ثبوت یہ ہے کہ مثلّث
ج ا ب قائم الزّاویہ متساوی السّاقین کے قاعدہ ب ج پر کی زاویہ برابر ہین
اور ہر ایک زاویہ برابر نصف قائمہ کے ہے بحکم ش ۳۲ پھر چونکہ ا د عمود نے
زاویہ قائمہ ب ا ج کو نصف کر دیا لہٰذا مثلّث د ا ب قائم الزّاویہ کے قاعدہ

اب پر کے دونو زاویہ ر ب ا اور ا ب بھی برابر نصف قائمہ کے ہوئے اور

جس مثلث کے قاعدہ پر کے زاویہ برابر ہون وہ مثلث متساوی الساقین بھی ہے

لہذا ضلع ا ر برابر ہے ضلع ر ب کے جو برابر ہے نصف قاعدہ ب ح یعنے برابر

ہے ہ م کے اور یہی ثابت کرنا تھا اب ہم ش م ۳ سے یہہ بھی ثابت

کردین گے کہ جو مربع بیرون کرۂ قمر بنایا جائے اُسکا ہر ایک قطر برابر قطر قمر

یعنی ۲ ہزار ایکسو ۸۰ میل کے ہوگا اور یہی قطر قاعدہ ہر ایک مثلث کا ہوگا

جو نصف مُربع مذکور ہے اور یہی قطر قاعدہ مخروط شعاعی کا ہوگا جو ہماری آنکھ سے

نکلتا ہے اور ذریعہ ہماری رویت کا جرم قمر کو ہے لہذا النصف اِسکا یعنے

ایک ہزار ۹۰ میل کی دوری سے ہم کرۂ قمر کو پوری مقدار پر دیکھ سکتے ہین اور اِسی

حساب سے ہم دو لاکھ چالیس ہزار میل کی دوری سے قمر کو کسقدر چھوٹا دیکھین گے

جسکو حساب کر لیجئے اب دیکھو کہ زاویہ کی تقسیم عموماً اقلیدس سے فقط تنصیف

اور تخمیس مین ہوسکی ہے اور قائمہ کی تثلیث بھی ثابت ہوگئی کہ مثلث متساوی

الاضلاع کا ہر ایک زاویہ برابر دو ثلث قائمہ کے ثابت ہوا ہے اب سوائے

اُس مقدار کے جو ۲ اور پانچ اور ۳ پر تقسیم ہوسکے بلکہ ۲ × ۳ × ۵ = ۳۰ پر

جو تقسیم ہوسکے اُسی پر تقسیم زاویہ رویت کی ہوگی اور کسی حصّہ پر ہمکو اشیا کا

دیکھنا اگرچہ ممکن ہے مگر ہم براہان ہندسے سے اوسکا ثبوت نہین دے سکتے
جیسے عام تثلیث زاویہ کی ہم براہان ہندسے سے نہین کر سکتے مثلاً اگر کسی شے
کو اِسکے گیارہوین اور تیرہوین اونیسوین سینتیسوین وغیرہ کی مقدار پر اگر ہم تکمین
علم مناظر سے اُسکا ثبوت ہم سے نہوگا الجبرا خواہ اور قواعد حسابی تخمینی سے
اگر ثابت کرین تو وہ برہانی پیمایش نہوگی لیجیے حضور آپکے وہی علم مناظر کا
تو حال یہ ہے جسپر آپ زمین اور آسمان کے قلابے ملا رہے ہین اور تاج گنج اگرہ
کے اندرون حصار کا طغرا چل کر دیکھئے کہ دیوار کی جڑ سے اوپر تک جسقدر
حروف کندہ کئے ہین سب برابر نظر آتے ہین بڑے بڑے سیاح مہندس
اور کامل علم مناظر کے آج تک حساب کرتے کرتے حیران ہورہے ہین وہ
کون سا کامل ریاضی دان معمار خوشنویس تھا جس نے زاویہ رویت کے
ہر حصہ کی تقسیم کرکے اُسی کے حساب سے جوب قلمی کی ہے جسکے ہاتھ چوم لینے
چاہیے ۱۸۷۰ع کے قریب جب پربتسر علاقہ جودھپور مارواڑ کا مہاراجہ
بخت سنگھ متوفے کیطرف سے مین حاکم (ناظم) مقرر ہوا تھا مکرانہ ایک
قصبہ ہے جہان سے یہ سپید پتھر سنگ مرمر آتا ہے وہان بغرض فیصلہ ایک
تنازع کی بطور دورہ کے گیا تھا وہی لوگ جنکے آبا او اجداد نے تاج گنج کا

روضہ بنایا ہے مجھسے ملے اور اُنکے پاس نقشہ جات روضہ کے موجود ہین
اُنسے پوری کیفیت اِس عمارت کی معلوم ہوئی تھی اور اب بھی وہ لوگ یہ کام
کر سکتے ہین تمہید کے بعد جواب دیتا ہون آنکھون کے بارہ مین
چار پانچ مذہب فلاسفہ طبیعین اور ریاضیین کے ہین اور سب غیر معتمد آجتک
ہرگز ثابت نہوا کہ قدرت اور فطرت نے کس طریقہ سے آنکھ کو دیکھنے پر قادر
کیا ہے۔ اور یہ مذہب خروج شعاع کا جسکا مخروط بنتا ہے یہ تو حال کے
فلسفہ سے بالکل باطل سمجھا گیا۔ اور الحزن ایک حکیم اہل اسلام نے
جسکی کتاب علم المناظر والمرات کا ترجمہ ریسٹر صاحب نے انگریزی مین کیا
ہے اِس مذہب کو بالکل باطل کر دیا ہے اور کیپلر اور برکلی اور ڈی کارٹس کے
باہم اختلافات کو پہلے طے کر لیجیے تب اِس مسئلہ مین گفتگو کیجیے۔ پھر جو امر ابھی
فلاسفہ کے نزدیک خود ہی غیر محقّق ہے اُسپر تفریع کرنی کیونکر درست ہوگی
(۲) قوّت جاذبہ شمس کو جو قمر کیطرف ہے خواہ زمین کی قوّت جاذبہ باطل ہونی
تھوڑی سی دیر کیواسطے اِس مین کونسی خرابی اور کونسا محال پیدا ہوتا ہے
(۳) حرکت قمری جنوباً اور شمالاً خواہ نیچے اوپر کے جو دو نو ٹکڑون مین
قمر کے پیدا ہوئی اُسکے منافات حرکت ذاتی سے کچھ ضروری نہین بلکہ

دونو جمع ہوسکتے ہین البتّہ دونو کا اوسط ایک مرکّب حرکت سے بنے گا جیسے
حرکت ذاتی اور عرضی آفتاب کے قدماے علم ہیئت کی رائے مین یا ناؤ کی رفتار
کسی دریا مین جو پورب کو بہتا ہو اور ہم دکھن طرف کے گھاٹ سے اوتر کو
لیجائین اگر دونو زور برابر ہون گے دونو حرکتین ضایع ہوکر سکون پیدا ہوگا اور
بحالت کمی بیشی ہر دو قوتِ محرّکہ حرکت ضرور ہوگی اور اسکو ملّاح روزانہ تجربہ
کرتے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابطال حرکت طبعی کا ہونا ضرور نہین ہے کمی
حرکت یعنی بطور پیدا ہوگا دیکھو ٹیٹ صاحب کے اصول جرثقیل کو
(۴) فاصلہ درمیانی دونو ٹکڑون کے جسقدر رہوا تھا وہ مثل فضائی آسمانی کے
تاریک نظر آنا کچھ اس مین خرابی نہین ہے اور دونو ٹکڑے مثل جرم ظاہری قمر کے
روشن دکھادیے تھے یہ بھی کچھ دشوار نہین ہے۔ ہان قدیم فلاسفہ ریاضیین
چونکہ جرم قمر کو فلک قمر مین جڑا ہوا کہتے تھے اُنکی راے مین جب تک فلک قمر
مین شق نہو قمر کا پھٹنا محال تھا اور چونکہ فلک کا اتّصال فلک الافلاک تک
خیال کرتے تھے لہذا قمر کے شق ہونے سے کُل افلاک کا پھٹ جانا اُنکی راے
مین ضرور تھا لہذا اسکو محال سمجھتے تھے مگر حال کے علمائے ہیئت قمر کو مثل زمین
ایک جسم جداگانہ خیال کرتے ہین اس فرض پر وہ دشواری بھی نرہی جو قدیم علمائ

فقط ایتھر بھرا ہے نہیں موجود ہی خود آسمان کہ اسلئے تھے کرتے خیال ہیئت
ہوا ہے اب خالی جگہہ درمیان دو ٹکڑون کے اُسی مادّہ سے بھرے ہوئے
تھے جس سے تمام فضاے آسمانی بھری ہے اور کوئی جدید مادّہ پیدا کرنے کی
حاجت نہین سدیم خواہ ایتھر سے یہ جگہ بھری ہوئی تھی جیسے حرکت قمر سے
جو جگہہ خالی ہوتی ہے اُس مین وہی مادّہ بھرجاتا ہے جو تمام فضاے عالم بالا مین
بھرا ہوا ہے (۵) تمام اجرام فلکی اور زمین سے بنسبت قرب اور بعد اور محاذات
اور مسامتت وغیرہ کا بدلنا اِس سے کوئی انقلاب صغیر بھی آپ ثابت نہین
کرسکتے اور قرآن مجید کی آیت کا یہ مطلب ہے کہ آفتاب کو بالذات یہہ
قوّت نہین ہے کہ چاند کو اپنی طرف کشش کرکے خواہ آفتاب خود چاند کیطرف
حرکت کرکے چاند سے ملجاے بلکہ یہہ بات اگر ہوگی تو حکم خدا سے اور شقّ قمر بحکم
خدا ہوا تھا پھر اُس مین تبدیل اوضاع مشیت الٰہی سے اگر ہوے تو جو فساد
اِس تبدیل وضع سے موہوم ہے اُسکو خدا نے خود روک دیا (۶) چاندنی کا
پھیکا ہوجانا اگر تاریخ اہل اسلام نہین بتلاتی ہے تو یہ بھی نہین بتلاتی ہے کہ پوری
چاندنی رہی تھی پس یہ امر ایسا ہے کہ جسکی نسبت ہماری تاریخ کو سکوت ہے
اور ایسا ہی ہونا ضرور ہے اسلئے کہ اوّلاً تو جن لوگون کی درخواست سے یہ معجزہ

واقع ہوا وہ محض عوام لوگ تھے ایسے نازک خیالی اور تمیز فلسفی اونکو نہ تھی اور بالفرض اگر اُن مین کوئی بڑا فلسفی بھی ہوتا تو یہ واقعہ ہوش رُبا ایسا نہ تھا کہ اوسوقت کسی کو اِسکا ہوش رہتا کہ چاندنی پھیکی ہے یا پوری ہے یہ باتین پیٹ بھرے اور مطمئن لوگون کی ہین دیکھیے سورج گرہن ایک معمولی بات ہے جس سے ڈرنا اور خوف کرنا بقول فلاسفہ براہ عادت بھی بیجا ہے مگر ۱۸۴۲ء کا کسوف جو شہر **وینا** مین پورا نظر آیا جسکا تماشا دیکھنے علمی آنکھ سے مشہور عالم ہیئت **شمیحر** بھی گیا تھا اُسکی تاریخ پڑھیے جسکا اثر جانورون پر قابل لحاظ تھا چھوٹے چھوٹے طیور تو اکثر مر گئے یا بیہوش ہوکر خاک پر گر پڑے ۔بیل حلقہ ہوکر سر کو آفتاب کیطرف اوٹھائے ہوئے تھے اور سینگھ کو اِس طرح آسمان کیطرف اوٹھائے ہوئے تھے جیسے حملہ کرنے پر آمادہ ہین۔ بھیڑ بکری گردن ڈال کر سوتی ہوئی صورت بنائے ہوئے تھین۔ گھوڑے خوف سے تھراتے پھرتے تھے بوم اور شپرک رات سمجھکر ہر طرف اوڑتے پھرتے تھے شہر برگیٹن مین صرف دس۱۰ کوکب اور شہر میلان مین بکثرت ظہور کواکب ہوا تھا سردی ایسی بڑھ گئی تھی کہ تھرمامیٹر فوراً ۱۱ درجے گھٹ گیا تھا آفتاب سیاہ دائرہ ہو گیا تھا افق پر جسقدر ابر سیاہ تھے سُرخ رنگ ہو گئے تھے اور آسمان پر آتش زدگی

کی سے کیفیت معلوم ہوتی تھی بہر حال شقِّ قمر جو محض خرقِ عادت سے تھا اُسکا خوف کیا ایک معمولی کسوف سے بھی برابر نہوگا (۷) چاند پر کے دریاؤنکے پانی کا زمین پر گرنا یہ بھی محض خیالی پلاؤ ہے۔ پہلے تو ہم چاند پر دریاؤن کا ہونا تسلیم نہین کرتے اور بالفرض اگر تسلیم کرین تو اسکا ثبوت کہ جس جگہ شق قمر ہوا وہان بھی دریا ضرور تھا کون دیسکتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین (۸) چاند پر جاندار حیوانات کو ایذا اور گزند پہونچنا فقط اسوجہ سے کہ تھوڑی دیر دو ٹکڑے قمر کے الگ ہوے تھے یہ کیونکر مانا جاے اسلئے کہ پہلے تو جاندار اشیا کی موجودگی ہمیر ثابت کیجیے اُسکے بعد پھر دو ٹکڑے ایسے ہوے جس سے اُنکو ایذا پہونچی تھی۔ اور رہا فقط حرکت جنوبی اور شمالی یا تحتانی اور فوقانی اس سے کسی قسم کی ایذا سمجھ مین نہین آتی ہے تیسرا شبہہ جاہلانہ اور نیز عالمانہ جو ہر ایک معجزہ کی نسبت کُفّار اور مُنکرینِ نبوّت ہمیشہ کیا کرتے ہین جسکو قرآن مجید مین خدا نے اسی شقّ قمر کے قصّہ مین یون بیان فرمایا ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ اگر دیکھتے ہین کسی آیت اور معجزہ کو مُنھ پھیر لیتے ہین اور کہتے ہین وہی جادو ہے جو ہمیشہ ایسے لوگ مُدّعی نبوّت کرتے چلے آئے ہین سیّد احمد خان صاحب کو بھی جب کسی طرح سے چارہ انکار نہین رہتا

ص مین اپنے نبی صلعم سے نقل کی ہے کہ ایسے لوگون پر آسمان سے آگ برسے
یا دوستان خدا کی تلوارون سے اِن کی گردنین اوڑادیجائین - دوسرا
گروہ جو کہتا ہے کہ علم انسانی مین وہ سبب نہین آیا ہے اِسی کو ہم معجزہ کہتے
ہین کہ طاقت انسانی سے اُسوقت باہر ہو۔ پھر ایسے لوگون سے ہم یہہ بھی
کہہ سکتے ہین کہ جب تمھارے علم سے اُس سبب کا ادراک باہر ہے اگر معجز نما
دعوے کرے کہ میری تصدیق نبوت کی غرض سے خدا نے وہ سبب پیدا کر دیا
پھر تمکو کیا منصب ہے جو اِسکا انکار کرتے ہو اپنے عاجز ہونے کا تو اقرار
تم خود ہی کرتے ہو رہا تیسرا گروہ اُسکا جواب اگرچہ ہم نے باب نہم
مین ص سے لغایت ص اچھّی طرح دیدیا ہے مگر یہان پر اِتنا اور ہم
کہتے ہین کہ آدمی کو لازم ہے جس علم پر بنا کرکے کسی واقعہ مین شبہہ کرے
اُس علم کے دائرہ سے خارج ہو۔ علم نفس کے جاننے والے سبکا اِتّفاق اِسپر ہے
کہ ھِمَمُ النُّفُوسِ اَعلٰے یعنی جسقدر قواعد اور ترکیبات خارق عادت ظاہر
کرنے کے ہین سب مین نفسانی ارادہ اور نفس ناطقہ انسانی کا تصرّف بڑھا ہوا
ہے اور باوجود اِس دعوے کے کوئی عامل نفسانی کسی مذہب کا فرض کرو
اِسکا مدعی نہین ہے کہ آسمانی چیزون پر نفس اِنسانی کا اثر بدون امداد الٰہی کے

محض بذریعہ قواعد نفسانی ہوتا ہے جسکو ہم معجزہ کہتے ہین علم حروف کے عالم اور علم تسخیر کواکب کے جو مدعی ہین اگرچہ اس علم کو وہ لوگ انسانی ایجاد سے نہین کہتے بلکہ بذریعہ وحی کے انبیاؑ کو معلوم ہوا اور انبیا نے خواص امت کو تعلیم فرمایا پھر بھی وہ تسخیر زہرہ اور شمس اور مریخ وغیرہ ایسی تسخیر نہین ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے کردین یا آفتاب کو غروب کے بعد پھر سے طالع کردین یہ بات سوائے خدا کے اور کسی سے ہو نہین سکتی ہے بس نفسانی اثر سے شق القمر کا بدون اعجاز کے واقع ہونا اسکو علمائے نفس کبھی نہ مانینگے۔ عوام جہال کے سامنے ایسی ایسی لغو باتین کرکے اُنکو بہکانا یہ کام اہل علم اور راست بازون کا نہین ہے **چوتھا شبہہ علم تاریخ سے** یون کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا سانحہ دُنیا مین ہو اور تاریخ عام یا تاریخ علمی کے مورخ اُسکو درج نہ کرین خصوصاً علم ہیئت کے جاننے والے جنھون نے اصول اس علم کے انھین تجربات اور مشاہدات کے ذریعہ سے یکجا کرکے ایک علم بنایا ہے اور جنکو شبانہ روز اسی کی تلاش رہتی ہے کوئی امر جدید آسمانی موجودات مین پیدا ہو اور اُسکے ذریعہ سے کوئی نیا مسئلہ مسائل علم ہیئت کا معلوم کرین۔ اگر کسی کو یہہ شبہہ ہو کہ علمائے ہیئت امور کلیہ پر اپنے احکام نافذ کرتے ہین واقعہ جزئیہ اور

خاص خاص واقعات کی طرف اُنکو التفات نہین ہے تو یہ شبہہ غلط ہے اسلئے
کہ جسقدر احکام کُلّیہ علوم استقرائی مین ضبط ہوئے ہین اُنھین جزئیات کو تلاش
کرتے کرتے پیدا ہوئے ہین۔ لہذا علمی تاریخ مین اِس واقعہ کا درج ہونا ضرور
خبر دیتا ہے کہ ایسا امر نہین واقع ہوا جواب اِسکا یہ ہے کہ اِس معترض کو
تین قسم کی غلطیان اِس اعتراض مین واقع ہوئی ہین۔ پہلی غلطی یہ ہے کہ امر
نادر الوقوع کو کثیر الوقوع یا دائمی پر قیاس کرنا دوسری غلطی یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیّت
علوم کو زمانۂ شیوع اور فروغ تحقیقاتِ علمیّہ پر قیاس کرنا۔ اِسلئے کہ شقّ القمر جس
زمانہ مین ہوا ہے اور جن لوگون کے سامنے ہوا ہے اوس زمانہ کی تاریخ
عرب کو پڑھئے اور کسی کو مُتوجّہ تحقیقات علمیہ بتا تو دیجیے۔ خونریزی اور
اونٹ چرانا اور جنگ وجدل خواہ شعر شاعری کے سوا اور بھی کچھ وہان چرچہ
تھا مکّہ معظّمہ سے جن جن شہرون کے افق مساوی ہین تمام ربع مسکون مین کسی
ایک جگہہ بھی آپ مجمع فلاسفہ ریاضی دان اور درپے تحقیق مسائل ہیئت
ازروے تاریخ کے بتلا سکتے ہین۔ ہان اُسکے دو تین سو برس کے بعد جب اہل اسلام
نے ترقّی علوم کی تھی خواہ آج کل کا زمانہ اہل یورپ اور امریکہ مین علمی ترقّی کا اگر
ایسا ہوتا ضرور یہہ سانحہ درج تاریخ علمی ہوتا۔ اِسکے علاوہ چونکہ وہ زمانہ فلسفہ

قدیم کے خیالات کا تھا اور خرق والتیام کا محال ہونا تمام فلاسفہ کو یقینی تھا جیسے نظام بطلیموسی کا مسئلہ۔ اگر کوئی مقام ایسے فلاسفہ ارباب تحقیق کی موجودگی کا ثابت بھی ہو اُنکا خیال اسطرف کیون ہوا ہوگا کہ چاند بھی شق ہوسکتا ہے تیسری غلطی حادثہ فوری اور سریع الزوال کو حوادث دیرپا پر قیاس کرنا اسلئے کہ شقّ القمر ایک حادثہ فوری تھا گھنٹہ دو گھنٹہ پہر دو پہر تک باقی نہین رہا کہ وہی لوگ جو حاضر خدمت اقدس تھے اُنکو دکھایا گیا۔ خواہ اتفاقاً کچھ لوگ دور دست کے انھون نے بلا قصد کسی دور مقام پر اُسی وقت اُن کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی اور دیکھ لیا اور یہ مشیّت الٰہی اُنکے حق مین اِس غرض سے جاری ہوئی تھی کہ نظر بندی کا شبہہ جو کفّار حاضرین کرینگے چونکہ دور دست اثر نظر بندی کا نہین ہوتا لہذا اُنکے دکھانے پر قدرت الٰہی نے اُنکو گویا مجبور کر دیا۔ آپ دیکھئے کہ چاند گرہن جسکا سچّا وقت علم ہیئت سے برسون کا بتلایا جاتا ہے جب تھوڑا گرہن لگتا ہے باوجود تعیّن وقت کے اکثر لوگون کو نظر نہین آتا۔ اور اگر ہم یہہ بھی فرض کرین کہ جس زمانہ مین شقُّ القمر کا معجزہ ہوا وہ زمانہ فلاسفہ اور محققینِ علمِ ہیئت سے بھرا ہوا تھا اور باوجود اسکے اِس حادثہ کو درج تاریخ علمی نہین کیا اِسکی وجہ قوی یہی ہے کہ ہمیشہ ہر امر عجیب

اور واقعہ غریب کی نسبت اشخاص انسانی تین قسم کے ہوتے ہین۔ پہلے تو منکرین اور متعصب لوگ خصوصًا ابنیا کے معجزات کے یہ گروہ تو ہمیشہ اخفاء معجزات ہی کرتا رہا ہے دوسرے خالی الذہن نہ منکر اور نہ مقر ایسے لوگون کو دنیا بھی اگر الٹ پلٹ جائے اپنی آزاد خیالی اور بے پروائی سے کب فرصت اسکی ہے جو درپے اقرار خواہ انکار ایسے امور کے ہون بہرحال یہ دو گروہ تو ایسے ہین جنکا درج تاریخ نہ کرنا اس معجزہ کا ہرگز بعید از قیاس نہین ہے بلکہ درج کرنا ہی خلاف عقل ہے اب رہا تیسرا گروہ جو منصف مزاج لوگون کا ہے عام اس سے کہ وہ قبل از صدور معجزہ ہذا مشرف باسلام ہو چکے تھے یا بعد ملاحظہ معجزہ ہذا داخل اسلام ہوئے جیسے وہ راجہ جسکے مسلمان ہونے کی تاریخ فرشتہ شہادت دیتی ہے اونھون نے اس معجزہ کو ضرور درج تاریخ بھی کیا ہے اور اسکے واقع ہونے پر شہادت بھی دی ہے۔ اب اگر مراد معترض کی یہ ہے کہ کسی نے اسکو درج تاریخ نہین کیا ہے یہ تو غلط محض ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ فرقہ اوّل اور دوم نے درج تاریخ نہین کیا ہے اس سے کوئی اعتراض لازم نہین آتا ہے اب اس باب کو ختم کرکے نتیجہ باب یازدہم جو نہایت ضروری ہے بطور فلسفۂ الٰہی لکھون

تتمہ باب یازدہم جس سے زمین کی حرکت یا سکون کا فیصلہ بھی ہوسکتا ہے اور نقطہ مغرب حقیقی کی توضیح ہوجائیگی۔

پہلے اِسبات کو ضرور سمجھنا چاہیے کہ پورب اور پچھم اوتر دکھن نیچے اوپر یہ چھ سمتین یعنے شش جہت ایسے ہین کہ عام اور خاص لوگ ہر زبان کے اپنی زبان خاص مین انکو مختلف الفاظ سے بولتے ہین اور انکو موجود بھی خیال کرتے ہین عوام کو اتنا مادہ نہین ہے کہ اِنکی حقیقت کو معلوم کرین اور نہ اُنکو اِس کی ضرورت ہے اِسلئے کہ شش جہت کا ہونا امر بدیہی اِنکے نزدیک ہے۔ فلاسفہ جو ہر ایک چیز کی ماہیت بذریعہ حدود اور رسوم کے دریافت کرنے کے درپے ہین اُنھون نے سمت خواہ جہت کی یہ تعریف کی ہے کہ جہت منتہا اشارہ حسیہ کا نام ہے فرض کرو کہ ہم نے ' ایک خطِ محدود (اسی فضا یعنی خالی جگہہ جسمین آفتاب ماہتاب گردش کر رہے ہین) ا پورب ــــ د ــ ج ــ ہ ــــ ب پچھم

(ا) کو ہم پورب اور (ب) کو ہم پچھم فرض کرتے ہین یعنے جدہر سے آفتاب طلوع کرے اُسکو ہم پورب کہتے ہین اور جدہر غروب کرے اُسکو پچھم کہینگے۔ اسی خط محدود کے درمیانی نقطہ جسقدر فرض کرو مثلاً د ج ہ یہ ہر ایک نقطہ بہ نسبت (ا) کے پچھم طرف ہے اور بہ نسبت (ب) کے پورب طرف ہے

اور دراصل نہ کوئی پورب ہے اور نہ پچھم ہے بلکہ مشرق حقیقی اگر ہے تو وہی نقطہ (ا) ہے جو کسی طرح مغرب نہ کہلائیگا اور مغرب حقیقی وہی (ب) ہے۔ اسی وجہ سے دہلی کے رہنے والے پٹنہ کے باشندون کو پورب والے کہتے ہین اور کلکتہ کے رہنے والے پٹنہ والون کو پچھاہین بولتے ہین۔ پس جو مقام کسی کی نسبت پچھم اور کسی کی نسبت پورب کہلائے وہ سچ مچ نہ پچھم ہے اور نہ پورب بلکہ سچ مچ پورب وہی ہے جو ہر ایک جگہہ کی پورب ہو اور سچ مچ پچھم وہی ہے جو ہر جگہہ سے پچھم ہو۔ پھر چونکہ ہم نے آفتاب کے طلوع اور غروب سے دو سمتین قائم کرلین اور عامیانہ خیال سے ہمکو پورب اور پچھم کی دونو جہتون کا وجود سمجھ مین آگیا۔ اب عقل فلسفی سے ہم کہتے ہین کہ یہ فضائے موہوم جسمین دُنیا بھری ہوئی ہے اور جسکو ہم جگہہ اور مکان کہتے ہین اور بعض فلاسفر اسکو واجب الوجود اور قدیم بالذّات خیال کرتے ہین۔ یا تو یہہ جگہہ اور فضا محدود اور متناہی ہے یا غیر محدود اور غیر متناہی ہوگی اور کچھ ہو ایک خطِ متناہی ہم ایسا فرض کرسکتے ہین جو اسی خط پر منطبق ہو جسکو ہم نے خط مغرب اور مشرق نام رکھا ہے اور یہ وہی خط (اب) ہے پھر چونکہ طلوع آفتاب سال بھر مین مختلف جگہہ سے ہوتا ہے اور اسی طرح غروب بھی جو حساب سے

۴۵ درجہ خواہ اینکہ چھ ہزار میل ہے اور (۱۸۰) مشرق اور مغرب جدید اکثر
معمورہ مین ہوئے ہین لہذا مغرب اور مشرق حقیقی ایک نہ رہا بلکہ (۱۸۰) مشرق
اور مغرب ہوئے اب اسی خط پر ہم ایک عمود بناتے ہین جو اوسپر چار قائمہ بنائے

اوتر شؔ
مثلاً عمود شؔ طؔ پورب تؔ پچھم ۔ جب تک ہمکو کوئی ذریعہ
طؔ دکھن

شناخت ایسا نہ ملا تھا کہ ہم سمت شمال اور جنوب صحیح صحیح قائم کرین اُسروز
تک تو ہم نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر ہم پچھم طرف مُنھ کر کے کھڑے ہون داہنا
ہاتھ ہمارا جدہر ہو وہی شمال اور اتّر ہے اور بایان ہاتھ جدہر ہو وہی جنوب
ہے۔ یہ خیال محض عام لوگون کا تھا اور اہلِ علم ایک ستارہ جسکو عوام قطب تارہ
کہتے ہین اُس جہت کو شمال کہتے ہین مگر شمال حقیقی کا پتہ اب ہمکو خدا نے دیا کہ
مقناطیس کے اثر سے لوہے کی سوئی ہمکو شمال اور جنوب حقیقی بتلا رہی ہے
اب دیکھو کہ طؔ شؔ خط جو عمود آب پر ہے اُسکے داہنی طرف ہزارون
عمود آب پر ہو سکتے ہین اسی طرح طؔ شؔ کے بائین طرف

و ن ط ص ہ
مثلاً ا ب مثلاً ہ ز صؔ م ل ن گ
ع ص س م ر

و ح لہذا ہ صؔ ن و یہ سب شمال حقیقی ہونگے اب معلوم
ہوا کہ جسطرح مغرب اور مشرق (۱۸۰) نقطہ حقیقی ہم نے مانے شمال اور جنوب بھی

ایسے صدہا نقطہ ہوسکتے ہین جو شمال اور جنوب حقیقی ہون - پھر یہ جو علماے علم ہیئت جدید کہتے ہین کہ قطب نما کی سوئی شمال سے مغرب کی طرف ہٹتی جاتی ہے اِسکے کیا معنی ہین اب ضرور ہوا کہ اُنکے نزدیک بھی کوئی نقطہ مفروض ایسا ہے جو مغرب حقیقی ہے اور اُسی کے مقابل کوئی نقطہ ایسا ہے جو مشرق حقیقی ہے اور یہ بات سواے خطِ استوا کے جسکے اوپر دائرۂ مُعدّل النہار مفروض ہے دوسرا خط نہوگا اور اِسی خط پر متقاطع جنوباً و شمالاً جو خط فرض کرین اُسکے دونو نقطہ شمال اور جنوب حقیقی ہونگے یہ وہی خط ہے جو قطبِ شمالی اور جنوبی کے قریب ہے جسکو ہم نے خط ش ط متقاطع خط آ ب پر فرض کیا ہے اِسکی ضرورت ہمکو جہت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کی تعیین مین نہین ہے کہ فضاے موجودہ عالم متناہی ہے یا غیر متناہی - اسلئے کہ جب ہم نے طلوع اور غروب آفتاب پر بنا کر کے جہت مشرق اور مغرب فرض کی ہے اور یہ حرکت آفتاب کی یا زمین کی دوری ہے جو ۲۴ ہزار میل کی ہے اور جو ہمیشہ ۲۴ گھنٹہ کسرے زائد شبانہ روز سے مین پوری ہوتی ہے اور جس دائرہ کا قطر $24000 \div \frac{22}{7} = 7636\frac{4}{11}$ ہے یعنی سات ہزار ۶ سو ۳۶ میل اور کسرے زائد ہوتا ہے - ہلوگ

جو سیارہ ارض کے رہنے والے ہین ہمارا دن ۲۴ گھنٹہ کسر سے زائد کا اور سال
شمسی ۳ سو پینسٹھ دن اور کسر سے زائد کا ہے اور زحل اور مریخ مشتری وغیرہ
پر اگر آبادی ہے اُنکا دن اور مہینہ اور سال جدا ہے دیکھو کتب علم ہیئت
کو - لہذا ہم سے جو خطاب خداے برتر کا ہے اُس مین مشرق اور مغرب وہی
مراد ہوگا جو ہمارے سیارہ ارض اور ہمارے مسکن کے مناسب ہے اور
فضای عالم اگر غیر متناہی بھی ہے اُس سے ہمکو کوئی بحث نہین اور نہ ہمکو
اُسکے وجود کے اقرار یا انکار سے ہمارے اصول مذہبی مجبور کرتے ہین اور
نہ اصول فلسفہ - پھر جب ہم فضا یعنے خالی جگہہ کو عالم مین موجود مانتے ہین اور
اِسی کو ہم مکان کہتے ہین مخلوق اور حادث ہو جیسا ہمارا عقیدہ ہے اور غیر
مخلوق واجب الوجود اور قدیم بالذّات ہو جیسا بعض دہریون کا عقیدہ ہے
بہرحال یہ فضا اور خالی جگہ ایسی ہے کہ اس مین ابعاد ثلثہ یعنی طول اور عرض اور
عمق پائے جاتے ہین اور اگر ساری فضا اجسام سے بھی بھری ہوئی ہے تو
اجسام کے طول عرض عمق سے منطبق ہے اور اگر کچھ بھری ہے اور کچھ خالی ہے
یعنی خلا ہے جب بھی اُس مین اجسام کے سمانے کی قابلیّت ضرور ہے انھین
ابعادِ ثلثہ کی وجہ سے - یہ فضا اور بُعد شاسع یعنے پھیلا ہوا جسکے سوچنے سے

ہماری عقل کو حیرت ہوتی ہے اور جسکی وسعت کواکب ثوابت کی دوری معلوم کرنے سے ہمکو اچھی طرح سے دریافت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ یہ غیر متحرک ہے اسلئے کہ حرکت کے واسطے مکان ضرور ہے پھر اگر فضا یعنے مکان بھی متحرک ہو اُسکے واسطے بھی مکان ضرور ہے اور تسلسل محال لازم آئے۔ اب ناچار ہمکو ماننا پڑا کہ یہ فضا ساکن ہے اور جب یہ ساری فضا اور کل بُعد موجود ساکن ہے پس زمین اگر متحرک ہے خواہ ساکن اور اسی طرح آسمان اگر موجود ہے اور جملہ سیارات جو حرکت کر رہے ہین اسی فضائے ساکن مین حرکت کر رہے ہین واضح ہو کہ بُعد موہوم جو دراصل موجود ہے اُسکے محال یا ممکن ہونے پر خواہ اُسکی اصلی ماہیت اور حقیقت سمجھانے پر ہم اسوقت بحث نہین کرینگے اسلئے کہ ہماری غرض وجود مشرق اور مغرب شمال اور جنوب کی ثابت کرنے کی اسکی بحث واقعی سمجھنے سے کوئی تعلق نہین رکھتی ہے موہوم ہو تو کیا اور دراصل موجود ہو تو کیا اب دیکھو جب اس فضا اور بُعد موجود مین طول بھی اور عرض بھی اور عمق بھی اور اسکو ہم نے ساکن بھی ثابت کر دیا اور اُسی فضا اور خالی جگہ کو اقطار ثلثہ (جسمین زمین یا آفتاب گردش کر رہے ہین اور وہ متناہی بھی ہے) بموجب اصطلاح مجسّمات کے ہم پہلے ایک قطر

یعنی خط ایسا فرض کرتے ہین جسکی ابتدا اُس نقطہ سے ہو جہان سے طلوع آفتاب
بروز اوّل خلقتِ آفتاب ہوا تھا کوئی مقام کیون نہو اور یہی خط قطر اوس
دائرہ کا ہے جو مدار گردش زمین کا بولا جاتا ہے اور اِسی کو ہم خطّ اِستوا کہتے
ہین جو قطر دائرہ معدل النّہار کا ہے اِسی خط کا ایک نقطہ جو مماسّ دائرہ ھذا
ہے اور جس سے طلوع آفتاب بروز اوّل ہوا تھا مشرق ہے اور دوسرا
نقطہ جو دوسرے طرف مماسّ دائرہ ہذا ہے مغرب ہے پھر چونکہ یہ خط محدود ہے
اِسلئے کہ جس دائرہ کا یہ قطر ہے وہ بھی محدود ہے اِسی کے نصف پر جو عمود
قاطع ہم فرض کرینگے اور چار قائمہ بنائیگا اور دائرہ نصف النّہار کا قطر بھی
ہوگا اور قطبِ شمالی یعنے ستارہ جُدی کے قریب گذرے گا اِسی قطر کے دونو
سرے جنوب اور شمال حقیقی ہونگے۔ اب یہ چارون سمتین جو قائم ہوئین مغرب
اور شمال حقیقی ہین نہ اضافی اور چونکہ یہ دونون خط اُس بعد مین فرض کئے ہین
جو ساکن ہے لہذا یہ چارون سمتین بدل بھی نہین سکتی ہین۔ اِسی مغرب اور
شمال حقیقی کو خیال کرکے حال کے فلاسفر رصد خانہ مین ملاحظہ کرکے قطب نما
کی سوئی کو مغرب کیطرف ہٹتے ہوئے خیال کر رہے ہین اِسلئے کہ اگر مغرب
حقیقی اور شمال حقیقی کوئی نقطہ نہو پھر قطب نما کی سوئی کا ہٹنا بطرف مغرب کے

اسکے کیا معنے اور محض مہمل یہ قول ہو جائے **قرآن اور حدیث سے بھی مغرب حقیقی کا ثبوت** جب ہم نے فلاسفہ کی تحقیق سے مغرب اور شمال حقیقی کا ثبوت بخوبی کر دیا اب ہمکو اپنے فلسفۂ آسمانی اور حکماءِ الٰہی کے اقوال کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے اسلئے کہ اصلی غرض تو ہماری یہی تھی کہ ہمارے کتب آسمانی کا فلسفہ وہی سچّا ہے اور کبھی کوئی سچّا فلسفہ اُسکو غلط نہین کرسکتا ہے **اِبن کوّا** جو بڑا مونھ پھٹ زبان دراز آدمی تھا ایک روز ہمارے امام ہمام ؑ عالم علم لدنّی شہسوار لوکشف امیر المومنین **علی بن ابیطالبؑ** سے کہنے لگا قرآن مین خدا نے اکثر متناقض اقوال فرمائے ہین منجملہ اُنکے ایک جگھ تو کہتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنے مشرق اور مغرب ایک ہے دوسری آیت مین رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ یعنی دو مشرق ہین اور دو مغرب ہین تیسری جگھہ فرمایا ہے رَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ بہت سے مشرق اور بہت سے مغرب ہین یہ تینون قول کیونکر صحیح ہو سکتے ہین جو باہم متناقض ہین حضرت نے ارشاد فرمایا اے ابن کوّا۔ دیکھ کہ یہ مشرق ہے یعنی پورب ہے اور یہ مغرب ہے یعنے پچھم ہے اور مراد حضرت کی یہ ہے کہ عوام اور خواص بھی پچھم اور پورب کو ایک ہی سمجھتے ہین اور کبھی دو یا چار مشرق اور مغرب نہین کہتے ہین یعنے یہ مغرب

اور مشرق حقیقی نہین بدلتا ہے - یہ تو ایک ہی مشرق ہے اور ایک ہی مغرب
ہے - اب دو مشرق اور دو مغرب جو خدا نے فرمایا ہے پس جاڑونکا مشرق
اور ہے اور گرمیونکا مشرق اور ہے مراد حضرت کی وہ دونون نقطہ ہین
جو انقلاب شتوی اور انقلاب صیفی سے نامزد ہین اور سال بھر مین دو روز
ایسے ہوتے ہین جنسے پوری قدرت نمائی خدا کی ہوتی ہے - اور یہ جو خدا
نے فرمایا کہ بہت سے مشرق اور بہت سے مغرب ہین پس مغرب اور
مشرق تین سو ساٹھ دن ۳۶۰ سال قمری کے ایسے ہین کہ جس روز آفتاب کسی
برج یعنے نقطہ سے طلوع کرتا ہے پھر دوسرے سال کے اوسی روز اوس
نقطہ پر آتا ہے لہذا بہت سے مغرب اور مشرق ہر روز نت نئے پیدا
ہوتے ہین مین کہتا ہون جب ہمارا قرآن کتاب آسمانی اور حدیث اور
اقوال فلسفی لوگون کے سب ایک مغرب اور ایک مشرق کو ثابت کر رہے
ہین اور فلاسفہ قطب نما کی سوئی کو بطرف مغرب ہٹتے جانا دیکھ رہے ہین
پھر اگر وہ مغرب حقیقی غیر اضافی اور غیر متحرک اور غیر فرضی نہین ہے تو
کیونکر یہ اونکا قول درست ہوگا اب ہم سوال مندرجہ ص ۳۱۱ و ص ۳۱۲
کتاب ہذا کے جواب دیتے ہین کہ ہان جناب مغرب کسی شہر کا نام تو نہین ہے

مگر ایک مقام خاص کا نام ہے جسطرف قطب نما کی سوئی ہٹتے ہوے آپکے
فلاسفہ دیکھ رہے ہین رہا یاجوج اور ماجوج کا قصہ اور اسکے نسبت جو تشنیع آپنے
کی ہے اوسکا جواب باب خاص مین دیا جایگا ابھی ذرا اور ٹھہر جاے نکتہ
یہ حدیث احتجاج طبرسی رح کی جو ہمنے جناب امیرؑ سے لکھی تفسیر مین ہر سہ آیات
قرآنی کے اسکے لطائف و رموز مع اسرار آیات سہ گانہ قرآن کے عام
اہل اسلام کی تقویت ایمان کے نظر سے بھی ہمکو لکھنا ضرور ہے اور پہلے اسکے
مین اپنی کم علمی کا اقرار کرلون اسلیے کہ دونون کلام مین اول تو کلام خدا ہے
اور دوسرا کلام اوس عالم ربانی کا ہے جسکی نسبت یہ امر مسلم ہے کہ تحت
کلام الخالق اور فوق کلام المخلوق ہے پھر مین درماندہ کوئی نادانی کیا اون
دونون کے اسرار بیان کرسکتا ہون سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا
پہلی آیت مین جو خدا نے فرمایا کہ خدا رب مشرق اور مغرب کا اور رب اون
موجودات کا ہے جو درمیان مشرق اور مغرب کے ہین اب ظاہر ہے
کہ درمیانی چیزین مشرق اور مغرب کی ضرور مغائر مشرق اور مغرب کے
ہونگی پھر اگر مشرق اور مغرب دو نقطہ ایسے فرض نکرین جو مشرق اور مغرب
حقیقی ہون درمیانی چیزین ایسی جنپر مشرق اور مغرب نہ صادق آئے کیونکہ

درست ہوگا اسلیئے کہ مشرق اور مغرب اضافی جو بہ نسبت طول بلد کے ہمنے
باب (۱۱) مین لکھا ہے کہ بارہ ہزار میل کے فاصلہ پر ہر جگہ کا نقطہ مشرق
بعینہ نقطہ مغرب ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ مشارق اور مغارب اضافی اس
آیت سے ہرگز مراد نہین ہوسکتے۔ اسیطرح رب المشرقین ورب المغربین
مین بھی چونکہ نقطہ انقلاب شتوی اور صیفی اکثر بلاد معمورہ مین تبدیل
فصلین کا سبب ہے یہ بھی اونہین دونون مشرق اور مغرب پر دلالت
کرتا ہے جو بنظر عرض بلد اور میل کلّی کے پیدا ہوتے ہین اور مغرب اور مشرق
اضافی نہین ہے اور نہ طول بلد کو انمین دخل ہے بلکہ ہر درجہ طولی کا انقلاب
سرما اور گرما انھین دونون انقلاب مین سے قریب ہوجاتا ہے
پھر جب ان دونون آیتون مین خدا نے مشرق اور مغرب اضافی بہ نسبت
طول بلد کے نفرمایا اسی وجہ سے آیت سوم رب المشارق ورب المشارق
کی تفسیر امام برحق نے جو فرمائی کہ عرض بلد کے اختلاف کے تین سو ساٹھ مشرق
اور مغرب ارشاد فرمائے کیسی مطابقت اس تفسیر کو ہر دو آیات سابقہ سے
ہوگئی اب خلاصہ تینون آیات کا یہ ہے کہ ایک مشرق اور مغرب حقیقی تو
وہ ہے جہان سے عرض بلد کی ابتدا ہے وہی دو نقطہ خط استوا کے دونون

سرے پر کے ہین۔ دوسرے دو مشرق اور دو مغرب جو منتہاے عرض بلد شمالی اور جنوبی ہین وہ بھی اضافی نہین ہین انہین دونون کے درمیان مین جسقدر مدارات یومی ہین وہ بھی مشرق اور مغرب اضافی مثل مشارق طول بلد کے نہین ہین۔ پھر چونکہ مشرقین اور مغربین کے درمیان ہین (۱۷۸) مشرق اور مغرب روزانہ بدلتے ہین اور یہ سب بنام مغرب اور مشرق کے نامزد ہین لہذا رب المشرقین کے بعد وما بینھما ارشاد نفرمایا اور رب المشارق کے ہمراہ ما بینھما کہنا تو کسی طرح مناسب ہی نہ تھا **دوسرا نکتہ** قرآن مجید مین دو مشرق اور دو مغرب اسیطرح بہت سے مشرق اور مغرب جو ارشاد فرماے کوئی ہمارا ایسا مشرق انہین نہین ہے جو کسی کی نسبت مشرق ہو اور کسی کی نسبت مغرب ہو بلکہ سب کے نزدیک جو مغرب ہے وہ مغرب ہے اور جو مشرق ہے وہ مشرق ہے لہذا پہلی آیت مین جو لفظ مشرق و مغرب کی وارد ہے اوسکا بھی اسی طرح پر ہونا ضرور ہے کہ سبکے نزدیک مغرب جو ہے وہ مغرب رہے اور مشرق جو ہے وہ مشرق رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ نقطہ مغرب اور مشرق دونون غیر متحرک ہون اور وہ مغرب غیر متحرک وہی نقطہ فضاے آسمانی کا ہے جس جگہ پہلے روز آفتاب نے

غروب کیاہے مغرب سے طلوع آفتاب کا ثبوت اور طریقہ سے
جسکی تطبیق آیات قرانیہ سے ہوتی ہے جسقدر ثبوت ہمنے گیارھوین
باب مین دیاہے اور اوسکی توضیح تتمہ مین کردی اوسکے علاوہ اب ہم یہ کہتے مین
کہ سائل کا یہ اعتراض مندرجہ ص ۳۱۲ (اگر مراد فقط مدینہ کے مغرب
سے شاید قیامت فقط اونہین لوگون کے واسطے آئے گی) محض غلط ہے
اسلیے کہ اگر فرض کرین کہ اوس روز طلوع آفتاب مدینہ ہی کے مغرب سے ہوگا
جب بھی تو ایک ہی روز مین یعنے ۲۴ گھنٹہ مین تمام دنیا کے مغرب سے طلوع
آفتاب کا ہوجاے گا (۱۸۰) روز کی کیا ضرورت ہے - اسلیے کہ جب مدینہ
کے مغرب سے آفتاب نے طلوع کیا اسکی چند صورتین قیاسی ہوسکتی ہین اور
جو صورت ہمارے قران اور حدیث مین بصراحت یا بالالتزام مذکور ہے
اوسکو بھی ہم بیان کرینگے پہلی صورت مغرب مدینہ سے طلوع آفتاب کی یہ ہے
کہ اوس دن مدینہ مین ادھر شام ہوکر آفتاب چھپا اور پھر فورا اوسی جگہہ سے
طلوع کریگا اور اس صورت مین (جسکی نظیر اب بھی بعض مقامات زمین پر
موجود ہے کہ وہان رات بقدر ۴ منٹ خواہ دس منٹ کے ہوتی ہے دیکھو
جغرافیا کے کتب کو -) آفتاب کی حرکت جو پورب سے پچھم کیطرف کی ہمکو نظر

آتی ہے ذاتی ہو خواہ زمین کی گردش سے ہو وہ حرکت بدل جائیگی اور اسکا
ثبوت قرآنمجید سے یہ ہے وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ یعنی جسروز آفتاب
باز گردان کیا جائیگا ابن عباس کی تفسیر مین تکویر سے مراد تغویر ہے جسکے
ایک معنی باز گردانیدن کے بھی ہین اور جب آفتاب مدینہ کے مغرب
سے پلٹا تمام دنیا مین ۲۴ گھنٹہ مین پلٹ جائیگا دوسری صورت یہ ہے
کہ مدینہ مین رات گذرنے کے بعد جب صبح نمایان ہوا آفتاب مغرب سے
نکلے اور اسکا واقع ہونا یون ہوسکتا ہے کہ خدا چاند اور سورج دونون کو یکجا
کردیگا اور باوجودیکہ چاند اور سورج یکجا ہونگے پھر بھی چاند مین گہن لگا ہوگا
چنانچہ فرماتا ہے وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ یعنی
چاند کا خسوف ہوگا اور سورج اور چاند یکجا کردیے جائینگے۔ چاند گہن
باوجود اجتماع شمس و قمر کے اس سبب سے ہوگا کہ آفتاب کی ضو بھی جاتی
رہے گی جیسا کہ قتادہ کی تفسیر اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کی یہی ہے اور ابو عبیدہ
تکویر شمس کی یون تفسیر کرتے ہین کہ آفتاب مثل عمامہ کے لپیٹا جائیگا لہذا
اوسکی روشنی جاتی رہیگی دیکھو صحاح جوہری یا صراح اللغت کو مین کہتا
ہون کہ تینون معنی تکویر شمس کے اگر واقع ہون تو کچھ بعید نہین اسطرح کہ پہلے

بوقت غروب کے آفتاب اوسی مغرب سے طلوع کریگا اور باز گردان ہوگا
اور طلوع کے بعد پھر اتنا پھیلا جاے کہ مثل عمامہ کے لپیٹا جاے اور اسی حالت
مین اوسکا نور زائل ہو جایگا تیسری صورت یہ ہے کہ جذب کواکب
سیّارہ جس نسبت سے اب ہے اوسکو خدا معدوم کر دے اسلیے کہ یہ
نسبت جذب کواکب کے باہمدیگر کسی برہان عقلی سے ضروری ثابت نہین
ہوی ہے جسکا خلاف واقع ہونا محال ہو اور جب ہم نے آفتاب اور
ماہتاب اور زمین سبکو مخلوق خدا مان لیا اور جملہ خواص مخلوقات اجسام
اور اجرام کو جو خواص لازمہ سے نہین ہے ممکن اعتقاد کر لیا پھر اونکے
بدلنے پر خالق تعالی کو عاجز نہین کہہ سکتے ہین خصوصاً قریب زمانہ قیامت
کے جو زمانہ انتظام جدید کا ہے اور جس زمانہ مین یہ سارے انتظام کیا بلکہ
سایر موجودات ارضی اور سماوی فنا ہون گے ایسے زمانہ کا قیاس زمانہ
موجودہ حال پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمارے نبی برحق نے جو جو آثار اور
علامات قیامت کے آنے کے ارشاد فرمائے ہین اور ضرور اونکی پیشین
گوئی سچی ہے ازانجملہ ایک نشانی تقارب ایام اور چھوٹے ہونے زمانہ
کے بھی ہے صحیح ترمذی مین انس سے اور صحیح مسلم مین روایت ابوہریرہ سے

کہ قیامت قائم نہوگی جبتک زمانہ قریب قریب نہوجاے اوسوقت کا سال برابر ایک مہینہ کے ہوگا اور مہینہ مثل جمعہ کے یعنی برابر ایک ہفتہ کے ہوگا اور ہفتہ برابر ایک دن کے ہوگا اور ایک دن برابر ایک گھنٹہ کے ہوگا اور گھنٹہ برابر اوس مقدار زمانہ کے ہوگا جسمین آگ کا شعلہ اوٹھتا ہے اور فرو ہوجاتا ہے مین کہتا ہون یہ حدیث پوری دلالت کرتی ہے کہ نسبت حسابی جو سال اور ماہ اور یوم کی ہے محفوظ نرہیگی اسلیے کہ جو سال برابر ایک ماہ کے ہو بس بارھوان حصہ کے برابر ہوگا اگر یہی نسبت محفوظ رہے پس مہینہ برابر اڈھائی روز کے ہوتا مگر حدیث مین مہینہ برابر سات روز کے ہے جو قریب چہارم کے ہوتا ہے اور ہفتہ برابر ایک دن کے ہونا ساتوین حصہ کے نسبت ہے۔ اب یہ تشویش نسبت ضرور ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ نظام نسبت کا محفوظ رہنا خدا کو اپنی قدرت نمائی مین مجبور نہین کرتا ہے پس کسی دہریہ کو اضطراب نسبت مذکورہ حدیث پر اعتراض کرنا نچاہیے اسلیے کہ حفظ نسبت کوئی امر ضروری نہین ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ سال کا برابر ایک ماہ کے ہونا یا تو مراد اوس سے یہی ہے کہ سچ مچ یہی مقدار سال کی ہوگی چنانچہ آج بھی کواکب سیارات کے دن اور ماہ سال

تاویل حدیث کو ضرور [illegible]

علماے ہیئت کے نزدیک مختلف زیادتی اور کمی بین ہین زحل کا ایک دن
برابر ۱۵ سال کے ہے پھر اوسکا ہفتہ برابر ایک سو پانچ برس کے اور اوسکا
مہینہ برابر ۳ ہزار ایکسو پچاس برس کے اور اوسکا سال برابر چھ لاکھ
۳۹ ہزار چار سو برس کے ہوا۔ مریخ کا سال ایک برس اور دس مہینہ کا
ہے دیکھو تاریخ الحکما ص ۴۴ اور ص ۴۷ کو عطارد کا سال ۸۸ دن کا۔
اور دور کیون جاؤ اسی زمین پر بعض مقامات جیسے ارض تسعین (یعنے جو مقام
خط استوا سے ۹۰ درجہ شمال یا جنوب پر واقع ہے) وہان کا ایک دن
برابر چھ مہینہ کے ہے پس ایک مہینہ وہان کا برابر ایکسو اسّی مہینہ کے
ہوا یعنے ایک ماہ برابر ۱۵ برس کے اور ایک سال برابر ایکسو اسّی برس
کے ہوگا اسی طرح اور مقامات پر زمین کے وہان کے دن اور مہینہ اور سال
مختلف تعداد کے ہین پھر کیا تعجب ہے اگر قرآن مجید مین قیامت کے
دن کی تعداد کسی جگہ ہزار برس کی اور کسی جگہ پچاس ہزار برس کی وارد ہوی
اسلیے کہ جب دن سے مراد یہی ہے کہ آفتاب جبتک نظر آئے اور یہ
حالت آج بھی سیارات کی آبادی مخلوقات کے نسبت مختلف ہے بلکہ
خاص زمین کے رہنے والون کے نسبت بھی طرح طرح پر ہے پس روز قیامت

ف
دفع تناقض مقدار روز
قیامت کا قرآن مجید

بعد حساب وکتاب جنلوگون کا داخلہ بہشت یا دوزخ مین جسقدر آگے پیچھے
ہوگا اوسی قدر اونکو آفتاب کے سامنے کی کمی بیشی ہوگی اسلیے کہ بعد دخول
بہشت کے (لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا) نہ وہ لوگ
بہشت مین آفتاب کو دیکھینگے اور نہ چاند اونکو دکھائی دیگا۔ زمہریر کے
معنی قمر کے بھی صاحب قاموس نے لکھے ہین دوسرے معنی چھوٹے
زمانہ کے یہ ہین کہ دنیا کے اکثر زن و مرد ایسے خواب غفلت مین پڑین گے
اور ایسی جہالت اور نا اہلی اونکو ہوگی اور ایسے بھول اپنے ایام زندگی کے
اوقات بیہودہ گذارنے مین اونکو ہوگی کہ سال بھر کا زمانہ اونکو اتنا کم معلوم
ہوگا جیسے ایک ماہ کا زمانہ اور مہینہ بھر کو بجاے ایک ہفتہ کے سمجھینگے
وھکذا و صدق رسول اللہ صلعم۔ ہم اپنی ذات خاص کی غفلت اور جہالت
اور انہماک امور لاطائلہ مین آج کل ایسی ہی پاتے ہین کہ مثلاً ہمارے
مذہبی ایام جیسے ماہ رمضان اور عشرہ محرم خواہ عید الفطر اور عید الضحے
اونکے نسبت ہمکو ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ کیسے جلدی جلدی ان ایام کا
دورہ ہوتا ہے اور اپنے اکثر اسلامی بھائیون سے بھی ہم نے یہی سنا
ہے کہ روزے ماہ رمضان کے کیسے جلد جلد اب آتے ہین خواہ دس دن

مذہبی جہالات

غیر ادوی مسلمان

محرم کے کیسے جلد گذر جاتے ہین - بلکہ ماہ رمضان کا ایسا متبرک مہینہ جسمین روزہ دار مہمان خدا ہوتا ہے اوسکے جلد گذر جانے کی نسبت ہم نے یہ مثل بنائی ہے کہ دہ روان دہ دوان دہ پران اور یہ تو پورا عقیدہ ہم سبکا ہے کہ ادھر انیسوین شب ضربت جو پہلی شب قدر ہے آئی اور ماہ رمضان گویا ختم ہوگیا ایڈیٹر صاحب مجھے معذور رکھیگا یہ چند سطور مین نے اپنے اور اپنے اسلامی بھائیون کے حال زار پر رونے مین لکھین مین آپ سے انکو کچھ تعلق نہین ہے آپکے نزدیک تو ماہ رمضان کوئی چیز ہی نہین آپ تو بقول مشہور جیسے سوکھے ساون ویسے ہرے بھادون - کسی عالم محمدی سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا یا حضرت ماہ رمضان مین شراب پینی کیسی عالم نے جواب دیا کہ جیسے شوال مین - مطلب اوس عالم کا یہ ہے کہ جب آدمی گناہ کبیرہ شرابخواری پر آمادہ ہوا اور خدا کا خوف یا اور عقلی خرابیان جو شرابخواری سے ہوتی ہین (اور ہم بھی لکھینگے) اونکی پروانہ کی پھر اوسکو حرمت ماہ رمضان کا کیا خوف ہوسکتا ہے اور خصوصاً بقول شاعر ؎

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیئے ؛ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

اسی پر تو جل بھن کر شیخ ناسخ نے قطعہ بند چند اشعار لکھے ہین جسکا آخری شعر یہ ہے ؎

پر امتحان بغیر تو یہ آپکا غلام ⁂ قائل نہین حضور کسی تیغ و شاب کا

توبہ توبہ مین کہان سے کہان پہونچا ہان جناب ہمارے نبی کریم صلعم نے جو

اقتراب زمانہ کے قریب قیامت خبر دی ہے وہ پشین گوئی ہمارے

نسبت نہایت سچی ہے خداوندا اپنے نبی کی امت مرحومہ کو اس غفلت

اور خود رفتگی سے نکال دے بحق محمد و آلہ المعصومین۔ مار ابگذار

نیچریان راگبیر + چوتھی صورت آفتاب کے مغرب سے نکلنے

کی یہ ہے اور یہی صورت غالباً واقع ہوگی والعلم عنداللہ کہ مراد مغرب

سے مکہ معظمہ کا مغرب ہو اور مکہ معظمہ کے مغرب کو مغرب حقیقی اس نظر

سے ہم کہتے ہین کہ ہمکو اپنی الہامی کتابون سے بخوبی ثابت ہے کہ مکہ معظمہ

ناف زمین اور قبۃ الارض ہے اگرچہ بسبب کروی الشکل ہونے زمین

کے ہر ایک شہر اور قصبہ قبۃ الارض ہو سکتا ہے مگر چونکہ مکہ معظمہ دین

اسلام کے ہادی اور راہنماے برحق کیواسطے قبلہ مقرر ہوا ہے اور پہلی

جگہ جو زمین پر متبرک خدا نے قرار دی ہے یہی مقدس جگہ ہے لہذا ہم

لوگ اہل اسلام بلکہ تمامی خلائق اگر مسلمان ہو جاے چنانچہ بعد ظہور ہمارے

امام برحق کے ایسا ہی ہوگا کہ سواے مسلمان کے کوئی مذہب و الا زمین پر نہوگا۔

پس ہمکو مغرب ملک معظمہ کا منجملہ ہزارون مغارب باعتبار طول بلد کے اپنا
مغرب سمجھنا کچھ دور از قیاس نہین ہے یہ امور فرضی اور نسبتی ایسے ہین کہ بحیثیت
ہر قوم اور قبیلہ اور ہر ملت اور مذہب کے لوگ اپنے اپنے اغراض خاصہ
کی نظر سے انکو فرض کیا کرتے ہین خیال کیجیے کہ بطلیموس کی جغرافیا وے
حساب سے طول بلد کی ابتدا جزائر خالدات سے شمار کیجاتی تھی اب یورپ
کی جغرافیا وے کتابون مین طول بلد اور ہی جگہہ سے شمار کیا جاتا ہے حالانکہ
دونون حساب محض فرضی ہین بشرطیکہ زمین کروی الشکل ہو اور حرکت بھی کرتی ہو

باب چودھوان شق القمر کے معجزہ پر دوسرے طرح کا ثبوت

ہم نے باب تیرھوین مین جو کچھ شق القمر کے معجزہ پر لکھا ہے وہ متعلق اوس
معجزہ شق القمر کے تھا جو شب چہار دہم مین پورا چاند ہمارے نبی صلعم نے
حسب درخواست ابوجہل اور ایک یہودی کے دکھلایا تھا اور یہی روایت
زیادہ مشہور بلکہ متواتر ہے ۔ مگر ہم نے شق القمر کے اوس معجزہ پر (جو دنکو
بموجب درخواست حبیب بن مالک حضرت نے دکھلایا ہے) ابھی بحث
نہین کی ہے اور جو جو شبہات اس روایت پر عقلی وارد ہوتے ہین اونکے
جوابات اب ہم اس باب مین لکھکر پھر ایک باب مین تصحیح روایات اور نقلی

بحث اسی معجزہ پر ہم باب آیندہ مین کرینگے انشاء اللہ جس سے پورا ثبوت ہوتا کہ شق القمر کا معجزہ دو مرتبہ ہوا ہے ایک مرتبہ دنکو اور ایک مرتبہ رات کو دن کے شق القمر کی روایت مین امور مندرجہ ذیل بطور معجزہ کے حضور نے دکھلاے (۱) دن دوپہر کو مثل شب تار کے سیاہ کر دینا (۲) چاند کا خانہ کعبہ کی چھت پر اوترکر ٹھہرنا (۳) باوجودیکہ آفتاب کا سامنا چاند سے نرہا پھر چاند کا روشن رہنا (۴) چاند کا خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کرنا (۵) پھر حضور کے روبرو حاضر ہوکر آپکی رسالت پر گواہی دینی (۶) پھر حضور کی آستین دست راست مین داخل ہوکر بائین آستین سے نکلجانا (۷) پھر ہوا مین بلند ہوکر دو ٹکڑے ہوکر ایک پورب اور ایک پچھم کو چلے جانا (۸) پھر بحکم حضور دو ٹکڑون کا ملکر اپنی جگہہ آسمانی پر پہونچ جانا اس روایت پر آٹھ شبہہ وارد ہوتے ہین جنکو ہم جدا جدا لکھکر رد کرتے ہین - پہلے تو ہمکو یہ بات لکھنی ضرور ہے کہ شق القمر کا واقع ہونا سیر محمدی واشنگٹن صاحب کی ص ۵۹ اور کتاب مسمی انریل ورلڈ (عالم ہوا) سے بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ کتاب عالم ہوا مین اسکو (ماک مون) یعنے ماہ کاذب لکھا ہے مگر اصل واقعہ سے انکار نہین کیا ہے پھر جب تاریخ علمی اور تاریخ مذہبی دونے نے

اثبات واقعہ کا ہوچکا اب شبہات کا دفع کرنا باقی رہا **پہلا شبہہ**
دن دوپہر کو شب تار کردینا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قابل اعتراض ہو
اسلیے کہ سیاہ آندھی اور سیاہ ابر وغیرہ ایسے ہمیشہ ہوا کرتے ہیں جس سے
تاریکی دنکو ہوجاتی ہے **دوسرا شبہہ** چاند کا کعبہ کی چھت پر اوتر کر
ٹھہرنا چونکہ قطر چاند کا (۲۱۶۰) میل کا ہے لہذا اوسکی مقدار اتنی بڑی ہے
کہ مکہ معظمہ کی چھت کا تو کیا ذکر ہے اگر زمین پر اوتر آئے تہائی زمین سے
زیادہ چھپ جاے اور (۱۰۹۰) میل آبادی ہر طرف مکہ معظمہ کے دب کر
مسمار ہوجاے اسلیے کہ مادہ قمر بھی وہی مادہ زمین کا ہے پھر قمر کا بوجھ
زمین کے ثلث وزن سے کم ہوگا جسکو خانہ کعبہ کی چھت کسی قاعدہ جرثقیل سے
سنبھال نہیں سکتی ہے بلکہ زمین بھی قمر کے بوجھ سے اپنی جگہہ سے ہٹ جاتی
جسکے ہٹنے سے مرکز عالم ہٹ کر تمام اجرام علوی اور سفلی سب درہم برہم
ہوجاتے بموجب راے فلاسفہ قدیم کے اور فلاسفہ جدید سے بھی تزلزل
عظیم تمام کرہ زمین پر ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہوا پھر چاند بھی زمین پر نہیں اوترا
جواب اس شبہہ کی بنا دو اصول فلسفی پر ہے اولاً چاند کا مادہ بھاری
مثل مادہ زمین کے ہونا دوسرے چاند کا جسم مجوف یعنی اندر سے خالی نہونا

بلکہ ٹھوس ہونا اور یہ دونون باتین کوئی فلسفی کسی دلیل سے آجتک ثابت
نکرسکا اور نہ کرسکیگا۔ عام خیال مین چونکہ یہ بات جمی ہوی ہے کہ چاند
بھاری جسم ہے اوسکا بوجھ خانہ کعبہ کی چھت کیونکر سنبھال سکتی ہے۔
اب ہم پہلے تو یہی کہتے ہین کہ چاند مین قرآن مثل زمین کے نہین ہے اور اگر ہی
تو اوسکا جسم اندر سے خالی ہے اب جبتک اوسکا ٹھوس ہونا ثابت
نہو ہم چاند کو اندر سے خالی فرض کرینگے پھر علم تقسیم کے ذریعہ سے طاقت
بشری جسقدر کامیابی باریک اجسام کے بنانے مین حاصل کرچکی ہے اور جیسے
صناعی آدمی کرچکا اوسکو دکھلاکر ہم صانع حقیقی تعالی شانہ کی صنع بچون پر
اپکو متنبہ کرینگے ہرشل صاحب کی دوربین مین چالیس ۴۰ میل کا لانبا تار ساڑھے
تین ماشہ چاندی کا لگایا گیا تھا (دیکھو تاریخ علمی ۲ اور آگرہ کالج کا لیکچر طبعیات
اب ہم فرض کرتے ہین کہ چاند کا مادہ بہی چاندی کا ہے تو وہی کاریگر جسنے
۴۰ میل کا لانبا تار ۳۰ ماشہ کا بنایا ہے اگر قطر قمر یعنے (۲۱۸۰) میل کا
لانبا بناتا تو پندرہ تولہ پونے گیارہ ماشہ چاندی کا تار (۲۱۸۰) میل کا
لانبا بنا تھا اور ۴۹ تولہ ساڑھے گیارہ ماشہ چاندی کا تار یعنے قریب
اڑھائی پاو چاندی کا تار برابر محیط قمر کے بنا تھا پھر اسی دبازت کا اگر کرہ قمر

بنایاجاے اوسکی سطحی پیمایش چونکہ مساوی قطر کرہ مضروب محیط کرہ کے ہوتی
اور قطر کاوزن مضروب وزن محیط اسوقت برابر ۶ سیر اور اڈھائی پاو کے
ہوتا ہے جیساکہ محاسب پر مخفی نہوگا اور جسکا جی چاہے جانچ لے کیجیے حضور
چاند کے برابر مجوف کرہ آدمی بنا سکتا ہے اتنا ہلکا جسکا بوجھ پونے سات سیر
بھی نہوگا اگر خداے برحق نے اسی کاریگر کے برابر چاند کو مجوف بنایا ہو تو اسیقدر
بوجھ اور وزن چاند کا ہوگا اب کعبہ کی چھت کا پونے سات سیر کے بوجھ سے
ٹوٹنا یا زمین کا اپنی جگہ سے دب کر ہٹ جانا کیونکر لازم آیگا بلکہ چاند اوترا بھی
آیا اور نہ کعبہ کی چھت ٹوٹی اور نہ زمین سرکی نہ قیامت آئی اور سب کچھ ہو گیا-
یہ تو پونے سات سیر ہے اگر پونے سات من بلکہ سو من کا وزنی کرہ قمر مجوف
ہوتا جب بھی کعبہ کی چھت نہ ٹوٹتی زمین کا سرک جانا کیسا لیجیے حضور اب فرمایئے
ہنسنے کی بات نہین ہے جیسا سوال ویسا ہی جواب ہے پھر ذرا جرثقیل کے
اصول پر بھی ہم نظر کرین اور جسکی پوری دھمکی آپ ہمکو دے رہے ہین اوسکو بھی
ہم دکھلائین وزن کی کمی بیشی نقطہ تماس او ررگڑ کے چھوٹے بڑے ہونے سے
ہوتی ہے یعنی دو جسم کے ملنے کی جگہہ جسقدر کم ہوتی ہے اوسی قدر جذب
ایک جسم کا دوسرے جسم کو کم ہوتا ہے- پھر چونکہ حکیم ثاوذوثیوس نے

کتاب الماگسٹ مین ثابت کردیا ہے کہ دو کرہ آپسمین ایک نقطہ پر ملاقات کرتے
ہین وہی نقطہ تماس کہلاتا ہے - اسی قاعدہ برہانی اور ہندسے پر بنا کرکے
ہم نے تجربہ کیا تو کچی سڑک پر جو گاڑی خواہ ٹمٹم چلائے اور ۷۸ من اوسکا
وزن تھا ایک من کی طاقت سے گھوڑا یا بیل یا دخانی انجن نے اوسکو کھینچ
لیا اور ریلوی سڑک آہنی پر چونکہ پہیہ اور سڑک آہنی کے سختے برابر ہے (۳۸۰)
من کا بوجھ ایک من کا رہ جاتا ہے - یہ تو (لیور) یعنے گول اجسام کے فوائد
اصول جرثقیل سے ثابت ہین اور ڈنڈا خواہ ٹیکن کا فائدہ یہ ہے ارشمیدس نے
دعوی کیا ہے کہ وہ اپنی طاقت سے تنہا زمین کو اوٹھا کر دوسری جگہہ رکھدیتا
اور اس دعوی کو برہانی دلائل سے اوسنے بھی ثابت کردیا ہے دیکھو تاریخ
علمی کے کتب کو پھر چونکہ جرم قمر بھی کروی شکل کا ہے اوسکی ملاقات اور مماست
یعنی ملنا خانہ کعبہ کی چھت سے اتنا زیادہ نہ تھا جیسا کوئی جسم مکعب کسی
سطح مستوی سے ملتا ہے لہذا اگر سو من کا بوجھ بھی کرہ مجوفہ قمر کا فرض کرین تو
بقاعدہ اربعہ متناسبہ یہ وزن ہوتا ہے ۷۸ : ۱ :: ۱۰۰ = $\frac{۷۸}{۱۰۰}$
یعنی ایک من گیارہ سیر اور ۶ چھٹانگ اور اگر وہی چھ سیر اڈھائی پاو جو ہم نے
ثابت کیا ہے فرض رہے پھر تو ۱۴۲ تولہ آٹھ ماشہ کسرے زائد کا بوجھ

خانہ کعبہ کی چھت پر پڑا تھا اب آپکا جاہلانہ شور اور غل جر ثقیل کے اصول پر
وہ بھی سب باطل ہوگیا نہ کعبہ کی چھت ٹوٹی نہ زمین اپنی جگہہ سے ہٹی نہ قیامت
آئی اور چاند اوترآیا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ
اب رہی یہ بات کہ مکہ معظمہ سے چارُون کہ مکہ معظمہ سے ہر طرف ایک ہزار
(۹۰) میل آبادی مسمار ہوجاتی یہ دشواری اسوقت ہوتی کہ چاند اپنی پوری
جسامت سے اوترتا ایسا نہیں ہوا بلکہ ہمارے خدا نے چاند کے کرہ مجوفہ کو
سمیٹ کر چھوٹا کردیا تھا اور کسقدر چھوٹا کردیا تھا جسکو ہم پچھلے شبہہ کے
جواب میں لکھینگے انشاء اللہ اب فرض کرو کہ چاند کا جسم اندر سے خالی
نہیں ہے بلکہ ٹھوس اور بھرتو ہے جیسے زمین اور اسی خیال خام سے بڑا
غل اور شور مچایا جاتا ہے اور قیامت برپا کرنیکا عقیدہ کیا جاتا ہے
یہ خیال بھی محض عامیانہ اور جاہلانہ ہے اسلیے کہ طبعیات جدیدہ اور قدیمہ
دونوں کے اصول سے ہر جسم کے خواص میں سے انضغاط یعنی سمٹنا بھی
ہے سیّال اجسام میں کم اور غیر سیّال متخلخل اور پلپلے اجسام میں زیادہ اور
سخت اجسام میں کمتر مگر آجتک کوئی حد اسکی مقرر نہیں ہے کہ انتہائے
انضغاط ہر جسم کی کسقدر ہے بلکہ جیسا زور دار پریس (دبانے کی کل) ہو

اوسیقدر جسم زیادہ سمٹ کر چھوٹا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ روئی کا گٹھ ساڑھے
تین من کا اوسکو ہم ایک فیٹ مکعب بنا سکتے ہین بلکہ اوس سے بھی چھوٹا
ایک انچھ مکعب کا چاند کا جسم اگر ٹھوس بھی فرض کیا جاے تو ہمکو اسکا ثبوت
ملنا چاہیے کہ آیا نرم اور پلپلا مثل روئی کے ہے یا مثل ہوا کے یا مثل نور
کے جسمین ہم چند خواص جسمانی پاتے ہین گو فلاسفہ کو ابھی کوئی ترازو نور کے
وزن کرنیکی نہین ملی مگر جسطرح پچھلے فلاسفہ ہوا مین وزن کو نہین مانتے تھے
اور اب ہوا کا وزن بخوبی معلوم ہو گیا اور مبتدی لڑکا بھی ہر ایک اسکوئر
انچھ (مربع انچھ) پر ۱۵ پونڈ ہوا کا وزن جانتا ہے بس کیا عجب ہے کہ
آیندہ ہمکو نور اور سیال کہربا ے اور برقی اور مقناطیسی کا بھی وزن معلوم
ہو جاے یہ بھی معلوم رہے کہ مادہ کے خواص عامہ سے اور نہ جسم کے
خواص عامہ سے وزن کو شمار کیا ہے فلسفہ جدیدہ مین اور قدیم فلاسفہ افلاک
اور موجودات آسمانی کو اجرام کہتے تھے۔ پھر جب بعض مواد مثل نور اور
سیال کہربائی وغیرہ کے ایسے ہین کہ بعض فلاسفہ اونکو ناقابل الوزن مانتے
ہین اور محققین کہتے ہین کہ ابھی ہمکو انکے وزن کرنیکا کوئی ذریعہ نہین بہم پھونچا
ہے پھر جرم قمر کا وزنی اور بھاری ہونا سواے توہم فاسد کے اور کیا ہے

لہذا یہ شبہہ محض جہالت کی راہ سے ہے **تیسرا شبہہ** باوجودیکہ آفتاب کا سامنا نہ تھا اور پھر چاند ویسا ہی روشن رہا حالانکہ چاند کی روشنی آفتاب کے نور سے بقدر محاذات کے ہوتی ہے **جواب** اگرمین اسوقت انکار کرون کہ نہین چاند کی روشنی آفتاب سے ماخوذ نہین ہے اسلیے کہ کوئی دلیل عقلی اسپر قائم نہین ہے کہ چاند کی روشنی آفتاب سے ماخوذ ہے بلکہ جسطرح اور مسائل علم ہیئت موہومہ اور متخیلہ ہین یہ مسئلہ بھی ویسا ہی ہے ہان خالق عالم نے چاند کی روشنی اسی حساب سے رکھی ہے کہ جسقدر چاند کو آفتاب سے محاذات رہتی ہے اوسی قدر چاند روشن ہوتا ہے مگر یہ روشنی خدادادہے مثل اور ستارون کی روشنی کے تو ضرور کل ناظرین کتاب ہذا مجھپر ہنس پڑینگے اور مجھے منکر بدیہی اور سوفسطا‌ئے کہینگے مگر مین امید کرتا ہون کہ جسطرح جدید تحقیقات سے اب ثابت ہوگیا کہ آفتاب کے گرد نور کا تتق پھیلا ہوا ہے اور خود آفتاب بھی جسم نورانی نہین ہی اوسیطرح شاید میرے اس خیال کے بھی آیندہ زمانہ مین کچھ اصلیت ظاہر ہوگی آج مین اسی قدر کہتا ہون کہ نور اور حرارت دو چیزین ہون یا ایک ہی چیز ہے اس مسئلہ مین ابھی کوئی امر محقق نہین ہوا۔ ہان آفتاب کا نور ضرور گرمی اور حرارت رکھتا ہے تا اینکہ آتشی شیشہ سے

آگ لگائی جاتی ہے اور وہی نور جب ماہتاب کو روشن کرتا ہے اوسکی حرارت
جاتی رہتی ہے اور چاندنی سرد پیدا ہوتی ہے حتی کہ وہ گھرا شیشہ جو دھوپ
کے سامنے کرنے سے دھات پگھلانے مین کار آمد ہے اور وہی زاویہ
حادّہ شیشہ کا جسکی ڈال مین نور آفتاب سمٹ کر تیز آنچ پیدا ہوتی ہے
چاند کے سامنے بار ہار کھا گیا اور ایک درجہ حرارت کا منجملہ درجات تھرمامیٹر
کے پیدا نہوا اس تجربہ یقینی کا تو کھلا ہوا نتیجہ یہی ہے کہ آفتاب کا نور چاند کا
روشنی دینے والا نہین ہے اسلیئے کہ آفتاب کا نور جس چیز پر پڑتا ہے اور
اوسکا عکس پھر دوسری چیز پر پڑتا ہے اوسمین بھی حرارت ضرور ہوتی ہے
اور یہی اوسکا نیچر ہے۔ اب فلاسفہ کی عقل چکّر مین آئی اور نیچر بگڑ گیا کہ سارے
حسابات کسوف اور خسوف اور محاق اور ہلال اور بدر ہیئتِ قمر کی جو مبنی اسی
مسئلہ پر تھے کہ نور قمر مستفاد نور آفتاب سے ہے برہم ہونے لگے اور باوجودیکہ
انکو اپنے علوم یقینی ہونیکا دعوی اور غرور ہے مگر ایسے ہی مقامات پر پوری
عاجزی انکو بھی کرنی پڑتی ہے چنانچہ کہتے ہین ولعل نور القمر الذی
مصدرہ الاصلی الشمس قد انفصل عن الحرارۃ بدا عی وقوع
الشمس علی مادۃ اثیریۃ تحیط بالقمر وعدم نفوذ

حرارت تھا فیہ ترجمہ شاید چاند کا نور جسکا مصدر اصلی آفتاب ہی اوس

گرمی جدا ہونیکا سبب یہ ہو (واللہ اعلم) کہ چاند کے گرد ایک مادہ اثرمیہ

بھرا ہوا ہے اوس مادہ مین ہو کر آفتاب کا نور چاند مین پہونچتا ہے اور مادہ

اثرمیہ کا خاصہ ہے کہ حرارت کو نفوذ کرنے سے منع کرتا ہے لہذا چاندنی

مین حرارت نہین رہتی ہے مین کہتا ہون جتنے اجسام شفاف ایسے

ہین کہ جنمین ہر قسم کی حرارت نفوذ کرکے وار پار ہو جاتی ہے اونکو دیاثرمیہ

کہتے ہین اور جو اجسام شفاف ایسے ہین کہ اونمین نفوذ حرارت نہین ہوتا ہی

اونکو اثرمیہ کہتے ہین ۔ پانی اور زجاج یعنے کنج یہ چونکہ مانع نفوذ حرارت ہین

لہذا انکو اثرمیہ کہتے ہین ۔ اب مطلب اس تاویل کا یہ ہوا کہ شاید چاند کے گرد

کوئی دریا بھرا ہوا ہے یا کنج کا پہاڑ ڈھلا ہوا چاند کو اپنے بیچ مین لیے ہوے آفتاب

آفتاب کی گرمی سے بچاتا ہے واہ واہ ؎ برین عقل و دانش بباید گریست

یا تو یہ دعوی تھا کہ چاند پر ندی نالہ پہاڑ اور جنگل سب ہم نے دیکھ لیے اور

یا ابھی تک یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ چاند کے گرد کونسا مادہ ہے جو دھوپ

کی گرمی کو روکے ہوے ہے ۔ ہمارے نبی صلعم نے جب چاند سے ہلال

بنجانے کا سبب اصلی نہ بیان فرمایا بلکہ جو ہمارے اغراض دینی و دنیوی کی

مفید بات چاند سے ہلال بننے مین تھی یعنے اوقات ماہوار اور روزانہ معلوم
کرنے کیواسطے چاند سے ہلال خدا بناتا ہے اسی کو بیان فرمایا اوس پر توان
نیچریون کی قہقہہ زنی کسقدر ہوی تھی اور اب دیکھیے کہ آفتاب سے چاند کا
نورانی ہونا اسی کا ابھی پورا ثبوت نہین ہوا ہے پھر ہلال اور بدر ہو جانیکی
اصلیت کو کون جان سکتا ہے تمہید کے بعد اب جواب اصل شبہہ کا
یہ ہوا کہ پہلے تو یہی ثابت کرنا تمکو لازم ہے کہ نور قمر آفتاب سے پیدا ہوتا ہی
اسلیے کہ آفتاب کا نور گرم ہے اور چاند کا نور ٹھنڈھا ہے اور اوسکے بعد
اسکا ثبوت آپکو دینا لازم ہے کہ خدا کو یہ قدرت نہین ہے کہ چاند کو علاوہ نور
آفتاب کے اپنے قدرتی نور سے تھوڑی دیر کیواسطے روشن کردے جس نور
سے تمام ستارے جگمگا رہے ہین اور بدون اثبات ان دونون امور کے آپکا
شبہہ محض لغو ہے **دوسرا جواب** اگر یہ بھی ہم مان لین اور بدون دلیل عقلی کے
تسلیم کرلین کہ نور قمر آفتاب کے نور سے حاصل ہوتا ہے اور برخلاف اور
کواکب سیارہ اور ثوابت کے چاند ہی کو جسم کثیف اور مظلم خیال کرین اور جو جو
آیات کتب آسمانی مین چاند کے جسم بزرگ نورانی کے وارد ہین اون سبکو نعوذ
باللہ غلط ہی تصور کرین تو یہ بات اوسوقت تک ضرور مسلم ہو سکتی ہے کہ

جبتلک چاند کا جسم اتنا بڑا رہے جسکا قطر (۲۱۶۰) میل کا ہے اور جب
وہی چاند اتنا چھوٹا کردیا جاے کہ خانہ کعبہ کی چھت پر اوتر آے بلکہ آستین
مین حضرت کی سما جاے اوسوقت چاند کے جہان اور سب خواص بدلے
تھے اوسکا کاسب ضیا آفتاب سے ہونا کیون باقی رہے گا یاد دے ہے
ضروری معزز ناظرین کو پھر یاد دلاتا ہون کہ ہم لوگ خدا پرست اور
دہریہ نیچریون مین یہی بڑا فرق ہے کہ جو چیز کسی چیز کے بعد حادث ہوتی ہی
مثلاً حرارت سے جسم کا بڑھنا اور برودت سے گھٹنا خواہ آفتاب کے
سامنے جسقدر جرم قمر ہو اوسکا روشن ہونا اوسکو دہریہ اور نیچریہ سبب
اصلی قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر حرارت نہو تو جسم ہرگز نہ بڑھیگا خواہ
آفتاب کا سامنا نہو چاند کبھی روشن نہوگا اور ہم لوگ خدا پرست یون کہتے
ہین کہ سبب اصلی حرارت جسم کے بڑھنے کی نہین ہے بلکہ سبب عادی ہے
چنانچہ پانی کا جوش برودت سے ہم نے ص ۲۲۵ کتاب ہذا مین ثابت کردیا
پس جسقدر شبہات ان لوگون کو ہوتے ہین اوسکا سبب یہی غلط فہمی ہے
کہ سبب عادی کو سبب اصلی قرار دیتے مین جسکے خلاف ہونا محال ہے
چوتھا شبہہ چاند کا خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کرنا چاند کوئی

جاندار چیز نہین ہے جو بخود حرکت کرے اور جو حرکت چاند مین ہے وہ جذب
شمسی یا ارضی کیوجہ سے ہے **جواب** اسکا ص ۲۱۸ سے ص ۲۲۰
کتاب ہذا مین دیکھو کہ بیجان گیاہ مین خود بخود حرکت خدا نے پیدا کی ہے
پانچوان شبہہ حضور کی رسالت پر گواہی دینی یہ تو شجر اور حجر اور سنگریزہ
اور حجر اسود وغیرہ کا گواہی دینا یہ سب ہمارے متواترات سے ہے اور
ہمکو یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت موسی ؑ کے واسطے خدا نے درخت کو گویا
کر دیا ہے اور متکلم یعنے کلام کا پیدا کرنے والا اوسکی خاص قدرت نمائی ہے
جس چیز کو چاہے اوس سے آواز پیدا ہو ناقوس اور شہنائی اور قانون اور
بین طنبورہ یہ سب آلات غنا مین تولد صوت + بیجان مردہ اجسام سے
ہوتا ہے رہا اہتزاز جسم مُصَوِّت یعنی ہلنا تار کا طنبورہ اور ستار مین خواہ
تاشہ اور ڈھول کے کھال مین یہ سبب عادی آواز پیدا ہونے کا ہے
جسطرح روشنی مین آنکھ کھول کر دیکھنا سبب عادی نظر آتی کا ہے اور
ہم نے ص ۹۸ کتاب ہذا مین دکھلا دیا کہ امریکہ کی نوجوان عورت اندھیری
رات مین آنکھ بند کر کے باریک حروف پڑھتی ہے پس کلام کرنے کی اور
آواز پیدا ہونے کی جو شرطین علم طبعی مین بیان ہوئی ہین وہ سب اسباب

عادی ہین خدا ہر شے کو گویا کر سکتا ہے چھٹھا شبہہ آستین مین سمانا اوسکے
چھوٹے ہونے پر موقوف ہے اور سمٹنا اور پھیلنا اجسام کا اسکی کوئی حد
نہین ہے چنانچہ شبہہ دوم کے جواب مین اسکا بیان ہو چکا اوسی جواب کو
دیکھکر یہ شبہہ ساقط ہو سکتا ہے **ایک نیچرل دہریہ کا سوال**
علی بن ابیطالب سے حضور وعظ مین خدا کی قدرت اور صنع بیچون
کا ذکر فرما رہے تھے ایک دہریہ نے پوچھا یا علی تمہارا خدا اس پر بھی قادر ہے
کہ اونٹ کو سوئی کے ناکہ مین کر دے **جواب فلسفی** چونکہ یہ دہریہ فلسفی
تھا اور محال عقلی اور محال عادی کا فرق سمجھتا تھا لہذا حضور نے جواب
دیا یہ کیا بکتا ہے سوئی کے ناکہ مین بھی اتنی گنجایش ہے کہ اونٹ اسمین
سما جائے ۔ مطلب حضور کا یہ ہے کہ مکان کا مساوی متمکن کے ہونا عقلا
ضروری ہے اور بدیہی یہ امر ہے کہ بڑا جسم چھوٹی جگہ مین ہرگز نہین سما سکتا ہے
پس قدرت خدا محال عقلی سے متعلق نہین ہوتی ہان یہ قدرت خدا کو ضرور
ہے کہ سوئی کے ناکہ کو اتنا بڑا کر دے کہ اونٹ اوسمین سما جاے جیسا
ساڑھے تین ماشہ کا تار چاندی کا آدمی نے چالیس میل کا لانبا بنا لیا خواہ اونٹ
کو خدا اتنا چھوٹا کر دے بذریعہ انضغاط کہ سوئی کے ناکہ مین آجاے

پس چاند کا جسم چھوٹا کردینا بھی محال عقلی نہین ہے اور چھوٹا ہو کر آستین مین
در آنا یہ بھی ہوسکتا ہے اسی سوال کو ایک مومن کم علم نے جناب صادق
سے پوچھا کہ یا حضرت خدا کو قدرت ہے کہ اونٹ کو سوئی کے ناکہ مین کردے
چونکہ یہ سائل خدا کا منکر نہ تھا اور صاف دلی سے پوچھ رہا تھا اور دقائق لطیفہ
کو نجانتا تھا لہذا امام بحق اور حجۃ خدا نے جواب اوسی کے فہم اور لیاقت
کے مطابق ارشاد فرمایا۔ جواب ہان خدا کو قدرت ہے کہ اونٹ
کو سوئی کے ناکہ مین کردے سائل نے پوچھا کیونکر۔ امام نے فرمایا دیکھہ تو
آنکھ اوٹھا کر کیا نظر آتا ہے سائل نے کہا آسمان اور زمین اور درخت
جو کچھ سامنے ہے سب دیکھ رہا ہون۔ امام نے فرمایا جس خدا نے اتنے
بڑے آسمان کو تیرے آنکھہ کی پتلی مین جو سوئی کے ناکہ سے چھوٹی ہے
کردیا کیا اوسکو اتنی قدرت نہین ہے کہ اونٹ کو سوئی کے ناکہ مین کردے
اب یہ جواب جسقدر دقائق علمیہ پر شامل ہے اوسکو تو مین اس مقام پر
بیان نکرونگا میرا مطلب فقط یہی ہے کہ جسم کا چھوٹا کردینا اور بڑا کردینا
اسپر خدا کی قدرت پوری ہے اور کوئی حد اسکی نہین ہے ساتوان اور
آٹھوان شبہہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور پھر بحکم حضور ملکر اپنی جگہہ پر

چلے جانا یہ کوئی شبہہ نہین ہے اور اسکا جواب معجزہ شبینہ کے باب مین گذر چکا
ہے الحمد للہ باقی رہا نقلی ثبوت اس معجزہ کا اور تصحیح روایات اور تحقیق
اس قصہ کی یہ بحث عقلیات سے جدا ہے اور نقلیات سے اسکو تعلق ہی
دہریہ اور نیچرل خیالات کے لوگ اونکو اس بحث سے کیا واسطہ لہذا ہم
اس بحث کو اس کتاب مین درج کرنا موضوع بحث سے خارج سمجھتے ہین۔
بس ایک رسالہ جداگانہ اوسمین لکھین گے انشاء اللہ المستعان

باب چودھوان مان اور باپ کا احسان اولاد پر کچھ نہین ہے بلکہ اولاد کا احسان اونپر ہے اور شریعت محمدی صلعم نے اولٹا حکم پابندی اطاعت والدین کا خلاف عقل دیا ہے۔

اور جواب اس شبہہ کا کہ ہماری آزادی کو روکا ہے قانون
فطرت (نیچر) نے ہمکو یہ بھی تبلایا ہے کہ مرد عورت سے اگر ہم بستر نہو
دونون کی صحت بدنی مین خلل پڑتا ہے اور بہت سے امراض جسمانی اور
خراب اخلاق پیدا ہوتے ہین۔ پھر چونکہ ہم بستری ذریعہ ہماری صحت کا ہی
جسطرح سنڈاس یا بم پلیس مین رفع حاجت ہماری صحت کا ذریعہ ہے مگر
فطرت نے جماع مین ایک لذت بھی رکھدی ہے تاکہ جو لوگ حکمت حفظ صحت کو

نہین سمجھ سکتے وہ بھی اس لذت کی آرزو مین ہم بستری کو اختیار کرین جیسے
ڈاکٹر دواے خوش ذائقہ مریض کو دینے سے اوسکو علاج کرانے پر آمادہ
کرتا ہے اور رغبت دلاتا ہے۔ جب ہم نے اپنے حفظ صحت اور حصول
لذت کے خیال سے ہم بستری کی اور جسقدر شروط نطفہ ٹھہرنے کے ہین اور
ہزارون مین سے دس بھی معلوم نہ تھین مگر اتفاقاً سب جمع ہوگئین اور محض
براہ صدفہ یعنی بلا ارادہ اور بلا قصد و اختیار ہماری لاعلمی مین نطفہ ٹھہر گیا
ہمارا فعل اختیاری نہ اسکے ٹھہرانے مین تھا اور نہ اسکا پیدا ہونا ہمارے
بس کی بات تھی اور نہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کب ٹھہرا اور دختری نطفہ ہے
یا پسری۔ ایسے فعل نامعلوم اور محض بے اختیاری مین بھلا بچہ پر ہمارا کونسا
احسان ہے جسکی وجہ سے ہماری اطاعت شریعت محمدی اولاد پر واجب
کرتی ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ وہ بچہ ہمارا محسن ہے کہ ہمارے یعنے
باپ کی صحت اور بقاے حیات اور حصول لذت کا سبب اخراج منی ہے
جو مادہ بچہ کی خلقت کا ہے اب رہی مان اوسکے حالات پر اگر براہ قواعد
علم طب غور کرین ادنی سا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ حمل مین فضول طمثی (بدبو خون حیض)
کا استحالہ دودھ کیطرف ہونے سے کسقدر فوائد حفظ صحت مان کو حاصل

ہوتی ہین پھر اوسکے بعد بچہ ہوتے وقت خون نفاس کے خارج ہونے سے
کیسی صفائی ماں کے احشا یعنے اندرونی اعضا کے علاوہ خروج متعفن
اور بدبو رطوبات کی ہوتی ہے یہ رطوبات کوئی ڈاکٹر اور طبیب کسی دوای
خوردنی یا حمول اور پچکاری سے خارج نہین کر سکتا ہے اور ایسی پاک اور
صاف عورت بعد وضع حمل کے ہوجاتی ہے جیسے آج شکم مادر سے پیدا ہوی
ہے - یہ احسانات بچہ کی ماں پر بھی اگرچہ غیر اختیاری ہین مگر اونھین غیر اختیاری
احسانات والد کے مقابلہ مین ہین جب ان دونون پر نظر کرین ہر شخص کہہ سکتا
ہے کہ پرورش بچہ کی ایام رضاع یعنے زمانہ شیرخواری مین معاوضہ اسی احسان کا
ہے - علاوہ بران دودھ پلانا بھی سیکڑون ضرر کو ماں سے دفع کرتا ہے اور
اگر پیشہ دودھ پلانے کا کرے ماں اور باپ کا رزق دودھ سے پیدا ہوتا ہے
یہ بھی احسان دونون طرف برابر رہا - پھر جب دودھ چھٹ گیا اب پرورش
اولاد کی اگر ماں باپ نکرین اور کوئی غیر شخص پالے جو غرض اوس غیر کی ہوتی ہے
وہی ماں باپ کی بھی ہوگی یعنے بچہ سے بعد بلوغ کے کار خدمت لیکر آرام اور
راحت اوٹھانا اور یہ پرورش مخصوص ماں باپ سے نہین ہے جبکا خاص
معاوضہ حق پدری اور مادری کا لزوم ہوا ورنہ اسکی وجہ سے کوئی حق میراث

طرفین مین شریعت محمدی تجویز کرتی ہے ورنہ عام متبنی اور پرورش یافتہ کو
بھی وارث قرار دینا پڑیگا۔اس پرورش کے حقوق پر یقین ہے کہ محمدی
لوگ بھی حقوق والدین کو محمول نکرینگے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جو فرزند مان باپ کے
اختیار سے پیدا نہوا اور جس نطفہ کو اونھون نے اپنے حفظ صحت اور حصول
لذت کیواسطے خارج کیا ہو اور جو پرورش پرداخت معاوضہ مین احسانات
اولاد مذکورہ بالا کے واقع ہوے ہوا و سمین اولاد پر احسان والدین کیا۔
امت محمدی کا عقیدہ ہے کہ بچہ کا آفریدکار خدا ہے اور ہماری راے مین
قانون فطرت اور قانون بقاے نسل اسکو کرتا ہے دونون کے عقیدہ سے
مان باپ کا احسان اولاد پر کچھ بھی نہین ہے پھر اونکو خداے مجازی بنانا اور
اونکے مرنے کے بعد بھی ہمکو اونکے غلامی کا طوق پہنانا صریح عقل اور انصاف
کے خلاف ہے یہ کیسی شریعت ہے۔ یہی تقریر ایک بڑے جنٹلمین نے اپنے
باپ سے کرکے اونکو اپنے اجلاس سے نکلوا دیا اور یہی خیالات اکثر تعلیم یافتہ
لوگون کے دیکھہ لیجیے جیسا کہ شاعر کہہ گیا ہے ؎

دختران راہمہ جنگ است و جدل با مادر ٭ پسران راہمہ بدخواہ پدر مے بینم

(جواب اس شبہہ کا) جو نتیجہ آزادی کا ہے چند علوم کے اصول پر موقوف ہے

اور چونکہ ہمارے ہادیان برحق محمد مصطفےٰ صلعم اور اُنکے جانشین
جملہ علوم کے عالم تھے اور وہ اسرار جنکو فلاسفہ ظاہرین اپنی کم علمی سے
ابھی نہین بلکہ کبھی نہین سمجھتے ہین وہ بھی اُن حضرات پر روشن تھی لہذا
اُن سب پر عمل درآمد کرنیکا ہمکو حکم دیا ہی اور انعقاد نطفہ اور پرورش
اولاد وغیرہ کے سچے اصول پر ہمکو پابند فرمایا ہی تاکہ فلسفہ ظاہری
اور حکمت الٰہی دونون کی راہ سی نظام عالم کا سلسلہ باقی رہی
پہلے مین اُن نوامیس اور اصول ظاہری کو لکھون جن پر بنا نیچرل
صاحبو نکی ہی اُسکے بعد اسرار اور دقائق فلسفہ الٰہیہ کو بیان کرونگا
اس بات کو تو مین اکثر ابواب مین کتاب ہذا کی ثابت کر رہا ہون
کہ انسان اپنے مصنوعات مین فقط اسی قدر اختیار رکھتا ہی کہ چند
نوامیس و قوانین فطرت جنکو کسی چیز کے بنانی خواہ بگاڑنے مین
تجربہ سی معلوم کر چکا ہی اُنکو صحت سی پورا کر دیا کرے ہونا نہونا اُسکی
قبضۂ قدرت سی باہر ہی۔ اور تعدد وجوب ازواج کے باب مین
یہ بھی ثابت کرونگا بخوبی کہ نطفہ دینی کے قوت انسان مین زیادہ سے
زیادہ بچاسی برس تک ہی دیکھو ڈاکٹر ٹیلر کے میڈیکل جورسپروڈنس

جلد دوم ص ۲۹۲ طبع چہارم کو۔ اب نیچرل صاحبون کا یہ خیال کر
نطفہ قرار پانا ہمارے اختیار سے باہر ہی درست اور بجا ہی مگر جو
اصول ہماری اختیاری نطفہ دینیکی براہ قدرت ہین اُنکو پورا کردینا
ہمکو اُسی طرح ضروری جسطرح دیگر اصول کو ہم اپنے اور مصنوعات مین
پورا کرتے ہین۔ اب اگر باوجود پورا کرنے اصول معلومہ کے وہ مصنوعی
شی حسب خواہش ہماری تیار نہو ہمارا کوئی قصور ثابت ہوگا۔
فرض کرو ایک انجن ڈرایور نے ریل گاڑی کے انجن مین پورے
اسٹیم بھردے اور ہوا سے بھر دینکی مصادمت اپنے تھیٹر کا حساب
بھی خوب جانچ لیا۔ وزن گاڑیونکا مع محمولات یعنے مسافر اور اسباب
کا بھی تخمینہ کرلیا۔ انجن جوڑنے اسکی بعد تحریک امتحانی سے پورا یقین
کرلیا کہ ۶ گھنٹہ خواہ ۳ گھنٹہ یہی اسٹیم برابر کام دیا کریگی (گاڈ)
نے بھی اپنے خدمات ضروری کا پورا انجام دیا الغرض جسقدر کارپردازان
ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک ریلوی پر مقرر ہین سبھون
نے اپنا اپنا کام پورا انجام دیا۔ مگر پھر کوئی غیر مترقب ہرج ایسا واقع
ہوا جو ان سبکے وہم اور گمان مین نہ تھا اور گاڑی لیٹ ہوگئی

یعنے رفتار اُسکی سُست ہو گئی خواہ پہیہ سڑک سی اُتر گیا خواہ
اور کوئی آفت ناگہانی پیدا ہوئی اب انصاف کی راہ سی ریلوے
عمال کا کونسا قصور ہے اور کون سی سزا کی یہ لوگ چیف انجنیر ریلوی
کی اجلاس سی سزاوار ہونگے۔ ہرگز نہین ہرگز نہین۔
اسی طرح ہمکو خدا نے امین اور خزانچی اس نطفہ کا قرار دیا اور قانون
فطرت اُسنے ہمکو نطفہ کو خرابی سے بچانیکی قواعد بھی سکھلائی مثلاً جن
چیزونکی کہانے پینے سی حدت منی مین آتی ہی اور قوام اُسکا خراب
ہوتا ہی اُنسے پرہیز کرنا جن حرکات بدنی سے تعب پیدا ہوتا ہی اُنسے
آپکو بچانا جن اوقات مین ہم بستری کرنے سی ضرر اور نقصان انعقاد
نطفہ مین ہوتا ہی جیسے شدت گرسنگی خواہ پیاس خواہ کسی مرض کی
حالت مین عام اس سے کہ مرد کو ہو یا عورت کو اُنسے بچنا جن اسباب
سے آدمی خشک نطفہ ہو جاتا ہی جیسے جوگی اور فقر البعض ادویہ بناتے
خواہ معدنی اسی غرض سے کہا لیتے ہین کہ منی مین قوت نطفہ دینی کی
نہ ہی اُنسے پرہیز کرنا جن ادویہ سے عورت بانجھ اور مرد نامرد ہو جاتے ہین
اُنسے دور رہنا۔ جذامی عورت اور حائض اور مستحاضہ اور نفاس والی

عورت سے ہم بستری نکرنا - انتخاب جفت کی جو قواعد اور نوامیس
ہین مزاج اور طبیعت قوم اور قبیلہ شہر اور گانون آب و ہوا کی وہی
اپنے جفت کو ویسا ہی پسند کرنا (سواے حقیقی بہن اور بیٹی وغیرہ کے
جنسے نکاح ہماری شریعت نے حرام کر دیا ہی اور نیچری اصول کی راہ سے
اُنسے بہتر کوئی جفت نہین ہے چنانچہ ایک جداگانہ باب مین ہم اسکو لکھینگے
خلاصہ یہ ہی کہ ہمنے اولاد کی آرزو مین ہزارون طرحکی پابندی کی سیکڑون
روپیہ خرچ کیا محنت اور مشقت اور دوا اور علاج پرہیز سب کچھ کرکے
ہم بستر ہوئی اور جب ہم بستر ہوئی اُسی خدمت کی بجا آوری اور اُسی امانت
سی سبکدوشی مد نظر تھی جو خالق تعالی نے ہمکو سپرد فرمائی تھی - اب
رہی کامیابی اور ناکامی وہ دوسری بات ہی تو ہمارا اختیار جسقدر ہی اُسکو
ہم کر گذرے - پھر باوجود اس بے اختیاری اور لاعلمی کی جب اولاد
ہوئی ہمارے ہی کردار یعنی ہم بستری سے ہوئی - اور یہ آپکو بخوبی معلوم
ہی کہ نطفہ قرار پانے سی ہم بالکل بے خبر ہین - فطرت نے ہمکو ایسے اصول
بھی تعلیم فرمائے ہین کہ جس روز نطفہ قرار پائی اُسی روز سے ہمکو
استقرار نطفہ کے اور نر اور مادہ حمل کی ظنی شناخت بھی ہو جاتی ہے

دیکھو ہمارے ترجمہ قانون جلد سیوم حصہ دوم ص ۳۰۵ سے لغایتہ
ص ۳۱۰ اور اُسی وقت سے ہم حفظ کی غرض سے وہ خدمات بجا لاتے
ہین اور حاملہ عورت کی غذا اور دوا سے وہ تدبیر کرتے ہین جو براہ
فطرت ہمکو سپرد ہوئی ہی از آنجملہ ترک جماع حوامل سے خصوصاً چار
ماہ کے بعد بغرض حفظ جنین یہ بھی ضرور ہی گو کیسی ہی ایذا ہمکو تجرد
سے پہونچے - بچہ کی بالیدگی کی تدبیر جسقدر فطرت نے ہمکو تبلائی ہی وہ
بھی ضرور کرتے ہین - حاملہ کا کہانا کپڑا مناسب ایام حمل کے ہم
خوب بھی کہیں رہین مگر اُسکا بندوبست ضرور کرتے ہین - اِدھر کوئی اثر
ایسا پیدا ہوا کہ بچہ کے گرجانیکا خوف ہو فوراً دوڑ دھوپ کرکے طبیب
ڈاکٹر دایہ اور سول سرجن بلاکر اُسکا تدارک کر دیتے ہین - حاملہ کی
مرضی کا ہر دم خیال رہتا ہی اور اگر نیچرل نہین ہین اور عالم غیر مادی
کا بھی کچھ عقیدہ یا اندیشہ ہی دعا اور تعویذ بھی کراتے ہین - اور یہ سب
کام کیسی کشادہ روئی سے ہم کر رہے ہین - پھر جب انگنا مہینہ یعنے
آٹھواں مہینہ شروع ہوا اور زچہ کو زرد کپڑے پہنائے گئے اب ذرا
دھوم دھڑک پر لحاظ کیجئے - ہمنے مانا کہ یہ فضول رسمیات آگلی راہ مین

کفایت تمدنی کے برخلاف ہین - مگر ہمکو بعض اصول پر نظر کرکے
عین حکمت اور مصلحت یہی ہی چنانچہ رسوم ولادت کی باب مین ہم اسکو
مطابق اصول فطرت کی ثابت کردینگے - اب ذرا مصارف ولادت
اور زچہ خانہ کی بھی یاد کیجئے یہ سب کچھ ہم فقط بچہ کے لحاظ سے کرتے ہین
اور کونسی لذت ہمکو ان سب خرچ اخراجات اور ایذا او رتعب اُٹھانی
مین ملتی ہی جسکو نیچرل صاحب بار بار کہ رہی ہین - باپ کی اختیار مین
استقرار نطفہ نہونا اسکی دلیل براہ غلط نیچرل صاحب نے یہ سمجھی
کہ علماے فیسیولوجی کہتی ہین کہ نطفہ کا معدن عورت کی منی ہے
مرد کی منی فقط محرک ہوتی ہی اور اس مسئلہ مین پچھلی فلاسفہ کی عقل بھی
دنگ رہی اور ارسطاطالیس اور جالینوس کی نزاع مشہور ہی
آج کل جدید تحقیقات فیسولیوجی سے یہ امر ثابت ہوا ہی دکھین
ثابت ہوچکا ہی کہ وہ کیڑے جو حیوانات کی منی مین اور انسان کی
منی مین ہین اور بدون میکرسکوپ کی نظر نہین آتی اُنکی جسامت
$\frac{1}{600}$ سے لیکر $\frac{1}{800}$ انچہ تک ہی اور اُنکا سَر (۵۰۰۰) سے لیکر $\frac{1}{6000}$
انچہ کا ہوتا ہی اور ۱۳ منٹ (دقیقہ) مین ایک انچہ مسافت کو دم

کی ذریعہ سے طی کرتے ہین سات یا آٹھ روز عورت کی جسم مین حرکت کرنے مین اور خارج جسد ہم ۲۴ گھنٹہ مین - انہین کیڑون کی ملامست یعنی چھوجانا بیضہ مادہ خواہ عورت سی استقرار نطفہ مین ضروری ہی جو ہم بستری سے ہوتا ہی - نیچرل صاحب کی رای مین یہی کیڑے سبب خلقت اولاد مین اور باپ یا مان کو دخل اسمین نہین ہی - ۳۰ برس کذرے مجھی ایک انگریزی اخبار کے پڑھنے والے نے خبر دی تھی کسی یورپین سیاح نے ایک جزیرہ مین کیڑے اڑتے ہوی دیکھی وہی کیڑے مادہ اسپ کی پیشاب گاہ مین ادھر داخل ہوی اور گھوڑی کا نطفہ قرار پاجاتا ہی وہی سیاح چند کیڑے لایا تھا اور ایک بانجھ عورت پیر زن کے رحم مین داخل کرنے سی نو مہینہ کے بعد فرزند نرینہ پیدا ہوا تھا - مجھی اس خبر کی صحت پر چندان وثوق نہین تاہم اگر سچی بات ہی تو خدای قادر کے پوری قدرت اور اختیار کا ثبوت ہے اس سی بھی ہوگا - اور انسان کی پیدایش کا نیچر جسکے فلاسفہ معتقد ہین بگڑجائیگا بہر حال باپ کی احسانات اولاد پر قبل از ولادت اور قبل از قرار پانے نطفہ کی ہمنے کسی قدر بیان کئے - اگر نیچرل صاحب اسکو نہ مانین اور ان مصارف کو بیجا اور محض حماقت پر حمل کرین اور حرام گھرون کی بچہ جو مزبلہ پر پھینے

دیکھو ہمارے ترجمہ قانون جلد سیوم حصۂ دوم ص ۳۰۵ سے لغایۃ
ص ۳۱۰ اور اُسی وقت سی ہم حفظ کی غرض سے وہ خدمات بجالاتی
ہین اور حاملہ عورت کی غذا اور دوا سی وہ تدبیر کرتے ہین جو براہ
فطرت ہمکو سپرد ہوئی ہی ازانجملہ ترک جماع حوامل سی خصوصًا چار
ماہ کے بعد بغرض حفظ جنین یہ بھی ضروری ہی گو کیسی ہی ایذا ہمکو تجربہ
سے پہونچی - بچہ کی بالیدگی کی تدبیر جسقدر فطرت نی ہمکو تبلائی ہی وہ
بھی ضرور کرتے ہین - حاملہ کا کھانا کپڑا مناسب ایام حمل کے ہم
خود بھوکے رہین مگر اُسکا بندوبست ضرور کرتے ہین - اِدھر کوئی اثر
ایسا پیدا ہوا کہ بچہ کے گر جانیکا خوف ہو فورًا دوڑ دھوپ کرکے طبیب
ڈاکٹر دایہ اور سول سرجن بلاکر اُسکا سد باب کر دیتے ہین - حاملہ کی
مرضی کا ہر دم خیال رہتا ہی اور اگر نرے نیچرل نہین ہین اور عالم غیر مادی
کا بھی کچھ عقیدہ یا اندیشہ ہی دعا اور تعویذ بھی کراتے ہین - اور یہ سب
کام کیسی کشادہ روئی سی ہم کر رہے ہین - پھر جب اُنکا مہینہ یعنے
آٹھوان مہینہ شروع ہوا اور زچہ کو زرد کپڑے پہنائے گئی اب ذرا
دھوم دھڑک پر لحاظ کیجئے - ہمنے مانا کہ یہ فضول رسمیات آپکی رای مین

روز افزون ہوتے رہی- علاوہ بر ان ہزار مین دس ایسے مرد ہونگی
جو حفظ صحت کی نظر سے ہم بستر ہوتی ہونگی عموماً باپ کو تو اسکا خیال
بھی نہین ہوتا ہی- اب رہی لذت یہ تو بازاری عورتین جن کا پیشہ ہی
اونسے البتہ ہم بسترے فقط بنظر لذت کیجاتی ہی اور گھر گرہست عورات
بیچارے اب مین کیا کہون شرم آتی ہی کہ اُنکا نام ایسے بازاری عورات
کے ساتھ لیا جاوی خواہ حیا پرست شرفا مردو نکا ذکر ایسے موقع پر کیا جاوی
خدا اُنکے شرم اور حیا کا حافظ ہی ورنہ زمانہ کے رفتار از بس خراب ہی
بہر حال یہ جنٹلمین جب ہم بستری کرتے ہونگی فقط لذت پرستی ہی پر انکی
نظر ہوتی ہوگی اور وہی طوائف مالزادیان جنکے رحم ہمیشہ اُنہین دوانسی
چکنے رہتی ہین کہ نطفہ ٹہرنے نپاوے اور جنکی تعلیم اُنھین اصول سی ہوتی ہی
کہ حاملہ ہونیکا بار نہ اُٹھائین- (مثلاً) ہی گای سدا کلورن اور اگر احیاناً کسی
وقت شبہہ استقرار نطفہ کا ہو فوراً دواہی سقط حمل جیسے تخم گاجر کا نخ خواہ کٹہل
وغیرہ اُنکو کہلا دیجاتی بلکہ وہ مالزادیان خود ایسی ہی چیزین مہیا رکہتی ہین
اُنہین پہ قیاس کرکے نیچرل صاحب سبکو ایک ہی لاٹھی سی ہنکار ہی
ہین سے ببین تفاوت رہ از کجا است تاب کجا ہماری شریعت

ایسی فواحش سی نکاح دائمی خواہ میعادی دونون بدون استبرا

یعنی امتحان عدہ وغیرہ کی حرام فرمایا ہی اور عمدہ شروط منکوحہ مین سی

یہی شرط فرمائی ہی کہ عورت وَلُود ہو یعنی بچہ کی استعداد اُسمین بنظر

خلقت شخصیہ یا خاندانی کی زیادہ ہو اور عقر یعنی بانجھ ہونیکا عیب

مبطل نکاح قرار دیا ہی لہذا پیروان محمد صلعم پر یہ نوک جھونک

کسی طرح چل نہین سکتی ہی۔ اسی طعن کی لحاظ سی ہماری نبی صلعم نے

پیش بندی فرمائی اور صاف کہدیا کہ جو شخص حسن وجمال پر عورت کے

فریفتہ ہوکر خواہ دولت اور مال پر نظر کرکے نکاح کریگا دونون سے

محروم رہیگا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماں کے احسانات

اب ذرا ماں دکھیاری جسکی نسبت بیہودہ کلمات نیچرل صاحب

فرما رہی ہین اُسکے ریاض اور محنت کا حال بھی سن لیجئی اور محسن کشی

نیچرل صاحب کی بغور ملاحظہ کیجئی۔ یہ ماں بقول بعض فلاسفہ قدیم

اور جدید وہی ہی جسکی منی سی خلقت بچہ کی ہوتی ہی (پڑھئی علم فیسولوجی

کی جدید تحقیقات کو) اور یہ ماں وہی سراپا حسرت اور ارمان ہی جسنے

بچہ کی ہونیکی امید مین اپنا جوبن خاک مین ملا دیا اور اپنی تمام اعضای
بدنی کو حرکات مشتعبہ اور لذات مذکورہ بالا سی محروم کیا ہی تب جاکر
آج ایسی فرزند ارجمند نیچرل کی پیدا ہوئی اور تعلیم جدید پانے سی بیوقوف
خودغرض اور پاگل بنی ہی ہمنے مانا کہ خلقت جنین اور استقرار نطفہ
اسکی اختیار مین نہ تہا ۔ مگر اتنا اختیار اسکو ضرور تہا کہ اپنی رحم کو جو
نیچرل صاحب کی نزدیک بم پلس کا قدمچہ خواہ سنڈاس کی برابر
ہی ایسا مزلق یعنی پھسلنے والا بنا لیتی کہ نطفہ ہمیشہ پھسلکر گر جاتا خواہ اور
قسم کی تدبیر بانج ہونیکی ایسی کرتی جن سی لذت بڑھتی اور حمل قرار نپاتا
یہ فعل تو اسکا اختیاری ضرور تہا اور اس احسان کی کسی طرح نفی نہین
ہوسکتی ہی ۔ اگر آپ کہین کہ یہ تدبیرین کبھی کارگر نہین بہی ہوتے ہین
اور نطفہ قرار پاجاتا ہی ۔ مین کہونگا درست ہی مگر نطفہ ٹہرنے کی بعد بھی اسکا
گرا دینا ان کا اختیاری فعل ہی اور جو بدکار لذت پرست عورات
ہین وہ ایسا ہی کرتے ہین گورنمنٹ سی اسکی روک محال ہی اور وہی
لذت ان بازاری عورات کو اس فعل شنیع پر گرویدہ کرتی ہی جسکو
آپ یاد کرو ہی ہین اسلئی کہ حمل کے مدت مین قابل ہم بستری نہین

رہتی ہین۔ برعکس اُنکے اس بیچاری نے وہ تدبیرین کی ہین جنسے نطفہ ٹھرا رہے تا اینکہ قی روکنی کی غرض سے ٹھیکریان سوندھی خوشبو چباتی رہی باین نظر کہ نطفہ ٹھرا رہے۔ کم سن الھڑ پنے مین بھی جس روز سے حمل کی امید ہوئی اونچے نیچے پاؤن رکھنا کودپھاند پیٹ پر بوجھ رکھنا بھاری چیز اُٹھانی (اگرچہ پیشہ باربرداری کا بھی ہو اور اُسی پر اوقات گذاری ہو) سب چھوڑ دیتی ہے فقط اسی امید مین کہ نیچرل صاحب زندہ صحیح اور سلامت پیدا ہون۔ اب خدا خدا کرکے اور ہزارون منتین مرادین مانگ نو مہینہ گذری اور وہ دن آیا کہ دردزہ شروع ہوا اللہ اکبر یہ ایذا دردزہ کی جسکی برداشت عورتونکو اگر محبت اولاد فطری نہو کوئی عورت کر سکتی ہے۔ نیچرل صاحب لذت لذت پکار رہے اور مان بیچاریکی ناخون اور دانت تک دردزہ مین سیاہ ہو جاتی ہین چار پہر اور بارہ پہر ابھی رہتا ہے سیکڑون کی جانین اسی مین تلف ہوتے ہین اسی دردزہ کے بعد پھر وضع حمل کی ایذا کو خیال کیجیے بقول شخصے موے بر سو ورزی۔ ابھی قدوسی نجات نہوی تھی کہ نیچرل صاحب کی آمد آمد شروع ہوئی۔ اگر سیدھی برآمد ہوی تو خیر اور اگر اولٹی نکلے (اد ضرورا ایسے

اُلٹے خیالات والی کو اولٹا ہی پیدا ہونا نیچر کے مناسب ہی پہر تو اور بھی قیامت برپا ہوی اب طبیب ڈاکٹر دائی جنائی کی دوا اور دستکاری سی اگر زچہ کی جان بچ گئی اور بچہ بھی زندہ اور سلامت رہا بہتر ورنہ انکی مرنیکا یہ بھی ایک ذریعہ کہلا ہوا ہی۔ انہین مصائب کو یاد کر کے تمام عمر جب مان اپنی فرزند سی لپٹی ہی کہتی ہی ع کیونکر نہ لپٹ کی تجہسے روؤن بیٹا ہ مین نے بھی تو جان دیکے پایا ہی تجہے ہ خداوند عادل نے اسی سبب سی فرمایا ہی حملته امه کرھا ووضعته کرھا اگر عام اطفال مراد ہون اور خاص ہماری چہوٹے فرزند نبی صلعم امام حسینؑ مراد ہون کمافی الروایات پہر تو معنی اسکی یہ ہونگے چونکہ بروقت استقرار حمل کے مان کو اُن مصائب کے یاد ہونے سی جو ابتدای حمل سی تا روز ولادت بلکہ تا زمانہ حضانت یعنی پرورش اُٹھانی پڑتی ہی لہذا حمل بھی ناگوار اور وضع حمل بھی جان گداز ہوتا ہی۔ نیچرل صاحب لذت لذت پکار رہی ہین ع کشتی کی غرق ہونیکے ساحل کو کیا خبر + کس پر چہری یہ چل گئی قاتل کو کیا خبر + یہی احسان اتنا بڑا ہی کہ اگر اسکے عوض مین اولاد اپنی جان مان پر نثار کر دی تب بھی پورا معاوضہ نہو سکی گا۔ اب لیجئی وضع حمل کے بعد دودہ پلانی اور

پرورش کا زمانہ آیا اگر نو ماہ کا بچہ ہی اکیس ماہ اور اگر چھ مہینہ کی حمل سے
ولادت ہوئی پوری دو برس جسکی سات سو بیس روز اور
اسی قدر راتین ہوئین اور (۱۷۲۸۰) گھنٹہ ہوتی ہین۔ اب ذرا مان
کے ترک آرام اور لذات کو خیال کیجئے۔ آپ تو جنٹلمین ہین کوٹھی سجی
ہوی جھاڑ فانوس توبہ توبہ یہ تو پرانے فشن کی روشنی ہی (چھی چھی) ارے
صاحب برقی روشنی سے لمپ روشن ہین رات کا دن ہو رہا ہی
ارگن باجا بج رہا ہی ہوا نہو تو قلی پنکھے پر حاضر ہی فرش فروش آراستہ
اور مان نے جن جن دکھون سے پالا ہی وہ بیچاری غریب مفلس تھی ایک
چراغ بھی میسر نہ تھا کچا گھر خواہ چھپر مثل چشم عاشق کی ٹپک رہا تھا
گھٹنون گھٹنون گھاس کا جنگل لگا ہوا سانپ بچھو اور چور چکار کا خوف
الگ ایسی ہی اندھیری رات تو نہین آپکو کسی مرض کیوجہ سے (یا شرارت
خلقی سے) نیند نہ آتی تھی اور مچلی ہوی (کی مین کی مین) کر رہی تھی یہ مان کا
کلیجہ ہی بیچاری گود مین لئی ہوی اسی اندھیری مین تمام رات کھڑی کھڑے
پھرتے بھی پیار بھی کرتی تھی دودھ بھی پلاتی تھی بلائین بھی لے رہی تھی
قربان بھی ہو رہی تھی خدا سے رو رو کہہ رہی تھی یا اللہ مین مرجاؤن مگر یہ

بچہ آرام پائے۔ وہ کالی رات ہو کا عالم نہ کوئی آس نہ کوئی پاس ہے
نہ دلاسا کوئی دیتا ہی نہ پوچھی کوئی بات ہے وہ ہی اور رونا ہی اور پہلا پہر کالے
رات ہے باپ بھی گھر مین نہین ہی مزدوری یا نوکری پیشہ۔ ہمسایہ کے
عورتین ہمدردی سے پوچھہ رہی ہین اری آج یہ لڑکا کیون بیکل ہی ہان
کیسی قسائن بے رحم ہی جو بچہ کو رولا رہی ہی۔ یہ بیچاری کیا جواب دے
ٹپ ٹپ آنسو گرا دیتی ہی اور کیا کر سکتی ہی جوانی کی نیند اسکی بھی ہے
مگر اب نیند کجا۔ نیند تو بقول شخصی سولی پر بھی آتی ہی مگر یہ بیچاری بچہ کو
گود مین لئے ہوی ادہرسے اودہر پڑی پھرتی ہی نیند کا جھونکا آیا اور ٹھوکر
کھا کر گرنیکے قریب بھی پہونچتی ہی تب بھی چت اور خیال بچہ ہی کیطرف
لگا ہوا ہی۔ آپ زخمی ہو جاے گر جاے مر جاے مگر بچہ کو صدمہ نہ پہونچے۔ ایسے
ایسی راتین اس زمانہ شیرخواری مین سیکڑون گذری ہین۔ اگر ایک ہی
رات کی ایذا پر خیال کیا جاے تو اُسکا معاوضہ اولاد سے کیا ہو سکتا ہی
ہمارے نبی کریم صلعم سے ایک شخص نے اپنی مان کو سات حج کرا کے پوچھا
کہ یا حضرت مین اپنی مانکے حق سے ادا ہوا یا نہین۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک
رات کی اُسکی مصیبت جو تجھے لئے ہوے کھڑے پھری ہی اگر خیال

کیجای تو اُسکا معاوضہ کسے خدمتگذاری سے نہین ہو سکتا ہی چہ جا کہ اُسکا
سارا جوگ جو تیری پالنے مین اُس نے لیا ہی۔ اسلئے کہ تیری پرورش اُسنے
تیری مجبوری اور بے بسی کی زمانہ مین کی ہی اور تو نے معاوضہ اُسکا اُسوقت
کیا ہی جب مان کے ہاتھ پاؤن چلتے ہین صدق رسول اللہ صلعم نیچرل
صاحب کے ایک مسئلہ طب کا اوڑتے پڑتے گوش زد ہوا ہی کہ خون ولادت
خارج ہونے سی اور خون حیض کی دودھ بنی سے صحت مان کی ہوتی ہی۔
ہان جناب ہوتی ہی مگر اسی مین منحصر نہین ہی خراب خون کا اخراج اور
دفع مضرت فصد صافن اور مابض ہفت اندام اور باسلیق سی بھی ہو سکتا ہے
اور مصفی ادویہ پلانے سی بھی۔ اور حاملہ بننا محبت اولاد سی اسکا فعل
اختیاری ہی نہ حاملہ بنتی اور نہ اس خرابی مین پڑتے۔ ہمنے یہ بھی مانا کہ
دودھ پلانے سی اسکی صحت بدنی ہوتی ہی مگر آپ ہی کو پلانا کیا ضرور ہے
بلکہ آپکو تو کسی کپڑے مین لپیٹ کر گھورے پر پھینکدیتی اور کسی اور بچہ کو
دودھ پلا کر سیکڑون روپیہ بھی کماتی اور صحت بدنی کھاتے مین
حاصل کرتی تب جاکر آپکو معلوم ہوتا۔ مگر کیا کرے فطرت نے آپکی محبت
بیچارہ اسکو مجبور کیا ہی اور آپکے وہ بیکسی بے بسی ہاتھ پاؤن کا بیقابو

ہونا زبانگی گویائی ندارد بھوک کی شکایت کرنے پر اختیار اور نہ پیاس
کی اظہار پر قدرت سوای رونے اور ہاتھ پاؤن مارنے کی اور کچہ نہ تھا اگر
محبت فطرے اسکو نہوتی آپ پر کیا ہی کوئی بچہ پالا نہ جاتا اور نسل بنی آدم
منقطع ہوجاتی۔ وہی احسان زمانہ مجبوری اطفال کا اتنا بڑا احسان ہی
کہ خدای پاک نے ہمکو ہر وقت اپنی عبادت کرنے یعنی نماز پڑھنے کے حکم دیا
کہ جب ہماری عبادت کرو اور نماز پڑہو قنوت نماز مین خواہ تعقیبات مین
اپنی رب مجازی یعنی مان باپ کی حقمین یون دعا کرو رَبِّ اغْفِرْ لِی
وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانِی صَغِیراً۔ خدا مجھی بخش دی اور
میری مان باپ کو بخشدی اور اُن پر رحم کر اور ایسی رحم دلی سی اُنکو مخصوص
کرنا جیسے اُنہون نے میرے چہوٹے پنی مین پرورش کی ہی اور پالا ہی۔ دیکھو تعلیم
ربانی اسکو کہتی ہین۔ کس پرورش اور پرداخت کی درخواست اپر یہ دعا
شامل ہی۔ بیٹا کہتا ہی الٰہی جیسا مین زمانہ شیر خوارگی مین بے کس اور بے بس
تھا اُسیطرح میری مان باپ زندہ ہون خواہ مردہ تیری قدرت کی
سامنے بے بس ہین اُن پر وہی نظر پرورش کی فرمادی اور اُسیطرح
اُن پر رحم کرنا جیسا میری بیکسی پر اُنہون نے رحم کرکے مجھی پالا تھا۔

اس آیت مقدس کو پڑھکر دو باتین مجھکو معلوم ہوئین اور دونون کے
سبب بھی مجھپر کھل گئی - پہلی بات تو یہی ہے کہ نیچرل صاحب کو مان باپ
کی احسان سے انکار کرنیکا کیا سبب ہے - دوسری بات یہ کہ خدای پاک کو اپنی
عبادت مین مان باپ کی احسان کا ذکر کرانیکا کیا سبب ہے اور انکے حق مین
ایسے پوری دعا کرنیکا حکم کیون دیا ہے - ان دونون امر کا سبب ایک ہی ہے
نیچرل صاحب کو انکار حقوق والدین کا سبب یہی ہے کہ مان باپ رب
مجازی ہین اگر انکی حقوق اور احسانات کا اقرار کیا پھر تو پروردگار حقیقی کی
احسانات کا اقرار کرنا ضرور ہوگا اور جب خدا کو محسن مان لیا پھر تو اسکی
موجودگی کا بھی اقرار کرنا پڑے گا اور جب خدا مانا گیا البتہ سارا نیچر کا ٹھٹھر
بگڑگیا اور پابندی شریعت الٰہی کی بھی کرنی پڑیگی لہذا اسی جگہ اس وار
کو روک لینا ضرور ہے اور ملاؤن کی ڈھکوسلے ان سب باتونکو قرار دیکر چٹ چھپا دینی
چاہیے نہ اینچی کا بانس نہ بجیگی بانسری اور خدای پاک کی یہ غرض ہے کہ میرا
بندہ جسوقت میری احسانات کو یاد کرکے نماز مین رجوع قلب سے گریہ
زاری کر رہا ہے اور مجکو رب حقیقی کہ رہا ہے اسکو لازم ہے کہ رب مجازی
یعنی والدین کی احسانات کو بھی یاد کرے اور انکی شکرگذاری بھی کرے

اسلئے کہ جو شخص رب مجازی کے احسانات کا اقرار نکریگا وہ رب حقیقی کو کیا سمجھیگا
زینہ ٹوٹی چھت پر کیونکر چڑھیگا - فلاسفہ اخلاقی نے بخوبی ثابت کردیا ہے کہ دوست
بنانی مین اعلی درجہ کی شرط یہ ہے کہ آدمی جس سے دوستی کرنی چاہے پہلے اُسکی
پیش آمد ماں باپ سے دیکھے کہ کیسی ہے اگر پوری ہے تو اُسکی دوستی پر بھروسہ
کرے ورنہ نام اُسکا نہ لے - نام لیکر نہین کہتا مگر ایک باپ جنرل نیچرل انڈیا
کی وفات کو یاد کرکے سعدی شیرازی کا شعر پڑھتا ہون ع تو بجای
پدر چہ کردی خیر ، تا ہمان چشم داری از پسرت - ان آزاد خیالون کا
محسن کشی مین درجہ یہانتک بڑھ گیا ہے ماں باپ تو ذریعہ حیات چند روزہ
ہین اور معلم اور ماسٹر جو حیات ابدی روحانی کے ذریعہ ہین اُنکی نسبت برملا
کہدیتے ہین - ماسٹر صاحب بندگی آپکا حق ہمپر کیا ہے دس بجے سے چار بجے
تک آپ اپنی نوکری بجالاتے تھے اگر ہمکو نہ پڑھاتے اُنتیسوین روز دو سو
ورمین سو روپیہ کی تنخواہ آپکو کون دیتا ہمارا احسان آپ پر ہے کہ آپکی روٹی
ہماری پڑھانی سے چلتی ہے اور یہ کرنسی نوٹ جو آپنے خریدا ہے اُسکی آمدنی
مین ہمارا بھی حصہ ہے لائیے کچھ دیجئے تب آپکو ہاضمہ ہوگا - سزا ہے اُسی تعلیم
خراب کی جو ماسٹرون نے اُنکو دی ہے ع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

نہین ماسٹرون نے اصول نیچر انکو پڑھای کہ گردو کہ نیافت کبھی زمانۂ
تعلیم مین ہوے سی بہی انکو سچی اصول نہ بتلاے دیکھو ہمارے ہادی برحق
صلعم نے تعلیم دین پر اجرت لینی حرام فرمادی ہی ہماری دین کا تعلیم
یافتہ کسی اُستاد خواہ مفتی یا واعظ پر ایسی طعنہ زنی نہین کرسکتا ہے یہی
حکیم ربانی ہین صلعم

حرام گھر

اب ذرا نیچرل صاحب کی اُس خیال پر نظر کیجیی جو مان کی رحم کو بم پلیس کا
قدمچہ اور سنڈاس بنا رہی ہین اور اسکی وجہ بھی معلوم کرنی ضروری
چونکہ جدید سلطنت ہای یوروپ کی شائستگی مین ایک نیا قاعدہ حرام گھر
بنانیکا بہی جاری ہوا ہی اور کچھ تہوڑ لیسی بنا اُسکی ہندوستان مین بھی
پڑتی ہوئی نظر آتی ہی یعنی کسبیان مالزادیان رام جنی جو سر بازار پیشہ
حرام کاری کا کرتی ہین اُنکی نگرانی کا اہتمام ڈاکٹرونسی متعلق ہی دوا علاج
ہسپتال سی ملتی ہی خاص جہان فوجی کمپ ہی وہان بڑی صفائی سے
یہ کام ہوتا ہی اگرچہ ابہی کوئی احاطہ اور خاص حرام گھر تیار نہین ہے
جیسے یوروپ کی بعض شہرونمین تاہم پر تو وہی ہی - حرام گھر کی عورات

کی رحم ضرور رحم بلیس کی قدمچہ سے مشابہ ہین اور جو اولاد پسری اور دختری وہان
پیدا ہوتی ہی اُسکی نسب کا سلسلہ منقطع ہونے سی وہ درجہ شرف جو انسان
کو حفظ نسب سی فطرتی اصول نے دیا ہی اُس سی محروم ہوتی ہی اور وہ احسانات
والدین کی جو اولاد پر ہمنے ثابت کئی ہین اور وہ محبت باہمی جو والدین اور
اقربا و پدری اور مادری مین ہوتی ہی وہ بھی حرام گھر کے اولاد سی مفقود ہی
اور جسطرح ہیقو حکیم کا قول ہی کہ آدمی اور بندر کی ایک ہی اصل ہی اُسکا ثبوت
پورا دکھلایا جاتا ہی اور یہی آزادی اور محض بی تعلقی سوچ کر نیچرل صاحب کے
مُنھ مین پانی بھر آتا ہی اور افسوس ہوتا ہی کاش ایسی ہی آزادیہ بھی ہوتے
اور کسی باپ اور مان کی بیٹے نہ کہلاتے اور بہشت کا مزہ انکو یہین ملجاتا ع

بہشت آنجا کہ آزاری نباشد ❊ کسی را باکسی کارے نباشد

حرام گھر کی خوبی یا خرابی پر مجھی بحث کرنی باب فوائد نکاح مین مناسب ہی
جو مطابق قانون فطرت کی ہے اس جگہ اسی قدر کہتا ہون کہ اگر اصول
سلطنت ملکی کی نظر سے اولاد پسری اور دختری کسی گورنمنٹ ہی کے
خانہ زاد ہونی ضرور ہی اور وہ اولاد بھی ایک رقم تجارت کی سرکار کیواسطے
مانی جاے اور سوا ای گورنمنٹ کی وہ اپنا رب اور پروردگار کسی کو نہ سمجھین

اور وفاداری ہلسوزی اُنسے بڑھکر کوئی فرد عالم نکر سکی - بردہ فروشی مین جو خانہ زاد اولاد نکاح لونڈی اور غلام سے کرا کے آقا کی واسطے پیدا ہوتے تہی اور پاک نسب ہونے سے ہزارون بد اخلاقیون سے اُسکا بچنا بموجب اصول فطرت کی روسے مترتب تہا اُس سے زیادہ حرام گھر کی اولاد گورنمنٹ کے فرمانبردار ہوگی لا واللہ کبھی نہوگی اسلئی کہ قانون فطرت اور ناموس الٰہی کی مخالف یہ اولاد پیدا ہوئی ہی - المختصر یہ سب فوائد حرام گھر کے مسلم ہی مان لینے کے بعد بھی ہم پوچھتے ہین کیا تمام دنیا کو حرام گھر بنانا اور سلسلہ نسب کو بالکل قطع کر دینا اور جو آدمی پیدا ہو حرامی ہی پیدا ہو - نکاح کی رسم کو مثل بردہ فروشی کی جرم قرار دینا اور حسب ارشاد نیچرل صاحب تمام عورات کی رحم کو بیملیس کا قدمچہ قرار دینا بھی اچھی بات ہی سنہ ۱۸۹۸ء سے پہلی یا پیچھے چند روز میری پاس بارہ سوالات آئے تہی اور مشہور یہ تہا کہ یوروپ کی فلاسفہ نے اخبارات کی ذریعہ سے مشتہر کرای ہین - اُنمین یہ بھی ایک سوال تہا کہ نسب کیا چیز ہی اور حسب کسکو کہتی ہین اور ترجیح نسب کو ہی کہ حسب کو - ہمنے ایک رسالہ اسکی جواب مین لکھا تہا کہ جستہ جستہ اودھ اخبار اور اخبار الاخبار لکھنؤ مین چھپا ہی خلاصہ یہ ہی کہ اگر ایسی آزادی

تمام دنیا کی زن اور مرد کو دیجای اور کوئی عورت کسی مرد کی ماتحتی مین
بحیثیت زوجیت نرہی اور خانہ داری کی امور جو خاص شوہر اور زوجہ کی بین
وہ آیا اور ماما اصیل ہی سی متعلق رہین اور کنبہ اور قبیلہ مین جو معاونت
باہمی پیدا ہوتی ہی وہ بھی گورنمنٹ پر نثار کردیجای قرابت اور رشتہ والے
جو عزیز قریب پیدا ہوتے ہین اُسکا بیج مارا جاے - باپ چچا ماموں پھوپھا
خالو اور اُنکی اولاد اور اسیطرح پدری اور مادری رشتہ دار سب
مٹا دیئے جائین - مراد یہ ہی کہ مجہول النسب ہونے سی یہ سب مجہول ہوجائین
مٹنا تو محال ہی - حقیقی بہن اور بیٹی اور مان اور خالہ اور پھوپھی نانی دادی
سے جماع کرنا سب مباح اور جائز ٹھرجای - قرابت نسبی یعنی نکاح کی
ذریعہ سی جو سسرالی رشتہ دار پیدا ہوتے ہین اور ہماری آبرو اور جانکی
شریک ہوتے ہین اور ایک آدمی کی دو ہزار ہاتھ دو ہزار پاؤن دو ہزار
آنکھین اور کان اسی قرابت کی وجہ سی ہوجاتے ہین اور لاکھون فوائد تمدنی
اور منزلی یعنے خانگی ہمکو پہونچتی ہین سب پر پانی پھر جاے - الانسان کا
مدنی الطبع ہونا جو قدرتی فطرتی خاصہ ہی وہ توڑ کر گورنمنٹی طبع کا آدمی
بنایا جای - اسیطرح اور لاکھون اصول نظام انسانی جنکی بیان مین کتب

اخلاقی بھری پڑی ہین اور ہماری شریعت نی کس خوبی سی انکو جاری فرمایا ہی
وہ سب خاکمین ملادی جائین اور طوفان بے تمیزی بلکہ غدر عام جو غدر
۱۸۵۷ء سی ہزارون درجہ زیادہ ہو تمام دنیا مین پھیلایا جای تب جا کر
مان کا رحم بم پلس کا قدمچہ بنےگا - ذرا انتصار الاسلام کی صفحات کو دیکھیے
اور پڑھا کیجیے - یہ نظام انسانی اشرف نظامات عالم ہی بطلیموسی اور فیثاغورثی
نہین ہی جسکو مٹا کر کوئی سکھہ نیند سوسکی - مادی خیالات اور نیچری عقاید
کی لوگون نے بندرونکی تعلیم کا اسکول کھولا ہی اور انہو اس عقیدہ کو ثابت کرنا
چاہتی ہین کہ بندر اور آدمی کی ایک ہی اصل ہی تعلیم اور تربیت کی بعد بندر
بھی مثل آدمی کی سب کام کر سکتا ہی - عقل انسانی اور عقل حیوانی بھی
ایک ہی چیز ہی کمی بیشی کا فرق ہی جسکو تعلیم مٹادیگی - آپ گھبرائین نہ تھوڑے
دنون اگر یہی خیالات فلاسفہ کی قائم رہی اسی بم پولس مین حرام گھر کے
بندر اور سور اور کتی بھی عورات سی جماع کرنے پر چھوڑی جائینگے اور وہ مجنس
اولاد انسان اور بندر خواہ کتہ اور سور سے ملکر جو پیدا ہوگی اور اعلی درجہ کی
خلقت انسانی سی ادنی درجہ کی صورت اور اخلاق پر پہنچ جائیگی ع
تب دیکھیے بہار کہ کیسی بہار ہو ⁂ اور تب آپکا فلسفہ اپنا پورا رنگ

دکھلائیگا - اور انکار خدای برحق کا نتیجہ اچھی طرح آپکو ملجائیگا - اور اگر اونٹ
اور ہاتھی ریچھ اور سور سب کا نطفہ ملا کر مجانس آدمی نژاد پیدا کیجیگا پھر تو
شاعر کا وہ خیالی ممدوح بھی پیدا ہو جائیگا ؎ شتر لب فیل وندان خرس
صورت خوک پیشانی ہا تصدق میشود ہر دم براو غول بیابانی ؎ مجھے
برسون کی بعد اب آپکی بم پلس کا قد مچہ کہنے سے معلوم ہوا کہ وہ سوالات جو
حسب اور نسب کی پوچھے گئی تھی اُنکا منشا یہی تھا کہ نسب کا سلسلہ توڑ دیا جاوے
؎ پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی ہا کہ بوریست بادنجان بادنجان بورانی
کیون نہو نیچرل صاحب جب ایسی ہی فرزند ارجمند پیدا ہون جیسی
آپ ہین پھر کیون نہ آزادی کا ڈنکہ دنیا مین بجایا جاوے ؎
پشت دوتای فلک راست شد از خورمی ✤ تا چو تو فرزند زاد بادر ایام را
اب میرا ارادہ ہی کہ اپنی نبی کریم صلعم کی ہدایات دربارۂ تجویز جفت یعنی
زن منکوحہ اور آداب زفاف یعنی ہم بستری اور حقوق والدین کو
مفصل بیان کرون اور اصول فلسفہ جدیدہ سے اُن احکام کی صحت
ثابت کر کے اپنے اسلامی بھائیونکو دکھلاؤن کہ ہماری ہادی برحق کا سچا
ریفارمر اور پورا حکیم ہونا یقینی ہی اور بعض شبہات ان مسائل پر جو از روی

کرتے ہین اُنکو رد کرون انشاء اللہ تعالی فقط بعد ختم ہونے اس باب کے میری معزز کرم فرما بانی مدرسۂ احمدیہ آرہ عالیجناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب مستند علماء اہل حدیث نے براہ اسلامی ہمدردی کے اس باب کا مسودہ دیکھکر مجھسے یہ ارشاد تحریری فرمایا کہ چند شبہات ابہی اور بھی رہ گئے اُنکا جواب بہی ضرور درج ہونا چاہئے جنکو مین مسودہ ذیل مین درج کر کے پہلے شکریہ جناب ممدوح کا ادا کرتا ہون اُسکے بعد وہ شبہات مع جوابات کے لکھتا ہون

حقوق والدین پر نیچرل صاحب کی باقیماندہ خیالات

ہمنے جو حقوق والدین مذکورہ بالا کو بیان کیا اُسپر نیچرل صاحب اگر یون کہین کہ آپنے جو حقوق ثابت فرمائے یہ تو اُسی مان باپ کے ہین جنے اولاد کی آرزو مین ایذاے بدنی اُٹھائی ہو اور تاوان مالی کا صدمہ اُسنے پہنچا ہو مگر آپکی شریعت مین تو عام طور پر اطاعت والدین کا حکم ہوا ہے۔ ہم فرض کرتے ہین کہ دنیا مین ایسی مان باپ بھی موجود ہین جنکو اولاد کے ہرگز خواہش ہی نہین ہے بلکہ اُنکو اولاد کی نام سے نفرت ہے (۲) یا ایسی مان باپ ہین کہ نہ اُنکو اولاد کی آرزو ہے نہ اولاد سے نفرت ہے (۳) یا ایسی لوگ ہین کہ اگرچہ اولاد کی اُنکو آرزو ہے مگر غرض اُنکی اولاد سے یہ ہوتی ہے کہ ہمارے

اولاد کوئی دوسرا لیکر متبنی بنائے اور پرورش کرے ہماری روٹی بھی ا سے اولاد کے ذریعہ سی چلی اور جسطرح اولاد کی پرورش وہی شخص غیر کرے ہماری بھی ہر قسم کی خبر گیری اولاد کی بدولت وہی کرتا ہی (۴) کچھ ایسے ماں باپ ہین کہ اولاد سے نفرت کیوجہ سے عمداً ایسی تدبیرات کرتے ہین کہ نطفہ ضرور خراب ہوجاے لہذا اُسی اوقات مین ہم بستری کرتے ہین جنمین براہ قانون فطرت نطفہ ضرور برباد ہوجانا چاہی اور فقط ہم بستری اوقات معلومہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ جو تدبیر دوائی اور غذائی خراب کرنے والی نطفہ کی ہی وہ بھی کرتے ہین۔ اور پھر بھی اگر نطفہ خراب نہوا دوائی غلط جنین کا استعمال کراتے ہین مگر نطفہ نہ گرتا ہی اور نہ خراب ہوتا ہی (۵) کچھ ایسی مرد ہین کہ ڈھونڈھ کر وہی عورت منکوحہ اختیار کرتے ہین جسمین بانجھ ہونیکی علامت ہو مگر قدرت سی اُنکی بھی اولاد ہوجاتی ہی یا عورات بھی کچھ ایسے ہوتے ہین کہ وہی مرد اپنا شوہر تجویز کرتی ہین جنکی خلط منی کسی مرض کیوجہ سے فاسد اور قابل نطفہ و منی کے نہو اور باوجود اسکی پھر بھی اپنی رحم کو مزلق اور غیر نا قابل انعقاد نطفہ استعمال ادویہ وغیرہ سی رکھتی ہین مگر اولاد پیدا ہوجاتی ہی۔ پس ایسے ماں باپ جنہون نے کبھی خواہش اولاد کی نہ

اور نہ کبھی ایک پیسہ اولاد کی بارہ مین انتخاب جفت سے لیکر تا زمانہ حمل اور
نیز بعد ولادت پرورش مین خرچ کیا ہو بلکہ براہ نفرت وعداوت اولاد سے
وہی پیش آمد کی ہو جو اوپر گذرے انکی اطاعت اولاد سے کیون کرائی
جاتی ہی جو سراسر انصاف کی خلاف ہی بلکہ ایسی مان باپ کو تو اولاد جیسی
سزا ندی وہ بجا ہی الضا جنکی اولاد کو غیر نے پالا اور مان باپ کی روزی
بذریعہ متبنیٰ اولاد کی پیدا ہوے اب تو محسن اولاد ہوئی اور مان باپ
بندہ احسان پھر مخدوم کو خادم بنانا یہ کیسی شریعت ہی اور اگر انہین
مان باپ کی اطاعت شریعت مین مخصوص ہی اب حکم شریعت کا عام نہا
اسکا جواب یہ ہی کہ شریعت آلہی کی احکام حفظ نظام عالم پر نافذ ہوتے
ہین اور نظام عالم جن اصول پر چلتا ہی اُسی کو آپ لوگ قانون قدرت
(لا اف نیچر) کہتی ہین کہ جزئیات سے حکم کلی پیدا کرنا۔ پس چونکہ بقاے
نوع انسانی براہ عادت آلہی اسی مین ہی کہ آدمی کا نطفہ آدمی سے پیدا
ہوتا ہی لہذا نطفہ کی خراب کن تدبیرات کا عمل مین لانا قانون فطرت کے
خلاف ہی اور فناء نوع کا مستلزم ہی پھر عاقل جسکو عقل معمولی ہی عطا ہوئے
ہی وہ ایسی کردار جو فناء نوع کو مستلزم ہون ہرگز نکریگا اور اگر کریگا تو قانون

انتظامی سے اُسکو جرم سنگین کی سزاے موت ملنی لازم ہے۔ اور جب وہ زندہ
زہنی پائیگا اب اُسکی تعظیم تکریم کیسی۔ دیکھو تعذیرات ہند کی دفعات کو
جو اسقاط حمل کی سزا مین درج ہین۔ ایضاً اولاد سے متنفر ہونا یہ ایک امر مخفی
اور قلبی ہے جسپر اطلاع ظاہری شریعت یا قوانین تمدن کو نہین ہے جبتک
کوئی فعل ظاہری کا مرتکب نہو یعنی عزم جرم بدون کسی شہادت ظاہری
کی مستوجب سزا نہوگا مگر عالم الغیوب پر یہ عزم بھی مخفی نہین ہے لہذا ایسی
عزم پر جو فناے نسل کا باعث ہے قانون الٰہی کا نافذ ہونا بھی ضرور ہے
وہ قانون ازدواج ہے اور متعلقات ازدواج وہ قوانین جو توالد اور تناسل
کی معین ہین اور نطفہ کی قرار دینے پر لظاہر اسباب عادی خدانے ٹھرائی ہین
پس جو شخص اُن قوانین کی خلاف عملدرآمد کرے جیسے کہ نیچرل صاحب لکھ
رہے ہین ضرور وہ قانون فطرت کا دشمن ہے اور ایسی فعل بد کا مرتکب ہے
جس سے بڑھکر اور کوئی مخالفت نہوگی اور اتنا ضرور ماننا پڑیگا کہ ایسا آدمی
جو قطع نسل انسانی کی درپے ہو نظام عالم انسانی کا برہم کرنیوالا ہے اور عقل
معمولی بھی اُسکو محض نادان اور بدکردار کہیگی اب بنظر اسکی بدکرداری
اور مخالفت قانون فطرت کے ضرور یہ باپ اور یہ مان ایسی ہین کہ

سزائے سخت ملنی چاہئے پھر اگر انکے افعال مستلزم خرابی نطفہ اور منتج قطع نسل پر شریعت ظاہری کی عمال اور حکام کو اطلاع ہوگی ضرور وہی اخذات قانونی انسی کیجائینگی جو ہر شریعت یا قانون سلطنت اور نوامیس تمدنی مین مقرر ہین اور اگر اخفاے جرم ایسی طرح سی کیا کہ ظاہری حکام پر یہ راز نہ کہلا ہملوگ جو عالم جزا اور سزا کی (علاوہ اس عالم کے) مقر ہین ہمارے شریعت مین اس جرم کا مواخذہ دوسرے عالم مین خدا انسے کریگا۔ پھر جب ہمنے ثابت کردیا کہ ایسی امور کا ارتکاب جن سی ضیاع نطفہ یا اسقاط حمل ہوجاتا ہی جرم ہی اور نظام تناسل کے مخالف ہی عاقل تو کبھی اونکی گرد نجائیگا اور اگر بے عقلی سر پر سوار ہی اور مرتکب ہوگا تو بخوف قانون شریعت یا سلطنت اُنکو پوشیدہ طور سی کریگا اب جس نے اولاد کی قطع ہونیکی تدبیر پوشیدہ کی اور متنفر تہا اور جسنے اعلاد ہونیکی تدبیر دوائی اور غذائی کچہ نہ کی اور متنفر تہا ان دونوں مین بظاہر کچہ فرق باقی نرہا تیسری وہ ماں باپ کہ متنفر اولاد سی نہوں مگر کوئی تدبیر خرابی نطفہ یا اسقاط حمل کی بہی نکرین خواہ تربیت اولاد مین خرابی کا برتاؤ بہی نکرین چوتھی قسم وہ ماں باپ جو آرزومند اولاد کے تہی عام اس سے کہ اس آرزو مین کچہ

تعب جسمانی اور تاوان مالی اُٹھایا یا نہین اور نیز پرورش اولاد مین کچہ
بار اُنپر پڑا یا نہین پانچوین قسم وہ مان باپ جنہون نے اولاد کو قبل و دیگر
بناکر اپنی پرورش اور پرداخت اولاد کی بدولت کرائے ظاہر ہو کہ یہ لوگ
چوتہی قسم مین داخل ہین مگر چونکہ اولاد کا احسان اِن پر ہوا ہی لہذا ہم
ایک قسم جداگانہ انکی قرار دیتی ہین - اب ہمکو یہ دکہانا منظور ہی کہ حقوق
والدین کے جو عموماً ہماری شریعت نے ٹہرایا ہی وہ عام احسان والدین
کا کونسا ہی جو کہ جملہ اقسام پنجگانہ مین ہر فرض پر لازم ہی اگرچہ مان باپ
نے اولاد سے دشمنی بہی کی ہو اور درپے اسی کی رہی ہون کہ ہرگز یہ لڑکا پیدا
نہو اور نطفہ قرار نپائی یا قرار نطفہ کے بعد اسقاط کی تدبیر کی ہی اور بعد تولد
پرورش مین خرابی کی ہو کوئی صورت فرض کرو مگر وہ احسان پدری
اور مادری کبہی معدوم نہین ہو سکتا ہی اور وہ احسان ایسا ہونا چاہئے
جسکو خود فطرت نے اپنے قدرت مین رکہا ہو اور مان باپ کو کچہ اُسکی
فنا کرنیمین دخل ندیا ہو یعنی کیسی ہی تدبیر خرابی نطفہ کی وہ کرین مگر جسقدر
قدرت نے حفظ نسل اور بقاء نوع مین حصہ انکو دیا ہی وہ حصہ کبہی ضائع
نہو - اسیطرح اُس نطفہ کا قرار دینا رحم مین مادر کے یہ بہی قدرت نے

اختیار مین انکی ندیا ہولا کہ تدبیر دوای غذائی اور ریاضت بدنی یہ لوگ
کرین مگر استقرار حمل ہرگز انکی اختیار مین نہو اب خیال ہی کبھی حال کے
فسیولوجین آدمی کی منی مین کیڑے میکرسکوب سی دیکھکر برابر حکم کرتے
ہین کہ یہی کیڑے آدمی کا نطفہ بناتی ہین۔ اگر ہم اس قول کو صحیح مانین تو پہر ہم
سوال کرینگے کہ ہزارون مرتبہ کے جماع سے یہ کیڑے کیون نطفہ نہین بنجاتے
لازم تو یہ ہی کہ جب مرد کی منی جسمین کوئی خرابی نہ ہو عورت
کی منی سی ملجای ضرور نطفہ قرار پاجاے اب کوئی فسیولوجی یہ کہ سکتا ہی کہ
آج کی ہم بستری مین جو منی باہم مختلط ہوگی ضرور نطفہ بستہ ہوجائیگا اسی
وجہ سی ہمکو تصدیق ہوتی ہی کہ اگر حیوانات منویہ سے نطفہ قرار پاتا ہی تو وہ کیڑا جو
عالم ذر مین ہمارے جد اعلی حضرت آدم ابو البشر کی پشت سی نکالا گیا تہا اور
پہر داخل کردیا گیا اور ہر ایک بشر کے پشت مین جسقدر اسکی اولاد مقدر ہی
موجود ہی اُسی کی استقرار نطفہ ہوتا ہی اگرچہ وہ کیڑا ابہی ہم صورت انہین حیوانات
منویہ کی ہو یا کہ خالق تعالی انہین حیوانات منویہ مین سے جسکو جسوقت
چاہی قابل نطفہ بنانیکے کردے انسانکی منی مین خواہ کسی اور حیوان کی منی
مین اور ایک معنی وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ کی یہ بہی ہین یعنی عورات کے

رحم مین جو چیز قابل نطفہ بنے کے ہی سوای خدا کی اور کوئی اُسکو نہین جانتا ہی
پس اگرچہ فلاسفہ فیسیولوجین نی تجربات سی دریافت کیا کہ حیوانات
منویہ سی نطفہ بنتا ہی مگر یہ علم ابھی تک اونکو نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ وہ کیرے
کونسی ہین جنسے ضرور نطفہ بنجای - گھوڑے کی نطفہ مین سالوتری گابہہ
جور الینی کے طریقہ پہ تو قادر ہوگئی مگر انسان کی نطفہ پر ابھی فلاسفہ کو
یہ قدرت نہین ہوئی ہی بعض علمای فیسیولوجی بقاعدہ اصول تصفح
اپنی انکشافات تشریحی سی یہ نتیجہ نکالتی ہین کہ مقدار معین حیوانات منویہ
کی جب صفات معلومہ پہ ہوتی ہی ضرور نطفہ قرار پاتا ہی یہ حکم اونکا محض تخمینی
اور قیاسی ہی کوئی عقلی دلیل اسپر قائم نہین کر سکتے ممکن ہی کہ وہ کیڑا جو ہمارے
ہادیان برحق فرماتے ہین اُسی مقدار یا اُس سی کم مقدار مین باعث
قرار دہی نطفہ کا ہوتا ہو - المختصر یہ نطفہ کا قرار پانا اور نیز اُسکا خراب کرنا
دونون اختیار مین ہماری نہین رکھی گئی - اختیار مین ہماری اسی قدر ہی
کہ ہم بستری کرین اور وہ امانت جو ہمارے سپردگی مین ازل سی دی گئی
ہی اُسکو رحم مادر تک پہونچادین اگر بلا خیانت پہونچائین یعنی شروط
استقرار نطفہ کی صحت بدنی وغیرہ کا لحاظ کر کے یا بلا لحاظ شروط بلکہ بمخاطب لکھت

شروط کر کے بھی وہ استقرار جو مطلوب الٰہی جس وقت ہی ضرور ہو جائیگا
اسیطرح استقرار کی بعد حفظ جنین کی تدبیر کرین یا نکرین بلکہ اسقاط کے
درپے ہون اور نیز بعد ولادت پرورش مین خرابی کرین بہرحال جسکا
زندہ رکھنا قدرت نی چاہا ہی وہ ضرور پیدا بھی ہوگا اور زندہ بھی رہیگا۔
اب خلاصہ میرے بیان کا یہ ہوا کہ عام حق والدین کا کسی قسم کے
مان باپ فرض کرو منجملہ اقسام شش گانہ جو اوپر مذکور ہوئی ہین یہی ہی
کہ قدرت نے انکو ایک چیز سپرد کی ہی اور اُس امانت سی سبکدوشی
ہم بستری زن و مردسی ہو جاتی ہی چاہی خوش اسلوبی سی ہم بستر ہون یا
بد اطواری سی ہان اگر ہم بستری نکرین اُسوقت نہ اولاد ہوگی نہ یہ مان
باپ ہونگی۔ پہر جونکہ مجرد ہم بستری ذریعہ توالد اور بقاء نوع کو عادات
الٰہی اسی طریقہ سے چاہتی ہی لہذا مان باپ کو تھوڑیسی مشابہت خالق
حقیقی سے ضرور ہوتی ہی کیسی ہی بد اطواری سی ہم بستری ہوئی ہو
لہذا مان باپ کا واجب التعظیم ہونا بنظر اس مشابہت کی عموماً ثابت
ہوا کہ بنظر قواعد ظاہری اور قانون عادی کے بقاء نوع اور توالد کی
اسباب مین سی یہ دونون بھی ہین اور یہ سبب ہونا امر ضروری ہی انکی

ہٹا نے سے ہٹ نہین سکتا ہی اور مہتم بالشان بھی اسقدر ہی کہ نظام
انسانی کی بقا اسی پر قدرت نے رکھی ہی - اب حقوق والدین کا وجوب
عموماً ثابت کر کے ہم نیچرل صاحب سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہین کہ آپ تو
قانون فطرت (لا اف نیچر) کا بدلنا محال کہتے ہین آپکی مذاق پر جو شخص
مرتکب ایسی امور کا ہو کہ ہم بستری نامناسب وقت مین کرے اور
نطفہ کے خراب کرنیکا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے اور خراب رحم
مین کسی بیماری سے کیون نہ ہو اپنا نطفہ بغرض برباد ہونیکی داخل
کرے اور بعد ان سب تدبیرات خراب جنکا نیچر یہی کہ نطفہ ضرور خراب ہوجاے
مگر ہرگز خراب نہو اور پھر اسقاط حمل کی بھی پوری تدبیر کرے مگر اسقاط
نہ ہو پرورش مین بھی کوتاہی کرے دودھ اور غذا کچہ ندے مگر بچہ
خوب بالیدہ ہوا کرے ان صور تو نمین پہلے تو آپ اپنی نیچر کی خبر لیجیے
کہ وہ بگڑا جاتا ہی مصرعہ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
رہی ہماری شریعت کا حکم اطاعت والدین کا اُسکو تو ہمنی فقط ہم بستری
سے عموماً لازم ثابت کر دیا - اب رہی کمی بیشی حقوق والدین کے
جو امور اختیاری کیطرف منسوب ہی - ظاہر ہی کہ ہماری شریعت

جسکی بنا محض عدل اور انصاف پر ہی سوای اُن حقوق عامہ کے
جو محض بقاء نسل اور حفظ نظام سی متعلق ہین اور قسم کی حقوق کی
کمی بیشی اقسام شش گانہ مین جیسا برتاؤ والدین کا اولاد سی ہوگا ویساہی
کم وبیش اُنکا حق بہی ثابت ہوگا ازانجملہ شرک باللہ کی نسبت خدانی
پہلے عام حسن سلوک والدین کا فرض اور واجب کرکے ارشاد فرمایاہی
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا یعنی عام والدین کے ساتھ حسن سلوک
کرنیکی آدمی کو ہمنے وصیت کی ہی وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ
بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا
اگر ماں باپ کوشش کرکے تجہی مشرک بنانا چاہین اور ایسی بری باتین
سکہلائین جسکا تجہی علم نہین ہی یعنے تیری عقل اُن امور کی برائی سے
اُسوقت آگاہ نہو اور پہر تجہی معلوم ہوجای پس ایسی امور ضلالت مین
اُنکی اطاعت نکرنا مگر ظاہری برتاؤ دنیوی پہر بہی اُنسے نیکی کارکہنا۔
مین کہتا ہون ایسی دشمنان خدا کی نسبت یہ حکم اچہی بیش آمد کا اسی حکمت
سی فرمایاہی کہ جو ماں باپ اولاد سی بدسلوکی اور خراب برتاو کرین تا اُنکو
اُنکو مشرک بیدین بہی بنانا چاہین جو موت ابدی کا باعث ہی اور

اُنسے بہی ہمکو حسن سلوک کا حکم ہی مصلحت یہی ہی کہ بقاء نوع اور دوام تناسل
ایسی ضروری بات ہی کہ جسقدر قانون تمدنی ہین سب کی غرض یہی ہی
کہ نظام عالم مین خلل نہ پڑے اور بقاء نوع کا شیرازہ بندھا رہی اگر ایسے
مان باپ جنہون نے اپنی بد عقلی سی اولاد سی بدسلوکی اور برائی کی ہو
انعقاد نطفہ سی لیکر تا زمانہ پرورش بلکہ بعد زمانہ بلوغ تا آخر عمر اولاد انکی
نسبت بہی اگر حکم الٰہی انتقام لینے کا اولاد سے ہوتا اور انکی اطاعت
ضروری اور بزرگداشت عام کو خدا اٹھا دیتا ضرور ایسی ہی بے عقل
اور نافہم آدمی اپنی بدکرداری خواہ والدین کی بداطواری پر لحاظ نکرتے
اور یہی پکارتے پھرتے خاک پتھر اولاد کے خواہش کرین جو مثل اغیار کی
ہمسے برسر پرخاش ہونیکو تیار ہوتے ہین ایسے درگذر کرنے مین خدا نے
اولاد کو مثل اپنی صفات تحمل کی متصف ہونا چاہا کہ دیکھو مین تمہارے
مان باپ کا خالق حقیقی ہون میرے ساتھہ کیسا خراب برتاؤ کفر اور
شرک اور نافرمانی کا یہ لوگ کرتے ہین اور مین ہمیشہ درگذر کرتا ہون
اور تم تو بظاہر انکی نطفہ سے پیدا ہوئی ہو گویا تم انکی مخلوق ہو تمکو
بالاولی انسے درگذر کرنے لازم ہی پہر جو خدا اپنے اُن مخلوقات سے کہ

دشمنی پر ہمیشہ تُلے ہوے ہون اور کسی قسم کی محبت اُنکو خدا سے نہ ہو ایسا
حسن سلوک کرے شعرا ی کرے کہ از خزانہ غیب ٭ گبر و ترسا وظیفہ خور
داری ٭ وہ کریم بے نیاز اون بدکردار مان باپ سے جنمین احسان تولید
ظاہری بہ نسبت اولاد کے ہو کیونکر بدسلوکی گوارا رکھ سکتا ہے ۵ دوستان را
کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمنان نظر داری ٭

اب رہے وہ مان باپ جنہون نے اپنی اولاد کسی دوسرے کی فرزندی مین
دے اور پرورش کا بار اغیار پر ڈالا اور خود بھی اُسی اولاد کی بدولت
چین اور آرام سے بسر کرنے لگے انکا ایک حق عام جو ہم اوپر لکھ چکے وہ تو اولاد
پر ہر گونہ ثابت رہا یعنی حق تولید جو بقائے نوع کا سبب ہے۔ اب دوسرا
حق پرورش وہ غیر کا ہوا جسکی متبنّی مین یہ پالی گئی۔ اب دیکھو کہ متبنّی
مین جسکے دیا ہے وہی شخص ہوگا جو بے اولاد بے نام اور نشان ہوگا اُسکی
غرض متفاوت ہوتی ہے کسی کو تو اسقدر غرض ہوتی ہے کہ لڑکا گود مین لیکر
اُسکے والدین سے کچھ مسلوک ہونا گوارا نہین کرتا ہے کوئی شخص ایک مقدار
معین دیکر والدین کو راضی کرتا ہے کوئی آدمی ایک زمانہ معین تک
والدین کا بار اوٹھاتا ہے اُسکا کوئی عام قاعدہ نہین ہے مگر بہر حال اس لڑکے

سے جو اغراض اُسکی ہین وہی ہین کہ جسطرح مان باپ کا یہ وارث ہوتا اور
اُنکی کار خدمت امور خانگی وغیرہ مین بجالاتا اُسیطرح پدر خواندہ سے
پیش آیگا - پس جو کچھ پرورش پرداخت مین اس متبنی کی خواہ متبنی کے
والدین کی اُس نے خرچ کیا ہی اپنی غرض سے کیا ہی اور والدین کی رضامندی
سے کیا ہی اب فرق یہ ہوا کہ والد نے اگر خود پرورش نہین کیا دوسرے سے
کرایا مگر سبب تو ہی والدین ہی ٹھہرے انکو اختیار تہا کہ پرورش نکراتے
اور نہ خود کرتے اب پرورش کرانیکا احسان پہر بھی باقی رہا - پہر جبکہ
والدین سبب مجازی وجود اولاد کی ہین اب جتنے امور نفع اور راحت کے
قبل زمانہ بلوغ اور رشد اولاد کی فرض کرو سب کا انتساب والدین ہی کیطرف
ہوگا چاہین خود پرورش کرین یا کسی اور سے کرائین متبنی بناکر خواہ دایہ مقرر
کرکے - مگر دایہ کی غرض روزانہ مزدوری لینی کی ہی اور گود لینی والی کی غرض
بعد اسکی بلوغ اور رشد کے حاصل ہوتی ہی اور یہ غرض بہت بڑی ہی
جسکے معاوضہ مین متبنی کے والدین محتاج کی خبر گیری بھی لازم ہی اور یہ سب
امور عقلی تہی - اب ذرا ہماری شریعت کا حکم ہی متبنی کی حق مین دیکھو قران مجید
مین فرماتا ہی - وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ خدا نے تمہارے

پسر خوانده (متبنی) کو تمہارا حقیقی بیٹا نہین بنادیا ہی۔ بلکہ بیٹا اُسی کا ہی جس سے
پیدا ہوا ہی اور اسی لحاظ سی فرمایا وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ بِاٰبَائِهِمْ فَهُوَ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ اگر اُن متبنی لڑکونکو اُنکی اصلی باپ کی نام سی پکارو یہی انصاف
زیادہ اُنکی حقمین خدا کی نزدیک ہی یعنی اُنکو خارج النسب کرکے اُنکی مان کو
گالی ندو۔ اور اسی سبب سی متبنٰے لڑکا اپنے والدین کی ترکہ سے میراث پاتا ہی
محروم الارث نہین ہوتا ہی اور جسکی فرزندی مین آیا ہی اُسکا وارث شرعی
نہین ہوتا ہی بلکہ ہبہ وغیرہ سے اُسکے متروکہ کا مالک ہوتا ہی نہ اُس باپکی
دختر سے اسکا نکاح ناجائز ہی اور نہ کوئی حکم جو قرابت کا ہی اسپر جاری ہوتا ہی
بلکہ اگر گود لینے والا اپنی حین حیات مین اسکو ہبہ وغیرہ نکر جاے اُسکی ورثہ شرعی
برابر اپنا حق وراثت پاتے ہین۔ پھر جب اصلی قرابت متبنٰی سی پیدا نہوے
اب اسکو گود لینے والے کا بیٹا کہنا ضرور اسکی مان کو گالیان دینی ہین اور
یہی مراد خدا کی ہی جو آیت مین فرماتا ہی۔ اب چونکہ نیچرل صاحب ہماری
شریعت پر معترض ہین لہذا ہم کہ سکتے ہین کہ مان باپ نے اپنی پسر کو جب
کسی کی فرزندی مین دیا اُسپر دوھرا احسان اُنکا ہوا کہ اپنی متروکہ کی داشت
قائم رکھکر دوسریکے گھربار کا مالک بنایا اب تین احسان اُنکی اُس فرزند پر

ہوئی (۱) حیات ظاہری (۲) اپنے وارث باقی رکھنے کا (۳) محض غیر کے
مال کی مالک بنانیکا اگر ان احسانات سہ گانہ کی وجہ سے چند روز انکی ایسی بسر ہو
اولاد کی ذریعہ سے ہوی تو انکی احسانات کیونکر مٹ جاینگے بلکہ شاید زیادہ ہی
ثابت ہونگی۔ زہی نصیب اُس اولاد کی جو پیدا ہونیکے ساتھ ہی اپنے والدین
کی آرام اور راحت کا سامان کرے۔ اب اسی جگہ مجھے چھٹی قسم والدین کی اور
یاد آئی وہ یہ ہی کہ بعض عورت اور مرد کو ایک مرض ایسا لاحق ہوتا ہی کہ بدون
ہم بستری کرنیکے اُنکی جان کا بچنا قواعد ظاہری طب کے رو سے محال معلوم ہوتا ہی
ایسی مریضونکو طبیب حکم قطعی ہم بستری کرنیکا دیتا ہی تاکہ حفظ جان اور صحت
جسمانی حاصل ہو۔ نیچرل صاحب سوال کرتے ہین کہ جب اپنی حفظ جان کی
غرض سے ہم بستری کی اور اتفاقاً نطفہ ٹھہر گیا اب مان باپ کو اُس بچہ کا
ممنون احسان ہونا چاہیے نہ اینکہ اُلٹی تعظیم والدین کی بچہ پر فرض ہو۔ یہ غلط خیال
نیچرل صاحب کو اسی وجہ سے ہوا ہی کہ اصول طب پر اطلاع نہین ورنہ طبیب
امراض جسمانی یا طبیب امراض اخلاقی اور سیاست منزلی جس مرد کو یا جس
عورت کو ہم بستری پر مجبور کرتا ہی ایسے بیمارون کی دو قسمین ہین اول تو وہ زن
اور مرد جنہون نے تجرد اختیار کیا ہی اور سن اُنکا عنفوان شباب کا ہی قوت

بدنی زیادہ ہی اور نطفہ دینیکے قابلیت پوری ہی منی مین اُنکی کثرت ہی نسل
انسانی بڑھانیکا مادہ زیادہ ہی کہ خدا نے اُنکو اس لائق کیا ہی مگر کسی بیہودہ
خیال سے مجرد بنی ہوی ہین اب قانون فطرتی اُنپر لازم کیا ہی کہ وہ قاطع النسل
نہ بنین اور ایسا مرض پیدا کردیا ہی کہ ضرور ہم بستری پر مجبور کئی جائین اور وہ امانت
اور ودیعت الٰہی جو بقاء نسل کی انکی سپردگی مین ہی اور جسکو ضائع کرنے کے
درپے ہین اُسکو اپنی خاص جگہ مین پہونچائین چنانچہ ہم بستری سی وہ اپنی جگہ
پہونچ گئے اور وہ حق عام جو والدین کا فطرت نے رکھا ہی یعنے افزونی نسل
اور حفظ نوع کا اس سی انکو سبکدوشی ہوئی اور اولاد کے واجب التعظیم ہوگئے
دوسری قسم کو وہ زن و مرد خانہ بدوش بے یار و غمگسار جنکی خانہ ویرانی
زوجہ کے نہونی سے خواہ محض لا وارث عورت قوام یعنے شوہر نہونے سی ایسی ہو
(خدا کی پناہ) جنکے اوقات شبانہ روزی تباہی اور پریشانی مین بسر ہوتی ہو
اور ہزارون قسم کی ایذا کا اُنکو دن رات سامنا ہو ایسے زن اور مرد کو
بحکم اصول حکمت خانہ داری طبیب روحانی خانہ آبادی اور تزویج پر مجبور
کرتا ہی کہ بعد تزویج کے مرد بے زن خواہ عورت بے شوہر اپنی اپنی ایذای شبانہ
روزی سے نجات پائین اور جو حکمت آفریدگار برحق کی جوڑا پیدا کرنیمین ہی

وہ بھی پوری ہو اور ناجائز افعال سے خواہ ناجائز ازدواج سی جو تجربہ کے
زمانہ مین دونونکو رہی اُس سے محفوظ رہین اور توالد و تناسل کا فائدہ
جو علاوہ فوائد آرام اور راحت مذکورہ کی ہے وہ بھی پیدا ہو۔ پھر اسمین کونسا
گناہ ماں باپ کا ہوا اگر اُنہون نے اپنی حفظ صحت اور خانہ آبادی کے غرض سے
نکاح کیا اور اسی ضمن مین خدا نے اُنکو اولاد بھی عطا کی اور امانت الٰہی
سے اُنکو سبکدوشی بھی ہوے اور وہ احسان جو فطرت نے اُنکو اولاد کی
آفرینش مین ضرور دیا ہی وہ بھی ثابت رہا۔ پھر چونکہ ہماری شریعت
جامع قواعد علاج امراض جسمانی اور امراض روحانی سبکی ہی لہذا
دونون قسم کی زن و مرد کو حکم ازدواج فرمایا ہی اور کوئی فائدہ جسمانی اور
روحانی فرض کر و سب کی ہدایت ہمکو ہمارے ہادی برحق جناب محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی ہی اور اسی جامعیت احکام کی نظر سے
ہم اپنی شریعت کو شریعت الٰہی جانتی ہین جس نے ہمکو ہر طرح سے
اور طرف رجوع کرنے سی بے پرواہ کردیا ہی وہی ہمارے نبی ہین جنہون
نے فرمادیا۔ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ مجھے تمام کلمات حکمت خدا نے
دیئے ہین اللّٰھم صلّ وسلم وزد و بارک علی نبینا و آلہٖ و اصحابہ الاخیا

باب سولھوان شق القمر کا معجزہ نہ کوئی اور معجزہ اسلام کے
نبی کا جب قرآن سے کبھی ثابت ہوا پھر اہل اسلام
انکی نبوت کا کیونکر دعوے کرتے ہین (سوال)

جتنی آسمانی کتابین اہل مذہب نے بنائی ہین سب مین اُس نبی کا جسکی وہ پیرو ہین ایک نہ ایک معجزہ بھی گڑھ لیا ہے۔ برخلاف اسکی قرآن جو آخری کتاب ہے اسمین آخری پیغمبر کا کوئی معجزہ نہین درج ہوا۔ پھر انکی نبوت کا ثبوت اور قرآن کا آخری کتاب ہونا کیونکر مانا جاے۔ شق القمر کا معجزہ جسکو اہل اسلام ہمیشہ سے متواتر کہہ رہے ہین اور قرآن سے اُسکا ثبوت دے رہے ہین اُسکی یہ صورت ہے کہ خود مسلمان ہی اسکی واقع ہونے اور نہونے مین پورا اختلاف کرتے چلے آئے ہین جیسے عثمان بن عطا اور حسن بصری اور بلخی اور حلیمی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ۔ پھر اور فرقہ کے لوگ جو اہل مذہب آسمانی ہین خواہ ہملوگ جو پابند مذہب نہین اُنپر اسکا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب قرآن ہی سے اس معجزہ کے واقع ہونیکا ثبوت خود مسلمانو نمین اتفاقی نرہا اب اسکا متواتر اور درجہ یقین پر پہونچنا خود اہل اسلام کی عقیدہ سے درست نرہا۔ بلکہ ماوردی

نے صاف کہدیا کہ جمہور مسلمین کا اتفاق ہی کہ شق قمر نہین ہوا اب رہی حادث
اور تاریخ مذہبی ظاہر ہی کہ مذہبی تاریخ اُسی اہل مذہب پر حجت ہوسکتی ہی
جس مذہب کی وہ تاریخ ہو بشرطیکہ متواتر جملہ مورخین بلا اختلاف اُسکو
نقل کرین۔ معجزۂ شق القمر کی تاریخی بیانات کو دیکھنے سے جسکو ذرا سی بھی
عقل ہی وہ بھی فوراً کہدیگا کہ یہ معجزہ بنایا تو مگر بن نسکا اسلئے کہ جن لوگون
نے اپنی چشم دید اس واقعہ کی دیکھنے کا غلط محض دعویٰ کیا ہی اُنکی
تو اُسوقت پیدایش بھی نہوئی تھی بلکہ حمل بھی اُنکا قرار نہ پایا تھا کہ شکم
مادر سے دیکھتے اسی سبب سے (۱) کوئی آدمی چشم دید اس معجزہ کے
وقوع کو وقت شب بتلاتا ہی (۲) کوئی کہتا ہی کہ نہین دنکو یہ سانحہ ہوا (۳)
کوئی کہتا ہی آسمان پر ہوا کوئی زمین پر کوئی درمیان آسمان وزمین کے ہونا
اپنی چشم دید بتلا رہا ہی (۴) کوئی کہتا ہی ایک ٹکڑا چاندکا اپنی جگہ پر رہا
دوسرا اوپر چلا گیا (۵) کوئی کہتا ہی حرا پہاڑ کے نیچے ایک ٹکڑا اور اوپر
دوسرا نظر آیا (۶) کوئی کہتا ہی ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا دوسرا ٹکڑا دوسرے
پہاڑ (۷) کوئی کہتا ہی کہ ابوجہل اور ایک یہودی کی درخواست سے یہ معجزہ
ہوا (۸) کوئی حبیب ابن مالک کی درخواست سے بتلاتا ہے (۹)

کوئی کہتا ہی چودہ اصحاب عقبہ کی درخواست سی (۱۰) کوئی کہتا ہی فقط ایک
شخص کو نظر آیا اور کوئی کہتا ہی سب لوگون نے دیکھا۔ اب اگر سب روایتین
سچی ہین تو شق القمر کا معجزہ آٹھہ نو مرتبہ ہوا مگر اسکو اہل اسلام بھی
کبھی نہین مانتے ہین لہذا تناقض اقوال سے یہی نتیجہ بر آمد ہوا کہ سب کا
بیان غلط ہی اور محض گڑھنت کی بات ہی نہ کسی نے دیکھا ہی اور نہ شق القمر
ہوا ہی۔ پھر جب ایسا معجزہ جسکو بچہ اور بوڑہا ہر ایک مسلمان اپنا دین
اور ایمان ہمیشہ سے اعتقاد کرتا رہا ہی تاریخ اسلام سی بھی غلط ہو گیا اب اور
معجزات جنکو ایک ہی راوی نے گڑھا ہی اُنکا ثبوت کیا باقی رہا جس پر
مسلمانونکو گھمنڈ ہی تمہید جواب عقلی شبہات جسقدر معجزہ شق القمر پر
ہین اُنکی جوابات ہمنی باب (۱۳) اور (۱۴) مین اسی کتاب کی لکھہ دیی ہین
اب سائل نے ہماری منقولات سی بحث شروع کی ہی۔ پھر چونکہ یہ بات
مسلّم ہی کہ ہر مذہب کے منقولات کی صحت اور غلطی اُسی مذہب کے
مسلمات اصطلاحی سی ظاہر کرنی چاہی لہذا سائل کو لازم ہی کہ اہل اسلام کے
منقولی امور مین ضرور اُنکی اصطلاحی طریقہ کی پابندی کرکے تب اپنا شبہہ
قائم کرے۔ اسبات کا انکار جو سائل کرتا ہی کہ ہمارے نبی صلعم کا کوئی معجزہ

قرآن سے ہرگز نہین ثابت ہوتا ہی - پہلے تو ہم یہی جواب دیتے ہین کہ شق القمر
کا معجزہ قرآن سے اچھی طرح ثابت ہو چکا ہی اور بعض اہل اسلام کو جو
اسمین انکار ہوا اُنکی غلطی کو ہم عقلی اور نقلی دلائل سے آیندہ لکھینگے -
اُسکے بعد ہم ایک باب جداگانہ مین قرآن مجید سے اور معجزات باہی (؟) نبی صلعم
کی انشاء اللہ ثابت کرینگے مثل معجزہ شق القمر کے - اور اسکا کون دعویٰ
کرتا ہی کہ آجتک جسقدر اہل اسلام گذرے یا موجود ہین یا آیندہ ہونگے
اُسکے سب جملہ امور مین خطا اور سہو سے بری ہین - ہان جن حضرات کو
اہل اسلام خطا سے بری اور معصوم مان چکے ہین اُنکا اقرار خواہ انکار البتہ
موجب اعتراض اور ایراد ہو سکتا ہی - عام طور سے تو مذہب شیعہ پر
جو نبیؐ اور امام کو جملہ امور دینی اور دنیوی مین خطا سے معصوم جانتے
ہین اور خاص طور سے اہلسنت کی عقیدہ پر جو دینی امور مین ضرور نبی صلعم کو
معصوم مانتے ہین اور یہ قصہ چونکہ محض دینی امر ہی اسکے بیان مین تو کل
فرقہ اہل اسلام کے نبیؐ کو خطا سے بری مانتے ہین - رہے صحابہ اور تابعین
اور علمای اسلام اُنکا کسی امر خاص مین شاذونادر خطا کرنا مذہب اسلام پر
کچھ ضرر نہین پہونچا سکتا خصوصاً دو چار عالم جنکو کسی غرض خاص سے

دھوکھ ہوجای اور اپنی اصول مذہبی کی خلاف براہ بشریت غلطی کرین
علی الخصوص وہ غلطی جسمین اُنکی فقط رای کی غلطی ہو اور قرآن وحدیث
سے کوی سند اُسکی نہو اور نہ وہ غلطی عقلی دلیل سے درست ہوسکے۔ پہر چونکہ
سائل ہمارے منقولات سے یہ شبہہ وارد کرتا ہی لہذا اُسکو پہلے یہ معلوم کرنا
ضرور ہے کہ ہم اہل اسلام کا اجماعی مسئلہ یہ بہی ہے کہ قرآن مجید سے جو بات
صاف صاف بدون تاویل کی پیدا ہو اُسپر کسی روایت کو نہ کسی عالم
محمدی کی قول اجتہادی کو ترجیح دیتے ہین بلکہ جو بات قرآن کی مخالف
ہو اُسکو غلط محض سمجھے ہین اسلئے کہ قرآن سے زیادہ سچی اور متواتر
ہمارے مذہب مین کوئی چیز نہین ہے اب ہمکو لازم ہے کہ اس شبہہ کی جوابدہی کرین پہلے حصہ قرآن سے اس معجزہ کے
ثبوت مین دوسرا حصہ احادیث اور روایات اور اقوال علماے
محمدی جو اس معجزہ مین منقول ہین اور لبظاہر اُنمین براہ غلط فہمی سائل کے
کچہ اختلاف اور تناقض ہی پہلا حصہ قرآن مجید مین سورہ قمر کی
پہلی آیت یہی ہے اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ بہت نزدیک
آگئی قیامت اور چاند شق ہوگیا۔ یہی معنے اس آیت کی ظاہر ہین
جو شخص زبان عرب کو سمجھتا ہی کسی مذہب اور ملت کا ہو یہی معنی اس

آیت کی سمجھے گا - اب ہمکو لازم ہی کہ اگرچہ قمر کا شق ہوجانا صریح الفاظ آیت سے ہر شخص سمجھ لیتا ہی مگر اور قرائن لفظی اور معنوی اور سیاق اور سباق سے بھی ایسے امور بیان کرین جنسے متعین ہونا نہین معنون کا اور وقوع ہوجانا اس واقعہ کا بخوبی ثابت ہوجای اور وہ قرائن اور قواعد ایسے ہون جنکو مذہبی امور سے کچھ علاقہ نہو بلکہ بلا لحاظ مذہب اور ملت کی ہر شخص اُنکو تسلیم کرلے ورنہ مخالف مذہب اسلام اُنکو ہرگز نہ مانیگا اگر مذہبی اصول کے اُنکا لگاؤ ہوگا مثلاً زبان دانی کے علوم جیسے علم نحو اور صرف اور معانی بیان اور جنکے اصول کسی مذہب کی تسلیم کرنے پر نہین بنای گئی ہین اور نہ کسی مذہب سے خاص ہین - اسی طرح علم تفسیر کے قواعد کہ جو قصہ طلب کلام ہو اُسکو تاریخی اتفاق سے تعلق ہی چاہی وہ قصہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی - علم تفسیر مین شان نزول اسی کو کہتی ہین کہ یہ آیت کسکی شان مین اُتری ہی اور اسکا قصہ مفصل کیا ہی - جیسے کہ علم امثال اور محاضرات مین کوئی مثل جو مشہور اور زبان زد خاص اور عام ہوتی ہی اُسکے اصل اور پورا قصہ تاریخ ہی سے معلوم ہوتا ہی پھر چونکہ قرآن مجید کی ہزار ہا خوبیون سے ایک بڑی کرامت یہ بھی ہی کہ عیب و صواب خواہ امر اور نہی سے اگرچہ مراد شخص واحد

باگروہ خاص تہا مگر نام لیکر اور تعین کر کے اُسکو ارشاد نہین فرمایا ہی جو اعلی
درجہ کی اخلاقی بات ہی لہذا ایسا کلام تفصیل طلب ضرور ہوتا ہی اور ایسے
طرز کلام کی فوائد علم بلاغت سی بخوبی دریافت ہوتی ہین بس ہمارے
آیات قرآن کا شان نزول جاننا ضرور ہی جو تاریخی واقعات سی معلوم ہوتا ہی
یہ بہی کوئی امر مذہبی نہین ہی اب خلاصہ یہ ہوا کہ جو دلائل ہم اس مقام پر
لکھتے ہین اُنکا تسلیم کرنا کسی مذہبی عقیدہ کی تسلیم پر موقوف نہین ہی اب اُن
دلائل کو بیان کرتا ہون پہلی دلیل سورۂ قمر سی پہلی ملی ہوئی سورۂ
نجم کی آخری آیت یہ ہی۔ ازفت الازفۃ یعنی قریب آگئی قیامت
اور سورۂ قمر کی پہلی آیت اُسکے بہی یہی معنی ہین۔ مگر فرق یہ ہی کہ سورۂ
قمر کی آیت مین قربت بلفظ ثلاثی مجرد نہین ارشاد فرمایا بلکہ اقتربت
بصیغہ ثلاثی مزید ارشاد فرمایا اور یہ مسئلہ علم معانی مین مقرر ہو چکا ہی کہ
زیادتی لفظ کی زیادتی معنی پر دلالت کرتی ہی اور باب افتعال کا تو خاصہ
یہی ہی کہ مبالغہ کے معنی اُسی مادہ مین پیدا کرتا ہی جیسے اقتدار۔ اور اصطفوی
وغیرہ۔ پہر چونکہ زیادہ قریب ہونا قیامت کا اول سورۂ قمر مین لطور
دعوی کے فرمایا تہا لہذا اُسی جگہ اُسکی دلیل بہی ذکر کر دی یعنی دلیل

زیادہ قرب قیامت کی یہ ہی کہ چاند شق ہو گیا پس یہ لفظ واو جو وانشق القمر
مین ہی گویا واو حالیہ ہی جس سی معنی سببیہ کی بھی نکلتے ہین جیسے۔ ما کان
اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اب منکرین قیامت کیونکر انکار کر سکتے
ہین اسلئے کہ نمونہ قیامت اُنکو دکھلا دیا گیا اور بعض قاریون نے اِس
آیت کو یون ہی پڑھا ہی وقد انشق القمر یعنی تحقیق کہ چاند شق ہو گیا جیسا
کہ علامہ ابو مسعود عمادی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی اور لفظ قد ماضی پر
تحقیق وقوع کیواسطے آتا ہی یہ بھی دلیل لفظی ہی کہ یہ سانحہ واقع ہو چکا اور
واو حالیہ ہی کیونکہ ماضی کا جملہ حالیہ قد کو ضرور چاہتا ہی اب خلاصہ یہ ہوا
کہ خدا نے پہلے آخر سورہ نجم مین قرب قیامت کا دعویٰ فرمایا پھر اول سورہ
قمر مین اُس دعوی کو زیادہ قرب پر دلالت کرنیوالی لفظ سی ارشاد کیا
پھر اس دعوی کی دلیل وقوع واقعہ شق القمر کا بھی ارشاد کر دیا تاکہ دعوی
بادلیل ہو جای مجرد دعوی نرہی فائدہ قیامت کا قریب تر ہونا یا تو مراد اُس سے
یہ ہی کہ زمانہ کی راہ سی قریب ہی یا مراد یہ ہی کہ تجویز عقلی مین قریب بہ عقل ہی
مشرکین اور فلسفی جو منکر حشر اور نشر ہین مجرد انکار پر اُنکو قناعت نہ تھی
اور شریعت انبیا مین جو جو پیشین گوئیان حشر اور نشر کی نسبت ہوئی

تہین اُنکو بھی بعید از عقل سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھتے ہین بلکہ اسپر بھی
ترقی کر کے کہتے تھے اور کہتے ہین کہ یہ امر ہرگز ممکن نہین ہی محال ہی اسلیے
کہ معدوم کو دوبارہ موجود کرنا اور مردونکو زندہ کرنا ہرگز نہین ہوسکتا اور
آسمانی چیزون کا پہٹ جانا اور پہر جوڑ جانا کسی طرح ممکن نہین اور عقل سے
بعید ہی یہی کیفیت کفار اور مشرکین اور دہریونکی ہمیشہ سے چلی آئی اور
ہر نبی کی ایسی پیشین گوئی پر اسی قسم کی قہقہے اور استبعاد عقلی کرتے رہی
پہر چونکہ ہمارے نبی آخر الانبیاء ہین اور قرآن مجید آخری کتاب آسمانی ہی
لہذا آخری پیغمبر کو واجب ہی کہ خدا ایسا معجزہ کرامت فرماے جس سے کل
انبیاء سابقین کی پیشین گوئی بہ نسبت وقوع قیامت کی براہ عقل بھی قریب
الوقوع ہوجاے اور ساری استبعادات عقلیہ منکرین حشر نشر اور فساد اجرام
سماویہ کے دور ہوجائین اور یہ بھی ثابت ہوجاے کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہے
جبکا زمانہ نبوت تا قیام قیامت رہیگا۔ اسی حکمت بالغہ الٰہیہ کا یہ مقتضی
ہوا کہ اب ان منکرین کو ایسی کوئی بات معجزہ کی ہمارا آخری نبی دکہلاوے
چنانچہ شق القمر کا معجزہ درخواست سے منکرین حشر و نشر کی فوائد مندرجہ ذیل
کی غرض سے خدا نے دکہلا دیا (۱) آسمانی اجرام کا بروز قیامت پہٹ جانا

خواہ اور تغیرات اُنمین ہونے جسکی خبر ہمارے پیغمبر ہمیشہ دیتے رہے ہین اور
آخری پیغمبر بہی دیتا ہی نہ محال ہی اور نہ بعید از عقل ہی بلکہ ممکن اور قریب
بہ عقل ہی ہمارا نبی آخر الزمان جسکے زمانہ نبوت کو ہمنے تا قیام قیامت باقی
رکھا ہی اسکا پیدا ہونا زمانہ قیامت سی قریب براہ عقل ہی اسلئے کہ اب
کوئی نبی اسکے بعد نہ آئیگا اب معلوم ہو گیا کہ سورہ قمر مین قرب قیامت
کا لفظ جو قرب مطلق پر دلالت کرتا ہی اُس سی قرب زمانہ بہی مراد ہی اور اقتراب
عقلی بہی جس سی استبعاد عقلی دفع ہو گیا یعنی جسطرح استبعاد عقلی دونون
امر مین تہا اُسکی ضد یا نقیض یعنی اقتراب عقلی بہی دونون کو شامل ہے
ایسا خیال نکرو کہ فقط اقتراب عقلی مراد ہی جیسا کہ علامہ فخر الدین رازی نے
تفسیر کبیر مین اسی پر زور دیا ہی بلکہ اس تعمیم سے ہر قسم کا قرب اس لفظ سے
مراد ہی اور سب کی دلیل یہی معجزہ شق القمر ہو گیا دوسری دلیل اس آیت
کے بعد فرمایا ہی وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا عَنْهَا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ
ترجمہ یعنی جب کوئی آیت و معجزہ یہ لوگ دیکھتے ہین اُس سے اعراض کرتے
ہین اور کہتے ہین یہ جادو ہی اور سحر مستمر ہی یعنی سحر قوی ہی یا کہ ہر ایک جادو سے
زیادہ ہی یا مراد یہ ہی کہ بہت جلد جاتا رہیگا یا یہ مراد ہی کہ ایسا جادو ہمیشہ

مدعیان نبوت کرتے چلے آئے ہین اب یہ کہنا کفار کا جو قرآن صادق المقال
مین مذکور ہی بدون اسکے کہ شق القمر ہو چکا ہو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
اس سی تو صاف ظاہر ہو گیا کہ شق القمر مثل اور معجزات کی واقع ہو گیا اور
اورجسطرح ہماری نبی کی اور معجزات کو مشرکین جادو قرار دیتے تہی اسکو بہی
قرار دیا تیسری دلیل تیسری آیت مین فرمایا۔ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا
أَهْوَاءَهُمْ یعنی جھٹلایا اس معجزہ کو جسکو دیکھہ چکے ہین مثل اور معجزات کی
اور اپنی خواہشہای نفسانی کی پیروی کی یہ بہی پوری دلیل ہی کہ شق القمر
واقع ہو چکا اور کفار نے اُسکی تکذیب بہی کی اسکی یہ معنی نہین ہو سکتی
کہ جب شق القمر آیندہ کبہی ہو گا تو کفار اور دہریہ اُسکی تکذیب کرینگے اور
اپنی خواہشہای نفسانی کی پیروی کرینگے چوتھی دلیل یہ ہی اسی جگہ ارشاد
فرمایا۔ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ
فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ۔ قرآن مین جو جو خبر وہی وہی ہوئی ہی کہ اُسمین خبر وہی
شق القمر اور قرب قیامت بہی داخل ہی یہی خبر وہی کفار کو انبیاء کی تکذیب
معجزات کی روکنے کو کافی ہی اور حکمت بالغہ خدا کی اس سی ظاہر ہوتی ہی
اگر مین حکمت بالغہ الٰہی سی یہ مراد لون کہ چاند کا دو ٹکڑی کر دینا بہی خدا کی

پوری حکمت پر دلیل ہی تو یہ میرا کہنا کسی طرح نامناسب نہوگا۔ اسکے بعد فرمایا
کہ پہر بعد اظہار ایسی حکمت بالغہ کی اب کون سی چیز باقی رہی جو انبیاء کو
ان منکرین کی انکار مین نفع دیگی اب تو جس جس چیز کا یعنی حشر و نشر اور
فساد اجرام علویہ کو بروز قیامت انبیا بیان فرماتے تھی ہمنے شق القمر
کر کے انکا ایک نمونہ بھی دکہلا دیا اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ فتول عنھم
ای محمد تم انکی بدکرداری سے روگردانی کرو اور اُنکی حماقت اور سفاہت کو
اب خیال کر کے زیادہ اصرار نکرو پانچوین دلیل سورہ قمر مین جسطرح معجزہ
شق القمر کا انکار مشرکین کا مذکور ہی اُسی طرح اور انبیاء کی معجزات اور پیشین گوئی
کا انکار جو کرتے چلی آئی ہین وہ بھی خدا نے بغرض دلدہی اپنی رسول کے
بیان فرمایا اور یہ سب امور گذشتہ ہین جنکا انکار ہو چکا ہی اسیطرح شق القمر
بھی امر گذشتہ اور گذرا ہوا چشم دید واقعہ ہی جسکا انکار یہ کرتے ہین
چھٹی دلیل جادو کہنا کفار کا اس معجزہ کو دیکھکر صریح دلالت کرتا ہے
کہ یہ شق القمر کسی نبی کی تصدیق نبوت کیواسطے خدا نے کیا ہی اور جو شق القمر
یا کسوف وخسوف وغیرہ قریب روز قیامت ہوگا وہ کسی نبی کا معجزہ
نہوگا بلکہ وہ تو اس دنیا کی اولٹ پلیٹ کا دن ہی اُسکو کوئی کا فریاد ہریہ

جادو نکہیگا اسلئے کہ یہ چکنی چپڑی باتین انکار معجزات کی اور تکذیب انبیا کی
اسی زمانہ تکلیف اور زمانہ مہلت مین یہ لوگ کر سکتے ہین جسمین بڑی
مہلت ان کفار کو دیگئی ہی اور اتمام حجت اسی مین ہی اور یہ بھی بڑی بندہ
پروری رب العالمین کی ہی اور وہ زمانہ جسمین ہر شخص بالجاو اضطرار خدا کے
وعدہ ہاے صحیحہ کا اقرار کریگا اُسمین تو پھر کسی کی مجال نہوگی کہ آیات الٰہی
اور علامات وقوع قیامت کو جھٹلا سکے یا کسی معجزہ کو جادو بتلا سکے پس اگر
بالفرض شق القمر کوئی اور بھی ہونیوالا قریب قیامت ہی اُسکو کوئی سحر اور
جادو سی تعبیر نکریگا یہ تو وہی شق القمر ہی جو ہمارے نبی کے معجزہ سے
واقع ہو چکا نہ اینکہ اب آیندہ ہوگا۔ ساتوین دلیل نحوی قاعدہ سی لفظ
ماضی کے معنی مضارع یا مستقبل کے جن مقامات مین ہوتی ہین اُنکین
سی ایک مقام یہ بھی ہی کہ لفظ ماضی کا عطف مضارع پر ہو یہان تو انشق
صیغہ ماضی کا عطف (اقتربت) صیغہ ماضی پر ہی یہان (انشق)
کے معنی (سینشق) کی کیونکر صحیح ہونگے یعنی قمر شق ہوگا آیندہ
زمانہ مین یہ معنی کبھی نہین ہو سکتے۔ اگر کوئی یہ کہی کہ (اقتربت) کی معنی بھی
یہان مستقبل کی ہین یعنی جب قیامت قریب ہوگی تب شق قمر ہوگا اور

گویا یہ جملہ شرطیہ ہی کہ اذا اقتربت الساعتہ وانشق القمر اس میں واو عطف
جو انشق پر ہی اس تاویل کو منع کرتا ہی اسلئے کہ یہ بھی قاعدہ نحوی ہی کہ جواب
الشرط لا یعطف علیہا۔ جواب شرط کا عطف اپنی شرط پر نہین ہوتا ہی
اگر کوئی کہی کہ اقتراب ساعتہ وانشقاق قمر کی دونون جملہ ملکر شرط ہی اور جواب
اسکا محذوف ہی یعنی جب قیامت نزدیک آئیگی اور چاند شق ہوگا تب
اور علامات قیامت ظاہر ہونگی اسکا جواب یہ ہی کہ حرف شرط اور جزا دونون
کا حذف بلا قرینہ ہی اسلئے کہ چاند کا بمشق ہونا قریب زمانہ قیامت کے
کسی اور دلیل نقلی کا قرآن اور حدیث سی محتاج ہی جس سی ہم ظاہری معنے
آیت کی تاویل کرکے ماضی کو بمعنی مضارع قرار دین اور حالانکہ اور کوئی آیت
اور حدیث ایسی نہین ہی جس سی یہ بات ثابت ہو علاوہ بران قرب قیامت پر
جسقدر آیات قرآنی دلالت کرتے ہین اُن سب کی مخالف یہ تاویل ہے
یعنی ابھی قیامت قریب نہین جب قریب ہوگی اور چاند شق ہوگا تب
اور علامات ظاہر ہونگے آٹھوین دلیل وقوع شق قمر کی انکار کرنیکا
سبب یا تو عقلی اصول سی ہی یعنی چاند کا پھٹ جانا محال عقلی سمجھ کر کیا جاتا ہے
اس نظر سے تو زمانہ گذشتہ اور حال اور آیندہ سب مین انکار برابر ہوگا

اور جب اصول فلسفہ جدیدہ سی ہمنے اور متکلمین سالقین نے فلسفہ قدیمہ سے
چاند کا پہٹ جانا ممکن الوقوع ثابت کر دیا اب یہ کہنا کہ ابہی یہ واقعہ نہین ہوا
آیندہ ہوگا ہرگز درست نہوگا پس عقلی کوئی دلیل اس پر نہین ہی کہ ہم آیت
قرآنی کو جو واقع ہوجانے اس معجزہ پر دلالت کرتی ہی اُسکی تاویل کر کے
یون کہین کہ ابہی نہین ہوا آیندہ ہوگا اسلئے کہ جو چیز ممکن ہی ہمیشہ ممکن ہی اور
جو محال ہی ہمیشہ محال ہی اور اگر نقلی دلیل کوئی ایسی ہی کہ جس سی یہ ثابت
ہوتا ہی کہ آیندہ ہوگا ابہی نہین ہوا اُسکا پتہ نہین ہی پہر کیون ایسی تاویل خلاف
ظاہر کیجاے اور اگر کسی روایت سی بالفرض یہ بہی ثابت ہو کہ آیندہ پہر بہی
شق قمر ہوگا اُسکو کچہ منافات وقوع معجزہ ماسبق سی نہین ہی دوسری دلیل اجماع
مفسرین کا سبب نزول پر اس سورہ کے ہی سبب نزول یہی لکھتے ہین
کہ جب درخواست کفار مکہ کی شق قمر دکہلانیکی ہوئی اور انحضرت صلعم نے
دعا کی تب خدا نے کر دیا اور شان نزول مین اختلاف نہونا اس سے
بڑہکر کوئی دلیل ثبوت وقوع واقعات کی نہین ہوتی توضیح اسکی یہ ہی کہ جو
قصہ اور واقعہ دنیا مین واقع ہوتا ہی اُسکا سبب ضرور کچہ نہ کچہ ہوتا ہی
اور سبب وقوع واقعہ کبہی تو محسوس ہوتا ہی کہ محض مشاہدہ سی آدمی اُسکو

معلوم کرتا ہی خواہ سماعت سی خواہ کسی اور جسکے ذریعہ سے محسوس کرتا ہی۔ اور
کبھی یہ سبب تجویز عقلی سے متعلق ہوتا ہی اور اسمین اختلاف آرا اور تباین
عقول کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہی۔ پھر محسوسات مین اور خاص کر سماعت
سی متعلق جو اسباب ہون اور سماعت بھی مخبر صادق معصوم نبی اللہ اور
بری خطا سے جس سبب کی ہو اُسکا یقینی ہونا جیسا ہوگا ویسا کسی اور
چیز کا نہوگا۔ قرآن مجید کے آیات کا شان نزول جسکی خبر دی خاص ہمارے
عالم علم لدنی سے متعلق ہی مثلاً خود وہ جناب ارشاد فرمائین کہ یہ آیت فلان
سبب سی نازل ہوئی یا کوئی صحابی حضور کے سامنی بیان کرے کہ سبب
نزول اس آیت کا یہ ہی اور آپ اُسکو رد نکرین یہ بھی اصطلاح محدثین مین
تقریر کہلاتی ہی۔ پھر جب سبب نزول اسکا امر محسوس ہی اور تعلق مشاہدہ بصر
اور سماعت سی رکھتا ہی قیاسی اور عقلی نہین ہی اور باانہمہ اتفاق بھی کل مفسرین
کا اُسپر ہی اور یہ اتفاق مبدا یعنی طبقہ اولین کا ہی جو لوگ کہ سابقین اولین سے
تھی چنانچہ آیندہ لکھون گا اور علی الخصوص قرآن کے آیات مین بعد وقعہ
شق قمر کے اُنہین کفار کا اسکو جادو کہنا بھی مذکور ہی خواہ بعض یہود کا ایمان
لانا اسی معجزہ کو دیکھکر جیسا کہ تاریخی واقعات سی ثابت ہوتا ہی اب تو اسکی

اجماعی ہونے مین کوئی شک باقی نرہا اور اسیوجہ سی ابن اثیر کے
اور سیوطی نے اتمام الدرایہ مین شق القمر کو متواتر کہدیا۔ پہر بعد مدت
دراز دو ایک آدمی کا اختلاف ہر گز قابل لحاظ نرہا جسے اجماع اہل اسلام
طبقہ اول برہم ہوتا۔ عثمان بن عطا نے براہ غلط کاری جو یہ کہدیا معناً و
(سینشق) یعنی انشق کے معنی یہ ہین کہ آیندہ زمانہ مین شق ہوگا اسکو
محض عقلی تجویز سے کہا ہی چنانچہ ہم علامہ فخر رازی وغیرہ کی تفسیر سے
لکہینگے اور سبب نزول مین اُنہون نے بہی کچہ اختلاف نکیا جو منقول ہوتا
اور جو معنی اُنہون نے بنائے ہین قطع نظر اُن خرابیونکی جو لفظی غیر مذہبی ہمنے
اوپر لکھے ہین ان معنونکی سند بہی کسی آیہ قرآنی یا حدیث نبوی یا قول صحابی سی
نہین لکھی اسلئے کہ قرآن کے ظاہری معنی اور کہلی ہوئی مرادین اُنکو تو سب
اہل زبان جانتی ہین مگر غیر ظاہر معنی اور مخفی جو تاویل بعید سی پیدا ہون اونکو
سواے نبی کے یا جسکو نبی تعلیم کردے اور کون جانتا ہی۔ اور یہی صورت
حسن بصری اور حلیمی اور بلخی کی تاویل اور انکار کی ہی کہ سبب نزول خواہ
شان نزول مین انکا خلاف بہی منقول نہین ہی اور نکوئی سبب انکار
وقوع واقعہ شق قمر سمعی انہون نے بیان کیا ایسے لوگونکا انکار جسکی کوئی

سند اُنسے منقول نہین ہی کسی طرح قابل التفات نہین ہوسکتا ہی خصوصًا
جب شان نزول مین انکا اختلاف منقول نہین ہی اب تو بقاعدہ اصول
فقہ اس اجماع مین یہ بھی داخل رہی دفع توہم کسی کو یہ توہم نہو کہ جب
عثمان بن عطا اور حسن بصری اور بلخی مثبت یعنی وقوع واقعہ کا انکار کرتی
ہین پھر سبب یعنی شان نزول پر انکا اتفاق کیونکر مانا جائے۔ اسکا جواب
یہ ہی کہ ایسی ہی غفلت اور سہو اور نسیان سے آدمی کی ناپختگی اور غیر سنجیدگی
دریافت ہوتی ہی اور یہی امور ایسے ہین کہ آدمی انکے سخت اور شدید تعصبات
سے باز آتا ہی اور سچی بات کو قبول کرتا ہی۔ اور معصوم اور بری از خطا اور
عالم کامل جو کسی مسئلہ مین کبھی خطا نکرے اور جملہ اطراف وجوانب ہر مسئلہ
کے اُسکو ہر وقت نظر رہی ایسے عالم مین اور ہم خطا کارون مین یہی فرق ہے
اور اسیوجہ سے عقل اور شرع حکم کرتی ہی کہ ہم معصوم اور بیخطا کی پیروی کرین
اور خطا کارون کو اپنا پیشوا نہ بنائین۔ المختصر کچھ بعید نہین ہی کہ غیر معصوم
براہ سہو اور غلط کاری سبب کا اقرار کرین اور مسبب سے انکار کرین
دسوین دلیل قانون شہادت کے اصول پر دیکھو۔ کسی محسوس واقعہ کا
اقرار کرنا اور اُسکے واقع ہونے پر گواہی دینی یا اُسی واقعہ سے انکار اور

اُسکے واقع نہونے پر گواہی دینی اسمین زیادہ تر اعتماد کرنا براہ عقل کس
فریق پر چاہیے۔ عقلی اصول تو اسی پر حکم کرتے ہین کہ اگر دونون قسم کی گواہ
یعنی گواہان ثبوت رویت اور گواہان نفی رویت شمار مین اور سچائی اور
وجاہت مین برابر ہون اور موقع واردات پر دونون فریق حاضر بھی ہون
اور واقعہ مفروضہ سے اُنکو تعلق یا بے تعلقی بھی برابر ہو جب بھی گواہان
ثبوت کو گواہان نفی پر ترجیح ہوگی اور اُسکے دلائل کتب فقہیہ
کی باب الشہادة مین اور قانون شہادت مشتہر مارٹین اور تحریرات اشتار
مین دیکھو اور یہی سبب ہی کہ مقدمات فوجداری وغیرہ مین قاضی۔ (جج)۔
رویت کی گواہون کو صفائی کے گواہون پر ترجیح دیتا ہی اور جرح کرنیوالی گواہ
کو بھی تعدیل اور توثیق کرنیوالے گواہ پر ترجیح اسی نظر سے ہوتی ہی کہ جرح کرنیوالا
رویت کا گواہ ہی اور ثبوت پر گواہی دیتا ہی اور توثیق۔ (تعدیل۔) کرنیوالا
نفی پر گواہ ہی اور یہ بات اُس فرض پر ہی کہ دونون فریق کی گواہ موقع واقعہ پر
حاضر ہون اور صاحب تمیز بھی ہون اور جب گواہان نفی رویت موقع
واردات پر موجود نہون بلکہ ابھی دنیا مین بھی نہ آے ہون اور صداقت
اور وجاہت مین بھی پاسنگ فرقہ گواہان رویت کی نہون ایسے گواہان

نفی پر کوئی عاقل بہی لحاظ کر سکتا ہی - یہی حال حسن بصری اور بلخی وغیرہ
کا اس واقعہ مین ہی کہ انمین سی کوئی شخص بروز واقعہ شق قمر پیدا بہی
نہوا تہا تا بحضوری موقع چہ رسد اگر آپکو یہ شبہہ دامنگیر ہو کہ انہون نے
صحابہ حاضرین مکہ سے سنا ہوگا تو اُسکا نام بتانا معترض کو ذمہ ہی صحابہ حاضرین
سے تو ایک روایت بہی انکار شق قمر کی نہین پائی گئی ہی جو حسن بصری وغیرہ
نے لکہی ہو اور ہم کہتے ہین کہ فقط عقلی استبعاد سے اُنہون نے انکار کیا ہی
جیسے نیچریہ اور دہریہ کرتے ہین جسکی سند علامہ فخر الدین رازی کی کلام مین
موجود ہی اور قسطلانی اور طبرسی وغیرہ سی بہی منقول ہی جو آیندہ آئیگی انشاءاللہ
شق القمر کے منکرین اس معجزہ کے انکار کرنیوالے چند قسم کے لوگ ہین
دہریہ نیچری فرقہ فلسفہ قدیمہ کے اصول باطلہ کی وجہ سے کہ اُنکی رای مین
خرق اور التیام اجرام سماویہ مین محال تہا فلسفہ جدیدہ سے چونکہ چاند کو
ایک سیارہ مثل زمین کے سمجھ رہی ہین ان دونون کے خیالات کا بطلان
تو ہمنے باب تیرھوین اور باب چودھوین مین بخوبی کردیا تیسرے
پابند مذہب آسمانی جیسے یہود اور نصاریٰ انکو تو ہمارے نبی کی نبوت ہی سے
انکار ہی پہر ہمارے نبی کی معجزات کو کیون تسلیم کرنے لگے خصوصاً ایسا معجزہ

جس سے ہمارے نبی کی فضیلت اور انبیا پر ثابت ہو مگر انکو تعصب کیوجہ سے
اسکا خیال نرہا کہ جس معجزہ کے واقع ہونے سے اور انبیا کی پیشین گوئیان
بہ نسبت حشر اور نشر اور فساد اجسام سماویہ صحیح ہو جائین اور کفار اور
فلاسفہ دہریہ کا انکار جو برابر وقوع واقعات قیامت پر چلا آتا ہے سب باطل
ہو جاے اور پوری تصدیق اون حضرات انبیا کی نبوت کی ہو جاے اوسکو
نہ ماننا اور مثل کفار اور دہریون کے وہی دلائل اس معجزہ کے رد کیے ہین
پیش کرنے اسکا نتیجہ جسطرح اسلام کے بانی مذہب کی نبوت مین شک
پیدا کرتا ہے اسیطرح اون حضرات کی پیشین گوئی کو جو محض دعوای زبانی ہمیشہ
رہا اور کبھی کوئی واقعہ ایسا جیسے کسی آسمانی اجسام کا فساد باعجاز کسی نبی نے
دکھلایا ہو واقع ہونے سے کفار ان پیشین گوئیونکو محض لغو اور مہمل کہتے ہین
بہی باطل کرکے انکی نبوت مین شک ڈالتا ہے۔ بہرحال یہ اہل کتاب یہود
اور نصاری اس معجزہ کی انکار کرنے مصداق اسی کے ہین ع

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی — گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

چوتھا فرقہ تاریخ علمی والونکا اونہون نے ساتوین صدی عیسوی مین اس
واقعہ کا وقوع تو لکھا مگر اوسکو ملک مون لکھدیا یعنی ماہ کاذب تھا جیسا کہ ہمنے

من ۴۳ مین اسی کتاب کی اریل ورلڈ۔ عالم ہواسی نقل کیا ہی اور علامہ
فخرالدین رازی بھی کہتی ہین کہ جب یہ واقعہ پیش آیا ایسے مورخین اور
منجمین یون کہنے لگے کہ یہ بھی ایک قسم کا چاندگہن تھا اور ایک چیز مشابہ
نصف قمر کے عالم ہوا مین ظاہر ہو گئی تھی جو چاند کی اصلی جگہ سے الگ واقع
ہوئی تھی ۵ پانچوان فرقہ دو تین اشخاص مسلمانون کے جنکے نام سائل نے
لئے ہین جیسے عثمان بن عطا اور حسن بصری اور بلخی انکو بھی چند قسم کے
اغلاط اس واقعہ کے انکار مین بہ نظر بشریت پیش آئین پہلی غلطی تو اول
علامہ فخرالدین رازی اور قسطلانی انکو یہی ہوئی یہ سمجھے کہ شق القمر
ایک واقعہ ہائلہ اور سانحہ عظیم ہی اگر واقع ہوتا لازم تھا کہ تمام روی زمین کے
لوگ اسکو دیکھتے اور ہر ملک مین اسکی خبر متواتر ہو جاتی اس تجویز مین
انکو عقل اور نقل دونونکے راہ سی غلطی پیش آئے عقلی غلطی تو یہ ہی
کہ تمام روے زمین سے اگر مراد تمام کرہ زمین ہی یہ تو سراسر غلط ہی اسلئے
کہ مکہ معظمہ سے پچھم چھہ ہزار میل پر ابھی دن ہوگا رات ہی نہوگی ایسطرح
مکہ معظمہ سے پورب چھہ ہزار میل پر چاند کے غروب کا وقت ہوگا پھر انکو
کیونکر نظر آتا اور کسی جگہ نصف شب اور کسی جگہ پہر رات اور دو چار

گھڑی رات باقی ہوگی اور سب لوگ سو رہے ہونگے اور اگر مراد انکی وہ مقامات ہین جنکے افق مساوی افق مکہ معظمہ سے ہین اور جنکے طول بلد قریب قریب طول مکہ معظمہ سے ہین ایسی جگہ بشرطیکہ ابر و باد اور دیگر موانع رویت موجود نہون اس فوری واقعہ کا انکو نظر آنا کیا ضرور ہی کیا تمام دنیا کے لوگ رصد خانہ مین دوربین لگائے ہوئے ہر وقت بیٹھے رہتے ہین کہ جو واقعہ آسمانی ہو اور خصوصاً جسکی پیشین گوئی بھی نہوئی ہو اور نکوئی علامت اسکی پہلے سی ظاہر ہو چکی ہو اسکو دیکھا کرین خسوف کو دیکھئے جو پہلے سی اسکی پیشین گوئی بھی ہو جاتی ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک ہی شہر مین ہزارون کو نظر آتا ہی اور ہزارون کو خبر بھی نہین ہوتی ہی کب ہوا اور کتنا ہوا پس کوئی واقعہ سماوی جو اچانک واقع ہو مین کہتا ہون کہ خاص مکہ معظمہ کے بھی سب لوگونکا اسکو دیکھنا کب ضروری ہی چہ جاکہ دور دشت کے لوگ اسکو دیکھین نقلی غلطی انکو یہ ہی کہ اخبار صحیحہ مین بھی وارد ہی کہ بعد ملاحظہ شق قمر کے کفار نے کہا کہ ہمارے قوم اور قبیلہ کے لوگ سفر شام اور یمن کو گئے ہین وہ آلین اور ہم انسے پوچھین اگر وہ بھی تصدیق کرین کہ چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہی تو ہم یقین کرینگے ورنہ تمہارا جادو ہی جو ہمپر چلا ہی

چنانچہ جب وہ قافلہ آیا اور تصدیق اسکی انہون نے کی تب کفار کو یقین ہوا-
اس خبر کو بہی صحیح طریقہ متعددہ سے نقل کیا ہی- کاش اگر بلخی اور حسن بصری
وغیرہ اسی پر خیال کرتے کہ نقلی سند بہی اسکی موجود ہی پہر تو ہرگز اونکو
ایسا غلط خیال نہوتا- اسلئے کہ اون کفار نے بہی قریب مقامات
پر نظر آنیکا خیال کیا تہا تمام روے زمین پر نظر آنیکا اُنکو بہی خیال نہ تہا
دوسری غلطی اُنکو یہ ہوئی کہ شق قمر شروط قیامت سے ہی اور دلیل قرب
قیامت ہی چونکہ اور شروط اور دلائل وقوع قیامت نہین پائیگئے اور
قیامت کی آنیمین دیر ہی لہذا شق قمر بہی اُسی زمانہ مین ہوگا جب اور
شروط کا ظہور ہوگا- یہ غلطی اُنکو قیاس کرنے سی بمقابلہ نص نبوی کے
ہوئی- اور کونسی دوسری آیت قرآنی یا توریت یا انجیل اور زبور کی اُنکو
ملی ہی جس سے یہ سمجہی کہ شق قمر شروط قریبہ قیامت سے ہی ایسی قریب
زمانہ مین ہوگا کہ اور علامات بہی سب ظاہر ہونگے بلکہ حدیث صحیح جو ہمارے
نبی صلعم سے مروی ہی بعثت انا والساعتہ کہاتین- یعنی میرا
زمانہ نبوت اور زمانہ قیامت ایسا قریب قریب ہی جیسے دونون
انگلیان ملائی جائین پہر جب ہمارے نبی کی تشریف آوری بہی علامات

قرب قیامت ہی تو آپکا معجزہ شق القمر کیون علامت قرب قیامت نہوگا تیسری غلطی انکو یہ بہی ہوئی کہ اس معجزہ کی اظہار سے جو اغراض خداوند عالم کے متعلق ہین کہ تصدیق جملہ انبیاء کی زمانہ تکلیف اور مہلت مین قبل زمانہ الجا کی ہوجاے اور ابطال شکوک اور شبہات کفار اور دہریوں کا عدم فساد سماوات مین بہی ہوجاے اور اقتراب عقلی اون پیشین گوئیونکا بہی ہوجاے جنکو وہ لوگ ہمیشہ بعید از قیاس سمجہہ رہی ہین اور ختم نبوت کو جو امر ضروری ہی یعنی پہر اب کسی معجز نما کے آنیکی بغرض تصدیق اخبار کتب آسمانی حاجت باقی نرہی وہ بہی ثابت ہوجاے ان سب فوائد پر انکو لحاظ نرہا اور عامیانہ طور سے کہدیا کہ شق قمر نہین ہوا آیندہ ہوگا جب قیامت قریب ہوگی ؀ چوتہی غلطی بڑی بہاری انسے یہ بہی ہوئی کہ انکے نبی کا معجزہ باہرہ شق قمر ایسا جو صاف طور سے بلفظ ماضی قرآن مین مذکور ہی اور اسکی تائید مین اور آیات بہی اسی جگہہ وارد ہین اسکا انکار کرکے آیت کی تاویل یون کرنی کہ آیندہ شق قمر ہوگا اسمین صریح غلطی یہ ہی کہ اگر آیندہ شق قمر ہوگا تو پہر ہمارے نبی کا معجزہ وہ کیونکر قرار پائیگا بلکہ مثل اور آیات اور علامات قیامت کے

ہوگا اور ہمارے نبی کی فقط پیشین گوئی بلا دلیل مثل دیگر انبیاء کے
پہ نسبت علامات قیامت کے ہو گی۔ اور جب ایسا کہلا ہوا اتفاقی اور
اجماعی اہل اسلام کا معجزہ جو قرآن سے بخوبی ثابت ہی اسکا انکار کرنیگے پہر
کفار اور دیگر منکرین بنوت ہمارے نبی کے جب یہ سوال کرینگے جیسا کہ سائل
ہمسے کر رہا ہی کہ جب قرآن سی تمہارے نبیؐ کا کوئی معجزہ ثابت نہین ہی
پہر بنوت تمہارے نبیؐ کی کیونکر ثابت رہی تو اسکا جواب کیا دینگے
پانچوین غلطی قرآن کے متواتر خبر کو اُسکے منطوق یعنی ظاہری اور
صریحی معنے سی غیر ظاہر کیطرف بدون دلیل عقلی اور نقلی کے تاویل کر کے
پہیرنا پہلے تو اسی مین بحث ہی کہ اگر کوئی خبر متواتر یعنی حدیث متواتر سے قرآن
کی نص کی تاویل غیر ظاہر معنے کیطرف کیجاے یہ بہی جائز ہی یا نہین چہ جائکہ
خبر واحد اور ضعیف روایت بہی کوئی ایسی نہو اور پہر قرآن کے ظاہری معنے
کو غیر ظاہر بلکہ محض بے اصل کیطرف پہیرنا یہ کیونکر صحیح ہوگا۔ رہی دلیل عقلی
ہم مسلمانون کا بلکہ جملہ اہل مذاہب آسمانی کا مقولہ ہی کہ اگر کوئی آیت
کتابہاے مقدسہ کی کسی دلیل عقلی بدیہی کے مخالف ہو ضرور اُسکی
تاویل کرنی چاہئے۔ شق القمر کے وقوع کے محال ہونے پر کوئی دلیل

عقلی بھی نہین ہی اور اگر ہی تو پھر آیندہ زمانہ مین واقع ہونیکو بھی وہی
دلیل رد کی گئی۔ یہ پانچ اغلاط علاوہ اُن اغلاط کی ہین جنکو ہم اوپر کے
اوراق مین لکھہ چکے ہین علامہ فخر الدین رازی نے بھی اگرچہ وہ ہم
اہل اسلام کی شریک اس عقیدہ مین ہین کہ شق قمر کا معجزہ ضرور واقع
ہوا مگر اسمین اونکو دہوکا ہو گیا کہ یہ معجزہ متواتر منقول نہین ہوا انہون
نے عثمان بن عطا اور حسن بصری اور بلخی کے اس خیال کا کہ اگر یہ معجزہ
واقع ہوتا تو متواتر علما اسکو نقل کرتے یہ جواب دیا کہ چونکہ فصاحت
قرآن معجزہ متواتر ہمارے نبی کا تا قیامت باقی ہی اور برابر ہمارے نبی
تحدی کرکے اسکا معجزہ ہونا ثابت کرتے رہے لہذا اس معجزہ دائمی کے
بعد پھر دوسرے معجزہ کا نقل کرنا اہل اسلام کو کچھہ ضرور نرہا اسی وجہ سے
معجزہ شق قمر کو متواتر نقل نکیا مین کہتا ہون اگر اسی تقریر کو علامہ رازی
اس عنوان سے لکھتے کہ چونکہ قرآن مجید سے اس معجزہ کا ثبوت ہو چکا ہی
اب اسی بڑھکر اور کون سا طریقہ روایت ہی جس سے تواتر اس معجزہ کا ثابت
کیا جای پھر تو اہل اسلام کو علامہ رازی کی نسبت یہ موقع نہ ملتا کہ انکو تواتر
معجزہ ہذا سے انکار ہی مگر افسوس ہی کہ اُنہون نے جملہ معجزات کے تواتر سے

اسی لپیٹ مین انکار کردیا اور فقط فصاحت معجزہ قرآن کو جو ایک امر وجدانی
ہی معجزہ متواتر کہکر اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اور اگر فخر رازی کا مطلب یہی ہے
جو ہمنے لکھا ہی پہر تو انپر دیگر معجزات کی تواتر کا انکار کرنا کسی طرح منسوب
نہین ہو سکتا ہی۔

دوسرا حصہ

جب قرآن مجید سے متواتر ہونا اس معجزہ کو ہم ثابت کر چکے تو بڑا بھاری
اعتراض جو سائل کا تھا اُسکا جواب ہو چکا اب رہی احادیث مرویہ
اہل اسلام۔ انکی صورت یہ ہی کہ یہ معجزہ اول بعثت مین واقع ہوا ہی
اُسوقت صحابہ کی کثرت نہ تھی اور باانیہمہ اکثر وہی صحابہ سابقین جنگ بدر
اور احد وغیرہ مین شہید بھی ہو گئے تھے جنہون نے یہ معجزہ بچشم خود دیکھا تھا
باوصف اسکے ہمکو سات صحابہ کی روایات وقوع شق قمر کی ملی ہین۔
چار انہین سے تو چشم دید اور تین صحابہ نے بطور مراسیل کے اسکو روایت
کیا ہی اور مراسیل صحابہ یعنی روایت مین راوی اول کا نام مذکور نہوا
اہل اسلام کی اصطلاح مین اکثر امور اور واقعات مین معتمد اور معتبر
ہین بس اسیقدر روایات کافی ہین اسلیے کہ قرآن متواتر سے تو ثبوت

پورا پورا ہوچکا ہی اور مراسیل کی اصطلاح ہم آگے لکھینگے

ناقلین معجزہ شق قمر

اہلسنت اور شیعہ دونون محدثین اس معجزہ عظیمہ کے ناقل اور راوی
بیشمار ہین اور جسقدر روایات درج کتب مین اور ملاحظہ سی یہی تحقیق
ہوتی ہی جسکو ہم لکھتے ہین - پہر چونکہ اہلسنت کی روایات پر بہی ہمکو بحث
کرنی منظور ہی اسلیئے کہ جسقدر شبہات سائل نے لکھی ہین یا جو آیندہ
ہم اور لوگونکے شبہات لکھینگے وہ سب یا اکثر روایات اہلسنت پر
ہی وارد ہو سکتی ہین لہذا پہلے ہم اہلسنت ہی کی روایات کو لکھکر
رفع شبہات کردین اسلیئے کہ معجزہ نبوی مین سنی اور شیعہ دونونکو
اتحاد عقیدہ ہی - واضح ہو کہ ہمکو ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور
معالم التنزیل بغوی اور شفاء قاضی عیاض اور دیگر کتب سی یہی
ثابت ہوا ہی کہ یہ معجزہ سات اصحاب سی منقول ہوا ہی اور علامہ
طبرسی نی اسکو تصریح لکھ بہی دیا ہی (۱) پہلے تو عبد اللہ ابن مسعود
اور وہ سابقین اولین سے ہین اور بقول قسطلانی سنہ ۳۲ ہجری مین
ساٹھ برسکے ہو کر مرے پس سال ہجرت مین انکی عمر اٹھائیس ۲۸ برسکی تہی

لهذا بروز شق قمر ۲۳ برس خواہ ۲۰ برس کے تھے انکا مکہ مین ہمراہ
جناب رسول صلعم رہنا قطعی اور یقینی ہی طفل نابالغ بھی نہین تھے
اور اسی وجہ سے چند روایات معجزہ ہذا کی چشم دید انہین سے منقول ہین
عبد اللہ ابن مسعود سے پانچ اشخاص تابعین نے اس معجزہ کو نقل کیا ہی
(۱) ابو معمر (۲) مجاہد (۳) اسود (۴) مسروق (۵) علقمہ
اور پانچون اشخاص تابعین مین سے ہین ابن مسعود کی روایت
مین پوری کیفیت شق قمر کے وارد ہی۔ اور انکی روایت مراسیل
صحابہ سے نہین ہی یعنی ایسی روایت نہین ہی کہ انہون نے کسی
اور سے سنکر یہ روایت بیان کی ہو۔ ابن مسعود کی چار روایتین
بخاری مین وارد ہین پہلی روایت عن ابن معمر عن عبد اللہ
ابن مسعود رض قال انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
شقتین یعنی ابن مسعود نے کہا کہ چاند زمانہ نبی صلعم مین دو ٹکڑے
ہو گیا جو برابر تھے اور ابو نعیم نے دلائل مین طریق عتبہ بن عبد اللہ سے
بقول قسطلانی یہ زیادہ کیا ہی قال ابن مسعود فلقد رایت احد شقتیہ
علی الجبل الذی بمنی و نحن بمکۃ ابن مسعود کہتے ہین کہ ایک ٹکڑا چاند کا

ہمنے اُس پہاڑ پر دیکھا جو منٰی مین ہی اور ہملوگ مکہ مین تھے فقال النبی اشہدوا
پس نبی صلعم نے فرمایا گواہ رہو اس معجزہ پر قسطلانی کہتے ہین اس روایت کو
بخاری نے تفسیر مین بہی وارد کیا ہی اور مسلم نے توبہ مین اور ترمذی نے
تفسیر مین اور اسیطرح نسائی نے بہی وارد کیا ہی مین کہتا ہون یہ پہاڑ
وہی حرا ہی جسکو روایت آیندہ مین صاف کہدیا ہی۔ دوسری روایت
بخاری کی طریق اعمش سے بہی ابن مسعود سے ہی مگر اُسمین وارد ہی قال
انشق القمر ونحن مع النبی بمنیٰ ابن مسعود کہتے ہین چاند شق ہوا اور
ہملوگ نبی صلعم کے ہمراہ منٰی مین تھے اور گو پہلے روایت مین اپنا مکہ مین ہونا
بیان کیا ہی مگر ان دونون مین کچھ تعارض اور منافات نہین ہی قسطلانی
کہتے ہین کہ مراد ابن مسعود کی یہ ہی کہ یہ معجزہ قبل از ہجرت واقع ہوا ہی اور منٰی
بہی ایک مقام لواحق مکہ سے ہی مین کہتا ہون کہ منٰی ایک موضع مکہ
مین ہی جو تین میل پر واقع ہی جیسا کہ اہل لغت کہتے ہین اور یہ تاویل قسطلانی
کی مجہی پسند نہین ہی اور شاید اور لوگ بہی اسکو پسند نکرین اسلئے کہ تین میل کا
فاصلہ منٰی اور مکہ مین ہی اور جناب رسول صلعم اُسوقت (حجر) مین تشریف
رکہتے تہے جو خاص کعبہ مین اندرون حطیم یعنے دیوار بیرونی کی ہی جیسا کہ ہمنے

روایت خرائج سی نقل کیا ہی پس تشریف رکھنا حضور کا کعبہ مین بمقام
خاص جب ثابت ہی پھر ابن مسعود کا قول کہ ہم حضور کے ہمراہ منیٰ مین
تھی ہرگز درست نرہا لہذا اگر بمنیٰ ہا کی لفظ متعلق (انشق) کے
مانی جاے اور بیچ مین جملہ معترضہ و نحن مع النبی قرار دین کہ اصل
عبارت مین شاید راوی سے تقدیم اور تاخیر ہوگئی ہی دراصل عبارت
یون تھی انشق القمر بمنی ونحن مع النبی یعنی چاند کا شق ہونا منی مین تھا
اور ہم ہمراہ نبی کے تھی تو یہ تاویل پہلی روایت ابن مسعود سے مطابق
ہو جاے اسلئے کہ پہلی روایت مین ابن مسعود کی وارد ہی کہ منی ایک ٹکڑا
چاند کا اُس پہاڑ پر دیکھا جو منیٰ مین ہی۔ اب رہا یہ امر کہ خود ابن مسعود
اور حضرت کہان تھی اُسکا بیان پہلی اور تیسری روایت ابن مسعود مین موجود
ہی کہ ہمراہ نبیؐ کے مکہ مین تھی۔ تقدیم وتاخیر یا جملہ معترضہ کا آنا کلام مین کوئی
امر نادر الوقوع اور ناجائز خلاف قواعد عربیت بھی نہین ہی اور قرینہ
تاویل کا پہلی اور تیسری روایت خود موجود ہی۔ خصوصًا جبکہ زیادہ
اہتمام ابن مسعود کا بیان اپنی حضوری کا ہمراہ حضور کے ہی ایسے وقت
مین تقدیم امر مہتم بالشان کے کسی جملہ پر خواہ خبر جملہ پر جو فصلہ کلام ہو

جیسے متعلقات فعل وغیرہ ہرگز خلاف قواعد بلاغت نہین بلکہ عین بلاغت
نہی ہے اور متعلق ظرف یعنی مجرور کا لفظ انشق ہی جو عامل قوی ہی
فصل بالاجبی اسکو عمل سے روک نہین سکتا اسلیے کہ صیغہ فعل کا ہے
اور تعقید لفظی کا شبہہ بہی نرہا اسلیے کہ بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہی
دو روایتین اس تاویل پر دلیل ہین خود ابن مسعود کی اب غلطی ضبط
راوی کا بہی شبہہ جاتا رہا- ہان تیسری روایت جو طریق مسروق سے ہی
اُسمین بہی انشق القمر بمکۃ ہی یعنی مکہ مین شق قمر ہوا اُسمین بیان فقط
اسی کا ہی کہ یہ معجزہ منجملہ معجزات مکہ سے ہی قبل از ہجرت اور اسمین اپنی دیکہنے کا
ذکر نہین کیا کہ ہمکو کس جگہ نظر آیا اور چوتھی روایت بخاری کی جو طریق
اعمش سے ہی اُسمین فقط اسی قدر ہی انشق القمر چاند شق ہوگیا نہ اپنی
موجودگی ہمراہ نبی اور نہ منظر انشقاق کا ذکر کیا ہی جسکو قسطلانی کہتے ہین
کہ اسیطرح مختصر طور سے وارد کیا ہی اور حموینی اور کشمہینی مین یہ روایت
ثابت ہی مختصر نہین ہی اور تفسیر مجمع البیان مین طبرسی کو یہ روایت ابن مسعود
کی یون پہونچی ہی عن ابن مسعود قال والذی نفسی بیدہ لقد رأیت
الحراء بین فلقتی القمر یعنی ابن مسعود کہتے ہین قسم ہی اُس خدا کی

جسکے قبضۂ قدرت مین جان میری ہی بیشک مین نے حرا پہاڑ کو درمیان

دونون پارہاے قمر کے دیکہا دفع توہم ابن مسعود کی روایات مین

ایک اور امر اہم قابل سمجھنے کی ہے کہ ابو نعیم کی روایت مین فقط یہی ہی

کہ ایک ٹکڑا قمر کا حرا پہاڑ پر منی دیکھا اور دیگر روایات مین ابن مسعود کی

ہی کہ حرا پہاڑ کو بیچ مین دونون پارہ قمر کے دیکہا اس تفصیل مین بہی کچہ

تعارض نہین ہی چنانچہ طریق اعمش سے جو بخاری ابن مسعود سے روایت

کرتے ہین ذہبت فرقۃ نحو الجبل و بقیت الاخری مکانہ

یعنی ایک ٹکڑا طرف حرا پہاڑ کے گیا اور دوسرا اپنی جگہ پر رہا اب

حرا کا درمیان دونون ٹکڑونکی ہونا بخوبی ظاہر ہوگیا فائن ابن مسعود کا

یہ کہنا کہ منی کے پہاڑ پر شق قمر ہمنے دیکہا اس سے تصدیق اُس روایت

کی ہوتی ہی جو امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ چودہ آدمی اصحاب عقبہ سے

یہ معجزہ طلب کرنے آئے تھی اسلئے کہ میری راہی مین یہ عقبہ وہی ہے

جو بقول قسطلانی منی مین واقع ہی لہذا اُسی مقام پر شق قمر کا نظر آنا زیادہ

ضروری تہا جہان سے زیادہ لوگ خواہان اس معجزہ کے تھی جن لوگونسی

بناے ترقی اسلام قائم ہوئی ہی اسکو یاد رکہو۔

دوسری راوی اور گواہان چشم دید اس معجزہ کی جناب امیرالمومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہین آپکا سن شریف اگر واقعہ انشقاق
سال پنجم بعثت مین ہوا ہی کم سے کم پندرہ برس کا تھا اور اگر سال ہشتم
بعثت مین ہوا ہی اٹھارہ برس کی عمر آپکی تھی۔ پھر چونکہ ساتھہ رہنا آپکا
جناب رسول صلعم کے مکہ معظمہ مین یقینی ہی لہذا آپ کا دیکھنا اس معجزہ کو
کچہ بعید از عقل نہین ہی کہ نہین سکتا اگر صحابی ہی سمجھکر کوئی روایت آپکے
صحاح مین درج ہوتی جیسے حذیفہ اور ابن مسعود کی بلکہ شیرخوار یا
غیر مولود مثل انس اور ابن عباس اور عبداللہ بن عمر کے تو
وہ بہی تصدیق معجزہ ہذا مین ایک عمدہ سند ہوتی مگر افسوس ہے
سوائے شفاء قاضی عیاض کے اور کسی کتاب حدیث مین آپسے
اسکی روایت مجہی نہ ملی شفا کی عبارت یہ ہی فقال علی من روایۃ
ابی حذیفۃ الارحبی انشق القمر ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی حضرت علیؑ کہتے ہین بروایت ابوحذیفہ ارحبی کہ چاند شق ہوگیا
اور ہم ہمراہ رسول صلعم کے تھے۔ تیسرے راوی صحابہ مین سے
حذیفہ بن یمان ہین یہ جلیل صحابی اور معززبروز

واقعہ انشقاق ضرور حاضر واقعہ ہذا تھی اور بالغ اور عاقل بھی تھی
اسلئے کہ سابقین اولین مین انکا شمار ہی - حذیفہ سے بقول قاضی
عیاض دو شخصون نے یہ روایت کی ابو عبدالرحمن اور مسلم بن ابی
عمران ازدمی اور یہ دونون تابعی ہین - ایک روایت کشاف مین
زمخشری نے بھی لکھی ہی اور وہ روایت یہ ہی عن حذیفة انه
خطب بالمدائن ثم قال الا ان الساعة قد اقتربت وان القمر
قد انشق على عهد نبيكم حذیفہ سے روایت ہی اُنھون نے مدائن
مین خطبہ پڑہا اور پہر کہا آگاہ ہو کہ قیامت اب قریب ہی اور چاند تمہارے
نبی صلعم کے زمانۂ حیات مین شق ہو چکا ہی مین کہتا ہون حذیفہ کو
جس روز سے حضرت خلیفہ ثانی نے عامل مدائن مقرر کیا تھا بقول
عجلی ہمیشہ وہین رہے اور بعد قتل خلیفہ سیوم اور بعد بیعت علیؑ یہ چالیس
روز کے مرے دیکھو فتح الباری کو اور دوسرے روایت حذیفہ کے وہ ہی
جسکا قاضی عیاض شفا مین ذکر کرتے ہین بہر حال انکی روایت مین
کوئی امر تناقض کا نہین ہی ا۔ یہ گواہان چشم دید سے ہین چوتھے
راوی صحابہ مین سے جبیر بن مطعم یا مطعم جبیر کے باپ ہین یہ خاص

مکہ کے رہنےوالے ہین اگرچہ انکا داخل اسلام ہونا ابن حجر نے اصابہ مین درمیان زمانہ حدیبیہ اوس فتح کے لکھا ہی اور انکے باپ یعنی مطعم بقول قسطلانی قبل جنگ بدر کے مری ہین مگر رویت چشم دید معجزہ نداکے مطعم نے اگر بحالت عدم اسلام کے ہو تو کچہ اسمین دشواری نہین جبیر بن مطعم سے اُنکے بیٹے محمد بن جبیر اور اُنکے پوتے جبیر بن محمد نے روایت کی ہی اور یہ دونون تابعین سے تھے صحیح ترمذی مین ہی عن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلعم حتی صار فرقتین علی ہذا الجبل فقالوا سحرنا محمد فقال بعضہم لئن کان سحرنا محمد فمایستطیع ان یسحر الناس کلہم یعنی جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین اُنہون نے کہا چاند شق ہوا زمانہ حیات رسولخدا مین تا اینکہ دو ٹکڑے ہوگئے تھے اس پہاڑ پر (شاید حرا پہاڑ مراد ہے) لوگون نے کہا کہ ہم پر محمد صلعم نے جادو کیا ہی پہر بعض لوگون نے کہا اگر ہمپر جادو کیا ہی تو کل آدمیون پر جادو کرینگے انکو استطاعت نہین ہی مین کہتا ہون یہی روایت تفسیر مجمع البیان طبرسی مین مذکور ہی اور تفسیر صافی مین بھی ہی اور مطعم ضرور چشم دید گواہ اس واقعہ کی ہین

یہ چار صحابی چشم دید گواہان رویت معجزہ ہذا سے ہین اور باقی جسقدر روایات بطور
مراسیل کے مذکور ہین وہ سب معتمد اور صحیح ہین اور زیادہ تطویل سے کچھ فایدہ نہ
ہوگا اور نہ اسمین کسی قسم کا خدشہ اور شبہ ہوسکتا ہے بلکہ صاف صاف ہین۔
باقی رہے تین صحابہ عبداللہ ابن عباس اور انس ابن مالک اور عبداللہ بن
عمر یہ تینون صاحب البتہ بروز واقعہ شق القمر موجود نہ تھے اور نہ انسے کسی
روایت مین یہہ وارد ہے کہ ہمنے اپنی آنکھہ سے دیکھا یہ سمعی گواہ شق القمر کے
ہین اور اصطلاح محدثین اہل اسلام کی یہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی ایسے واقعہ
کی روایت کرے کہ خود وہ حاضر واقعہ مرویہ نہو یا ابھی پیدا ہی نہوا ہو اور اُسکو
مسلسل نہ کرے یعنی جس سے اُسکو وہ خبر ہوپہنچی اسکا نام نہ لے ایسی روایت کو
مرسل صحابی کہتے ہین اور اُسکی حدیث مرسل کو صحیح بھی کہتے ہین بشروط مندرجہ
علم اصول حدیث اور جسقدر شروط صحت حدیث کی جس جامع کتاب کے نزدیک ہین
وہ مصنف اپنی شروط کی پابندی سے اُسے مرسل حدیث کو درج کتاب صحیح
کرتا ہے اور بوجہ (ارسال) یعنی متروک ہونے نام اصل راوی کے جس سے
اس صحابی نے روایت پائی ہے اس مرسل کو اقسام صحیح سے خارج نہین
کرتے اور اُسی پایہ اعتبار پر اس مرسل کو رکھتے ہین جیسے کہ اس صحابی کی چشم دید

واقعہ ہے اور اس قسم کی مراسیل صحابہ فقط شق القمر کے واقعہ مین
اصحاب سے منقول نہین بلکہ اور بہت سے واقعات مین
بھی منقول ہین۔ اب کہ یہہ ایک امر اصطلاح علمائے حدیث
مسلمین کا ٹہیرا ہوا ہے اسپر اعتراض کرنا کسیکو زیبا نہین ہے
ہان اگر فقط شق القمر کے واقعہ مین ان مراسیل کا اعتماد مخصوص ہوتا
اُس وقت ضرور اعتراض کا موقع تہا اور یہی سبب ہے کہ ایسی
روایات کو لکھکر علمائے فن حدیث کہہ دیتے ہین کہ یہہ حدیث
مراسیل صحابہ سے ہے تاکہ اشتباہ اور اعتراض کا موقع نہ
رہے ایضاً چونکہ واقعہ شق القمر صاف طور سے آیات قرآنیہ سے
ثابت ہے اس کی خبر اگر ان صحابہ نے کسی غیر معتبر سے بھی
سنی ہوتی چونکہ چار معتمد صحابہ جنکی روایت اوپر ہم لکھہ چکے
اُن سے اور بہت سے صحابی جو بدر اور حنین وغیرہ مین شہید
ہو چکے تھے اُن سے اور بلکہ خود جناب مقدس نبوی سے بھی
اس کی تصدیق کرنی اُن کو کیا دشوار تھی اور ثبوت
قرآن شریف بھی موجود تھا۔ لہذا اُن اصحاب کا روایت کرنا محل

الزام نہ رہا بہر حال یہ شبہہ اول معترض کاکہ جو لوگ ابھی پیدا ہنین ہوئے تھے اُنہون نے شق القمر کی روایت کی ہے اُس وقت البتہ قابل جواب ہوتا کہ اُن اصحاب نے اپنی چشم دید کا دعوے کیا ہوتا اور کسی محدث نے اپنی کتاب مین اُس کو درج بھی کیا ہوتا اور جب نہ اُنہون نے یعنی صحابہ نے اسکا دعویٰ کیا اور نہ کسی محدث نے اِسکی یعنی اُن کی چشم دید ہونے کی روایت اُن سے کی بلکہ ایسی روایت کو مرسل صحابی لکھہ بھی دیا اب یہ شبہہ بالکل ساقط ہو گیا۔ ہان اب اُن روایات کو مین لکھون ابن عباس سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے یہ روایت کی چنانچہ بخاری شریف مین ہے۔

عن ابن عباس انشق القمر علی زمان رسول اللہ صلعم بمکۃ قبل الھجرۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ چاند شق ہوا بہ زمانہ رسول اللہ صلعم قبل ہجرت کے۔ قسطلانی کہتے ہین کہ یہہ روایت مرسل ہے اسلئے کہ ابن عباس اُس وقت موقع پر موجود نہ تھے کہ رویا تنین

برس کی انکی عمر بروز واقعہ ہذا تھی اور دوسری جگہ قسطلانی نے تصریح
کر دی کہ ابن عباس قبل از ہجرت پانچ سال کے تھے اور
بروز شق قمر تو پیدا ابھی نہ ہوئے تھے اور یہہ اختلاف قول قسطلانی مین
کہ دو تین سال کے تھے یا پیدا نہین ہوئے تھے بہ نظر اُسی اختلاف
کے ہے کہ یہ واقعہ سال پنجم بعثت کا ہے یا سال ہشتم کا اور اسی جگہ
قسطلانی کہتے ہین بعض روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اس روایت
کو ابن عباس نے ابن مسعود سے لیا ہے مین کہتا ہون کہ اس
محقق نے اب یہ بھی دکھلا دیا کہ یہ مرسل حدیث ابن عباس کی اسکا
سلسلہ ابن مسعود تک پہونچتا ہے جو ضرور حاضر واقعہ تھے اب جسقدر روایتین
ابن عباس سے بغوی اور ابو نعیم اور قاضی عیاض اور ابن جوزی
اور ابو مسعود عمادی اور سیوطی الغرض آٹھ تو محدثین کے ہمنے پائے
ہین کسی مین یہ مضمون نہین ہے کہ ابن عباس نے خود یہ واقعہ دیکھا ہے
فقط بیان واقعہ البتہ مذکور ہے اور سب بطور مراسیل کے ہین کہ حاضرین
واقعہ سے سنکر حمل روایت ابن عباس نے کیا ہے اور یہ طریقہ جایز ہے
دفعہ ششم الخصین ابن عباس سے ایک روایت

ابونعیم لنے دلایل اور فضایل مین وارد کی ہے - ان القمر انشق فصار قمرین
یعنی چاند شق ہوکر ایک چاند کے دو چاند ہو گئے اگر کسیکو یہ شبہ ہو
کہ چاند کے برابر دو ٹکڑے ہونے تمام روایات مین وارد ہے پھر جب
دو چاند ہو گئے کیا دوسرا چاند پیدا ہوا اور شق قمر نہین ہوا یہ اختلاف
بیانی کیسی اسکا جواب یہ ہے کہ لغت عرب کو دیکھو اہل عرب تیسری شب
تک تو چاند کو ہلال کہتے ہین اور چوتھی شب سے تیرہوین شب تک قمر
کہتے ہین اور چودہوین شب کو بدر کہتے ہین پندرہوین شب سے
تا ایام محاق پھر قمر کہتے ہین پس جب پورے چاند یعنی بدر کے دو ٹکڑے
برابر ہو گئے اور ہر ایک ٹکڑا برابر اُس حصہ کے تھا جو ساتوین شب کو
آدھا چاند ہوتا ہے اب ہر ایک ٹکڑے کو نہ ہلال کہہ سکتے ہین اور نہ
ہر ایک کو بدر کہنا درست ہے بلکہ ہر ایک کو قمر کہنا یہی عرب کی زبان ہے
جو ابن عباس نے فرمایا کہ بدر کے دو قمر ہو گئے اور کسی طرح کا اعتراض
اسپر وارد نہو گا - وباللہ استمد - والتوفیق الحفین ابن عباس سے
جو روایت رسالہ دافع الشقاق مین نقل کی ہے اسمین دس نام
حاضرین اور موجودین واقعہ انشقاق کے بھی درج ہین اور بھی

ف قابل دید جواب ہے

تصریح کردی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے ابو سلمۃ بن اسد اور ارقم ابن ارقم
سے پکار کر فرمایا کہ تم لوگ اس معجزہ پر گواہ رہنا اور در منثور مین جو
روایت ابن عباس سے منقول ہے اُسمین یون روایت ہے کہ
جب اہل مکہ درخواست معجزہ ہذا کرنے آئے حضرت جبرئیلؑ نازل
ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ ان کفار سے کہدیجئے آجکی رات کو
آئین اور معجزہ دیکھین حضرت جبرئیلؑ کے مقابلہ مین حضور نے
اُسی چودھوین شب اُنکو بلایا اور وہ سب آئے اور چاند کو شق
فرمایا (بعد چلے جانے حضرت جبرئیل کے جیسا کہ ظاہر روایت ہے)
یہہ دونو روایتین ابن عباس کی مطابق روایات مرویہ طریق اہلبیت
علیہم السلام سے ہین شمار دس آدمیون کا نام بنام اُنہون نے کیا ہے
اور جناب امام جعفر صادقؑ نے چودہ شخص اصحاب عقبہ سے ارشاد
فرمایا بروایت قمی رح اور نزول جبرئیل کی بھی مطابقت اسی روایت
جناب جعفر صادقؑ سے ہوتی ہے اب اہل سنت اور شیعہ دونو کے طریق
سے یہ مضمون متحد ہو گیا جسپر اطلاع بجز مہبط وحی آلہی اور اُسکے خاص
حاملان علوم کی اور کسیکو نہین ہو سکتی ہے اور اب مجھے ایسا گمان ہے

کہ یہ تفصیل اور تحقیق واقعہ ابن عباسؓ نے اپنے اُستاد علیؑ ابن ابی طالب سے
پائی ہوگی اسلئے کہ ابن مسعود کی اور دیگر روایات مندرجہ کتب اہل سنت
کسی مین یہ توضیح نہین ہے پس قسطلانی کو جو روایت ملی ہے کہ
ابن عباس نے حمل روایت ابن مسعود سے کیا ہے وہ بھی درست ہے
اور ہماری تجویز کہ جناب امیرؑ سے ابن عباس نے حمل روایت کیا ہے
وہ بھی درست ہے والحمدللہ علی حسن الاتفاق دوسرے صحابی انس
ابن مالک بھی معجزہ شق قمر کے راوی ہین اِن سے فقط قتادہ بن
دعامہ نے جو تابعین مین سے ہین روایت کی اور انس نے بھی
یہ دعوےٰ نہین کیا ہے کہ مین نے شق قمر کو خود دیکھا ہے بخاری مین
دو روایتین انس سے منقول ہین پہلی روایت۔ عن سعید ابن
عروبہ عن قتادۃ عن انس ابن مالک ان اھل مکۃ سالوا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ان یریھم اٰیۃ فاراھم القمر شقتین حتی
راواحراء بینھما۔ یعنی سعید بن عروبہ قتادہ سے اور قتادہ انس بن
مالک سے روایت کرتے ہین۔ انس نے کہا اہل مکہ نے
درخواست کی جناب رسول خدا صلعم سے کہ اُن کو کوئی معجزہ

دکھلانا چاہیے حضرت لنے چاند دو ٹکڑے کرکے اُنکو دکھلایا اِس طرح
کہ حرا پہاڑ کو بیچ مین دونو ٹکڑون کے انہون لنے دیکھا اور دوسری
روایت بخاری مین انس سے بطریق یونس وارد ہے اور بقول قسطلانی
صحیح مسلم اور مصنف عبد الرزاق اور مسند احمد اور مسند اسحق مین
بھی ہے مگر اس مین دو مرتبہ شق قمر دکھلانا درج ہے خیر اب
قسطلانی حدیث اول کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ حدیث مراسیل
صحابہ سے ہے اسلئے کہ انس لنے یہ معجزہ بچشم خود ہرگز نہین دیکھا
اور دوسری روایت کی شرح مین لکھتے ہین کہ انس حاضر اس واقعہ
مین نہ تھے اسلئے کہ ان کا سن اُسوقت چار یا پانچ سال کا ہوگا
اور مدینہ مین تھے اور ملا علی قاری بھی شرح شفا مین انس کی
غیر موجودگی واقعہ شق القمر مین لکھتے ہین پھر جب محدثین اہل اسلام
خود لکھہ رہے ہین اب کونسی جگہ شبہ کی اور کونسا اعتراض انس کی
روایت پر باقی رہا تیسرے صحابہ عبد اللہ ابن عمر ان سے مجاہد نے
روایت کی ہے اور یہ مجاہد مشہور تابعین سے ہین اور چونکہ انہون
نے عبد اللہ ابن مسعود اور عبد اللہ بن عمر دونون سے

شق القمر کی روایت کی ہی عبد اللہ بن مسعود کی روایت ہمنے بخاری سے
اوپر لکھدی ہی - اور عبد اللہ بن عمر سے مجاہد کی روایت صحیح ترمذی مین
یہ ہی وعن ابن عمر قال انفلق القمر علی عہد رسول اللہ صلعم فقال
اشھدوا چاند شق ہوگیا بزمانہ رسول خدا صلعم تب آپنے فرمایا کہ
دیکھو گواہ رہو نیا شگوفہ یہ لفظ انفلق کی جو حدیث ترمذی مین ہی
جسکے معنی شق ہو جانے کے اہل لغت لکھ رہے ہین ایک صاحب
کو یہ سوجھی سو جرہ تم کے لفظ انشق القمر - کے معنی یون تراشتے کہ
شق قمر نہین ہوا بلکہ صفائے چاندنی کے چاند سے جاتی رہی جیسے
صبح کا سپیدہ پھیلتا ہی اس تاویل کو قسطلانی شارح بخاری نقل
کرکے اسکو رد کرتے ہین اسلیئے محض لغو اور بے سند یہ تاویل ہی
اور غرض اس شخص کی فقط شبہہ ڈالنا وقوع معجزہ پر ہی - دفع
مغالطہ یہ جو سائل نے اعتراض کیا ہی کہ جو لوگ ابھی پیدا نہوئے
تھے وہ شق القمر کے روز اپنی موجودگی غلط بیان کرتے ہین مجھے
بڑا تعجب یہی ہی کہ ہم اہل اسلام تو نقل معجزات مین پوری احتیاط
کرتے ہین آخر اس اعتراض کا ماخذ کیا ہی اب ایک روایت شفا د

قاضی عیاض کی بلی - و فی روایة مجاهد و نحن مع النبی صلعم یعنی
مجاہد کی روایت مین ہی کہ ہم ہمراہ نبیؐ کے تھے مجاہد چونکہ تابعین مین
سے ہین انھون نے خود رسول صلعم کو نہین پایا پس انکا ہمراہ نبی
صلعم کے ہونا بروز شق قمر کیونکر صحیح ہو گا مگر چونکہ مجاہد نے عبد اللہ بن
مسعود اور عبد اللہ بن عمرؓ و نو سے روایت کی ہی لہذا شاید ہمارے
معزز سائل کو عبد اللہ بن عمر کی روایت پر شبہہ ہوا اسلئے کہ عبد اللہ
بن عمر و سے خواہ تیسرے برس مبعث کے پیدا ہوئے ہین کیونکہ
بروز واقعہ جنگ بدر بقول ابن حجر تقریب مین چودہ برس کے تھے
پس اگر واقعہ انشقاق سال نجم مین ہوا دو برس کے ہونگے اور اگر
سال ہشتم مبعث مین ہو پانچ برس کے ہونگے۔ پس یہ شبہہ ہمارے
معزز سائل کو عبد اللہ کے اشتراک اسم سے ہوا ہی اب معلوم کرنا
چاہیے کہ عبد اللہ ابن عمر کی روایت مین یہ لفظ کہ ہم ہمراہ نبیؐ کے تھے
نہین وارد ہی بلکہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت مین مجاہد کے طریق
سے وارد ہی جیسا کہ ہمنے نقل کیا ہی اور قاضی عیاض نے جو کہدیا ہی
کہ روایت مجاہد مین جو وارد ہی کہ ہم ہمراہ نبیؐ کے تھے اور بعض طرق

اعمش سے وارد ہیں کہ منی مین تھے پس یہ دونو روایتین ابن مسعود کی
ہین اور ملا علی قاری نے بھی شرح شفا مین تصریح کر دی ہے کہ روایت
مجاہد کی جو ابن مسعود سے ہے اسی مین انکی موجودگی ہمراہ نبیؐ کے وارد ہے
اور یہی مراد مجاہد کی ہے۔ پس یہ شبہہ کہ جو لوگ ابھی پیدا نہوئے تھے خواہ
دو برس کے تھے اسکا جواب تفصیلی تو بحمد اللہ ایسی عمدگی سے ہوگیا
جیسا کہ اہل اسلام کا سچا دین ہے اور چونکہ یہ شبہہ روایات اہلسنت پر
تھا لہذا ہمکو زیادہ اہتمام کتب کے دیکھنے مین کرنا پڑا اور الحمد للہ کہ ہمکو
پوری کامیابی ہوئی فقط اور ہم شکریہ ادا کرتے ہین اُن علماء اسلام کا
جنھون نے نقل روایات کی کر کے ہماری بلکہ اسلام کی تائید فرمائی
جسکی وجہ سے ہم رد شبہات پر قادر ہوئے اور آٹھ ماہ کی محنت ہماری پوری
ہوئی شیعون کے طریق سے روایات معجزہ شق قمر کے واقع
ہونے پر حسب اہلسنت کے طریق روایات وقوع معجزہ ہا کو ہم لکھ چکے
یعنی یہ معجزہ ہو چکا ہے اب مذہب شیعہ کی روایات کو لکھکر جو ضروری امور
ہین اُنکو سمجھائین ۔ واضح ہو کہ شیعہ مذہب کے کسی عالم نے اور نہ کسی
محدث نے شق القمر کے معجزہ کا انکار خواہ تفسیر سورہ قمر کے آیات میں

مکرر ملاحظہ فرمائیے

کوئی تاویل کی ہی اور جسقدر ایسی احادیث حضرات ائمہ طاہرین سے
منقول ہین کہ توضیح اور تفصیل یہ معجزہ اُئین وارد ہی اب اُنکو ہم لکھتے
ہین تاکہ دونو مذہب کی روایات باہم متعاضد اور قوی ہو جائین۔
یہ بات ضرور سمجھنے کی ہی چونکہ یہ معجزہ از قسم مشاہدات واقع ہوا ہی اُسکے
بیان مین روایات سے اثبات امور مندرجہ ذیل کی ضرورت ہی (۱)
کسوجہ سے واقع ہوا (۲) کس وقت واقع ہوا اورکس تاریخ مین اورکس
سال مین (۳) صورت کیسی نظر آئی (۴) کہان کہان سے نظر آئی (۵)
کتنی دیر تک باقی رہا (۶) درخواست کنندہ اس معجزہ کے کون کون لوگ
تھے اور کتنے تھے (۷) خود حضرت معجز نما اُسوقت کس جگہ پر تھے (۸) بعد
ظہور اس معجزہ کے اثر اُسکا ناظرین پر کیا ہوا (۹) ایک مرتبہ معجز نمائی کی
بعد پھر دوبارہ کسی قسم کی درخواست منکرین نے اُسیوقت کی یا نہین
(۱۰) خدا کا حکم اِس معجز نمائی پر ہمارے نبیؐ کو آیا تھا یا نہین اور کون لایا تھا
یہ دس باتین ضروری اس معجزہ کی بیان کرتے ہین اونمین دو تین باتین
اہلسنت کی روایات سے معلوم ہوئین خاص کر ابن عباس کی
روایت مندرجہ درمنثور سے۔ اور کل دس کی دس یہ روایات

ائمہ طاہرین سے دریافت ہو ہیں اب جو فروگذاشت اہلسنت کی
روایات ہیں تھے اُسکی تلافی بھی احادیث اہل بیت سے ہوگئی
پہلی روایت بحار ہیں مناقب سے وارد ہو اجمع المفسرون و
المحدثون سوی عطا والحسن والبلخی فی قولہ تعالی اقتربت الساعة
وانشق القمر۔ انہ اجتمع المشرکون بمکة لیلة بدر الی النبی ص
فقالوا ان کنت صادقا فشق لنا القمر فرقتین قال ص ان فعلت
تومنون قالوا نعم فاشار الیہ باصبعہ فانشق شقتین رای
حراء بین فلقیتہ وفی روایة نصفا علی ابی قبیس و نصفا علی
قعیقعان وفی روایة نصفا علی الصفا ونصفا علی المروة
فقال ص اشہدوا اشہدوا فقال ناس سحرنا محمد ص فقال رجل
ان کان سحرکم فلم یسحر الناس کلہم وکان ذلک قبل الہجرة و
بقی قدر ما بین العصر الی اللیل وہم ینظرون الیہ ویقولون
سحر مستمر فنزل وان یروا ایة یعرضوا الایات وفی
روایة انہ قدم السفار من کل وجہ فما قدم من احد
الا اخبرہم انہم راوا مثل ما راوا ترجمہ مفسرین اور محدثین کا

اجماع ہی سوائے عطا اور حسن بصری اور بلخی کے تفسیر مین ایتہ اقتربت
الساعۃ وانشق القمر کے یعنی سبب نزول اس آیت کا یہ ہی کہ
مشرکین مکہ مین ایک مرتبہ شب چہاردہم (ذیحجہ) کو خدمت جناب رسول
صلعم کے آئے اور کہنے لگے اگر تم دعوای نبوت مین سچے ہو تو چاند کو
ہمارے واسطے دو ٹکڑے کردو حضرت نے فرمایا اگر مین ایسا
کرون تو ایمان لاؤگے مشرکین نے کہا کہ ہان۔ حضرت نے انگشت مبارک
سے اشارہ کیا اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا اسطرح سے کہ حرا پہاڑ دونو
ٹکڑون کے بیچ مین نظر آیا اور ایک روایت یہ ہی کہ آدھا چاند کوہ ابوقبیس
پر اور آدھا قعیقعان پہاڑ پر نظر آیا جسکا منہ ابوقبیس کی طرف ہی
بقول صاحب قاموس اور تیسری روایت مین ہی آدھا چاند صفا پر
اور آدھا مروہ پر نظر آیا حضرت رسالت نے فرمایا کہ تم گواہ رہو
لوگون نے انھین مشرکین مین سے یہ کہا کہ ہمپر محمد صلعم نے جادو کیا ہی
ایک آدمی یون کہنے لگا اگر ہمپر جادو کیا تمام آدمی حاضر اور غیر حاضر
سب پر تو جادو نہ کیا ہوگا اور یہ واقعہ ہجرت سے پہلے واقع ہوا
اور اتنی دیر تک چاند کے دو ٹکڑے باقی رہے جتنا زمانہ ہنگام عصر

سے شب تک ہوتا ہے اور وہ سب چاند کے دو ٹکڑوں کو دیکھ رہے تھے
اور کہتے تھے کہ یہ جادو پائدار ہے۔ انکے اسی کہنے پر یہ آیات نازل ہوئے
ہین کہ اگر کوئی معجزہ یہ لوگ دیکھتے ہین کہتے ہین کہ جادو ہوا و بایک روایت
مین وارد ہے سفر کے لوگ ہر طرف سے آئے اور جو آیا اُس نے یہی کہا
کہ ہمنے اسی طرح چاند کو دو ٹکڑے دیکھا جسطرح مکہ مین لوگون نے دیکھا
ترجمہ ہو چکا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اجماع کا دعوی جو فرمایا ہے باوجودیکہ
تین اشخاص مخالف اجماع بھی ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ مذہب شیعہ مین
معلوم النسب خروج اجماع نہین ہوتا ہے اسلیے کہ اجماع بنفسہ
حجت نہین ہے بلکہ منطنہ دخول معصوم ہے۔ مین کہتا ہون یہ روایت
مجموعہ چند روایات کا ہے اور اکثر حالات اسمین بہ تفصیل مذکور ہین پہلے
وقت ظہور معجزہ کہ رات تھی دن نہ تھا دوسری تاریخ چودھوین شب
تیسرے اختلاف منظر یعنی مختلف لوگون کو مختلف جگہ سے
نظر آیا اور یہ امر ضروری ہے اسلیے کہ جو شخص جس مقام پر ہوتا ہے چاند
اُسکو اُسی موقع پر نظر آتا ہے جو اُسکی جگہ خاص ہوتی ہے چنانچہ اسکو
ہم جواب شبہہ (۶) مین آئندہ مفصل لکھین گے جو تھی تصریح اس مدد آیت

جبیر بن مطعم کے جو مجمل طور سے وارد ہوئی ہی کہ اوس پہاڑ پر نظر آیا
پانچوین زمانہ بقاے معجزہ ہذا جو کسی روایت مین منجملہ روایات
مذکورۂ بالا نظر سے نہین گذرا اور یہ زمانہ عصر سے ابتداے شب
تک اگر اُس سے آخر وقت عصر سے اول شب تک یہی مراد ہو
یعنی چار رکعت نماز عصر کا زمانہ غروب حسی ہین جب سے باقی
رہے تا غروب شرعی جو اول وقت مغرب ہی اور افطار صوم کا بھی
وہی وقت ہی جب بھی مکہ معظمہ کے افق سے ۳۵ منٹ سے کم نہوگا
اور اسی توضیح امتداد زمانہ سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ جن روایات مین
دو مرتبہ شق قمر دیکھنے کا بیان ہوا ہی وہ بھی صحیح ہی چھٹے سبب
نزول سورہ قمر اور خاص کر اُس آیت کا جسمین جادو کہنا کفار کا
وارد ہی وہ بھی مفصل ارشاد فرمایا جسکی نسبت زجاج نے کہا ہی
وفی هذا دلالة علی ان ذلك قد كان و وقع یعنی اس آیت کو
پوری دلالت ہی کہ یہ معجزہ ہو چکا ہی جب تو خدا نے فرمایا کہ اگر دیکھتے
ہین کوئی معجزہ اُسکو پائدار جادو بتلاتے ہین اب یہ تجویز عقلی زجاج
کی نقلی دلیل سے مطابق ہوگئی ساتوین سال وقوع تخمیناً یعنی

قبل ہجرت یہ معجزہ واقع ہوا۔ یہ ساتوں امور ضروری تو اسی روایت
سے معلوم ہوئے۔ اس سے زیادہ توضیح دوسری روایت میں دیکھو

دوسری روایت تفسیر علی بن ابراہیم قمی رح میں یوں سے
یوں منقول ہے۔ قال قال ابو عبد اللہ ع اجتمع اربعۃ عشر
رجلا من اصحاب العقبہ لیلۃ اربعۃ عشر من ذی الحجہ فقالوا
للنبی صلعم ما من نبی الا و لہ آیۃ فما آیتک فی لیلتک ہذہ فقال
النبی صلعم ما الذی تریدون فقالوا ان یک لک عند اللہ قدر
فامر القمر ان ینقطع قطعتین فہبط جبرئیل ع فقال یا
محمد صلعم ان اللہ یقرئک السلام و یقول لک انی امرت
کل شئ بطاعتک فرفع راسہ فامر القمر ان ینقطع قطعتین
فانقطع قطعتین فسجد النبی صلعم شکرا و سجد شیعتنا
ثم رفع راسہ و رفعوا رؤسہم فقالوا الی یعود کما کان فعاد
ثم قالوا ینشق راسہ فامرہ فانشق فسجد النبی صلعم شکرا
و سجد شیعتنا فقالوا یا محمد حین تقدم اسفارنا من الشام
والیمن فنسئلہم ما رأوا فی ہذہ اللیلۃ فان یکونوا رأوا مثل

مارأينا علمنا انه من ربك وان لم يرو امثل مارأينا علمنا انه سحر
سحرتنا فانزل الله اقتربت الساعة الى آخر السورہ ترجمہ
یونس کہتے ہیں مجھ سے جناب صادقؑ نے فرمایا کہ چودہ شخص اصحاب
عقبہ میں سے جمع ہوکر ذیحجہ کی چودھوین شب میں آئے اور جناب
رسالتؐ سے کہنے لگے کوئی نبی ایسا نہیں آیا ہی مگر اُسکو خدا نے
کوئی معجزہ دلیل اُسکی نبوت پر ضرور دیا ہی۔ آپکے پاس آجکی شب
کیا ثبوت ہی اپنی نبوت کا۔ حضرت نے فرمایا کیا چیز تم چاہتے ہو۔ وہ
لوگ بولے اگر آپکی کچھ قدر اور منزلت پیش خدا ہی چاند کو حکم دیجیے
کہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہنے
لگے خدائے پاک آپکو تحفہ سلام بھیجکر یہ فرماتا ہی ہمنے ہر شئے کو
تمھاری اطاعت کا حکم دیا ہی یہ ارشاد الٰہی سُنکر حضرت نے سر
اوپر اُٹھایا اور چاند کو حکم دیا دو ٹکڑے ہو جائے پس فوراً ہو گیا
حضرت نے سجدہ شکر ادا فرمایا اور ہمارے پیرو با ایمان جتنے اُسوقت
حاضر تھے اُن سبھوں نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر حضرت نے سر
اُٹھایا۔ اب اصحاب عقبہ نے کہا حکم دیجیے کہ چاند پھر جیسا تھا ویسا ہی

ہو جائے جب ہو گیا اب انھون نے کہا کہ چاند کا سر شق ہو جائے حضرت

کے حکم سے یہی ہوا۔ پھر دوبارہ حضرت نے مع گروہ مومنین

کے سجدہ کیا اب وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے قوم وقبیلہ کے

لوگ شام اور یمن کو گئے ہین وہ آلین اُنسے ہم پوچھین گے اگر

اُنھون نے بھی اسیطرح شق قمر دیکھا ہی ہمکو یقین ہوگا کہ قدرت

نمائی تمھارے خدا کی ہی اور اگر انھون نے انکار کیا تو یہ آپکا جادو

ہی جو ہمپر چلا ہی۔ تب خدا نے سورہ قمر نازل کیا اور فرمایا اقتربت

الساعۃ الخ میں کہتا ہون۔ اِس حدیث مقدس مین چند

فوائد عظیمہ ایسے ارشاد فرمائے جن سے پوری اصلیت

اِس قصہ کی معلوم ہو گئی۔ پہلا فائدہ اصحاب عقبہ کی درخواست

اور یہی لوگ وہ ہین جنکے قبول اسلام سے اسلام کو قوت

شروع ہوئی اور اپنی رغبت سے بدون لڑائی جھگڑے کے

مسلمان ہوئے۔ پہلے سال چھ آدمی اور پھر بارہ اور پھر ستر (۷۰) آدمی

مشرف باسلام ہوئے اور عقبہ بقول قسطلانی منٰی مین واقع

ہی بخاری نے ایک روایت معاذ بن رفاعہ بن رافع سے جو لکھی ہی

انھین کہتے ہین۔ کان رفاعۃ من اھل بدر۔ رفاعہ اصحاب بدر سے تھے وکان رافع من اھل العقبہ۔ اور رافع اصحاب عقبہ سے تھے جو منیٰ مین ہے اور یہ رافع منجملہ چھ یا بارہ یا ستر آدمیون کے ہین جنھون نے قبل ہجرت آپکے بیعت کی تھی رافع اپنے فرزند رفاعہ سے براہ فخر کہتے تھے مایسّرنی انی شھدت بدرا بالعقبہ مجھے اسی کے خوشی ہو کہ مین حضوری عقبہ کی وجہ سے گویا بدر مین حاضر ہو چکا۔ مراد اسکی تعظیم شان عقبہ ہو کہ وہ بیعت منشا قوت اسلام ہوئی اور سبب ہجرت ہوئی اگر بیعت عقبہ نہوتی تو واقعہ بدر بھی نہوتا۔ یہ خلاصہ روایت اور شرح قسطلانی کا ہو بہر حال یہ چھ وہ اشخاص بظاہر اس معجزہ کی درخواست کرنے مین محض مخالفانہ طور سے نہین آئے تھے اور جن لوگون کے نام مذکور ہین بروایت ابن عباس وارد ہین اگر وہ لوگ بھی اصحاب عقبہ سے تھے فبہا ورنہ وہ محض معاندت سے آئے ہونگے اسلیے کہ آئندہ جو حدیث مذکور ہو گی اُس سے بخوبی ظاہر ہو گا کہ اُس شب تمام کفار مکہ کی چڑھائی تھی کہ حضرت سے کوئی بڑا معجزہ طلب کرین یا آپکا معاذ اللہ ساحر ہونا ثابت

ہو جائے تفسیر صافی مین ایس روایت مین اصحاب عقبہ کے لفظ
ہونے سے کچھ تردد اسکی صحت مین درج ہوا غالباً مصنف رح کو اصحاب
عقبہ کا قصہ اسوقت یاد نرہا دوسرا فائدہ تصریح ماہ ذیحجہ کی
ہی یعنی یہ معجزہ چودھوین شب ذیحجہ کو واقع ہوا اور یہ تصریح جہانتک
مجھے روایات ملے ہین کسی مین نہین بجز اس حدیث کے تیسرا
فائدہ نزول جبرئیل ع اگرچہ درمنثور کی روایت ابن عباس مین
ہم اوپر لکھ چکے مگر وہ داب اور آداب جو اس حدیث مین درج ہی
وہ اسمین نہین ہی جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معجزنمائی بدون
حکم خدا کے انبیا نہین کر سکتے تھے چوتھا فائدہ دو مرتبہ چاند کا
شق ہونا جو مجملا روایات اہلسنت مین بھی وارد ہی چنانچہ ابن عباس
اور ابن مسعود کی روایت جو تفسیر تبیان اور درمنثور اور معالم
التنزیل بغوی اور شفاء ی قاضی عیاض اور مواہب اور لقبول
قسطلانی صحیح مسلم اور مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد اور
مسند اسحق ان سب مین لفظ مرتین کی موجود ہی جسکے ظاہری معنی
یہی ہین کہ دو مرتبہ یہ معجزہ ہوا اگرچہ ابن حجر نے مرتین کی تاویل نادرست

دونکڑون سے کی ہی بہرحال اس حدیث سے دو مرتبہ شق ہونے کی
پوری کیفیت معلوم ہوگئی اور جو اجمال اُن روایات مین تھا
اُسکی پوری تفصیل گویا جناب صادقؑ نے فرمادی۔ پانچوان
فائدہ سجدۂ شکر بجالانا حضرت کا دونون مرتبہ جب شق قمر خدا نے
کردیا یہ مضمون بھی خاص اسی حدیث سے ہو اور کیسا سچا اور صحیح ہی
اسلیے کہ یہ معجزہ جسکو ام المعجزات کہنا ضرور ہی پوری دلیل ہمارے
نبیؐ کی فضیلت پر جملہ انبیا کے ہی پس ضرور ہی کہ حضور نے مع حضار
مومنین کے سجدۂ شکر ادا فرمایا ہو یہ بھی یاد رہے کہ چونکہ اس معجزہ
کے واقع ہونے سے تصدیق جملہ انبیاؑ کی دربارہ خبر دہی آثار قیامت
ہوگئی اور حشر ونشر اور عذاب و ثواب کا ہونا جو خاص نتیجہ بعثت انبیاؑ
کا ہی اُسکی بھی تصدیق ہوگئی لہذا سجدہ شکر بجالانا حضرت کا اپنے اور جملہ
انبیا کی سچائی ثابت ہونے کی وجہ سے ضروری فعل تھا جسکو آپ
بجالائے تیسری روایت خرائج مین وارد ہی۔ من معجزات النبی
صلعم انہ کان لیلۃ جالساً فی الحجر وکانت قریش فی مجالسہا
یتسامرون فقال بعضہم لبعض قد اعیانا امر محمد صلعم فما ندری

ما نقول فيه. فقال بعضهم قوموا بنا جميعا اليه نسأله ان يرينا
اية من السماء فان السحر قد يكون في الارض ولا يكون في السماء
فصاروا اليه فقالوا يا محمد ان لم يكن هذا الذي نرى منك
سحرا فارنا اية في السماء فانا نعلم ان السحر لا يستمر في السماء
كما يستمر في الارض فقال م لهم الستم ترون هذا القمر في تمامه
لاربع عشرة فقالوا بلى فقال افتحبون ان يكون الاية من
قبله ومن جهته قالوا قد احببنا ذلك فاشار اليه باصبعه
فانشق بنصفين فوقع نصفه على ظهر الكعبة ونصفه الاخر
على جبل ابو قبيس وهم ينظرون اليه فقال بعضهم فرده الى
مكانه فاومى بيده الى النصف الذي كان على جبل ابي قبيس
فطارا جميعا فالتقيا في الهواء فصارا واحدا واستقر القمر
على مكانه على ما كان فقالوا قوموا فقد استمر سحر محمد م
في السماء والارض فانزل الله اقتربت الساعة وانشق
القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر ترجمه بعض معجزات
سے نبی صلعم کے یہ بھی معجزہ ہے کہ ایک شب کو حضور حجر (یعنی) وہ

مقام جو خانہ کعبہ کے پچھم اور اُتر اندرون حطیم یعنی دیوار بیرونی
کے واقع ہی مین بیٹھے تھے اور قریش اپنی اپنی بیٹھک اور
نشستگاہوں مین قصہ اور کہانی کرنے مین مشغول تھے۔ اتنے مین
بعض لوگون نے بعض سے کہا کہ محمد صلعم کے دعوی نبوت اور
اظہار خوارق عادات نے ہمکو تھکا دیا اب ہمکو کچھ نہین سوجھتا کہ
آخر کیا اُنسے کہین (اور کب تک انکار کرتے رہین) تب بعض لوگون
نے آپس مین یہ کہا کہ چلو آج سبکے سب اُنسے درخواست کرین کہ
ہمکو کوئی معجزہ آسمانی دکھلائین اسلیے جادو زمین کی چیزون کو کبھی
چل بھی جاتا ہی اور آسمانی پر نہین چلتا ہی۔ یہ کہکر سبکے سب اُٹھکر
حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے ای محمد صلعم اگر یہ خوارق عادات
جو تمسے صادر ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہین از قسم سحر نہین ہین
تو ہمکو کوئی معجزہ آسمانی دکھلادو اسلیے کہ جادو آسمان پر نہین چلتا
ہی جیسا کہ زمین پر چلتا ہی۔ حضرت نے فرمایا کیا تم یہ پورا چاند
چودھوین شب کا نہین دیکھ رہے ہو سبھون نے کہا کہ ہان دیکھ تو
رہے ہین۔ حضرت نے فرمایا تمکو پسند ہی کہ وہ معجزہ اسی چاند پر

واقع ہو وہ کہنے لگے ہمنے اسی کو پسند کیا۔ حضرت نے انگلی سے اشارہ
کیا اور چاند آدھا آدھا ہو گیا ایک نصف تو پشت خانہ کعبہ پر (جو پورب
اور جنوب کیطرف) اور دوسرا نصف کوہ ابو قبیس پر (جو پورب
اور دکھن طرف خانہ کعبہ سے واقع ہے) اور وہ سب چاند کو
اسی حالت پر دیکھ رہے تھے۔ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ اب چاند کو
اپنی جگہ پر پھیر دیجیے حضرت نے اشارہ دست مبارک سے فرمایا
اسی ٹکڑے کی طرف جو ابو قبیس پر نظر آرہا تھا اب دونو ٹکڑے اور جڑے
اور ہوا میں ملکر ایک جسم ہو گئے اور چاند اپنی اصلی جگہ پر (جو مناسب
اسوقت اور اسی مکان کے تھے جہاں سے یہ لوگ دیکھ رہے تھے)
جیسا تھا ویسا ہی ٹھہر گیا۔ اب سب کہنے لگے چلو اٹھو کھڑے ہو محمد
صلعم کا جادو آسمان اور زمین دونو پر چل گیا پس نازل کیا خدا نے
سورہ قمر کی وہ آیتیں جو اس قصہ پر مجملاً دلالت کرتی ہیں میں کہتا
ہوں اس روایت سے بھی چند فوائد عظیمہ حاصل ہوئے پہلا فائدہ
حضرت کا مقام حجر میں ہوتا جو شمال اور مغرب خانہ کعبہ کے ہے اور
چاند کا مطلع جنوبی شرقی اُس روز تھا چنانچہ ہم جواب شبہہ (۱۲) اور (۲)

مین پورا ثبوت اسکا دینگے اسی تصریح مقام حجر سے جملہ روایات اہلسنت اور شیعہ کی تصدیق ہو گئی جو اختلاف منظر دیکھنے والون کے بارہ مین وارد ہین دوسرا فائدہ یہ بھی اسی روایت سے معلوم ہوا کہ اس شب کو تمام شہر کے کفار جا بجا سے معجزہ طلب کرنے آئے تھے اور آگے پیچھے آنا مختلف لوگونکا اسی وجہ سے مختلف واقعات بھی درج روایات ہوئے ہین اسکو بھی جواب شبہہ (۱۰) مین اچھی طرح سے لکھینگے تیسرا فائدہ یہ بھی اسی روایت سے ظاہر ہوا کہ قبل اظہار معجزہ شق قمر کے اسقدر معجزات حضرت نے ظاہر فرمائے تھے کہ اب کفار کو چارۂ انکار نہ تھا اور ضرور کچھ لوگ مشرف باسلام ہو چکے ہونگے جنکی نسبت روایت دوم مین جناب صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعہ یعنی پیرو بھی سجدہ شکر بجالائے پس یہ روایت مصدق حدیث مذکور بھی ہے چوتھا فائدہ اشارہ انگشت سے چاند کا شق ہو جانا جیسا کہ مشہور ہے اُسکی بھی تصریح اسی روایت مین ہو گئے جیسے روایت مناقب سے گذر چکی ہے پانچوان فائدہ سحر مستمر کی لفظ جو قرآن مجید مین ہے گویا نقل قول کفار ہے جیسا کہ اس روایت

سے معلوم ہوا اب وہی معنی سحر مستمر کے آیات قرآنی مین لینے مناسب
ہین جن معنون سے کفار نے کہا تھا کہ سحر آسمان پر نہین چلتا ہی لبس اختلاف
مفسرین اس لفظ کے معنون مین ضروری رہا اور وقوع معجزہ پر یہی لفظ
دلیل بھی ہوگئی یہی تین روایات معدن عصمت وطہارت کے
اس معجزہ کی نسبت کافی ہین اگرچہ روایات وقوع شق قمر بہت سے ہین
مگر ہمنے اہلسنت کی وہ روایات جنمین غلط فہمی سے کچھ شبہات عوام
کو ہوتے تھے انھین کو لکھا اور اہلبیتؑ کی یہی تین روایتین نقل کین
تاکہ معلوم ہوجائے کہ حاملان اسرار نبوت اور معادن علم الہی
کے بیان مین اور دیگر اشخاص کے بیان مین کیا فرق ہی جواب
شبہات - اب تمہیدی تقریر کے بعد ہر ایک شبہہ کا جواب بطور
اختصار کے مکرر لکھتا ہون اگرچہ ضمن مین تمہید ہی کے کل شبہات کا
مفصل جواب ہوچکا ہی مگر شاید بوجہ طوالت کے ہر ایک ناظر کتاب
ہذا کو اطمینان نہو - پہلا شبہہ کہ قرآن مجید سے اس معجزہ کا ثبوت
نہین ہی اسکا جواب یہ ہی کہ پورا ثبوت قرآن سے اسکا ہم لکھ چکے اور
تین علمائے اسلام کا اختلاف کرنا اسکی غلطی بھی ثابت کرچکے

دوسرا شبہہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہوئے تھے وہ اپنی چشم دید اس معجزہ کو کہتے ہین اسکا جواب یہ ہی ہرگز کوئی روایت اہل اسلام کی ایسی نہین ہی جس مین چشم دید اس راوی کے منقول ہو جو حاضر موقع نہ تھا یا پیدا نہوا تھا چنانچہ اسکی تفصیل تمہید مین گذر چکی تیسرا شبہہ کوئی راوی چشم دید اس معجزہ کا وقوع شب کو بتلاتا ہی اور کوئی دن کو کہتا ہی جواب سورۂ قمر مین جس معجزہ کا بیان ہی اُسکی نسبت کوئی روایت اہل اسلام کی ایسی نہین ہی کہ دن کو واقع ہوا بلکہ بالاتفاق سب کا یہی مفاد ہی کہ شب کو ہوا اور چودھوین شب ذیحجہ تھی ہان واشنگٹن صاحب نے سیر محمدی مین جو قصہ نقل کیا ہی چنانچہ ہمنے باب چودہ مین لکھا ہی وہ واقعہ دن کا ہی مگر ہمکو اسلامی تاریخ سے آج تک اسکا پتہ نہین ملا ہی اگر صاحب موصوف نے براہ نیک نیتی لکھا ہی تو ہم مسلمانون کو ایک دوسرا معجزہ اپنے نبی کا عیسائی مورخ کے بیان سے دستیاب ہوگا ورنہ اسکی جوابدہی انھین کے ذمہ ہے اہل اسلام کے ذمہ نہین ہی مگر اتنا پھر ضرور مین کہونگا کہ قرآن مجید سے جو شق قمر

ثابت ہی وہ تو منزور شب کو ہوا ہی چوتھا شبہہ کوئی کہتا ہی آسمان پر ہوا
کوئی زمین پر کوئی درمیان زمین اور آسمان کے بتلاتا ہی جواب
یہ بھی غلط ہی سب روایتین اہل اسلام کی متفق یہی ظاہر کر رہی ہین
کہ چاند اپنی خاص جگہ پر شق ہوا ہان سید محمد ہی واشنگٹن صاحب مین
جو شق قمر مندرج ہی اگر وہ صحیح ہی تو وہ زمین پر ہوا ہی اور وہ دوسرا
معجزہ ہی پانچوان شبہہ کوئی کہتا ہی ایک مرتبہ اور کوئی کہتا ہی شق قمر
دو مرتبہ ہوا جواب اگر مراد سائل کی یہ ہی کہ دو تاریخ مین جدا
جدا ہمارے نبی صلعم نے یہ معجزہ دکھلایا تو بشرط صحت روایت
سید محمد ہی واشنگٹن صاحب ہم تسلیم کرتے ہین کہ ہان دو مرتبہ
اور ایک مرتبہ اسطرح کے ہونے اور نہوتے پر اہل اسلام مین یہ امر
اختلافی ہوگا مگر وہ معجزہ جو قرآن مین مذکور ہی اس سے اس اختلاف
کو کچھ تعلق نہین ہے اور اگر مراد سائل کی یہ ہی کہ اسی معجزہ شنبہ مندرجہ
قرآن کے دو مرتبہ اور ایک مرتبہ ہونے مین اختلاف ہی غلط ہی
اور اسکی یہ صورت ہی کہ روایات جسقدر وارد ہین اکثر تو مجمل ہین
نہ اُنمین ایک مرتبہ کا ذکر ہی نہ دو مرتبہ کا اور بعض مین مفصلاً دو مرتبہ

دکھلانا وارد ہی اب اُس اجمال کی تفصیل ہوگئی اختلاف اسکو نہ کہینگے
ہان ایک روایت ابن عباس کی جو اکثر کتب احادیث مین
مذکور ہی اُسمین وارد ہی کہ کفار نے بھی درخواست کی تھی کہ ہمکو دو مرتبہ
شق قمر دکھلا دیجیے لہذا آپنے دو مرتبہ اُنکو دکھلا دیا اس روایت
مین اگرچہ اس تعداد کی توضیح نہین ہی یعنی کیفیت خاص کہ دو مرتبہ
کیونکر دکھلا دیجیے اسمین اجمال ہی - مگر جو روایت ہمنے تفسیر قمی سے
لکھی ہی اُسمین اسکی تصریح وارد ہی کہ پہلے کفار کی درخواست سے
دو برابر حصہ قمر دکھلائے پھر اُنھون نے درخواست کی کہ اُسکی مرتبہ
دو ٹکڑے برابر نہون بلکہ چاند کا بہرا شق ہو جائے یعنے جو حصہ
اوپر کی طرف ہی چنانچہ حضور نے اوپر والا حصہ بھی شق کرکے
دکھلا دیا اب اس روایت سے تعدد کی پوری کیفیت بھی
معلوم ہوگئی اور بعضی روایتین اہلسنت کی طرق سے
وارد ہین کہ - فاراہم مرتین - یعنی دو مرتبہ اُنکو شق قمر دکھلا دیا
ان سبکے اجمال کی تفصیل بھی ہوگئی - اور ابن حجر نے جو لفظ مرتین کے
معنی دو حصہ کے خلاف قیاس بیان کیے ہین کچھ اُسکی ضرورت نہ رہی

کیونکہ جب شیعہ اور سُنی دونون کی روایات مین بہ تفصیل یہی وارد ہے کہ دو مرتبہ دکھلایا اور کسی روایت مین تصریح ایک مرتبہ شق کرنے کے نہیں ہی پھر جو اختلاف سائل کہتا ہی وہ تو ثابت نرہا چھٹا اور ساتوان اور آٹھوان اور نوان شبہہ اختلاف منظر کا ہی یعنے لوگون کو مختلف مقام پر نظر آیا کسی کو حرا پہاڑ کے نیچے اوپر اور کسی کو جبل ابو قبیس یا قعیقعان یا صفا اور مروہ وغیرہ پر یہ شبہات بالکل مہمل ہین اسلیے کہ چاند اور سورج اور دیگر کواکب کو جس مقام سے آدمی دیکھتا ہی اُسی کے حساب سے مختلف جگہ پر نظر آتے ہین پس یہ اختلاف منظر پوری دلیل اس واقعہ کی سچائی پر ہی اور متعدد اشخاص کے گواہان رویت ہونے کا ثبوت کامل یہی ہی ہان اگر ایک ہی آدمی خواہ ایک جماعت ہوتی کہ انھون نے آن واحد مین چند مقامات پر چاند کے ٹکڑے دیکھے اُسوقت ضرور یہ امر ناممکن تھا ۔ مجملی جواب شبہہ کا تو ہوچکا مگر ہمکو ضرورت اسکی ہی کہ جو لوگ ہمارے نبیؐ کے ہمراہ تھے جیسے ابن مسعود اور حذیفہ وغیرہ اُنکو جن مقامات پر نظر آیا

وہ بیان اُنکا صحیح ہی یا نہین اس مطلب کے بیان کرتے ہین ہمکو
تاریخ اور جغرافیہ اور علم ہیئت کی طرف رجوع کرنا پڑے دیکھوںگا
ابن مسعود اور حذیفہ اور ابن عباس وغیرہ کی روایات مین جو
مقامات چاند کے نظر آنیکے وارد ہین وہ بقاعدہ علم ہیئت
کیسے درست ہین اب اس مطلب کے ثابت کرنے مین ہمکو سات
باتون کے دریافت کرنیکی حاجت ہی (۱) معظمہ کا عرض بلد
یعنی خط استوا سے کتنی دور ہی (۲) مکہ معظمہ خط استوا سے شمالی
ہی یا جنوبی (۳) تاریخ وقوع معجزہ بحساب شمسی و قمری
(۴) حضرت اور آپکے اصحاب اور درخواست کنندہ کفار اُسوقت
کہان تھے (۵) کتنی دیر تک شق قمر باقی رہا (۶) اِن لوگون کو
جو حاضر حضور تھے کس کس مقام پر شق قمر نظر آیا (۷) اور لوگ
مکہ معظمہ نے جو دیکھا وہ کہان تھے پہلا امر اور دوسرا
مکہ معظمہ کا عرض بلد ۲۱ درجہ اور چالیس دقیقہ ہی یعنے بحساب
میل انگریزی (جو ۱۷۶۰ گز کا ہی) مکہ معظمہ خط استوا سے ۱۴۹۰
سو ۴۹ میل کسیقدر زائد بطرف شمال کے واقع ہی تیسرا امر تاریخ

ظہور معجزہ چونکہ شروع سنہ ہجری یعنی یکم محرم سنہ ۱ ہجری مطابق
۱۶- جولائی سنہ ۶۲۲ء کے تھی بموجب تحقیق مندرجہ بشارت احمدی مصنفہ
مولوی عبدالعزیز صاحب سنی المذہب لکھنوی- اور ہجرت سے
پہلے پانچ خواہ آٹھہ سال یہ معجزہ واقع ہوا ہی اب اگر پانچ سال ہجرت
سے پہلے اِس واقعہ کو مانین تو سنہ ۶۱۷ء مین یہ واقعہ ہوا اور
اِس سال ۱۴ ذوالحجہ مطابق ۲۶ مئی کے ہوتی ہی جو مطابق ۵-
جوزا کے ہی اور اگر آٹھ سال ہجرت سے پہلے ہوا تھا تو سنہ ۶۱۴ء مین
تھا اور اِس سال ۱۴ ذوالحجہ مطابق ۱۰- اپریل کے ہوتی ہی جو
مطابق ۲۱ ثور کے ہی اور دونو تاریخ یعنی ۲۶ مئی خواہ ۱۰-
اپریل ماہتاب مکہ معظمہ سے جنوب مین نکلتا ہی- اسلیے کہ ۲۰-
جون خواہ ۱۹- کو جو مطابق ۳۰ ماہ جوزا کے ہو آفتاب سمت الراس
مکہ معظمہ پر ہوتا ہی اوس روز سایہ شاخص وہان بھی معدوم ہوتا ہی
پس اگر ۲۶ مئی کی روایت صحیح ہی اُس روز ماہتاب ۳۷۳ میل
تخمیناً مکہ سے جنوبی تھا اور اگر ۱۰- اپریل کو صحیح مانین اُس روز
۲۳۸۰ میل ماہتاب جنوبی تھا خلاصہ یہ کہ بروز شق قمر ماہتاب مکہ سے

جنوبی ضرور تھا اور یہ بات اُسوقت ہی کہ قوس مدار یومی قمر مطابق
متحد قوس مدار شمسی کے نہو لہذا اپریل اور مئی مین ماہتاب کے
قوس لیلیے قوس نہاری سے شمال خط استوا مین ضرور چھوٹے
ہو گی - اب جنوبی ہونا قمر کا بخوبی ثابت ہو چکا جیسا کہ ماہران فن
پر ظاہر ہی چوتھا امر کہ خود حضرت اور آپکے اصحاب اور درخواست
کنندہ معجزہ اُسوقت مقام حجر (بکسر حاے حطی وسکون جیم اور
آخر راء مہملہ) مین تھے جو خانہ کعبہ کے حطیم یعنے چار دیواری کے
اندر بطرف شمال اور مغرب واقع ہی جدھر مغربی سراجنة المعلے
کا اور مزدلفہ واقع ہی اب چوتھا امر یعنی جن مقامات پر شق قمر
ان لوگون کو نظر آیا وہ کوہ ابوقبیس اور قعیقعان اور منیٰ اور
کوہ حرا یہ سب مقامات خانہ کعبہ سے بلکہ مقام حجر سے پورب
اور دکھن طرف واقع ہین کوہ ابوقبیس جسپر مقام شق قمر
کی زیارت کو حجاج اب بھی جاتے ہین اور وہ مقام بنا ہوا ہے
وہ تو ٹھیک گوشہ جنوب اور مشرق پر مقام حجر سے ہی
دیکھو نقشہ مکہ معظمہ مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ سنہ ۱۳۰۸ھ کو - اور

قعیقعان بقول صاحب قاموس وہ پہاڑ ہی جسکا مُنہ کوہ ابوقبیس
کی طرف ہی اور آج اُسکا پتہ اگرچہ نہ ملے مگر اُسکا شرقی جنوبی ہونا تو
بتصریح اہل لغت ثابت ہی - پھر چونکہ بروایت ابن عباس مندرجہ درمنثور
کفار کی درخواست بھی ابوقبیس اور قعیقعان پر دو ٹکڑے دکھلانے
کی تھی اور چاند کا جنوبی ہونا اُس تاریخ ہم ثابت کر چکے لہذا نصف ماہ
قعیقعان پر اور نصف کوہ ابوقبیس پر نظر آنا روایتاً اور درایتاً دونو
طرح سے درست ہی الحمد للہ اسی طرح نصف پشت خانہ کعبہ پر اور
نصف کوہ ابوقبیس پر نظر آنا بھی صحیح ہی - اب رہا حرّا پہاڑ جو منے
مین ہی اور ابن مسعود نے زیر و بالا دو ٹکڑے اُسی کی طرف دیکھے
وہ مقام بھی حجر سے پورب اور کسی قدر جنوب مین ہی اور چونکہ
اصحاب عقبہ کی درخواست بھی حدیث امام جعفر صادق سے
ثابت ہو چکی لہذا ابن مسعود نے منٰی پہاڑ اور گھاٹی کا ذکر اسی
راہ سے کیا ہی جو ضروری ہی اور شاید جبل نور جو درمیان منے
اور کوہ ابوقبیس کے ہی اُسی کو حرّا خیال کیا ہو پانچوین امر سے
لغایۃ ساتوین کے چونکہ حضار جلسہ کا ٹھیک موقع ہمنے اوپر

لکھ دیا اور باقی رہنا اس معجزہ کا کم سے کم ۵-۴۲ منٹ ہم روایت مناقب سے لکھ چکے ہین اتنی دیر مین چاند کے مقام رویت کا بدل جانا خاص حضار جلسہ کی نسبت بھی کچھ بعید نہین ہی اب اگر کسی روایت مین نہ علاوہ روایات منقولہ خاکسار حضار جلسہ کے مقام رویت مین اختلاف بھی ہو تو یہ اختلاف اسی بنا پر ہوگا کسی نے ابتدا مین دیکھا کوئی تھوڑی دیر بعد آیا کوئی آخر وقت آیا۔ اب رہے وہ روایات جسمین صفا اور مروہ پر نظر آنے کا ذکر ہی وہ اور لوگون کی چشم دید ہی جو مقام حجر مین نہ تھے اور مکہ معظمہ کے اور مقامات مین تھے جہان سے انکو صفا اور مروہ پر نظر آیا تھا اسمین کوئی مضایقہ ہی نیچرل صاحب ذرا سمجھ بوجھکر اعتراض کیا کیجیے اور یہ عامیانہ شبہات سے کوئی فائدہ نہوگا دسوان **شبہہ** درخواست کنندگان کے مختلف اشخاص اسکا جواب یہ ہی کہ خرائج کی روایت سے معلوم ہوا کہ اُس شعب تمام قریش جا بجا سے طلب معجزۂ آسمانی کے درپے ہوئے تھے اسی وجہ سے جس راوی کو

جس شخص کا آمادہ ہو کر آنا معلوم ہوا یا جب کا زیادہ کا معاندہ در دپے ایذا دہی اُس جناب کے ہونا دریافت ہوا اُسی کا نام اُس نے لیا ہی ابوجہل تو ایسا دشمن تھا بعض روایات سے ظاہر ہی اُسنے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم یہ معجزہ نہ دکھلاؤ گے آج مین تمکو تلوار سے قتل کرونگا۔ دیکھو علامۂ زاہدی مفسر کی روایت کو تفسیر حسینی مین اصحاب عقبہ کے تخصیص جو روایت امام جعفر صادقؑ مین ہی اُسکے فوائد کو ہم اوپر لکھ چکے الغرض جب کفار کا ہجوم تھا اور غول کے غول یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے ایسے واقعہ کے بیان مین کسی نے کسی کا نام لیا کسی نے فقط شمار ایک غول کا بتا دیا کسی نے مجملاً کہا کہ کفار قریش جمع ہو کر آئے تھے یہ کوئی امر نا قص کا نہین ہی گیارھوان شبہہ کوئی کہتا ہی فقط ایک آدمی کو نظر آیا یہ تو بالکل غلط ہی چار اصحاب کی چشم دید کی روایات تو ہم لکھ چکے اور مراسیل صحابہ یعنے جنمین راوی اول کا نام نہین ہی اُنسے اور خود قرآن مجید کی آیت سے کہ اس معجزہ کو دیکھکر کفار نے جادو کرنے کی تہمت لگائی الغرض ان سب

لوگون کا بچشم خود دیکھنا جب ثابت ہی پھر فقط ایک آدمی کا دیکھنا
اسکو سواے اُسی شخص کے جو آدمیت کے جامہ سے باہر ہو اور
کون کہے گا بارھوان شبہہ اگرچہ سائل نے اسکا ذکر نہین کیا ہی
مگر ہم مثل اور چند شبہات کے جو بیان تمہیدی مین لکھکر دفع کر چکے
ہین اسکو بھی واجب الدفع سمجھ کر لکھتے ہین - وہ یہ ہی کہ روایت
خرائج مین وارد ہی کہ حضرت نے خود کفار سے کہا کہ تم شق قمر کا معجزہ
دیکھنا پسند کرتے ہو اور روایت مناقب اور قمی مین اور تمام
روایات فریقین مین بھی وارد ہی کہ قریش نے درخواست کی تھی یہ
تناقض کیسا ہی اسکا جواب بھی وہی ہی کہ مختلف گروہ جو اسوقت آتے تھے
اور مقدم موخر آمد رفت اُنکی تھی اُنھین سے کچھ لوگون نے جو درخواست
کی تھی اور وہ درخواست اُنکی مجمل تھی حضرت نے اُسنے از خود فرمایا کیا تم شق قمر
دیکھنا چاہتے ہو اور بعض لوگ پٹے جلسہ سے اسکو تاکید آئے تھے انھون نے خود درخواست
کی لہذا اسمین کوئی تناقض نرہا الحمد للہ علی اتمام الہاب شکر خدا کہ اس معجزہ کا ثبوت
اور رد شبہات جیسا کہ مین نے کیا ہی شاید آجتک کسی کتاب مین درج ہوا ہو
سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا و نصلی و تسلیم علی محمد و آلہ و خیار اصحابہ

بعد اختتام اس باب کے تھے ایک امر ضروری کا لکھدینا مناسب معلوم ہوا اور وہ امر یہ ہے کہ انکار کرنا کسی معجزہ کا خواہ کسی امر ثبت کا ہو سکے اسباب اگرچہ مختلف ہوتے ہین مگر بعد انکار کرنیکے پھر ہر ایک منکر ایک ہی وصف پر ہو جاتا ہو۔ شق القمر کے منکرین کے جو ہمنے پانچ فرقہ لکھے اور اونمین ایک فرقہ اہل اسلام کا بھی ہو جیسے حسن بصری اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اگرچہ انکو ہمارے پیمبر کے معجزنما ہونے مین شک نہ ہو مگر چونکہ اس معجزہ خاص کا انکار براہ غلط کاری کر چکے اب اپنی بات کی ترجیح کرنے پر تل جاتے ہین چاہے کچھ ہو پیمبر کا معجزہ مشکوک ہو جائے دین مین شبہہ پڑین قرآن مجید کی تاویل ناجائز کیون نہو مگر اپنی بات بالا رہے۔ اسی معجزہ شق القمر کو لیجیے جو منصوص قرآنی ہو اور رسالہ دافع الشقاق وغیرہ کو دیکھیے کیسی کیسی تاویلات اور احتمالات کے درپے وہ لوگ ہو رہے ہین مجھے اسکے لکھنے کی ضرورت نہین ہو اور مین جب اسکا معتقد ہون کہ سوائے معصوم اور محفوظ من اللہ کی خطا سے کوئی ہرگز بری نہین ہو پھر ہمکو اپنی خطا کا انکار کرنا اور اوسی پر اڑے رہنا بجز خرابی زیادہ پیدا کرنیکے اور کوئی نتیجہ نہ دیگا۔

ہم جس زمانہ شیوع دہریت مین پیدا ہوے اللھم احفظنا ہمکو یعنی جملہ اہل اسلام کو بوقت ایسی کوشش مجموعی اور اتفاقی کرنی چاہیے کہ اسلام پر جدید شبہات سے بسبب تعلیم زندقہ اور

اعتماد کے جو حالات بیاپے اہل زمانہ کے ہو رہے ہین اونکے روکنے کے درپے ہون اور
آپس کی نزاع خانگی مثلا سنی شیعہ مقلد غیر مقلد اسکو بالاے طاق رکھدین اگر ایسا نہ کرینگے تو تھوڑے
دنون مین اہل اسلام کا نام لینیوالا نظر نہ آئیگا اسی غرض سے ہمنے اپنے برادران اسلام اہل سنت کے
روایات اور اقوال کی درستی پر زیادہ اس باب مین زور دیا ہی گو ہماری کوشش نقارخانہ مین طوطی کی آواز
کے برابر ہی مگر امید ہی کہ اور علماے اہل سنت و شیعہ جو ہم سے پایۂ تحقیق مین درجۂ اعلی پر
ہین وہ ہم سے زیادہ ان شبہات کی رد مین کوشش فرمائینگے اور جسقدر کمی تحقیق مین ہمسے
کسی مقام پر ہوئی ہی اوسکو پورا کر کے اپنی قرآن اور اپنے نبی ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے معجزات کو شبہات ملاحدہ سے پاک کر دینگے۔ اگرچہ ہم نے شق القمر کے معجزہ کا ثبوت
عقلی اور نقلی دلائل سے اپنی لیاقت سے پورا دیا ہی مگر پھر بھی چونکہ ہم کو اپنی لیاقت پر
چندان وثوق نہین ہی کہ فضلنا بعضکم علی بعض وارد ہی لہذا دونون گروہ اہل سنت
اور شیعہ کے علما سے ہم درخواست کرتے ہین کہ بعد ملاحظہ ہماری تحریر کے اگر کچھ فروگذاشت
ہوئی ہو اوسکو خود پورا کرین یا ہم کو اطلاع دین کہ مؤید اسلام یہی ہی فقط

تمت

باب ستر ہواں (۱۷) خرابی تعدد ازواج پر ایک نیچرل صاحب کی جدید تحقیقات اور نیا شبہ اور اُسکا جواب اور عقلی دلائل سے اثبات وجوب تعدد ازواج

پادری صاحبان اور دیگر مدعیان خرابی تعدد ازواج کے اوہام اور شبہات کے جواب اہل اسلام اپنی مذہبی کتب مین بخوبی دیچکے اب ایک فرضی نیچرل صاحب کی طرف سے نیا شگوفہ (دیکھو رسالہ حمیدیہ) کسی نے چھوڑا ہے - بقول شاعر خوشتر آن باشد کہ سر دلبران - گفتہ آید در حدیث دیگران اور چونکہ ہماری کتاب انتصار الاسلام خاص رد شبہات نیچریہ مین لکھی جاتی ہے لہذا ہمکو اسی مذاق پر شبہ نیچریہ کا لکھنا اور اسکی درستی اور نادرستی کا ظاہر کرنا ضرور ہے تاکہ براہ نیچر (قانون قدرت) تعدد ازواج کی خوبی یا خرابی اہل انصاف پر ظاہر ہو جائے - سوال فرقہ نیچریہ مردم شماری سے تمام دنیا کی جو نہایت اہتمام سے کیجاتی ہے جہان اور صدہا فواید ہمکو اسکے پہونچ رہے ہین ایک یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ مردون کا شمار دنیا مین عورتون سے ہمیشہ کسیقدر زیادہ چلا آتا ہے جو سراسر طالقت حکمت سے رکھتا ہے - حکمت یہ ہے کہ مردونمین بوجہ تعب سفر خشکی اور تری اور جنگ جدل کے اموات زیادہ واقع ہوتے ہین اُسی ز یادتی کے

مقابلہ مین شمار بھی فطرت نے ان کا زیادہ رکھا ہے تاکہ ہمیشہ اوسط برابر رہے اور مردونکی
تعداد عورتون سے زیادہ رہے کسیوجہ سے کم نہو پھر جب شمار مردونکا عورتونسے زیادہ
ٹھیرا اب تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک مرد ایک ہی عورت سے نکاح کرسکتا ہی چار چار جو
جیساکہ شریعت محمدی نے تجویز کی ہے سراسر نظام عالم کے مخالف ہے یہہ کیسی شریعت ہے
جسکی پابندی سے تین چہارم حصہ مردون کا بے منکوحہ رہنا لازم آتا ہے اگر ہر شخص چار
زوجہ کرے خواہ آدھا حصہ اگر دو دو زوجہ کرے خواہ دو ثلث حصہ مردونکا بے منکوحہ رہیگا
اگر تین زوجہ کرے اور یہہ ظلم شریعت محمدی اُسوقت ہی کہ تعداد زن اور مرد کی برابر ہوتی
چہ جائیکہ مردونکی تعداد زیادہ ہے۔ فرض کرو کہ تعداد مردونکی بارہ ہے اور عورتونکی بھی
بارہ ہے۔ اگر اب بارہ کو چار پر قسمت کرو تو خارج قسمت تین ہے پس تین آدمی منجملہ
بارہ کے صاحب زوجہ ہونگے اور نو آدمی عُزّاب یعنی مرد بے زن ٹھیرے جسکی نسبت
اہل اسلام اپنے نبی کا قول بیان کرتے ہین۔ شِرَارُ اُمَّتِی العُزّابُ اسی طرح
دو دو زوجہ کرنیسے چھ آدمی بے زوجہ رہتے ہین اور تین تین زوجہ کرنے سے آٹھ آدمی داخل
عُزّاب مین ہون گے پس ایسی شریعت جسکا ظلم بحق مخلوقات الٰہی ایسا کھلا ہوا ہے
کیونکر شریعت عادلہ الٰہیہ ہوسکتی ہے اور ایسا نبی جو مرد بے زن کو بدترین امت بھی
قرار دے اور خود ہی تعداد ازواج کو جایز بلکہ مسنون قرار دے کر اُنکو بدترین امت بنائے

کیونکر نبی اور فرستادہ خدا ہو سکتا ہے۔ **دفع دخل** اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ جب تعداد مردونکی زیادہ ہے اب تو ایک زوجہ کرنیسے بھی جسقدر زیادہ تعداد مردونکی ہے اُنکا جفت باقی نہ رہا اس سے لازم آیا کہ ایک زوجہ بھی کرنی نہ چاہیے اسکا **جواب** یہہ ہے کہ بعض موانع قدرتی مردونمین ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اونکو نکاح کرنے سے بھی موانع روکتے ہین اور اُنکا بے منکوحہ رہنا ضروری ہے ایسے لوگ اُسی زیادتی کا جبر نقصان کردیتے اور کوئی ہرج لازم نہین آتا۔ **جواب اوّل** پہلے تو ہم اسی مردم شماری کی صحت اور غلطی پر بنا کرکے کہتے ہین کہ یہہ مردم شماری جو تمام دنیا مین کیجاتی ہے اسکے صحیح ہونے پر کونسی دلیل نیچرل صاحب قایم کرسکتے ہین یورپ کے مہذب تعلیم یافتہ اگر ہم فرض کرین کہ ہر گانون اور ہر قریہ مین ایسے ہی سچے اور راستباز آدمی مردم شماری کرتے ہین کہ ہرگز اُنکی رپورٹ مین ایک نمبر کی کمی و بیشی ہو نہین سکتی پھر ایشیا اور افریقہ اور خاص کر ہمارے ہندوستان کی مردم شماری جسنے دیکھی ہے کہ وہی چوکیدار مست اور متوالے جنکو تین اور پانچ مین بھی تمیز بوجہ مستی شراب کے نہین ہوتی اور وہی بیگار یعنی بلا اجرت کام کرنے والے جاٹ اور گوجر اور چمار اور بھنگی جنکو مردم شماری کے فواید تو درکنار ہزارون طرح کے شبہات اپنے ضرر کے لاحق ہوتے ہین وہ بھلا کب سچ سچ شمار ظاہر کرسکتے ہین بلکہ میرا تجربہ جہان تک ہے وہانتک تو

مین سواے غلط بیانی کے ہرگز راست بیانی کا اقرار نہ کرون گا۔ الغرض ایسی لغو اور
نامعتبر مردم شماری پر بنا کر کے مردون کی تعداد عورتوںسے زیادہ خیال کرنی آپ ہی
جیسے فلاسفر کا کام ہے اور پھر اسپر انتظام عالم کو جاری کر دینا۔ **دوسرا جواب**
مردم شماری اگرچہ سچی اور صحیح طور سے تسلیم بھی کر لیجائے جو ایک امر محال عادی ہے
اسوقت مردون کا شمار عورتون سے زیادہ ہونا جسکو نیچرل صاحب فطرت کے
مطابق کہہ رہے ہین۔ اگر یہ دلیل شمار مردون کا زیادہ چاہتی ہے تو آیندہ ہم
دلایل عقلیہ جو لکھتے ہین اُنکا مقتضے یہ ہے کہ عورتونکا شمار مردون سے دہ چند
بلکہ اور زیادہ ہوتب جا کر قانون توالد اور تناسل پورا جاری رہے اور حالانکہ عورات
کا دہ چند ہونا کسی طرحسے مسلم نہین ہے اور پھر بھی سلسلہ توالد اور تناسل اپنے انتظام سے برابر
جاری ہے لہذا مردم شماری پر بنا کر کے نہ ایک زوجہ اور نہ چار اور نہ دس کرنیکو ہم
درست اور نادرست کہہ سکتے ہین بلکہ ہمکو یون سمجھنا چاہئیے کہ فطرتی اصول نے زن
اور مرد کی تعداد مین کمی اور بیشی ہمیشہ اسی مقدار سے رکھی ہے (جسکو ہم تحقیق نہین
کر سکتے) کہ سلسلہ بقاء نوع مین بوجہ توالد اور تناسل کے خرابی نہ پیدا ہو ہم اُسوقت تک
اپنے تئین ایک پابند مذہب اسلام سمجھکر تعدد ازواج کے مسئلہ مین بحث کرنی پسند
نہین کرتے بلکہ ایک آزاد خیال اور فلسفی مزاج بنکر اس مسئلہ مین تحقیق کے درپے

ہونا پسند کرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اسلامی شریعت کا حکم تعدد ازواج کا برا
عقل سلیم کسقدر درست یا نادرست ہے۔ ہان میرے معزز مخاطب نیچرل حضرات
اور دیگر منکرین تعدد ازواج اب ذرا آپ مذہب اسلام سے تعصب کو اوٹھا کر ہمارے
دلایل کو ملاحظہ کیجیے اور مردم شماری جو ایک ظنون اور فرضی امر ہے اُسکو عوام
فریبی کے صیغہ مین رکھکر اصلی مصالح اور حکمت ہای فطرت پر نظر کیجیے۔

دلائل وجوب تعدد ازواج

چونکہ بقاء نسل کا سلسلہ نر و مادہ حیوان کے باہم جفت ہونے سے فطرت نے براہ
عادت جاری فرمایا ہے لہذا اصول طبعی اور تمدنی اخلاقی کی نظر سے ہمکو لازم ہے
پوری تحقیق کرین کہ یہ سلسلہ تعدد ازواج سے قایم رہ سکتا ہے یا ایک ہی زوجہ کے
اختیار کرنے سے **پہلی دلیل** فطرت یعنی قانون الہی (لا اف نیچر) نے سلسلہ
توالد اور تناسل حیوانات کا عموماً نر اور مادہ کے ذریعہ سے براہ عادت رکھا ہے
اور یہ عادت انسان مین توالد اور تناسل کی حضرت آدم سے تو بذریعہ تاریخ
اچھی طرحسے بتواتر معلوم ہو چکی ہے اگرچہ خود اس جناب کی خلقت اور اُنکی
زوجہ حضرت حوا کی اور نیز جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ کی خلاف قانون عادی
کی ہوئی ہے اور کچھ اسمین شبہہ نہ کرو جب علم جے اکناسی کے مدعی جیسے

حکیم ابیقور وغیرہ انسان کے خودرو ہونے کے قایل ہین۔ (دیکھو انتصار الاسلام کے صفحہ اسی کو) جس سے سارے استعجاب ہماری سرسید احمد خان صاحب اور مریدان خاص کے دربارہ ولادت حضرت عیسٰے دور ہوگئے اور قدرت بقاء نیچر کا پابند اس نیچر کے نہونا ثابت ہوتا ہے اور ہم بھی ہاکہین گے بہرحال زن اور مرد کا پیدا کرنا یا خودرو ہونا کسی طریقہ سے فرض کرو غرض اُس سے توالد اور بقاء نوع جو اہم امور ہے اور توالد اور تناسل کی زیادہ مقدار کی ضرورت اسوجہ سے ہے کہ فناء نوع کے اسباب مثل وبا و طاعون گزند حشرات قصاص اور خودکشی وغیرہ ایسے حوادث ہین کہ اگر بکثرت سلسلہ توالد جاری نہ رہے۔ چند سال مین نوع انسان کا پتہ بھی نہ لگے۔ اسیوجہ سے جو فعل منجر بہ قطع نسل ہے براہ فطرت جرم سنگین قرار دیا گیا ہے اور شریعت ہای انبیا علیہم السلام نے بھی پوری سزا ایسے افعال کی تجویز فرمائی ہے مثلاً مرد کو نامرد بنانا خواہ عورت کو بانجھ کر دینا خواہ حمل کا اسقاط کر دینا وغیرہ وغیرہ بلکہ اعزال یعنی رحم سے باہر مرد کو اپنی منی کا گرانا خواہ جلق اور تفخید جو ایک فعل قبیح طریقہ انزال کا ہے یہ بھی بانیان شریعت نے حرام اور گناہ کبیرہ فرمادیا ہی اللّٰھم صل علیہم اجمعین پھر جب زن اور مرد کی ہم بستری ذریعہ توالد اور تناسل ٹھیرے اب ہمکو ضرور ہے کہ زن اور مرد کی قابلیت نطفہ

دینے کی اُسی کے اعتبار سے زدواج اور مناکحت کی حد مقرر کرین اور ایک زوجہ خواہ ایک سے زیادہ اُسکی تعداد بموجب قانون الہٰی اہم اور ضروری سمجھین تاکہ غرض توالد پوری ہوتی رہے۔ اب دیکھو مرد کو قابلیت نطفہ دینے کی سو برس کی عمر تک ہے جیسا کہ ڈاکٹر ٹیلر نے میڈیکل جورسپروڈنس جلد دوم صفحہ (۲۹۲) طبع چہارم مین لکھا ہے اور ڈاکٹر کرلنگ نے (۷۸) سال کی عمر تک اور ونگینمر نے (۷۰) برس کی عمر سے (۸۰) تک اور ریمر نے (۸۲) اور خود ٹیلر کی راے وہی سو سال کی عمر تک ہے۔ اور لیمان کی کتاب میڈیکل جورسپروڈنس صفحہ ۳۱۲ پر کیمپیر نے ۹۶ سال کی عمر تک مرد کی منی مین قوت نطفہ دینے کی تجویز کی ہے مین کہتا ہون کہ یہ اختلاف مدت فضلائے ڈاکٹران یورپ کا عجب ہنین کہ اختلاف بلد اور اقالیم کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ چنانچہ وسط ایشیا مین آج بھی دو ایک آدمی ۱۵۰ سال کی عمر کے زندہ موجود ہین جیسا کہ بعض سیاحان یورپ کا بیان ہے سو برس کی عمر کی بنسبت یورپ کے عقلا کا یہ قول ضرب المثل ہے کہ آدمی سو سال زندہ رہنے کے واسطے پیدا ہوا ہے اور کچھ شک اسمین اُنکو ہنین ہے جسطرح قدیم اطبا (۱۲۰) کہتے تھے اب رہی عورت چونکہ اُسکو حاملہ ہونا اور دردزہ کی ایذا اُٹھانی اور دودھ پلانے کا تعب اور حیض اور استحاضہ کا درد یہ سب اُسکی قوت کو گھٹاتی ہین لہٰذا حکمت الہٰی نے براہ ترحم تجویز فرمائی کہ پچاس سال خواہ پچپن برس اور ہماری بنی کے قول سے

قریشی عورات مین ساٹھ سال کی عمر سے زیادہ اس پر بچہ کشی کا بار نہ ڈالا جائے لہٰذا اسی عمر مین اسکا خون حیض بند کردیا جسکی وجہ سے ہم بستری مرد کی بجنیاں ضایع ہونے نطفہ کے بیکار ہے۔ اور پندرہ سال ابتدائی عمر زن و مرد کے بھی قابل ہم بستری کی بہ نظر مصالح طرفین کے نہین جسکو علم طب ثابت کرتا ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ عورت منجملہ سو سال ایام عمر کے فقط (۳۵) برس قابل ہم بستری کے ہے اور مرد منجملہ سو برس کے ۸۵ سال قابل نطفہ دینے کے اب اگر قانون فطرت مرد کو پابند ایک ہی عورت سے نکاح کرنے کا کرتا تو کسقدر حصہ مرد کی عمر کا باوجود قابلیت نطفہ دینے کے ضایع اور برباد ہوتا چنانچہ اس فرض مین پورے پچاس سال مرد کی عمر کی روسے نطفہ دینے کی قوت بیکار ہوئی جاتی ہے ۔ مرد اور عورت کی ہم سنی اور اختلاف عمر کی جتنی صورتین عقلی ہوسکتی ہین اونمین کم سے کم یہ ہے کہ مرد کی عمر پچاس سال اور عورت کی عمر پندرہ برس کی ہو جب باہم نکاح کرین پھر اگر مرد سو برس زندہ رہے تو پندرہ سال اس فرض مین بھی ایک عورت کی پابندی سے اسکو بیکار رہنا پڑیگا اسلئے کہ یہ عورت ۳۵ سال قابل ہم بستری کے ہے اور مرد پچاس سال کی عمر کا ابھی پچاس سال قابل نطفہ دینے کے ہے پس پچاس منفی پینتیس برابر پندرہ سال یہ بھی بیکار رہیگا۔ اور اگر مرد پندرہ سال کی عمر مین کسی عورت

پینتالیس سال کی عمر والے سے بہ ضرورت خاندانی وغیرہ نکاح کرے اب کہ یہ عورت پچپن سال کی عمر تک قابل ہم بستری کے ہے پس گویا دس سال تک ایسے مرد کو اسسے ہم بستری کرنی مناسب ہوگی۔ اور ۱۵+۱۰=۲۵ برس کی عمر سے لغایۃ آخیر عمر ۷۵ برس اسکے بیکار جانے سے کتنا بڑا ظلم اسکے حق مین قدرت کا لازم آتا اگر ایک ہی عورت سے نکاح کا پابند کیا جاتا اسی حکمت اور عدل وانصاف اور بندہ پروری کی نظر سے شریعت محمدی نے چار نکاح دوامی اور غیر محدود نکاح منقطع (بنا بر مذہب شیعہ اور کنیزان شرعی سے ہم بستری کی آزادی عطا فرمائے اور جسقدر اسکو طاقت ہو جو خدمت نطفہ دینے کی آدمی کو سپرد فرمائی ہے اسیقدر تعدد ازواج سے اسکو بجالائے اور بقاء نوع جو غایت اس قوت عطا کرنے سے ہے اسکا پورا سر انجام کرتا رہے واضح ہو کہ یہ پندرہ سال خواہ پچھتر برس بیکاری مرد کے فقط عمر کے لحاظ سے ہم نے لکھے ہین۔ اب ذرا اور موانع ہم بستری کے جو عورتوں مین علاوہ امراض کے پیدا ہوتے ہین اُن کو بھی خیال کیجے۔ دوسری دلیل پینتیس برس عورت کے جو قابل ہم بستری کے ہیں اُنمین زمانہ حمل اور زمانہ دودھ پلانے بچہ کا بھی لحاظ کیجے نو ماہ زمانہ حمل اور اکیس مہینے دودھ پلانے کے جملہ تیس مہینے بھی قابل ہم بستری کے نہین ہوتے وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا اسلئے کہ زمانہ حمل مین ہم بستری سے نطفہ

ضائع ہوگا اور ٹہیر گیا تو بڑی ایذا عورت کو اور خرابی مولود کو ہوگی اور زمانہ ارضاع یعنی دودہ پلانے مین اگر ہم بستری سے نطفہ ٹہیر گیا اس شیرخوار بچہ کو ضرر پہونچیگا جو دودہ پی رہا ہے اور اگر نطفہ نہ ٹہیرا ضائع ہوگا۔ آپکو یہ خیال ہو کہ دوسری عورت سے دودہ پلائے اسلئے کہ ہر شخص کو مقدرت ہنین ہے کہ دایہ رکھے بہرحال اب فرض کرو کہ کسی عورت کے دس بچہ پیدا ہوے اور زندہ بھی رہے پھر چونکہ ہر مرتبہ کی ولادت اور دودہ پلانے مین تیس ماہ اس سے ہم بستری متروک رہا ہے لہذا ۳۰×۱۰=۳۰۰ مہینے یعنی پچیس سال منجملہ ۳۵ سال کے مرد کی بیکاری اور برہے اور اگر فقط زمانہ حمل مین ہم بستری نہ کیجائے پس ۹×۱۰=۹۰ ماہ یعنی ساڑہے سات برس منجملہ ۳۵ سال کے مرد کی بیکاری لازم آئے اب اگر پینتیس سال مین سے پچیس برس منہا کرو تو دس سال منجملہ سو سال کے مرد سے کام نطفہ دینے کا لیا گیا اور ۹۰ برس اسکو بیکاری مین گذرے اگر ایک ہی عورت کا پابند ہوتا اور اگر ساڑہے سات برس ایام حمل مین ہم بستر ہوا تو ساڑہے ستائیس برس منجملہ سو سال کے اسنے بجا آوری خدمت نطفہ دینے کی اور ساڑہے بہتر برس پھر بھی بیکار رہا یہ کیسا ظلم شدید اسپر تہا اگر پابند ایک ہی منکوحہ کا کیا جاتا۔

لیجئے نیچرل صاحب بہادر **تیسری دلیل** پھر ساڑہے ستائیس برس مین ایام

حیض کم سے کم فی ماہ ۳ یوم اور زیادہ سے زیادہ فی ماہ دس یوم اور یہی عورت قابل ہم بستری کے نہین اسلئے کہ ایام حیض کا نطفہ اگر ٹھیر جائے بچہ کو جذام کا مرض ہوتا ہے - اسی حکمت سے شریعت محمدی نے ایام حیض کی ہم بستری حرام فرمائی ہے اور اخلاقی علما کا تجربہ ولد الحیض کی نسبت اور کچھ ہے -

(عاقلان خوب میدانند) بہرحال اگر فی ماہ دس روز ایام حیض کی فرض کرو تو ساڑھے ستائیس سال مین فی سال ایکسو بیس روز کے حساب سے ۱۲×۲۷½ = ۳۳۰۰ دن یعنی نو سال اور دو ماہ ایام حیض کے بھی مجرا ہون گے لہذا اٹھارہ سال اور چار ماہ منجملہ ساڑھے ستائیس سال کے قابل ہم بستری کے ہوگی اور اگر فی ماہ تین یوم حیض کے رکھو پھر بھی دو سال اور نو ماہ ساڑھے ستائیس سے نکلکر چوبیس سال اور نو ماہ قابل ہم بستری کے ہوگی اب اگر ایام دودھ پلانیکے بھی مجرا کرین تو سو سال کی عمر مین پندرہ سال ابتدائے عمر کے چھوڑ کر پچاسی برس مین کل چھہ برس اور آٹھہ مہینے عورت قابل ہم بستری کے ٹھیرتی ہے پس اگر ایک ہی عورت کی پابندی مردون سے قدرت کرائے تو سو سال کی عمر مین اکھتر سال چار ماہ ہمکو اپنی عمر ضایع کرنی پڑتی یہ کتنا بڑا ظلم ہمپر ہوتا اگر شریعت ہمکو پابند ایک ہی عورت سے نکاح کرنے کا کرتی یہ بھی معلوم رہے کہ یہ صورت

اٹھتر سال چار ماہ اگرچہ فرض واحد پر ہے اور دوسرے فرض پر اور اس مین بھی
تداخل ایام کی شمار سے کمی بیشی ضرور ہے مگر محاسب کو بعد پوری منہا اور مجرا
کرنے کے ساٹھ پینسٹھ سال کی بیکاری ضرور تسلیم کرنی پڑیگی وہ کیا کم ہے ہمنے
بہ نظر اختصار کے کل حسابات کو درج نہین کیا ہے۔ یہ نتیجہ بیحرل خیالات کا ہے
جنکو اپنی عقل پر بڑا ناز ہے۔ اور احکام الہی پر معترض ہوتے ہین یہ خرابی تو فقط
بہ نظر خلقت اور طبیعت زن اور خلقی امور کے ہے۔ **چوتھی دلیل وجوب**
تعدد ازواج کی۔ بہ نظر اختلاف مزاج طبیعی زن اور مرد کی۔ (۲) ایضاً نمبر ا
اختلاف اقسام پنجگانہ زن کے جیسے ڈنکنی اور چترنی اور ہستنی اور پدمنی اور سکھنی
جن سے آجکل بحث متروک ہے بلکہ یورپ کے فلاسفرون نے قطعی ناجایز کر دیا ہے
اور اسکی تحقیق کو بے شرمی پر محمول کیا ہے گو اس سے وہ چند امور کا برتاو ہو رہا ہے
اور طبیب اور ڈاکٹر کو اسکا پہچاننا ضروری ہے جسکو ہم جلد دوم مین انشاء اللہ لکھینگے
(۳) مساحت یعنی آلہ یعنی رحم زن اور آلہ تناسل مرد کے مطابقت اسلئے کہ توافق
انزال مرد و زن جو استقرار نطفہ کی شرط ضروری ہے۔ بدون مساوات اور مطابقت
آلہ کی براہ تجربہ اور دلیل عقلی محال ہے۔ اگرچہ یہ شناخت مرد کے آلہ کی بحس بصر
اور عورت کی رحم کی بہ نظر حس لمس ہو سکتی ہے۔ مگر علماء علم کوکہ اور قیافہ طبعی نے

چند علامتیں بھی لکھی ہین - مثلاً ناک اگر مرد کی بڑی ہے - درازی آلۂ تناسل پر دلیل ہے

اور اگر عورت کی ناک بڑی ہو کوتاہی رحم پر دلیل ہے یا قد چھوٹا مرد کی کوتاہی آلہ پر

اور عورت کی درازی رحم پر دلیل ہے اور قد کے ساتھہ ناک کی چھٹائی بڑائی پر لحاظ

کرنے سے چار صورتین پیدا ہوتی ہین جو ظاہر ہے - (۴) توافق شکل مخروطی رحم اور

آلہ مرد کا خواہ شکل اسطوانہ جوار دا، اشکال ہے - دیکھو علم تشریح فنیالیوجی،

کہ اسکی وجہ سے التذاذ طرفین پیدا ہو کر استقرار نطفہ کا ہنین ہوتا ہی اور درصورت

نخالف ایذائے مدخولہ ایسے ہوتی ہے - کہ آخر نوبت جدائی اور افتراق کی ہوتی ہے

(۵) رتق کا مرض خلقی جو مانع مجامعت ہوتا ہے اور تناسل کی امید نہین ہوتی -

(۶) عقر یعنی بانجھ ہونا عورت کا علاوہ مرض رتق اور اسباب خلقی سے پھر اُسکے بعد

اور موانع حمل غیر طبعی جنکو ہم امراض کی بحث مین لکھینگے - یہ سب امور ایسے ہین کہ

اُن کی شناخت قبل از نکاح بر وقت خطبہ (منگنی) کے ہو سکتی ہے - مگر مہذب اور

تعلیم یافتہ قوم مین تو شاید فیصدی چار آدمی ایسے ہون گے جو انتخاب جفت مین

ان قواعد کو پورا کرتے ہون ورنہ عام خلایق کو تو اُسکی خبر بھی نہین ہے - ہماری کتاب

کے ناظرین جو اسوقت تک اکثر اہل علم اور طبیب اشخاص ہین شاید انکو بھی کسی کے

انتخاب جفت مین ان امور کے لحاظ کا آخنگ موقع نہ ملا ہوگا اور مجھے خوف ہے

کہ پھیرے اس بیان کو محض ایک فرضی بیان تجویز کرین گے مگر حکیم علّام تعالیٰ مجدہ
جسکو ہر طرح سے اپنے بندونکی بہبودی اور راحت رسانی اور آرام دہی پر نظر ہے
اُس نے جملہ آفات اور صدمات سے بچنے کی راہ بھی ہمکو تبلادی اور نجات کی طریقہ
بھی ہمکو دکھلا دیے ہین اور فرما دیا وَھَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ اب مین خیال کرتا ہون اور
سبکو یاد دلاتا ہون کہ قانون الٰہی یعنی حکم شریعت دربارہ ازدواج اور دربارہ مناکحت
ایسا عام اور سراسر مفید ہونا چاہیئے کہ بہ لحاظ ان اُمور خلقی کے جو مانع توالد اور
تناسل اور اتحاد زن اور شوہر کے ہین یا اور امور جنکو ہم بحث امراض مین لکھین گے
ہمکو پابند منکوحہ واحدہ کا نہ کرے۔ اور اگرچہ ہم اپنی جہالت اور نادانی سے
انتخاب جفت کے قواعد کو نہ جانین یا کہ دیدہ و دانستہ تغافل کو راہ دین یا
کسی بادشاہ کے حکم سے ان اصول کو سیکھنے نپاوین پھر قطع نسل سے ہمکو کسیطرح کا
صدمہ نہ پہونچے اور تعدد ازدواج کے ذریعہ سے تلافی ان امور کی ہمیشہ کرتے رہین
لہٰذا فرما دیا فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ نکاح کرو جسقدر تمکو خوش آیند ہو اور تمہاری لذت
اور آرام اور افزونی نسل کے لایق ہو ایک اور دو دو اور تین تین اور چار چار اور باوجود
تعمیم اجازت کے پھر اگر کوئی عیب منجملہ عیوب مذکورہ بالا پیدا ہو یا کہ پہلے سے تہا
اور اب معلوم ہو وسیع دروازہ طلاق کا ایسا کھول دیا جس سے کسی قسم کی ایذا نہ

مرد کو اور بذریعہ خلع کے نہ عورت کو باقی رہے - طلاق کا مسئلہ اس بحث مین
بہ نظر ضرورت مذکور ہوا اور نہ اسکا جداگانہ مقام آتا ہے - اور اگر برخلاف اس کے
قانون الہٰی ہمکو ایک ہی عورت کا پابند کرتا اور بوجہ سوء اتفاق یا ضرورت خاندانی
مثل حفظ نسب وغیرہ یا ضرورت تمدنی مثل فقر و تونگری یا ضرورت سلطنت جیسے
رنگروٹ فوج کی خانہ ویرانی خواہ فریب دہی اسی عورت کی بوجہ حسن و جمال ظاہری
یا تسخیر قلب جو علم ریمیا یا سیمیا سے متعلق ہے یا علم خواص حروف متحابۃ سے
جسکو ابھی نیچرل صاحب نہ مانینگے یا مسمیریزم کے ذریعہ سے کہ معمول کی اعضائے
باطنی پر اثر پڑتا ہے - اور ایسا اتحاد اور تعلق معمول کا عامل سے ہو جاتا ہے کہ
اُسکی محبت مین بیخودی پیدا ہوتی ہے بلکہ اعضائے ظاہری پر کہ لیلیٰ کے فصد ہو اور
مجنون کے خون جاری ہو - تسلیم کر لیجئے اور انکار نہ کیجئے (انتصار الاسلام اسکو
اچھی طرحسے دکھا دیگی) یہ تو ابتدائی درجہ عمل تلقینی کا ہے کہ عامل کوئی مٹھائی کھاتا ہے
اور معمول کا منہ میٹھا ہو جاتا ہے - بہرحال اگر ہم پابند ایک ہی نکاح کے ہوتے
اور اتفاق سے ہمکو وہی عورت ملتی جسکا مزاج طبعی ہمارے مزاج سے مخالف
ہوتا (۱) یا جسکے رحم کی ساخت آلہ مردون سے بڑی ہوئے سے توافق انزالین جو
شرط انعقاد ہی نہوتا اور اگر چھوٹا رحم ہو تو ایذاے شدید عورت کو ہمیشہ ہونے سے

التذاذ کی جگہ ایذا ہوا کرتی (۳) اختلاف شکل مخروطی اور اسطوانی سے بھی وہ لذت مطلوبہ پیدا نہوتی (۴) خواہ وہ عورت رتقا ہوتی - یہ وہ عورت ہے جسکے رحم مین ایک گرہ خواہ فرونی مانع مباشرت ہوتی ہے - خواہ اور قسم کے اسباب عقر اور بانجھ ہونے کے عورت مین بعد نکاح ظاہر ہوتے یا کہ جدید عیوب پیدا ہوتے اسیطرح مرد کے عیوب کا حال ہے - اب فرمائی کسقدر مصیبت کا سامنا دونو زن اور شوہر کو ہوتا اور ضیاع نطفہ یا عدم استقرار نطفہ سے کسقدر کمی توالد اور تناسل مین ہو کر فنار نوع کے مستلزم ہوتے اگرچہ بعض عیوب مذکورہ بالا کی تدبیر دفع مضرت اطبانے تجربہ سے بتلائی ہے جسکو ہم براہ مصلحت لکھہ نہین سکتے - مگر پھر بھی بعض عیوب اُنمین لاعلاج ضرور ہین - یہ سب خرابیان بنظر امور خلقی کے تھین جو مذکور ہوئین -

پانچوین دلیل - بہ نظر امراض کے کہ وہ بھی لوازم جسمیت سے ہین انسانی کو پیش آتے ابتدائے وجود عالم انسان سے آجتک اگرچہ ۲ قسم کا معالجہ امراض ظاہر کیا ہے اور دنیا مین ہو رہا ہے - جنکی تفصیل کی ہمکو حاجت نہین ڈاکٹری اور یونانی اور بید ک بھی اسی مین داخل ہے - اور باوجود تباین اصول اور اختلاف طریق ہر ایک علاج سے فایدہ دفع امراض بھی برابر ہوتا ہے - مثلاً یہی تپ دق ہے یونانی گرم دوا کو مہلک اور بید اسکو شافی کہہ رہے ہین جس سے پورا ثبوت اسکا ہوتا ہی کہ شافی برحق تعالی

کوئی اور ذات پاک ہے اور اگرچہ نیچرل صاحب تعصبت سنا نہین مگر ہم اپنے اہل مذہب آسمانی کی تشیید عقاید کی نظر سے کہتے ہین کہ ہمارے ہادیان برحق نے وحی آسمانی کے ذریعہ سے تین قسمین فرمائی ہین (۱) مرض مجازات جو کفارہ گناہان امت ہوتا ہے کہ بعض گناہون سے پاک ہو کر دنیا سے جائین (۲) مرض ابتلا ایسے امرض جو بچہ کو مان باپ کے امتحان صبر اور شکیبائی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین۔ اور اسپر جو شبہہ دہریونکا ہے اُسکا جواب صادق آل محمدؐ نے بخوبی دیدیا ہے۔ یہ دو نو قسم کے امرض کسی دوا اور علاج سے اچھے نہین ہوتے بلکہ طب روحانی مین صدقہ اور دعا اور نماز روزہ وغیرہ انکے رفع کرنے کے واسطے مقرر فرمایا ہے۔ دیکھو احتجاج طبرسی رح مین مناظرہ ایک دہریہ (نیچرل) کا امام جعفر صادقؑ سے اور خوب دیکھو کہ عالم علوم ربانی ایسے ہوتے ہین۔ (۳) امراض مزاجی جو سوء مزاج سادج یا سوء مزاج مادی سے پیدا ہوتے ہین اور جنکا علاج طب جسمانی کے اقسام مندرجہ بالا سے کیا جاتا ہے جنکو مین بھی کسیقدر جانتا اور بچپن برس سے کرتا ہون۔ اگر کسی دہریہ کو یہ شبہہ پیدا ہو کہ جب شناخت مرض مزاجی اور مرض مجازات اور مرض ابتلا کی شریعت محمدی نے نہ بتلائی پھر کیون حکم دیا کہ بعلاج امراض مین طبیب کیطرف رجوع کرو اسکا دفع یہ ہے کہ طبیب حاذق اپنے اصول کے ذریعہ سے ضرور شناخت کر سکتا ہے اور مجدد لک

دعا اور صدقہ کو ہر مرض مین مستحب اور مسنون اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ اگر مرض غیر مزاجی ہے
مریض کو اس بلا سے نجات ملیگی اور مرض مزاجی مین جو کچھ فقرا امت کو دیگا ہمدردی
انسانی سے اسکو درجہ اعلی ملیگا۔ جسکا بیان زکواۃ اور خمس اور قرض حسنہ بلا سود کے
باب جلد دوم مین کرینگے انشاء اللہ تعالی۔ آمدم برسر مطلب جب اسقدر امراض
خاصہ مانع توالد اور ہمبستری ہوتے ہین اور اکثر اُنمین سے لاعلاج ہین اگر ایسے
ہی عورت منکوحہ ملتی یا بعد ازدواج مرض پیدا ہوتا اور قانون فطرت ہمکو ایک ہی زوجہ کا
پابند کرتا خیال کیجے کیسی ناکامی اور رنج اور کوفت کا سامنا رہتا اور کسقدر کمی نسل
کی دنیا مین چند صدیون مین ہوجانے سے فناء نوع انسانی ہوجاتی اور جب ہمکو آزادی
فطرت نے دے اور طلاق کا صیغہ بلکہ بعض صور تونمین فسخ نکاح جایز فرمادیا سارے
زحمتون سے نجات مل گئی۔ تدبیر الہی اور انتظام کامل اسیکو کہتے ہین۔ چھٹی دلیل
اخلاقی امور اور عادات سے (جو طبیعت ثانیہ ہے) جسکا بدلنا امر اختیاری ہے اور
عفت اور پاکدامنی حیا اور شرم بھی اسی مین داخل ہے۔ اور بعض امراض اگرچہ مانع توالد
اور تناسل نہون مگر اخلاق کی خرابی پر اونکا اثر زیادہ پڑتا ہے پس اگرچہ بروقت منگنی
(خطبہ یعنی انتخاب جفت کے خراب اخلاق نہون مگر بعد نکاح کے اُنکے حدوث کا
احتمال ضرور ہے پھر اگر بد اخلاقی پیدا ہوگئی اور پابندی زن واحدہ کی ہوا بتو وہی

قول سعدی کا صادق آیا ؎ زن بد در سرائے مرد نکو ہم درین عالم است دوزخ او
نیچرل صاحب عقلی وہمی دلیل سے روکتے ہین - کہ دوسری زوجہ نکرو پادری صاحب
نقلی دلیل گڑہی ہوئی انجیل مقدس سے پیش کرتے ہین کہ طلاق بدون زناکار
ہونے کے ندو اور نہ دوسری زوجہ کرو - اب فرمائیے بیچارہ کیا کرے اور اُسکی
مصیبت کے دن کون بھرے نیچرل صاحب یا کہ پادری صاحب لہذا شریعت
سہلہ سمحہ محمدیہ نے عام ارادے ہمکو عطا فرمادے اور (ناشزہ) نافرمان بدخو
عورت سے بحسب ضرورت جدا ہوجانا جایز کردیا اور تعدد ازواج کا دروازہ اسی
حکمت سے کہول دیا علی بانیہا التحیۃ والسلام ما دام یدوم اللہ دوام
اور نشوز یعنی نافرمانی کے اقسام بیان فرمادے دیکھو ہماری کتب فقہ کو -
ساتوین دلیل - تمدنی اصول سے بنظر اصلاح امور خانگی کبھی ہمکو دو خواہ زیادہ
زوجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور کیسی ہی فرمان بردار بے عیب زوجہ ہو مگر انتظام خانگی
بدون تعدد ازواج کے درست نہین ہوسکتا اور اسکی نظایر لکہنے سے طول تحریر کا خوف
ہے البتہ ایسی صورت شاذ و نادر واقع ہوتی ہے مگر ضرور ہوتی ہے اور قانون انتظام
ایسا عام درکار ہے کہ دائمی اور اکثری اور اتفاقی سب صورتونکو شامل ہو لہذا فرمایا کہ
ما طاب لکم یعنی جسقدر تمکو خوش آیند اور پسندیدہ ہو دو اور تین اور چار نکاح کرو

اگر تعدد ازواج ناجایز ہوتا کیسے برہمی اُن لوگونکی امور خانگی مین پیدا ہوتے جسکو وہی جان سکتا ہے جو اس ضرورت سے ہمکنار ہوے ازدوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است کیا آپکو نہین معلوم ہے کہ بعد ازدواج کسی مرد کے کبھی کوئی لڑکی خاندانی ایسی بھی ہوئی ہے اگر اُسکا نکاح کسی دوسرے سے کیا جائے فساد خاندان اور نزاع امور ریاست وغیرہ مین ایسے پڑے کہ ریاست کا سرمایہ اور جایداد خاندانی پرزہ پرزہ ہوجائے یا کبھی بوجہ نہ ملنے کفو عرفی (یعنی صحیح النسب جفت) کے کسی لڑکی (دختر) کو سالہا سال کسی لڑکے سے نامزد کرکے بے نکاح رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُسوقت وہ لڑکا بنظر ناجایز ہونے تعدد ازواج کے اگر بیاہا نجاے دوسرے عورت سے کتنا زمانہ اُسکو بیکاری اور تعطل مین گذرے اور سواے ارتکاب فجور کے اور کیا کریگا تعدد ازواج ہی کا جواز ان سب خرابیون سے ہمکو بچاتا ہے۔ یہ سات دلیلین وجوب تعدد ازواج کی ایسے اسباب سے ہمنے لکھی ہین جنکو بلا تردد کے ہر شخص تسلیم کرسکتا ہے پھر چونکہ ہمنے محض مجملی طور سے اِن اسباب کو لکھا ہے۔ اگر اُنکی تفصیل کیجائے شاید ڈیڑہ سو سے زیادہ صورتین انہین سات دلایل سے پیدا ہوسکتی ہین اور پوری ایک کتاب طیار ہوجاے یہ بھی جاننا ضرور ہے۔ کہ دلایل مذکورہ بالا فقط علم فیسولوجی (تشریح اعضاے انسانی) اور علم طب جسمانی اور علم اخلاق اور اصول تمدنی سے متعلق ہین اور چونکہ

ہمارے مخاطب نیچرل صاحب قانون قدرت (نیچر) اُسی قانون کو مانتے ہین
جو تجربات کثیرہ سے ثابت ہو جاے - اور دلیل عقلی ہین فقط اصول تصفح پر بنا
کرتے ہین ربط علت با معلول سے اُنکو کچھ بحث نہین ہے جیسا ہمنے صفحہ مختصر مین
بیان کر دیا ہے پس اور علوم کے اصول جو تجربات کثیرہ سے بخوبی ثابت ہو چکی اور
لاکھون آدمی اُس کے معتقد ہین دگو ہمارے شریعت مین اونکا سیکھنا خواہ انکو
صحیح اعتقاد کرنا کسی مصلحت سے جائز ہو سواے اُن صورتون کے جنکو ہمارے
ہادیان برحق نے جائز رکھا ہے دیکھو صفحہ ۸ اسی کتاب کو مگر نیچرل صاحب اونکا
انکار ہر گز نہین کر سکتے لہذا الزامی طور سے بقاعدہ علم مناظرہ ہم مجاز ہین کہ
علم جوتش یعنی خواص نجوم اور علم سر ودہا اور علم طیرہ یعنی شگون اور علم فال اور علم خواص
حروف سے مثلاً قاعدہ مجربہ غالب اور مغلوب یا عمل بغض اور حب وغیرہ سے جو
برائیان ترک تعدد ازواج کے ثابت ہوتے ہین اُنکو بھی ذکر کرین اور اُسکی ضرورت
ہر گز نہین ہے کہ ہم بھی اُن کو صحیح اعتقاد کرین - اسلیئے کہ - الالتزام لا یدل علی
الالتزام یعنی الزام جس دلیل سے دیا جاے اُسکی پابندی الزام دہندہ کو ضرور
نہین ہے - آٹھوین دلیل - علم نجوم مین طالع وقت ولادت زن و مرد اور
جنم پترہ سے جو پنڈت جی سدہ اسدہ بیاہ کا رچنا اور گرہ اور لگن اور بہت سی

باتین بچار کر تاریخ اور دن مقرر کرتے ہین - اُسکے خلاف اگر کوئی بیاہ کرے ضرور رنا سنرا وار ہوگا یہی عقیدہ بختہ اُن لوگونکا ہے - نیچرل صاحب ضرور اسکو سنکر قہقہہ زنی کرینگے مگر ہماری کتاب کے صفحہ ۲۲۸ سے لغایتہ ۲۴۱ - کو پڑہ کر اگر انصاف مزاج ہین تو ضرور اُنکو اپنے اصول نیچری پر نظر کر کے ندامت ہوگی مدہے ہم لوگ پابندان شریعت انبیا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تاریخ اور دن کی سعادت اور نحوست مثلاً ایام محاق یا قمر در عقرب یا اور ایسے امور متعلق بعلم نجوم جنکو ہمارے ہادیان برحق صلواۃ اللہ علیہم اجمعین نے ارشاد فرمایا ہے اُنکی پیروی جب عقلاً عموماً ہم پر ہر امر مین واجب ہے لہذا ہم سعادت اور نحوست کو اصول علم نجوم کو تسلیم کر کے انہین مانتے بلکہ ہم براہ تعبُّد (اعتماد بر قول غیر) اُسکو صحیح سمجھکر ساعات اور ایام سعیدہ یا نحسہ کا لحاظ کرتے ہین کسی دہریہ اور نیچریہ کو ہم پر الزام ستارہ پرستی کا لگانا درست نہین ہے اور یہ بحث اس جگہ ضروری نہین ہے بلکہ پوری ہو چکی صفحہ کو دیکھو خلاصہ یہ ہوا کہ ایسا بیاہ اور نکاح وغیرہ جب دو نوفریق کے نزدیک نا مبارک ہے اور ضرور ہو جاتا ہے براہ جہالت علم یا براہ ضرورت اتفاقیہ اور اعتقاد کو اثر کرنے مین ایسے امور کے بڑا دخل ہے چنانچہ ہماری احادیث معتبرہ مین وارد ہے - الطِّیَرۃُ علیٰ ما تجعلہا اِن ھوّنتہا تھوّنت الی اخرہ

یعنی بدشگونی کا یہ حال ہے کہ جیسا تم اسکو خیال کرو ویسی ہی موثر ہوتی ہے اگر
آسمان سمجھو آسان ہو جاتی ہے اور اگر شدید سمجھو تشدد کرتی ہے اور اگر کچھ بھی
اُسکا خیال نکرو کچھ بھی نہو گا - اور یہ مسئلہ دلایل عقلیہ سے ہم باب خاص مین لکھینگے
اسوقت ہماری غرض یہی ہے کہ تعدد ازواج سے یہ الجھن اور مصیبت ہم سے
ضرور دفع ہوتی ہے عام اس سے کہ بناہ بخدا نجوم کو موثر حقیقی مانین یا مفوض
ہو کر مثل نیچریون کے اسکے قایل ہون کہ جو اثر خدا نے خواہ فطرت نے جس شے میں
دیا ہے وہ ضرور ہوتا ہے تبدیل نیچر محال ہے - اگر مجھے پابندی شریعت کی
مانع ہوتی ضرور مین علوم خمسہ مذکورہ بالا سے ایسے ایسے نظایر دکھلاتا جن سے
بدون تعدد ازواج کے ضروری ہونیکے اور کوئی چارہ ہی نظر نہ آتا مگر اعزاء
بالجہل یعنی جاہلون کے اضلال کے خوف سے اونکو ترک کرتا ہون ؎

بد گہر را علم و فن آموختن ؎ ؎ تیغ را دادن بدست راہ زن

نوین دلیل مصنف رسالہ حمیدیہ کی اگرچہ قناعی ہے مگر نیچرل صاحب کی
مردم شماری کی دلیل سے پھر بھی ہزار درجہ قوی ہے - اور ہم کچھ اُس دلیل پر
اضافہ کرکے تقویت بھی کر دینگے - ہان جناب نیچرل صاحب جسطرح مردم شماری سے
آپکو مردونکی تعداد عورتون سے زیادہ ثابت ہوئی اسیطرح آپکو یہ بھی ثابت ہوا ہوگا

(اُسی مردم شماری کے نقشہ سے) کہ دنیا مین نکاح اور ازدواج کو ترک کرنے والے کتنے فرقہ ہین اور ہر فرقہ کی تعداد کسقدر ہے - چنانچہ دفع دخل کے ضمن مین آپ لکھہ بھی چکے (۱) پہلا فرقہ رُھبان اور تارک الدنیا کا یہ فقرا یہود اور نصارا اور مسلمین اور ہنود مین دیکھو ناگہ فقیرونکو راجپوتانہ مین جاکر جن سے قلعہ جات راجستان کے آباد ہین (۲) محتاج اور تنگدست بے معاش جو بخوف عدم خبرگیری نان ونفقہ زوجہ کی تاہل نہین کرتا ہے اور انکا اوسط براہ مردم شماری شاید تونگرون اور آسودہ حالون سے زیادہ ہو گا (۳) مخنث خواجہ سرا جو اپنے آلہ تناسل کو کاٹ کر کسی غرض سے کیون نہو قابل ازدواج کے نہین رہتے (۴) اغلام کے خوگر فاعل اور مفعول دونوکہ فاعل کو رغبت مقاربت زنان نہین رہتی اور اونکے عروق اور اعصاب مخصوصہ بنظر قواعد طب محض بیکار ہو جاتے ہین اور مفعول کی طبیعت زنانہ ہو کر اُسکی رجولیت کو فنا کردیتی ہے - (۵) اس زمانہ مین یورپ کی جدید روشنی سے ایک فوجی فرقہ (ریکروٹ) ایسا پیدا ہوا ہے کہ بیچارہ ہمیشہ دور دراز ملکون مین پھرنے سے ونیز تازمانہ معین جبتک وہ فوجی تعلیم سے فارغ ہون اپنی عورتونکو وارثت چھوڑنا اُنکی غیرت اسکو گوارا نہین کرتی ہے - لہذا نکاح سے باز رہتے ہین اور اسکا بار ثبوت ذمہ مصنف رسالہ حمیدیہ کے ہے بہر حال یہ پانچون فرقہ اگرچہ مرتکب امر ناجایز عقلی کے ہین اور شریعت سے بھی انکو مخالفت ہے مگر ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور چلی جایگی لیکن

قانون سلطنت نہ کوئی شریعت اُنکو روک سکتی ہے - اب ان کے مقابلہ مین جسقدر عورتین شمار مین آئینگی سب بلا زوج رہینگی - لہذا قانون الہٰی اور شریعت عادلہ نے تعدد ازدواج کو جایز کر دیا تاکہ وہ عورات جو ایسے مردون کے ناقابل ازدواج ہونیسے بلا زوج رہنے کی مصیبت مین پڑی تھین وہ بھی بیکار نہ رہین - (۱۰) دسوین دلیل

خاص بر مذاق جدید تعلیم یافتہ اور نیز بر مذاق نیچرل صاحب جسکی غرض سے تعلیم نسوان پر بڑا زور دیا جاتا ہے اور سیکرون آرٹیکل اور خاص خاص رسایل اسی غرض سے جاری ہو رہے ہین کہ ہماری عورات خدانخواستہ ویسی ہی مہذب ہو جائین جیسے یورپین ہوئی ہین اور اسی وجہ سے ابتو لیڈیونکو لاکر اپنی اصلی منکوحہ سے اکثر جنٹلمین یورپی نفرت کرنے لگے - اور جیون جیون ترقی تعلیم ہوگی یہہ خرابی یا خوبی بڑہتی جائیگی - پھر چونکہ ہم لوگ پرانے فیشن کے عقلاً اور نقلاً کسی طرح ایسی تعلیم عورات کی پسند نہین کرتے لہٰذا ہماری خرسی اولاد اپنے اُسی طریقہ پر رہیگی انشاء اللہ جس طریقہ مین تفسیر سورۂ یوسف اور تعلیم خط اور کتابت کو بھی ہمارے حکیم ربانی رسول مقبول صلعم لنے ناپسند فرمایا ہے اور جسکے دلایل جداگانہ لکھونگا پھر چونکہ یہہ خیالات نسبت تعلیم اور عدم تعلیم نسوان کے باہم مخالف ہین اور رسالہ خادم الاسلام کلکتہ مین ایک جنٹلمین کا خط کسی اپنے دوست کے نام درج

ہو چکا ہے۔ کہ ایسے ازواج پورائے تعلیم یافتہ سے اُن لوگونکو قطعی نفرت ہی ہین
کہتا ہون اُنکو تو ایسی زوجہ چاہئیے کہ جغرافیا طبعیات لاجک (منطق) بلکہ قانون
ملکی پاس کر کے بیرسٹرا ٹلا ہو۔ اور ججی اور کلکٹری کے عہدہ ہاے جلیلہ کو
مثل مردون کے انجام دے سکے۔ اور کم سے کم یہ ہی کہ جنٹلمین صاحب جو کار
سرکاری نج پر لاوین اُسکی انجام دہی مین آدہی محنت بٹالے تا کہ نصف لی
ونصف لک کا مضمون پورا ہو جائے اور صبح وشام کی ہوا خوری مین بھی ٹمٹم
پر سر بازار بے حجاب ہمراہ رہے۔ بہر حال ایسے خیالات اچھے ہون یا برے
ضرور ہمارے قدیم خیالات سے مخالف ہین۔ اور جب مخالفت ہوئی تو ہم
شرفاء اہل اسلام اور خصوصاً گروہ سادات اکثرھم اللہ جنکو قطع نظر پابندی
شریعت کے اپنے آبائی اجدادی رسوم کا باقی رکھنا بھی ضرور ہے خصوصاً وہ
رسوم جو عقلاً بھی اچھی ہون اسی نظر سے براہ پیشبینی ہمارے معجز نماے برحق
نے جہان دوامی بہت سے احکام ایسے جاری فرمائے کہ امت محمدیہ مرد و مہر کو
کسی نہ کسی زمانہ مین آرام رسان ہون۔ تعدد ازواج مردون کیواسطے اور
نکاح ثانی عورات کے واسطے مطلقہ یعنی طلاق شدہ ہو خواہ بیوہ جایز فرمایا
اب نیچرل صاحب انصاف کرین تو آپکو بھی ہمارے نبی صلعم کا مشکور ہونا چاہیے

اسلئے کہ اگر کسی ضرورت خاندانی سے آپکو ویسی ہی زوجہ یورپ اد انیڑ کاد
گجراتی ملجاے جیسے ہماری اولاد (بقول آپکے) ہوتی ہین اور آپکی صحبت
اُس سے برآر ہنو اور نہ آپکا کام جو اوپر مذکور ہو چکا انجام دے سکے تو آپ
دوسری زوجہ یورپین خواہ یورشین کرلین مگر اتنی سفارش اُس غریب
زوجہ کی مین بھی کرتا ہون اگر اسکو طلاق نہ دیجئے تو اسکی ضروریات نفقہ کی
تو خبر گیری کیجئے اسلئے کہ فطرت نے جس غرض سے قانون ازدواج نافذ
فرمایا ہے یعنی توالد اور تناسل اُسکی قابلیت اِس بیچاری مین ضرور ہے بلکہ
شاید اُس یورشین سے زیادہ ہے جسکی دلیل مین لکھہ نہین سکتا اور عیان
را چہ بیان آنکھون سے دیکھہ لیجئے نقشہ مردم شماری موجود ہے دفع مغالطہ
اگر بعد ملاحظہ دلایل مذکورہ بالا کے کوئی شخص یہہ شبہہ براہ مغالطہ دہی ہیدا
کرے کہ یہہ دسون دلیلین تو ضرورت تعدد ازواج کو خاص خاص اسباب سے
ثابت کرتی ہین۔ اور شریعت محمدی نے عموماً تعدد ازواج کو جایز کیا ہے
پس ان دلایل سے عام جایز ہونا تعدد ازواج کا ثابت نہوا یعنی دعویٰ تو
عام تہا اور دلیل خاص ہے جو کسیطرح کافی اثبات مدعی مین نہین ہوتی
اسکا جواب یہ ہے کہ ہماری شریعت نے بلا ضرورت تو ایک نکاح بھی

جایز نہین فرمایا ہے چہ جائیکہ تعدد ازواج اور اسی ضرورت کے لحاظ سے ایک اور
دو اور تین اور چار تک کی تحدید فرمائی ہے۔ اب ضرورت نکاح کی ایک تو عام ہے
یعنی بقاء نسل انسانی اس سے تو کوئی فرد بشر فقیر اور غنی خالی نہین ہے بشرطیکہ
اُسمین کوئی قابلیت اور رجولیت بھی ہو ورنہ ایک نکاح بھی اُسکو شرعاً کرنا حرام ہے
دوسرے ضرورت علاوہ بقاء نسل کے اور جسقدر آدمی کو لاحق ہوتی ہین اُسکے مدارج
مختلف ہین اور ایسے مختلف ہین کہ اونکی وجہ سے چار سے زیادہ دس اور پچاس
عورات کی بھی کسیکو ضرورت ہوتی ہے مگر چونکہ اکثر افراد کو چار زوجہ کافی ہین جنکو
نکاح دوامی سے جایز فرمایا اور باقی زاید چار پر اُنکو دوسرے طریقوں سے مباح کردیا ہی اور
یہی سراسر عدل و انصاف ہے۔ واضح ہو کہ یہہ دلایل وجوب تعدد ازواج کے
محض عقلی ہین۔ ان سے مخاطب فقط وہی لوگ ہین۔ جو تطبیق نقل با عقل کے
خواستدگار ہین۔ جیسے کہ ہمارے زمانہ مین اکثر تعلیم یافتہ اہل اسلام کو بھی نیچری خیالات
سے یہی سوجھی ہے اور جنرل نیچرل انڈیا نے ان کے دماغو نمین یہی بھر دیا ہے کہ جو
مسئلہ شرعی عقل کے مخالف ہو خواہ آیات قرآنیہ و احادیث وہ سب معاذ اللہ غلط ہے
اور جو لوگ پابند مذہب آسمانی ہین اُن کے شبہات کے دور کرنے کیواسطے ہمارے
نقلی دلایل جداگانہ ہین اب مناسب ہے کہ اس باب کے ختم کے بعد تطبیق نقل با

عقل کا شبہ جو آجکل زیادہ گمراہ کررہا ہے اور میرے نام پر خطوط اکثر لوگون کے چلے آتے ہین اُسکو بھی لکھکر جواب شافی اُن کا لکھون انشاء اللہ تعالٰے۔

باب اٹھارہوان (۱۸) - جواب اس شبہہ کا - اگر شریعت انبیاء اور خاصکر شریعت محمدی کے سب احکام مطابق عقل کے ہوتے تو پھر تطبیق نقل کو عقل سے حرام نکرتے اور نہ فلسفہ کا پڑہنا پڑہانا حرام کرتے جیسا فتوے جاری ہے

(سوال نیچریہ)

کیون حضرات علماء محمدئی آپ لوگون کو بڑا دعوٰی ہے کہ ہماری شریعت کے سب احکام مطابق عقل کے ہین اور خلاف عقل کوئی مسئلہ ہمارے مذہب کا نہین ہے اگر یہہ بات سچی ہے تو ہم آپ سے بہ منت و سماجت سوال کرتے ہین ہماری تشفی کردیجے اور کافر اور زندیق کہکر ٹال نہ دیجیگا۔ جیسا طریقہ آپ حضرات کا ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ احکام ہمارے واسطے جاری ہوئے ہین پس لازم ہے کہ ہماری ہی عقل سے مطابق ہون فرشتے اور جن یا اور مخلوقات (بشرطیکہ موجود بھی ہون) اُنکی عقل سے مطابق ہونا ان احکام کا اس سے ہمکو کیا تعلق ہے پھر جب ہماری عقل سے مطابق ہین اسکی کیا وجہ ہے کہ سیکڑون حدیثین آپنے بنائی ہین کہ شرعی احکام مین عقل کو دخل دینا

حرام ہے جو حکم ہے اُسکو بسر و چشم قبول کرو ورنہ کافر اور ملحد زندیق ہو جاؤ گے اور فلسفہ نہ پڑہو ورنہ کافر ہو جاؤ گے انصاف کیجے اور غیظ اور غضب کو راہ نہ دیجے جس مسئلہ کی بجا آوری ہم پر واجب یا حرام ہو اور ہماری عقل مین اُسکی خوبی اور خرابی نہ آئے زبردستی ہماری ناک رگڑی جائے۔ کہ مانو تو مانو ورنہ گردن زدنی ہو گی یہی ایک حکم آپکی شریعت کا کسقدر خلاف عقل ہے اور خلاف انصاف کے ہے ہمارے اس سوال کو آپ جاہلانہ سوال نہ خیال کرین اور ہمارا یہ دعوی کہ احکام شرع ہرگز مطابق عقل کے نہین بلادلیل نہین ہے اور نہ ہمارا یہ دعوی کہ ہرگز شریعت کے احکام عقل سے مطابق نہین ہین اسلئے کہ آجتک کسی عالم محمدی بلکہ خود بانی دین سے نہو سکا کہ تمام احکام کو عقل سے مطابق اُسکی علت اور اسباب بیان کرسکے علل الشرائع مین جو کتابین لکہی گئی ہین اُنکو بھی ہم لوگ پڑہ چکے ہین جنکے پڑہنے سے رہا سہا اور بھی ہمارا عقیدہ فاسد ہو گیا اور خود علماء محمدی کا بہی اقرار ہے کہ یہ علتین محض وہمی اور فرضی ہین جنکو سنکر بچہ بھی قہقہہ زنی کرتے ہین اسی وجہ سے ہم اپنے سر سید احمد خان صاحب بہادر کو فخر اسلام سمجہ رہے ہین جنہون نے تطبیق نقل بعقل کر کے کتنا بڑا شبہ اور اعتراض جو دین اسلام پر ہمیشہ سے چلا آتا تہا اسکا پورا جواب دیدیا اور قرآن مجید اور احادیث نبوی سے بخوبی ثابت کر دیا کہ دین محمدی کے وہی احکام جو ہماری عقل سے

مطابق ہین وہی سچے ہین اور سب غلط او بناوٹ ہے۔ ایسے فخر مسلمین اور ایسے
محسن کو آپ لوگ کافر اور زندیق کہتے ہین۔ وای برین دانش اور ہزار افسوس اور
اگر کسی عالم محمدی کو دعوی ہو تو ہم وہ احکام شرع جو سراسر خلاف عقل ہین جستہ جستہ
لکھتے ہین انکو ہماری عقل سے مطابق کردے ورنہ دعوے بے دلیل پسند خرد نہین
اپنے مقام پر یہ اکثر نا سند نہین اسی مضمون کے خطوط میرے نام پر چلے آرہے ہین اور
یہی چرچہ آجکل تمام ملک مین پھیلا ہوا ہے۔ جواب مجملی طور سے تو ہمنے شرعیت
ہاے انبیا کو مطابق عقل کے ہونا باب (۱۲) صفحہ ۳۲ سے لغایتہ صفحہ ۴۳ لکھہ
دیا ہے مگر اب تفصیلی جواب عام فہم یہان پر لکھتے ہین انشاء اللہ پہلے سبات کو
سمجھ لینا ضرور ہے کہ ہر سوال کرنے والے کو اپنا منصب اور اپنا درجہ فہم بھی ضرور
سمجھ کر سوال کرنا لازم ہے اور علماء محمدی کے اخلاق سے نہایت بعید ہے کہ بجاے
دلدہی اور تشفی دینے کے سایل کو زندیق اور کافر کہدین یہ فعل جہال اور کٹھ
ملون کا ہے جو درحقیقت دین اسلام کی خوبی سے خود آگاہ نہین ہین۔ ہان اگر
سایل اپنے منصب اور لیاقت سے بڑہ کر سوال کریگا کوئی عالم کسی فن کا فرض
کرو ایسے سایل کو بجز ملامت اور نکوہش کے اور کیا جواب دیسکتا ہے آپتو کالج اور
اسکول کے تعلیم یافتہ ہین اگر ایف اے جماعت کا طالبعلم ایم اے درجہ کے سوالات

کسی ماسٹر سے کرے تو اُسکو سوائے زجر اور ملامت کے اور کوئی جواب دیا جاسکتا ہے
ہرگز نہین ہرگز نہین اسی طرح کا یہ سوال آپ کا ہے کہ جملہ مسایل اور جملہ احکام شریعت کو
مطابق عقل کے ثابت کر دیجیئے اسکا جواب پہلے تو ہم یہی دینگے کہ شریعت انبیا کی
مسایل ضرور سب مطابق عقل کے ہین اسلیئے کہ حکیم مطلق وحدہٗ لاشریک لہٗ کے
احکام ہین اور اسکے بیان کرنے والے بھی حکیم کامل یعنی انبیا ہین اور قول اور
فعل حکیم کا ہرگز حکمت سے خالی نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ مطابق عقل کے ہون
اب اگر آپ خدا کو حکیم نہین مانتے اور انبیا کو عقل خداداد سے متصف ہونا تسلیم
نہین کرتے پھر تو ہم کو پہلے اسی کا ثابت کرنا پڑیگا دیکھو باب (۱۲) صفحہ ۱۳۱ کو اور جبتک
دونو امر مسلم ہو چکے پھر مجملی طور سے کل احکام شریعت کو مطابق عقل کے ہونا ضرور ماننا
پڑیگا اب رہی تفصیل کہ ہر ایک حکم شریعت اصول دین کا ہو خواہ فروع دین کا اُسکا
مطابق عقل کے ہونا ہر درجہ کے آدمی پر ثابت کرنا یہ کیونکر براہ عقل ضروری ہے اسلیئے کہ
جملہ مسایل شریعت کا ثبوت عقلی جن دلایل پر موقوف ہے بیشمار علوم ایسے ہین جو
ابھی فہم انسانی سے باہر ہین اور روزانہ تحقیقات علمی سے اُن کا ثبوت ہوتا جاتا ہے
آج یا آج سے چارسو برس پہلے خواہ پانسو برس بعد کوئی اسکا مدعی نہین ہوسکتا ہے
کہ احکام شریعت جن دلایل سے اُن کا ثبوت ہوسکتا ہے اُن سبکو ہمنے جان لیا ہے

اب سایل کو یہ سمجھنا لازم ہے کہ علمای محمدی خواہ اور مذاہب آسمانی کے پابند جو یہ دعوی کرتے ہین کہ شریعت کے احکام سب مطابق عقل کے ہین اُنکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ احکام خالق اور آفرینندہ عقل کے جاری فرمائے ہوئے ہین لہذا ہمکو اسیقدر جاننا کافی ہے کہ موجد عقل جو حکم دیگا کبھی خلاف عقل نہو گا یہ دعوی کسی پابند شریعت کا نہین ہے کہ ہر جزئی مسئلہ کو ہم عقل سے مطابق کر سکتے ہین اسلئے کہ ہماری عقل اور ہمارا علم ناقص ہے فرض کرو کہ ہم مریض ہوے اور کسی کامل طبیب یا ڈاکٹر جسکے علم اور عقل پر ہمکو پورا بھروسہ پہلے سے ہے اُسنے ہمکو ایک نسخہ تجویز کر دیا اب ہماری عقل سلیم ضرور حکم کرتی ہے کہ جو جو اجزا اُسمین ہمارے مرض کے مناسب ہین وہی لکہے ہون گے پھر اگر کسی مریض کو تھوڑا سا علم طب اور علم خواص ادویہ بھی ہو اور اپنی راے سے بعض ادویہ کو خلاف اپنے فرض کے براہ عقل سمجھے اور اسیوجہ سے وہ نسخہ استعمال نکرے کوئی عاقل اُسکی اس راے کو صحیح تجویز کریگا اسلئے کہ یا تو اسکی پہلی راے غلط تھی کہ ناقص طبیب کو اُسنے کامل سمجھکر رجوع کیا دراصل وہ طبیب جاہل تھا یا اب دوسری راے اسکی غلط ہے کہ راے طبیب کی علیل ہوتی ہے اب جسطرح اس نسخہ کا استعمال کرنا اور تجویز طبیب حاذق پر کاربند ہونا دو وجہ سے مطابق عقل کے ہوسکتا ہے - ایک تو مجمل عقیدہ کہ یہ طبیب کامل ہے ہرگز خلاف مصلحت یعنی خلاف عقل ادویہ تجویز کی ہونگی اور دوسرا تفصیلی عقیدہ کہ ہم یعنی مریض اپنی

عقل سے بھی ہر ایک دوا کو مناسب اپنے مرض کے سمجھ لے تب اُسکو استعمال کرے اب فرمائی
کہ ہم اس نسخہ کو کس عقیدہ سے اپنے مرض کے مناسب اور اپنی عقل کے مطابق سمجھنے کے
مجاز ہین ظاہر ہے کہ تفصیلی طور سے اگر ہم سمجھ سکتے پہر ہم خود ہی طبیب کیون نہوتے بلکہ
بحالت مرض ہمارا یہ خیال کرنا ہی سراسر خلاف عقل ہے۔ یہی حال مخلوقات الٰہی کا ہے
بلکہ طبیب کامل تو براہ بشریت کبھی خطا بھی کرسکتا ہے۔ اور حکیم مطلق تعالےٰ شانہ اور
اسکے خاص نائب معصوم کبھی خطا نکرینگے لہذا جو کچھ احکام الٰہی ہین ہمکو اسی مجملی اعتقاد سے
اُن کا مطابق عقل کے تسلیم کرنا ضروری ہے اور یہی مراد علماے محمدی کی ہے کہ
احکام شریعت کل جسقدر ہین سب مطابق عقل کے ہین اسکا دعوےٰ سوائے آپکے
سر سید صاحب کے کسی نے نہین کیا ہے کہ ہم کل احکام شریعت کو مطابق عقل کے
تفصیلاً ثابت کرسکتے ہین اور جو حکم نہ ثابت ہو وہ حکم خدا اور رسول نہین ہے معاذاللہ
پہلے تو مین سید صاحب کی عقل اور دانش جیسی کہ مشہور ہے اُسپر نظر کر کے اسکو نہ
مانونگا کہ انہون نے خلاف عقل ایسا دعویٰ کیا ہے اور اگر سچ مچ کیا ہے تو انکی نظیر
اُسی مریض کی ہے جو اوپر گذر چکی اور پوری نظیر ہے۔

آئیے ہم اور آپ پھر ذرا غور کرین دنیا مین جسقدر امور ہم سب کرتے ہین
دوا علاج اور داد و ستد مقدمہ بازی کھیتی اور پیشہ وری دستکاری وغیرہ سب کا

عام قاعدہ یہی ہے کہ یا تو ہم اُس کام کے اصول اور قواعد علمی کو اپنی عقل سے مفید سمجھ کر تب اُسکو کرتے ہین اگر ہمکو اسقدر علم اور تجربہ ہے ورنہ کسی دوسرے معتمد پر بھروسہ کر کے اس کام کو کرتے ہین اور جب دوسرے پر بھروسہ کیا پھر ہمکو ہر بات مین چہ میگوئی اور تقریر اور استدلال کرنے کا ہرگز موقع نہین دیا جاتا ہے اور یہہ جتنے کام کرنے والے ہمارے اُستاد ہین جنکی تقلید سے ہم کام کرتے ہین فقط اُن کا تجربہ ہمکو یقین دلاتا ہی کہ اس کام کو اسیطرح کرنا مناسب ہے کوئی شخص ان مین اصلی اور واقعی سبب اور حکم ان کامون کے ہرگز نہین جان سکتا ہے پھر جب فقط تجربہ ظنی پر ایسے جاہلون کے ہمکو بھروسہ ہوتا ہے اور گو کہ بظاہر وہ امور کیسے ہی خلاف عقل ہون مگر ہمکو چار ناچار کرنا ضرور ہوتا ہے اب اگر وہی کام خواہ اور کوئی کام ہمکو اپنے خداے پاک کا بتلایا ہوا معلوم ہو جاے ذرا انصاف کیجیے کہ اسکے بھروسہ پر تو ہم چہ میگوئی کرین اور کہین کہ ہماری عقل مین اسکا کرنا درست نہین اور جاہل خطا کارونکے تجربہ مین دم نہ مارین فرمائیے یہہ بھی کوئی عقل ہے ہان اتنی بات ضرور سمجھ لینی چاہیے کہ یہہ قول اور فرمودہ ہمارے خدا کا اور یہہ پیام رسان اُسکا فرستادہ ہے یا نہین اور جب یہہ ثابت ہو جاے پھر اسمین عقل آرائی کسیطرح مناسب نہوگی یہی حال ہماری شریعت کا ہے کہ ہمکو خدا نے حکم دیا ہے کہ اگر حکم ہمارا تمہاری سمجھ مین آجاے بہتر ہے اور جو سمجھ مین نہ آے اسکو اپنے سے بڑھکر صاحبان علم سے

پوچھو کہ وہ تبلائینگے اور جو انکی سمجھ سے بھی باہر ہو تمکو اور اُن کو سبکو یہی لازم ہے کہ علم
اسکی مصلحت کا ہماری سپرد کرو اور تم براہ بندگی بیچارگی اسکو تسلیم ہی کر لو ورنہ کرو
وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ شاید ایسی کوئی چیز یا حکم ہمارا
جسکو تم اپنی نادانی سے پسند نہ کرو اور اس سے نفرت کرو اور در اصل علم ربانی مین
اسی سے تمہاری بھلائی ہوتی ہو وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ
اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم اپنی رائے ناقص سے کوئی بات اچھی تجویز کرو کہ مفید ہے
اور اسی مین تمہاری برائی ہو۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے درخواست کی
کہ پانی ہماری مراد پر اور وقت مناسب مین برسایا جاوے خدا نے منظور فرمایا تاکہ
بندونکی خرابی عقل ظاہر ہو منہ مانگا پانی برسایا اور زراعت بھی خوب اُگی غلہ بھی خوب
پیدا ہوا مگر بالکل زہر ہو گیا اور سیکڑون کھا کھا کے مر گئے اب فریاد کرنے آئے کہ
یا موسیٰ یہ تو زہریلہ غلہ ہو گیا حکم ہوا کہ تمکو کیا معلوم ہے کہ پانی کسوقت آب حیات کا
حکم رکھتا ہے اور کسوقت وہی باران زہر کا اثر پیدا کرتا ہے سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
اب تو پانی برسانے کا ادھیار ہو چکا ہے اب دیکھئے گا کہ پانی برسا کر کیسے آبادی
دنیا کی آپ لوگ کرینگے ہان میرے معزز سوال کرنیوالے اب پہلے
آپ اپنے سوال کا مطلب سمجھین آپکی غرض تطبیق مسایل شریعت کی عقلی امور سے کیا ہے

اور کون سی عقل کے مطابق آپ احکام شریعت کو کرنا چاہتے عقل معمولی جو خواندہ اور
ناخواندہ سب مین فطرتی طور سے ہوتی ہے یا عقل فلسفی عقل معمولی اور عقل فلسفی مین تو
اسقدر مخالفت ہے جسکی تفصیل اگر آپکو جاننی منظور ہو یہ لیجے کتاب مراۃ الحکما جلد اول
مصنفہ جناب مولوی سید محمد امام صاحب رئیس پٹنہ جنکی لیاقت علمی کالج پٹنہ کے معزز
طلبہ اور باشندون سے دریافت کر لیجے اسی کتاب کو پڑھکر آپکو معلوم ہوگا کہ عقل
معمولی سے عقل فلسفی مین پورا اختلاف ہے پھر چونکہ آپ بھی تعلیم یافتہ اور پورے
فلسفی بلکہ نیچرل مین عقل معمولی سے تطبیق اگر مسایل شریعت کے ہم ثابت بھی کر دینگے
بھلا آپ کاہے کو منظور کیجے گا اگرچہ عقل معمولی والے ضرور اسکو منظور کرینگے لہذا یہی
مطلب آپ کا ہے کہ شریعت کے احکام عقل فلسفی سے مطابق ہون جیسے آپکے
پیر و مرشد کامل سر سید احمد خان نے آپکو دعوی محال اور خلاف عقل کر کے کہلایا ہے
کہ ہمنے شریعت کو عقل فلسفی سے مطابق کرنا چاہا اب ہم آپ ہی کی عقل فلسفی (جو
سر سر مخالفت عقلی سے پیدا ہوتی ہے) کو آپکے سوال مین فرض کر کے آپ ہی سے
پوچھتے ہین کہ عقل فلسفی سے کون سے فلسفہ کی عقل آپکو مطلوب ہے فلسفہ قدیمہ یا فلسفہ جدیدہ
کہدیجے کہ فلسفہ جدیدہ اسلیئے فلسفہ قدیمہ سے جو عقل اسکی تعلیم یافتہ لوگونکو حاصل ہوتی ہے
وہ تو آپکے نزدیک محض تاریکی جہالت سے نامزد ہے اب اگر ہم فلسفہ جدیدہ کے مسایل

شریعت کے تطبیق کرین تو عقل معمولی والے اور فلسفہ قدیمہ کے تعلیم یافتہ اپنی اپنی
جگہ پر ناراض ہو گئے اور دین اسلام سے دست کش ہو گئے حالانکہ اُن دونو گروہ کی
تعداد آپکے گروہ سے جو ابھی تازہ پیدا ہوا ہے ہزار چند ہے اور عقل صحیح کا حکم یہی ہے
عَلَیکُم بِالسَّوَادِ الاَعظَم بڑی جماعت کا ساتھ دینا لازم ہے (چہ خوش)
مگر ہم آپکی خاطر سے گو بڑے دو گروہ سے ہمکو یہی خوف اور اندیشہ ناراضی کا ہی جیسا کہ
آپ سے مگر اس سکو گوارا کرکے ہم فلسفہ جدیدہ سے احکام شریعت کی تطبیق پر کمر بستہ ہوتے ہین
اب نمائی (اور ذرا فلسفہ جدیدہ کی اصلیت اور ماہیت کو ہماری اسی کتاب کے صفحہ ۱سے
لغایتہ صفحہ ۸ ملاحظہ کر لیجیے بلکہ ہماری ساری کتاب اسی بحث مین ہے کہ فلسفہ جدیدہ محض
لغو اور بے بنیاد فلسفہ ہے جسکی بنا محض تجربہ پر ہے اور تجربہ بھی بالکل ناقص مگر آپکی
خاطر سے بفرض محال اسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ فلسفہ جدیدہ بالکل سچا ہے اور محض
بے عیب ہے اور جو کچھ جدید تحقیقات سے اب ثابت ہوا ہے وہی درست ہے اب لیجیے
کتب فلسفہ جدیدہ مثلاً ازہار بدیعیہ فی العلوم الطبعیہ جو مصر مین چھپی ہے اور دس روپیہ کو
بمبئی سے آپکو ملیگی اور فقیر نے اسکو حرفاً حرفاً پڑھ لیا ہے اور فرنچ زبان سے ترجمہ ہوا ہے
اسکو جانے دیجیے عروس بدیعیہ فی علم الطبعیہ تالیف اسعد شدودی جو ابھی سنہ ۱۸۷۶ع مین
چھپی ہے بیروت مین اور میرے پاس موجود ہے اُسکے گیارہ باب اور ۸۹۵ اصول

اور نوامیس جنمین علم نور علم مناظرہ اور علم حرکت اور میکانیکی اور موسیقی وغیرہ تمام
اصول کلیہ کا بیان ہے آپ کو تو استقدر تعلیم درجہ اعلیٰ کی دلانی سر سید احمد
خان صاحب بہادر بنظر ایک پالیسی کے پسند ہے نہین کرتے کسی بڑے اعلیٰ درجہ
کے تعلیم یافتہ جرمن اور امریکہ والے سے کہئے کہ ہماری شریعت کا کوئی مسئلہ
اپنے اصول جدیدہ سے مخالف ثابت کردے (لا واللہ) کیا مجال ہے
کسی بشر کی جو احکام شریعت کو سچے اصول فلسفہ سے مخالف تبلا سکے او جہالت
اور ہٹ دہرمی کی اور بات ہے۔

مین ایک محض کم علم آدمی ہون مگر اپنے دین اسلام کی سچائی کے بہروسہ
پر کل پورے اور سچے علمائے محمدی کیطرف سے دعوے مذکورہ بالا کو
پیش کرتا ہون چہ جائیکہ جو لوگ مجہ سے افضل اور اعلے درجہ علم پر ہین اُن کے یقین کو
کیا پوچھنا اور جن بزرگان دین کی تعلیم الٰہی ہے جیسے انبیا اور اوصیا ان بزرگان دین کا تو
حال یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا
علیہ الصلواۃ والسلام امثلہ مندرجہ ذیل سے تطبیق عقل اور نقل کے خیال کیجے
فلسفہ جدیدہ کے اصول پر اور حمایت دین پر بہی منصفانہ نظر کیجے قرآن مجید مین حضرت
عیسے روح اللہ علیہ الصلواۃ والسلام کی سوانح عمری مین صاف وارد ہے کے

حضرت عیسےٰ مٹی کے کہلونے بناکر اُسمین پھونک ماردیتے تھے وہ مٹی کی چڑیا بحکم
خدا زندہ طایر ہوجاتی تھی اسیطرح حضرت ابراہیم کے قصہ مین ہے رب ارنی کیف
تحیی الموتےٰ خدایا مجھے دکہلادے کہ تو مُردونکو کیونکر زندہ کردیتا ہے حکم ہوا خدا کا
کہ چار عدد چڑیان لیکر انکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو اور ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا پھینکدو
پھر اُن کو بلاؤ دیکھو دوڑتی ہوئی تمہارے پاس چلی آتی ہین چنانچہ ایساہی ہوا اب
آپکے ہیرو سر سید احمد خان نے ان دونو قصونکو جو صاف طور سے قرآن مین مذکور ہین
انہین جو زبانی تحریری تاویلین فرمائی ہین تفسیر احمدی موجود ہے۔ دیکھہ لیجیے
نعوذ باللہ اور زبانی تقریر کے سننے والے زندہ موجود ہین اُن سے پوچھہ لیجیے نسبت
قصہ حضرت ابراہیم کے اور خلاصہ یہ ہے چونکہ یہ قصہ نیچر کے خلاف ہے لہذا غلط ہے
اب اسکی تاویل کرنی لازم ہے واہ رے حامی اسلام - اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ
اس کرامت کے کہ حضرت عیسےٰ روح اللہ تھے اور علاوہ اسکے کہ حکم خدا سے مٹی کی
چڑیا مین روح پھونکنے سے جان آجاتی تھی جسطرح حضرت آدم کا مٹی کا پتلا اُسمین
خدا نے نفخ روح کرکے جاندار کردیا ہے اور علاوہ اسکے کہ حضرت ابراہیم نے امت کے
منکرین حشر و نشر واحیاء اموات کی ہدایت اور اطمینان قلب کی غرض سے انہ اپنے
اطمینان قلب کی غرض سے) یہ معجزہ دکھلانا خدا سے طلب کیا تھا آج بھی اسکی نظیر

ھیدرا چھوٹا سا جانور موجود ہے جسکے تین ٹکرے کرڈالو سر الگ اور بیچ کا دھڑ الگ اور
دُم الگ تھوڑے ہی دنون کے بعد ہر ایک ٹکرے سے تین جانور ھیڈرا پیدا ہونگے جسکا
جی چاہے امتحان کرکے دیکھ لے حضرت ابراہیم نے چار طائرون کے ٹکرے کر دیئے
اور چار ہی طایر پیدا اور زندہ ہوئے ہم تو ایک ھیڈرا کے تین ٹکرے کرتے تین اور
ہین ھیڈرا بنجاتے ہین اور مینڈک کی خاک بوتل مین رکھ چھوڑے ادھر ساڑھ کا
ڈونگرا پڑا اور ایک مینڈک سے سیکڑون بنجائین گے اب زیادہ تر خلاف نیچر یہ خیال ہے
یا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ کے کاش آپکے پیرو اسی ھیڈرا جانور اور مینڈک
ہی پر نظر کرکے اس قصہ کو براہ نیچر جایز الوقوع ثابت کرتے حالانکہ سید صاحب کو
اس جانور کا اور مینڈک کا حال معلوم تھا مگر انھین تو قرآن کو خلاف عقل ثابت کرنا
مدنظر تھا لہذا چشم پوشی فرمائی – اور اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اے سبحان اللہ ان
دونو قصونکو جب مین باب خاص مین لکھونگا انشاء اللہ تب آپکو اپنے پیرو کی
تائید اسلام کی پوری کیفیت معلوم ہوگی پھر اگر تطبیق شرع یا عقل سے آپکی یہی
مراد ہے تو صاف صاف کیون نہ فرمائی کہ جتنے احکام شریعت کے ہین سبکو بدل کر
معاذاللہ ہم ایک نئی شریعت جاری کرین اگرچہ یہ فعل کسی پابند مذہب آسمانی سے
ہو نہین سکتا اور نہ کوئی صاحب عقل سلیم عام اس سے کہ وہ پابند مذہب ہو یا نہو

بلکہ محض عقل کا پابند ہو اسکو گوارا کریگا اسلیے کہ مخالفت شرع کی عین مخالفت
عقل کی ہے مگر چونکہ آپ علمای محمدی پر کج خلقی کا الزام لگاتے ہین ہم اسکو
بھی آپکی خاطر سے منظور کرتے ہین مگر شرط یہ ہے کہ پہلے آپ اُن مسایل کو موجب
وعدہ مندرجہ سوال جستہ جستہ لکھیے جو آپکی عقل فلسفی کے مخالف ہین پھر ہم اُنکی
مطابقت آپ ہی کے فلسفہ سے پوری ثابت کردین گے یا آپکے اُس مسئلہ کی
غلطی ظاہر کردین گے مگر یہ آپ سے کب ہو سکتا ہے آپکو تو فقط زبانی قلقلہ
لگانا اور شریعت حقہ پر بیجا قہقہہ زنی کرنے سے کام ہے جیسے آپکے ہیرو کو ہے
دوسری مثال عام طوفان نوح سے انکار آپکے ہیرو سر سید احمد خان صاحب نے
علاوہ اور شبہات کے اس بنا پر بھی کیا ہے کہ سطح جہان کی ہوا اگر سب پانی
ہو جاے تو ایک مقدار معین سے زیادہ اونچا وہ پانی زمین سے نہوگا (چنانچہ باب
طوفان مین ہم اُسکو لکھینگے) پھر اتنا پانی طوفان نوح مین سیکڑون میل اونچا
کہان سے آیا جسکو مفسرین اہل اسلام لکھتے ہین اور نیچے پر کی اوڑاتے ہین اس
خیال مین آپکے ہیرو سر سید صاحب کو اور نیز جنکی تقلید سے یہ دلیل حضور نے
لکھی ہے چند اغلاط پیش آئی ہین پہلی غلطی تو یہی ہے کہ ہوا کی بلندی تین سے
لیکے میل ہے اسکی تحقیق بموجب تصریح جدید علماے علم ہوا کے محال ہے اور جیسا

دلیلین اسکے محال ہونیکی فلاسفہ یورپین لکھہ رہے مین دیکھو فقرہ (۲۲۹) عروس

بدیعیہ کے صفحہ ۲۲۰ کو اور جب ارتفاع واقعی ہوا کا معلوم نہوا پہر پیمایش کرہ ہوا

کی بھی مجہول رہی - اب کسی کو یہ منصب نہین ہے کہ سطح جہان کی ہوا کا پانی بنکر

جو عمود یعنی جسقدر بلندی پیدا ہوگی اُسکا صحیح دعوی کرے پہلے عمود بلکہ سطح جہان

کی ہوا کی پوری پیمایش تو آپ ثابت کرین (۲) دوسری غلطی یہ ہوئی کہ صرف

اس ہوا کے جسکے پانی بنجانے کا خیال کیا ہے اور ہوائین بھی جو موجود ہین

تا اینکہ آفتاب کے گرد بھی ہوا ہے جسکا ہرشل صاحب زیادہ سے زیادہ ۲۷۶۵

میل عمق بتلا رہے ہین - دیکھو صفحہ ۵۳ تاریخ الحکما کو پہر چونکہ وہ ہوا گرد آفتاب کے

ہے اور آفتاب زمین سے ۱۳ لاکھہ مرتبہ بڑا ہے اب اگر اُسی ہوا مین سے بحکم خدا

کسیقدر حصہ پانی ہوکر آیا ہو کسقدر بلند اور کے ہزار میل اونچا زمین سے چڑہ سکتا ہے

تیسری غلطی کہ یا مثہر مادہ اثیر یہ جو تمام فضاے اسمانی مین بہرا ہوا ہے اور کرہ

ہوا سے دور بھی نہین ہے بلکہ شاید ملا ہوا ہو اور اسی سے فلاسفہ سب چیزونکو

پیدا ہونا خیال کرتے ہین اُسکا ہیڈروجن اور اکسیجن اور نیٹروجن بنکر پانی بنجانا

خواہ سدیم جو اصلی مادہ کل اشیاء عالم کا ہے اُسکا پانی بنجانا یہ نیچرل صاحب

کیونکر محال ثابت کرسکتے ہین (۴) غلطی بنابر عقیدہ اہل مذہب آسمانی کی یہ ہے کہ

خدا لاشے سے ہر شے کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور آپکے وہی نیچر کا پابند
نہین ہے ہمارے مفسرین جزاہم اللہ خیراً نے اُسی قدرت کاملہ پر بنا کرکے
اسقدر بلند چڑھنا پانی کا لکھا ہے اور اسکو ہم خاص باب طوفان مین لکھینگے
انشاء اللہ المستعان میرے سامنے اسوقت رسالہ معارف مطبوعہ یکم مارچ ۹۹ء
نمبر ۹ جلد (۱) کا صفحہ ۲۶۷ کالم ۲ سطر (۴) کھلا ہوا ہے جسمین سر سید صاحب کے
لایف مین یہ فقرہ درج ہے کہ سر سید نے تعصب اور جہالت کا مقابلہ چالیس

سال کیا ہے تقلید کی جڑ کاٹی ہے۔ بڑے بڑے علما اور مفسرین کو لتاڑا ہے
ذرا اس لتاڑنے کے لفظ کو دیکھئے اور سر سید صاحب کی علمی لیاقت جو اسی
کتاب انتصار الاسلام مین ہر جگہ آپکو دکھائی جاتی ہے وہ بھی براہ انصاف
ملاحظہ کیجے کاش اگر سر سید صاحب اُسی فلسفہ واہیہ کو جانتے جسکی تقلید مین
قرآن مجید کی آیات کو غلط کہہ رہے ہین تب بھی ہمکو اتنا صبر تو ضرور ہوتا کہ ہان
تقلید مین تو پورے ہین۔ حضرت کو اس فلسفہ کے اصول سے بھی خبر نہین
اور پھر یہ منہ زوریان اللہ اللہ جہالت سے مقابلہ کرنا یہ عالم کا کام ہے اور جسکو
خود علم نہو وہ جہالت سے مقابلہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اب پھر از سر نو ہم
اس تقریر کو شروع کرتے ہین شریعت محمدی بلکہ جملہ شریعتہای انبیا

کی عموماً دو قسم پر تقسیم ہے۔ قسم اول اصول اعتقادات اسمین توحید اور نبوت اور معاد
اسکے کل مسایل عقلی دلایل سے مطابق ہین اور فلسفہ عقلیہ الٰہیہ جسمین کسیطرح
کی غلطی کا احتمال نہین ہے اُسی پر اصول مذکورہ کی بنا ہے۔ ہان انہین
تینون مسایل کے فروع صدہا مسایل ہین وہ بھی ضرور عقل سلیم ہی کے
مطابق ہین اور جسقدر علوم قدیمہ اور جدیدہ فرض کیجے کسی علم سے کوئی
مسئلہ ہمارے اُصول دین کا اگر مطابق نہو اُسکا بار ثبوت ہمارے ذمہ ہے
اور ہمارے علم کلام کی کتابین اسی کی بحث مین طیار ہین اب رہا بعض
مسایل مین اختلاف رائے اہل اسلام کا اگرچہ یہ اختلاف ہے مگر کوئی
فرقہ اہل اسلام کا اسکا مدعی نہین ہے کہ یہ مسئلہ خلاف عقل ہے یا اسکا ہونا محال
ہے بلکہ جن امور کا محال ہونا دہریہ ہمیشہ بنظر استبعاد عقلی کہتے ہین اُنکا جواز
اور امکان ثابت کر دیا گیا ہے ہان علم معاد مین دوسرے عالم کی جو اخبار
انبیا نے دی ہین جب وہ عالم دوسرا ہے اور انبیا کو ہم راست گو اور معصوم
اور حکیم تسلیم کر چکے پھر ہمکو ان خبرونکی تصدیق مین اپنی کج فہمی سے شبہہ کرنا ہی خلاف
عقل ہے اسلئے کہ تمثیل سے اس عالم کی دوسرے عالم کے امور شدنی اور
ناشدنی قیاس کرنا ہی نادانی ہے جب اسی عالم مین جسقدر خواص طبعی اور

تو انمیں موجودہ اشیا کو اپنی عقل سے مدلل نہین کرسکتے اور سوائے اسکے کہ ہمکو
یہی کہنا زیبا ہے کہ یہ اثر اور یہ ربط اس شے کا دوسری شے سے فطرت نے دیا
اسکی دلیل کو ہم نہین جانتے اور نہ ہماری سمجھ مین آسکتی ہے (دیکھو باب نجم کے
صفحات کو اسی کتاب کے) اور انہین مسایل کی نسبت ہمارے ہادی
برحق نے فرمایا ہے کہ تم احکام الٰہی اور اخبار عالم جزا اور سزا مین اپنی عقل کو
دخل نہ دو اسلئے کہ ہماری عقل تو اسی عالم فانی کی موجودات کی مشاہدہ سے
مستفاد ہوتی ہے اُسپر اگر ہم قیاس کرینگے اور تمثیل دیکر دوسرے عالم کے
امور مین پیشگوئی کرینگے ضرور غلطی واقع ہوگی ؎ چہ نسبت خاک را با
عالم پاک۔ **دوسری قسم شریعت کے فروع دین کی ہے** فروع
دین سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی نے اپنے خالق کو پہچانا اور اُسکے جاہ و
جلال اور صفات کمال سے واقف ہوا اور یہ بھی اُسکو عقیدہ ہوگیا کہ خدا نے
ایک دار آخرت جزا اور سزا کیواسطے بنایا ہے یعنی اس دنیا مین جیسا کرینگے
اُسکی جزا اور سزا ہمکو دوسرے عالم مین ضرور ملیگی اب اس شخص کو ضرور
سوچنا چاہئیے کہ اپنے خالق اور رازق سے مجھے کیسا برتاؤ اُسکی عبادت مین
کرنا چاہئیے اور اُسکے بھیجے ہوئے پیغمبر جو مجھے راہ راست دکھاتے ہین اُنسے

کیسا برتاؤ کرون (۲) اور اُسکے بندہ مخلوق جو مجھ ایسے ہی دنیا مین ہین اور اُنسے
دن رات کا سابقہ میرا ہے اُنسے کیا برتاؤ کرون پہلی قسم کو عبادات کہتے ہین
اسمین تو یہی مناسب ہے کہ جو کچھ خدائے تعالے جس زمانہ مین اپنی عبادت کے
طریقہ مقرر فرمائے ہمکو بے چون وچرا انکی بجاآوری لازم ہے مثلاً سخت
گرمیون کے روزے جب ہمارے خدانے ہمسے اپنی طاعت کی بجاآوری بقدر
ہماری برداشت کے براہ ترحم تجویز فرمائی ہے اب ہمکو مین خود خدا اگر
تحمل گرمیون کے روزہ کا ہے تو رکھین ورنہ حکم ہے اُسکی قضا جاڑون مین کرو
اسیطرح نماز کھڑے ہوکر یا بیٹھکر جسمین جسقدر طاقت ہو اُسیقدر اسکی بجاآوری
کھڑے کھڑے خواہ بیٹھکر بھی کردے اب عبادات کی اقسام مین عقل آرائی
ہمکو نہ کرنی چاہئے اسیواسطے عبادات کو احکام توقیفی کہتے ہین یعنی خدانے
زبانی انبیا کے جو عبادت جس زمانہ مین مقرر فرمائی ہے اُسمین ہمکو اپنی
عقل آرائی کسیطرح کرنی نہ چاہئے اسلئے کہ عبادت بندگی کو کہتے ہین اور
بندگی کو بیچارگی لازم ہے آپ کو یہ خیال ہو کہ عبادت مین اندھادھند کارخانہ
ہی نہین بلکہ چونکہ خدا کو ہم عادل بلکہ رحیم بھی تسلیم کرتے ہین لہذا عقل سلیم کبھی گوارا
نہ کریگی کہ عادل اور رحیم اور حکیم اپنے بندون سے ایسی محنت اپنی عبادت مین لے

جو عقل کے خلاف ہو انہین مسایل عبادات کی نسبت انبیاؑ نے فرمایا ہے کہ تم اپنی
عقل کو ان مین دخل نہ دو اسلیئے کہ خدا کو جب عادل اور رحیم تسلیم کر چکے پہر تکلیف
مالایطاق وہ تم سے کبھی جایز نہ رکھیگا اور قرآن شریف مین اسی کا جا بجا ذکر ہے
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اب رہی برداشت اور تحمل اسکا قاعدہ ہمارے ہادیان
برحق نے بھی بموجب ارشاد باری عزاسمہ یہی مقرر فرمایا اَلْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ
بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ہر ایک آدمی اپنے نفس پر اچھی طرح سے بصیر ہے
اور خوب سمجھتا ہے کہ مین کسقدر تحمل کر سکتا ہون گو بظاہر عذر ہاے فاسدہ
پیش کیا کرتا ہے پہر چونکہ عبادات محض حق الٰہی ہین انمین ہمکو اپنی عقل سے تفصیلی
طریقہ سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ جب پورے طور سے ہم پر ثابت ہو جاے کہ یہ حکم
خدا ضرور ہے بس خدا کو حکیم اور عادل اور رحیم مان کر تسلیم ہی کرنا ضرور ہے دوسری
قسم احکام دین کی جو دنیاوی معاشرت سے متعلق ہے کہ ہم اپنے بنی نوع اور
دیگر جاندار چیزون سے کیونکر پیش آیا کرین اور اپنا لباس اور طعام اور گھر بار
وغیرہ کیسا تجویز کرین اسی مین امور اخلاقی اور تمدنی اور خانگی اور حفظ صحت
سب داخل ہین اور قانون معاشرت اسی حصہ شریعت کا نام ہے اگرچہ بعد تسلیم
کرنے اس امر کے کہ خداے عزوجل حکیم اور مدبر برحق ہے اور ہمارے ضرر رسان

اور نفع دہندہ امور کو ہم سے ہزار درجہ بہتر جانتا ہے اور کبھی ایسی تجویز فرمائی کہ جس
میں ہمارا ضرر ہو پھر تو بندہ مطیع کو قانون معاشرت کے احکام الٰہی اور نواہی قدرت
کو تسلیم ہی کرنا لازم ہے مگر نہین نیچرل صاحب بہادر کو اسقدر فلسفہ جدیدہ کی
خبر ہی ہے انکو دن رات ایسی فکر رہتی ہے کہ شراب حرام کیون ہوئی ذبیحہ اور
مردار جانور مین کیا فرق ہے سود کیون ناجائز ہوا جسکی بدولت غیر اقوام تو مالدار
ہین اور مسلمان بھیک مانگتے ہین نجاست اور طہارت کا کیا لغو مسئلہ ہے۔ کتا
ایسا رفیق جانور اُسکے پالنے کی کیون ممانعت ہے۔ عورتونکو گھر مین بٹھا کر قید سخت
کیون دیجاتی ہے عورتونکی تعلیم مردون سے کم کیون تجویز ہوئی الغرض ایسے ہی
مسایل جزئیہ پر نظر کرکے حضرت نیچرل صاحب اور آپکے جنرل نیچرل نے ہمارے
علما اور مفسرین (خاک بدہن گوئیندہ) لتاڑا ہے اور ایسے ہی مسایل مین مخالفت
شریعت کے عقل سے ظاہر کرکے ایک نیا دین بنایا ہے جسکا نام سچا دین اسلام رکھا ہے
انتصار الاسلام کو خدا اجر عطا النبی صلعم انجام کو پہنچادے اسمین ایسے ہی مسایل
کو عقلی طور سے درست کردینے کا التزام مالا یلزم کیا جاتا ہے اور گذشتہ ابواب
مین خدا کے فضل سے مشتے از نمونہ خروارے۔ چند مسائل پر بحث ہو بھی چکی مگر
اسکا خیال رہے کہ یہ خیال خام حضرات سوال کنندگان کا ہے سر سید صاحب نے

دین اسلام مین جو جو امور شریعت سے منقول تھے انکو خوب جانچ کر سچی باتین تو الگ کردین اور غلط مسلط کو چھانٹ کر الگ کر دیا یہ خیال بالکل غلط ہے اسلیئے کہ سر سید صاحب مین اتنا مادہ علمی نہ تہا کہ امور شریعت کے رموز کو سمجھتے اور فلسفہ کے نازک مسایل کو جانتے اسیوجہ سے جس مسئلہ کو اُنہون نے خلاف عقل بتایا ہے یا تو اُسکی مخالفت عقل سے براہ کم علمی انکی رائے مین آئی یا وہ مسئلہ عقلی خود غلط اور لغو تہا جیسا کہ ابھی طوفان نوحؑ کی نظیر مین گذر چکا ہے چند نظایر اسکے تواور کے ابواب مین گذر چکے مثلاً قرآن مجید کی فصاحت کا معجزہ ہونا دیکھو صفحہ ۲۴ اکو انتصار الاسلام کے دوسری جگہ اقرار اُسکے معجزہ ہونیکا دیکھو صفحہ ۸۴ اکو دوسرے معجزہ دیں ثبوت نبوت نہین صفحہ ۱۵ اسی کتاب کو دیکھو تیسرے معجزہ اور بازیگری سب ایک ہی چیز ہے کچھ فرق نہین ہے چوتھے ہمارے نبی صلعم نے کوئی معجزہ نہین دکھلایا پانچوین مسمریزم کے عامل اور معجز نما مین کوئی فرق نہین ہے چھٹے معجزہ وہی ہے جو خلاف قدرت خدا کے واقع ہوا اب انصاف کیجے کہ ان باتو نسے اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہے یا کہ تائید اسلام اتنی باتین تو سر سید صاحب کی ہم اوپر کے ابواب مین لکھ چکے ہین اور سیکڑون اغلاط اسی قسم کی انشاء اللہ انکو دکھاینگے فلسفہ کا پڑھنا شریعت نے حرام کیون فرمایا بیشک وہ فلسفہ جسکو

آدمی نے اپنی ناقص عقل سے بنایا ہے اور وحی آسمانی کے مخالف ہے اُسکا پڑھنا
پڑھانا حرام اور بدترین امور سے ہے کہ انسانیت سے اسکو پرے گذر جاتا ہے اور
جس غرض سے خدا نے آدمی کو پیدا کیا ہے اَرَدتُ اَن اُعرَف یعنی خدا کا
ارادہ ہوا کہ مجھے میری مخلوق پہچانے اور پہچانے تو حق معرفت بھی ادا کرے فلسفہ
باطلہ کے اصول پہلے تو آدمی کو دہریہ منکر خدا بناتے ہین اگر یہ نہوا تو خدا کو محض بیکار
پابند نیچر خیال کر کے موثرات عالم کو موثر حقیقی اعتقاد کراتا ہے حرام اور حلال کو
محض ایک امر لغو خیال کراتا ہے جب تک اُسکی عقل ناقص بیہودہ سے مطابق ہو
اور جب آدمی کی عقل ناقص ہے پھر حکیم کامل العقل کا حکم یا فعل اُس عقل ناقص سے
مطابق کیونکر ہوگا لہذا انکار شرایع پر فلسفہ معین ہوتا ہے جناب نیچرل صاحب ذرا
انصاف کیجیگا کیا آپ اس گروہ مین داخل نہین ہین ضرور داخل ہین حالانکہ
ابھی فلسفی ہونا آپکو برسون نصیب نہوگا اور نہ آپکے ہیرو مسٹر سید احمد خانصاحب کو
اور اسی نظر سے کہا گیا ہے کچا صوفی پکا ملحد ہے ترہی وہ مثل ہوئی اے رہی
نہ الی الذہی نہ اولی الذی - آپکا یہ خیال کہ شریعت کو اصول فلسفہ سے مطابق
کردیا جاوے اسی سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ فلسفہ اور شریعت کوئی دو چیز نہین
یہ بھی خیال فلسفہ کے حرام اور ناجایز ہونے پر کافی دلیل ہے اور اسی فلسفہ کے

پڑہنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے جو دراصل محض لغو اور بے بنیاد فلسفہ ہے اب
ہمکو لازم ہے کہ فلسفہ کے اقسام جایز اور ناجایز کی تفصیل بھی آپکو بتلا ہین اور یہ
شبہہ جاہلانہ جو آپ لوگونکو پڑا ہے کہ شریعت کے امور عقل سے مخالف ہین
اسکی پوری کیفیت بیان کرین فلسفہ کی دو قسمین علمی نظری اسکو فلسفہ عقلی بھی
کہتے ہین اس فلسفہ ہین محض اعتقاد اور علم غیر مادی اشیا کی ماہیت اور خواص
کا بیان ہوتا ہے دوسرا فلسفہ عملی جسکے پڑہنے سے ہم کاروبار دنیوی مین اعمال
اور دستکاری تجارت اور طبابت وکالت وغیرہ پیشہ پر کامیابی کیساتہ بسر بر
زندگی پوری کر سکتے ہین پہلی قسم فلسفہ عقلی کی اسی کے اصول اور قواعد اچھے اور
برے دونو طرح کے ہوتے ہین انسانی طاقت جہان تک ہے اور جسقدر رسائی
ہماری عقل کو ہے اسی مین سیکڑون طرح کے اختلاف اصول فلسفہ عقلیہ مین کرنیسے
سیکڑون شبہات اور الجہاو پڑتے پڑتے آدمی کی عقل تباہی مین آجاتی ہے
اور سواے گمراہی اور تباہی کے کوئی نتیجہ پیدا نہین ہوتا ہے بلکہ اسی فلسفہ کے
اصول مین ایسے خراب خیال پیدا ہونیسے فلسفہ عملی تک بھی اسی خرابی کا اثر
پہونچتا ہے اور دنیاوی کاروبار مین بھی سیکڑون طرح کا ہرج پیدا ہوتا ہے
اب رہا دین اور شریعت کا معاملہ ظاہر ہے کہ دین کھلی ہوئی راہ اور روشن طریقہ

نام ہے جس پر اندہا اور بینا دونو برابر چل سکین اور ایسا فلسفہ جو بینا کو نابینا بنا دیتا ہے اُس پر کسی دین کا مدار ہرگز ہو نہین سکتا۔ دین کا تو ایسا آسان اور سیدہا بے وسواس اور بے خرخشہ طریقہ چاہیے جس سے عقل فطری فوراً اسکو قبول کرے اور لاکہہ طرحسے کوئی بہکائے مگر آدمی بہکٹ سکے بوڑہی عورت چرخہ کاتنے والی سے پوچہا گیا تونے اپنے خالق کو کیونکر پہچانا جواب دیا کہ یہ چہوٹا سا چرخہ جو میرے پاس ہے بدون میرے چلائے ہوے ہرگز چل نہین سکتا یہ آسمان اور چاند سورج اور ستارے کیونکر آپ ہی آپ چل پہر سکتے ہین اسیوجہ سے ہمارے ہادی برحق نے فرمایا علیکم بدین العجائز پس فلسفہ عقلیہ جسکو ہماری شریعت حرام فرماتی ہے وہی فلسفہ ہے جو آدمیونکی عقل آرائی سے بنایا گیا ہے اور جسکا کوئی مسئلہ آج تک ٹہیک نہوا اور وہ فلسفہ عقلیہ جسکو وحی آسمانی سے پیمبران برحق تعلیم فرماتے ہین اسکو کسی شریعت نے حرام نہین فرمایا بلکہ واجب فرمایا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة خدا کی شناخت کی راہ پر ہمارے بندونکو حکمت کے ذریعہ سے بلاؤ۔ ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جسکو خدا نے حکمت عطا فرمائی ہے خیر کثیر اُسیکو نصیب ہوئی ہے آپ ہون یا کوئی اور صاحب عقل اسکو مان سکتا ہے کہ جب شریعت لنبیا

کے احکام عقلی ہی قوانین ہین پہر کوئی شریعت فلسفہ صحیحہ اور یقینیہ کے سیکھنے
سکھانے کو حرام فرمائیگی محض افترا ہے اور بالکل غلط الزام براہ فریب ہی
لگایا جاتا ہے کہ شریعت نے فلسفہ کا سیکھنا سکھانا حرام فرمایا ہے بلکہ
جس فلسفہ کو عقل اور شرع دونو حرام کرتے ہین وہ البتہ حرام اور ناجایز ہے

ع علم دنیا سر بسر قیل است و قال ۔ نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال
گر باستدلال کار دین بودے ۔ فخر رازی رازدار دین بودے

یہ تو شاعرانہ مضمون ہے اسکو ہرگز پسند نہو گا یہ دیکھیے تاریخ الحکما (گلدستہ
فرنگ) اور دیکھیے فلسفہ عقلیہ آپ کے علماے یورپ جنکی تحقیقات جدیدہ کو
آپ کے پیر و خدا اور رسول کے کلام پر مقدم جانتے ہین اور سبکے باہم اختلاف اور
تناقض اور تہافت اور جہلات اور خرافات کو جھکے پڑہنے سے کیا کہون کیسی حیرت
ہوتی ہے ۔ برکلی اور طامس اور لوئیس اور ڈاکٹر ریڈ اور ہیوم اور فلان فلان
اور چونکہ یہ سب اپنا اپنا رنگ علاوہ رنگ فلسفہ دہری کے باندہ رہے ہین اور
ڈاکٹر برون اور واکر کزن سر اسحق نیوٹن وغیرہ فلاسفہ موحدین کی طرح اسکے قایل
نہین ہین کہ علم علت اور معلول قیاس اور تجربہ سے کبھی درست بھی ہو سکتا ہے
اسیوجہ سے یہ سب لوگ مثل ہمارے مغز سائلین کے ہمیشہ ٹھوکرین کہاتے

مرگئے اور کوئی مسئلہ منجملہ مسایل فلسفہ عقلیہ کے درست نہوا تہافت الفلاسفہ
قدیم فلسفہ کی اظہار خرابی مین یہ کتاب لکھی گئی تھی مگر اب جدید تحقیقات سے قدیم فلسفہ کی
مٹی پوری خراب ہو رہی ہے اور شاید اگر ہماری زندگی نے وفا کی تو اسیطرح ہم جدید
فلسفہ عقلیہ کی دہجیان اُڑانے پر طیار ہو رہے ہین ؎ شیشۂ مے کی طرح سے ساقی
چہیڑیو مت کہ بہرے بیٹھے ہین ۔ المختصر یہ بحث بہت ہی طولانی ہے سیکڑون اجزائے
کتاب لکھے جائین تب بہی ختم نہوگی اب مجھے مناسب ہے کہ جس شبہہ کی وجہ سے ہمارے
معزز سائلین کو خواہش تطبیق شرع با لعقل کی ہے اسکو لکھکر اور اُسی کا دفع کر دون
تو شاید کسی قدر یہ شوق ہمارے نوخیزون کا مبدل بہ نفرت ہو جائے اسکو کسی
باب آیندہ مین لکھون گا دوسری قسم فلسفہ عملی کے جس سے اکتساب معیشت اور
بسر بر حیات کا سامان آدمی درست کرتا ہے اور اسکی ترقی کی چپکا چوند نے
ہمارے معزز تعلیم یافتہ کو یہان تک گستاخ کر دیا ہے کہ اصول عقاید کے مسایل
جنکا علم علت وہی ہے اُسکو بہی اب چاہتے ہین کہ اسیطرح عملی اور بدیہی کر دیا جائے
اس دوسری قسم کے فلسفہ کو ہماری شریعت نے بقدر ضرورت واجب اور مستحب
فرمایا ہے اور صاف کہدیا الکاسب حبیب اللہ دیکہو ہم اہل اسلام حبیب خدا اپنے
پیغمبر برحق کو کہتے ہین اور ہمارے حبیب خدا صلعم نے کاسب معیشت کو اپنا لقب

عطا فرماکر ارشاد کردیا کہ جو کسب معیشت کرتا ہے وہ بھی حبیب خدا ہے اب انہین
علوم عملی مین سے بعض علوم سے وہ پیشہ پیدا ہوتے ہین جنکو ہماری عقل ناقص ناجایز
اور خراب تجویز کرتی ہے جیسے قلب سازی دیوثی جعلی دستاویز بنانی جعلی مہر
کہودنی چوری کا پیشہ جہوٹی گواہی دینے کا پیشہ اسی طرحسے سیکڑون پیشہ کہ یا تو
عموماً ہم انکو ناجایز کہتے ہین یا کہ تخصیص ملکی یا نوعی (قومی) یا شخصی کیوجہ سے کبھی
جایز کبھی ناجایز خلاصہ یہ ہے کہ ہماری شریعت نے کسب معیشت کے جسقدر طریقہ
حلال اور حرام تجویز فرماے ہین ضرور وہ سب عقل فطرتی کی نظر سے درست اور بجا
تجویز ہے اور ہم اسی کتاب مین اُن سبکو عقلی دلایل سے ثابت کردینگے انشاء اللہ مگر
اس جگہ ہمکو نیچرل صاحب سے ضروری بات یہی پوچھنی ہے کہ جن اصول پر نیا کرکے
یہ صنایع جاری ہوتے جاتے ہین اور اُن اصول کو ہم آپ لوگ نیچرل قانون قدرت
کہہ رہے ہین کیا اُن سبکو اپنی عقل سے آپنے مطابق کرلیا ہے یعنی دلیل عقلی سے
آپ ثابت کرسکتے ہین مثلاً جو شے متصل زمین کے چار سیر وزنی ہو چار ہزار میل
زمین سے اوپر سیر بہر کا وزن اُسکا کیون رہ جاتا ہے یا نصف میل کی
بلندی پر ایسا وزن جسم کا کیون گہٹ جاتا ہے آپ یہی جواب دینگے کہ فطرت
نے جاذبیت زمین کا یہی نیچر (قانون قدرت) رکہا ہے یا قواعد جراثقال متعہ

(یعنی جس حرارت مین شعاع اور چمک ہوتی ہے) کے مثل قواعد نور کے ہین انعکاس مین
اور چلنے مین اور رنگی مین اور نفوذ کرنے مین وغیرہ کیا آپکی عقل کسی دلیل سے اسکو ثابت
کر سکتی ہے بجز اسکے کہ خالق نور اور حرارت نے یہی اثر اسمین دیا ہے اسی طرح ہزارون
نوامیس طبعیہ اور خواص کیمیاوی اور کہربائی برقی جو روزانہ ثابت ہورہی ہین
کوئی فلسفی اسکا مدعی ہو سکتا ہے کہ دلیل عقلی سے اُنکا ہونا ثابت کردے سوائے
عجز اور اعتراف کے کہ قدرت نے یہی اثر اُسمین دیا ہے اور کیون دیا ہی اسمین
کیا مجال ہے کوئی فلسفی تبلا سکے بہت زیادہ کہین گے تو مثل مراۃ الحکما یہی کہین گے
کہ خدا کی یا فطرت کی یہی مرضی ہے۔ کہ یہ اثر اس شئے مین پایا جائے پہر کیا آپنے
ہماری شریعت مین کوئی آیت یا حدیث ایسی پائی ہے جس سے یہ نکلتا ہو کہ چار
ہزار میل کی بلندی پر کسی شئے وزنی چار سیر کا وزن سیر بہر سے زیادہ یا کم ہیگا
یا نصف کی بلندی پر $\frac{1}{144}$ کم ہوگا یا نور اور حرارت کے قواعد مین ہماری شریعت
لئے آپکے اصول نیچریہ سے کچہ اختلاف کیا ہے کہدیجئے کہ ہان تو اُسکی سند
پیش کیجئے اور اگر نہین کیا ہے پہر آپ کیون شریعت سے ناک بہون چڑہاتے ہین
یہ بہی یاد رہے کہ بعض اصول فیسولوجی یا اصول خلقت نطفہ انسانی مین
ہمارے ہادیان برحق کے ارشاد ضرور مخالف آپکے فیسولوجیون سے ہین اُن کا

جواب مجملی تو ہم یہی دیتے ہین کہ جب دلیل عقلی سے آپ کے اصول اور نوامیس کا
ثبوت نہین ہے فقط وہی تجربہ پر بنا ہے پھر اگر تجربہ دو گروہ کا مختلف ہو اور
اپنے اپنے تجربات پر بنا کر کے ہر گروہ ایک حکم جداگانہ کرے کسی کو ان دونو
گروہ مین سے دوسرے گروہ پر طعن اور تشنیع کا موقع نہوگا سنکھیا کا استعمال
کچا ہو خواہ کشتہ کر کے اسیطرح پارہ کا استعمال زندہ اور کشتہ یونانی طبیب قطعا
ناجایز کہتے ہین اور ڈاکٹری دوا ہین دیکھیے کسقدر ان دونون کا استعمال مفید
ثابت ہو رہا ہے اسیطرح ہمیاپتی کا فن اور اسی طرح قدیم ڈاکٹری کا فن دیکھو
کیمیاے باسلیقہ نام کتاب جو بزمانہ سلطنت نصیر الدین حیدر بادشاہ فارسی
مین ترجمہ ہوئی ہے کہ محض سمیات سے کل امراض کا علاج کرنا ضروری ثابت
کر رہا ہے بہرحال جب تجربہ پر بنا ہے اور دلیل عقلی آپ بھی اپنے اصول جدیدہ
کی صحت پر قایم نہین کر سکتے پھر اب کیا جھگڑا رہا اور کیون دفع توہم شاید آپ
یون کہنے لگین کہ ہم لوگ تطبیق نقل کی عقل سے ان امور مین چاہتے ہین
جن مین ہماری عقل کارگر ہو سکتی ہے اور انکو صریح مخالف عقل کے پاتے ہین اور
نوامیس طبعیہ مین اگرچہ سبب عقلی اور ربط حقیقی دریافت نہو مگر ان کا مخالف
عقل ہونا بھی تو نہین ثابت ہے خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ جس چیز مین عقل

انسانی کی رسائی نہو اسکو مطابق عقل یا مخالف نہین کہہ سکتے لہذا یہ نظایر آپکے
ہماری درخواست کے مطابق نہ رہے جواب اب ذرا انصاف کے دہرے پر
آپ آتے چلے ہین اب امید ہے کہ یہ گفتگو اور یہ بحث دو ہی چار باتو نمین طے ہو جاے
اب جواب یہ ہے کہ جس طرح آپ نوامیس طبعیہ کو اصول فطرتی اور قانون الٰہی
تسلیم کرتے ہین اُسی طرح ہم لوگ نوامیس شریعت کو قانون الٰہی تسلیم کر چکے ہین
اور جسطرح ہمکو یقین کامل ہے کہ نوامیس طبعیہ جس حکیم مدبر نے اجسام مین تجویز
فرمائے ہین اور ضرور مطابق عقل کے ہونگی گو آج ہماری عقل اُن کے بخوبی
سمجھنے مین کوتاہی کرے اسیطرح قوانین شریعت اُسی حکیم اور مدبر کامل بادشاہ
رحیم اور عادل نے اپنی حکیمانہ تجویز سے نافذ فرمائے ہین اور دونو قانون کا
نافذ کرنے والا وہی خدائے حکیم وحدہ لاشریک ہے کبھی خلاف عقل اور
انصاف کوئی قانون اُسکا ہو نہین سکتا بلکہ دوسرا قانون یعنی شریعت چونکہ
زیادہ تر ہے ذوی العقول کیواسطے جاری فرمایا ہے اسکا مطابق عقل ہونا
بہ نسبت نوامیس طبعیہ کے اور زیادہ تر ضروری ہے پس اگرچہ آج ہماری عقل
اُن کے مصالح کے سمجھنے سے مثل نوامیس طبعیہ کے قاصر ہو مگر یہ احکام کبھی مخالف
عقل صحیح نہین ہو سکتی اب ہمکو اور آپکو اسیقدر سمجھ لینا ضرور ہے کہ جسطرح

نوامیس طبعیہ کو ہم قانون الہی اسیوقت جانتے ہین جب کسی معتمد حکیم کے قول سے
ہمکو اس ناموس کا ہونا کسی جسم طبعی مین ثابت ہو جائے اسیطرح نوامیس شرعیہ کو
ہم جب قانون الہی تسلیم کرین گے کہ معتمد نبی اللہ اُسکا لانے والا خدا کی طرف
سے ہو اور جو طریقہ ہمکو اُس کے یقین کرنیکے عقلی ہین کہ ضرور یہ کلام خدا ہے یا
کلام رسول خدا ہے اُنکو پورا کرلین پھر جب بخوبی ہمکو ثابت ہو جائے کہ ہان
یہ حکم اور یہ قول ہمارے خدا کا ہے اور وحی متلو یعنی قرآن شریف اور وحی
غیر متلو یعنی حدیث نبوی ہے اب ہمکو ضرور اسکا قانون الہی تسلیم کرلینا لازم
ہوگا اور عقل آرائی کی گنجایش نہ رہے گی شاید یہ تقریر ہماری کسی تعصب
پر آپ محمول نہ کرین اب دو چار شبہات مع رد شبہہ نیچریون کے بھی لکھون

باب انیسوان چند شبہات نیچریہ جو ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہین اور اونکے جوابات نقلی اور عقلی

اس باب مین چند شبہات ایسے بھی درج ہون گے کہ اگرچہ ابھی میرے پاس
کسی تحریر مین وہ سوالات نہین آئے مگر چونکہ دلونمین حضرات نیچریہ کے وہ ضرور
سمائے ہوئے ہین اور کمی علم فلسفہ کی وجہ سے اُنکو بیان نہین کرسکتے اور پچھلے
دہریہ اُنکو اچھی طرح سے کہہ گذرتے تھے اور ہادیان برحق اُن کے فہم کے موافق

جواب بھی دیتے تھے لہذا اسی باب تطبیق نقل بالعقل سے متصل اسکا لکھنا ضروری ہے
اور چند سوالات بذریعہ تحریر آبھی چکے ہین پہلا سوال کیون جناب اگر آپکا خدا
موجود ہے اور سب امور پر قادر بھی ہے اور اپنے بندونکی ہدایت بھی اُسکو ہر گونہ
منظور ہے پہر کیا خدا سے یہ ہو نہین سکتا کہ ظاہر نظاہر ہو کر اپنے بندون کیساتہ
چلا آئے تا کہ ہم سب اُسکو پہچان کر اُسی پر ایمان لائین اور یہ سارے اختلافات
جو منکرین خدا اور اُسکے وجود پر اقرار کرنے والو نمین ہین بالکل دور ہو جائین اسلئے
کہ مشاہدہ سے بڑہکر پہر اور کونسی بات ہو سکتی ہے اب اس سے تو معلوم ہوتا ہے
کہ اگر خدا موجود ہے تو اصلی منشا اسکا یہی ہے کہ میرے بندے آپسمین ہمیشہ انکار
اور اقرار خدا مین جھگڑا کیا کرین اور کبھی اسکا فیصلہ نہو پہر ایسا خدا رحیم اور طالب
نجات بندگان کیونکر ہو سکتا ہے جواب نقلی جواب تو اسکا یہی ہے کہ یہ سوال
طلب محال پر شامل ہے اسکا جواب کیا دیا جاے جیسا کہ صادق آل محمدؐ نے
ایک زندیق کو دیا ہے اور ہمارے نبی صلعم نے عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی کو
دیا ہے دیکھو صفحہ ۱۹۵ انتصار الاسلام کو اور یہ جواب عقلی دلایل سے بھی بالکل درست
اور ٹھیک ہے۔ دوسرا جواب سایل نے پوری شناخت اور سچی
معرفت کو فقط آنکھہ سے دیکھنے مین براہ غلط کاری منحصر کیا ہے پہلی تو غلطی یہی ہے

اور دوسری غلطی یہ ہے کہ خدا کو ایسے کثیف مادہ سے تجویز کیا ہے جسکو آنکھہ دیکھہ سکے یعنی مادی چیز ونہین ہے بھی وہ کثیف چیز جو آنکھہ سے دکھلائی دے تیسری غلطی یہ کہ جسقدر چیزین آنکھہ سے دکھلائی دیتی ہین ٹھیک ٹھیک اوسی طور سے نظر آتی ہین جیسی دراصل وہ ہوتی ہین لہذا اُن کے موجود ہونے مین کسیکو اختلاف نہین ہوتا ہے پہلی غلطی کو یون ہم ظاہر کرتے ہین کہ ہزارون چیزین اسی دنیا مین موجود ہین اور آنکھہ سے نہین دکھائی دیتی ہین مگر اُنکا موجود ہونا ضرور یقینی ہے دور کیون جاؤ ہمارے بدن مین جسقدر قوتین جسمانی خدا نے پیدا کی ہین مثلاً ہاضمہ اور دافعہ وغیرہ انکو ہم آنکھہ نہ کسی اور حس سے محسوس کر سکتے ہین مگر انکو موجود ضرور مانتے ہین اور موجودات بدیہیہ سے انکو تسلیم کرتے ہین اسیطرح صد ہا نظایر ایسی ہی موجودات کی ہین جنکو نہ آنکھہ نہ کوئی اور ہماری حس محسوس کر سکتی ہے مگر انکی موجودگی ضرور ماننی پڑتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو موثر غیر محسوس ہے اسکی موجودگی کا یقین ہمکو اُسکے اثر کے محسوس کرنے سے ہوتا ہے اب یہ سوال کہ خدا مجسم ہو کر ہمارے سامنے آجائے منکر وجود خدا اگر کرے جیسا کہ اس زندیق نے امام جعفر صادق سے کیا ہے اُسکا جواب تو وہی ہے کہ لَیسَ لِلمُحَالِ جَوَابٌ محال کا جواب کچھہ بھی نہین ہے جیسے کوئی شخص سوال

کرے کہ اگر تمہارا خدا ہر شے کے پیدا کرنے پر قادر ہے تو اپنا شریک بھی پیدا کردے یا کوئی ایسا آدمی پیدا کردے جو اپنے باپ کا باپ ہو یا ایک شکل مثلث قایم الزاویہ ایسی بنادے جسکے وتر کا مربع دونوں ضلعوں کے مربع سے چھوٹا خواہ بڑا ہو اسی طرح ہزاروں محالات ہین جب اُن سے سوال کیا جاویگا یہی جواب دیا جائے گا کہ محال کا کچھ جواب نہین ہے اور اگر یہی سوال منکر خدا نہ کرے بلکہ جیسے ہمارے معزز سایل نیچرل صاحب نے کیا ہے جو شاید خدا کا موجود مانتے ہین مگر چونکہ اُنکی عقل مین محسوسات سے خوگر ہوکر اور فلسفہ طبعیہ خواہ ہندسہ اور ہیئت کو پڑھکر یہی بات جم گئی ہے کہ آنکھ سے دیکھ لینے سے بڑھکر کوئی درجہ یقین کا نہین ہے اور دلایل عقلیہ جن سے خدا کا غیر مادّی اور ہمیشہ غیر قابل رویت بصر بلکہ عموماً غیر محسوس ہونا ثابت کیا جاتا ہے اُن کے بیان کرنیسے ہمارے سایل کو اطمینان نہو گا یا ہٹ دھرمی سے باوجود اطمینان کے نہ مانینگے لہذا ہمکو لازم ہے کہ آنکھ سے جو چیزین نظر آتی ہین اُنکی بنسبت آپ کے فلاسفرونکی رائے کو ظاہر کرین فلاسفہ کی راے یہ ہے کہ آنکھ کے حس محض غلط اور غیر واقع چیزونکو دکھلاتی ہے نہ رنگ صحیح آنکھ سے نظر آتا ہے نہ مقدار صحیح نہ شکل صحیح چنانچہ سپید رنگ کو ہم ایک ہی

رنگ خطائے بصری سے خیال کرتے تھے اب کہ آلہ مراۃ العکس طیار ہوا
موم کی بتی کا سپید شعلہ اُسمین مختلف رنگ کی پٹریان نظر آتی ہین جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہماری نگاہ سراسر غلطی کرتی ہے کہ سپید رنگ مین کوئی
رنگ نہین ہے یہ تو حل و تفریق عکسی کے ذریعہ سے خطاے نظری کا ثبوت ہے
اب ہم علم مناظر سے یہ ثابت کرتے ہین کہ آنکھہ کی فطرت (نیچر) گویا غلطی
ہی پر ہوئی ہے آنکھہ دو متوازی خطونکو دو ضلع مثلث کے دیکھتی ہے یعنی
دور کی طرف وہ دونون خط ملتے ہوئے نظر آتے ہین دیکھو کسی سڑک کی دونوا
پٹریون کو آنکھہ لاکھون میل کے مکعب مساحت والے اجسام کو برابر ایک
چھوٹے سے گردہ نان کے دیکھتی ہے جیسے جرم آفتاب - اور بڑے بڑے
ستارونکو روپیہ کے برابر دیکھتی ہے - کُروی اشکال جرم نیرین کو مسطح دیکھتی ہے
مربع کو دایرہ دیکھتی ہے متحرک کو ساکن دیکھتی ہے - اور ساکن کو متحرک دیکھو
اسٹیشن ریلوے پر جب دو گاڑیان کھڑی ہون اور تم جسپر سوار ہو وہ کھڑی رہے
اور دوسری چلنے ہمکو کیسی غلطی ہوگی سوائے ایک خاص جگہ کے اور سب جگہ ہے
اجسام کو چھوٹا یا بڑا دیکھتی ہے صفحہ ۹۵ ۱۳ انتصار الاسلام کو دیکھو ازین
قبیل بیشمار اغلاط بصری ہین دیکھو کتاب مناظر اقلیدس کو اور اسیوجہ سے

فلاسفہ مین حس بصر اور حس سماعت کے باہم فضیلت مین اختلاف ہے اکثر اسی کے
بدلایل قوی قایل ہو گئے ہین کہ سماعت کو بصر پر بدرجہا فضیلت ہے اور یہہ
محض شاعرانہ خیال ہے کہ ؎ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ اب خلاصہ ہماری
تقریر کا یہ ہوا کہ جب آنکھہ کی غلط کاری مقدار اور شکل اور لون کے دیکھنے مین
ایسے بدیہی اور براہان ہندسہ اور حل و تفریق عکسی سے بخوبی ثابت ہے پھر
اگر ہمارا خدا (نعوذ باللہ) مجسم ہو کر آپ کے سامنے بھی آجاتا اور آپ اور ہم
اسکو اسی غلط کار آنکھہ سے دیکھتے سچ فرمائی اسکے وجود کا اقرار کرنا متعذر اور منکر
کو کیونکر متفق الاذعان کر دیتا لہذا واجب ہے کہ ہم اور آپ خدا کو اُسی باطنی
آنکھہ سے دیکھین جسکے مشاہدہ مین نہ مرات العکس سے غلطی ثابت ہو اور نہ علم
مناظر سے اور یہ وہی آنکھہ ہے جسکو ہم عقل سے نامزد کرتے ہین تنبیہ ضروری
چونکہ یہ بحث مسئلہ رویت خدا کی طرف سے منجر ہوتی ہے اور اسمین اہل اسلام
آپس مین دو گروہ بہ نسبت رویت دار آخرت کے ہو گئے ہین للہذا ہمکو زیادہ بحث
کرنی اس مسئلہ مین ہرگز نہ چاہئے ورنہ ہمارا دوسرا گروہ ہم سے ناراض ہوگا ۔
تیسرا جواب اب ہم آپکی خاطر سے اس محال کو بھی جایز فرض کر کے پوچھتے
ہین کہ اگر خدا مجسم ہو کر ہمارے سامنے آجائے تو ہمکو اُس کے خدا ہونے پر کیونکر

یقین ہوگا آپ کہین گے کہ خوارق عادات کو خدا ظاہر کرکے ہم پر ثابت کردیگا کہ دیکھو کسی مخلوق مین یہ طاقت نہین ہے کہ نیچر قانون قدرت کو بدل دے اور مین جس چیز کو کہو اسکو بدل کر تمکو دکھلا سکتا ہون اب معلوم ہوا کہ بجز اس قدرت نمائی کے اور کوئی ثبوت اُسکے خدا اور قادر توانا حکیم نے ہمتا ہونے پر نہ ہوگا اور یہ قدرت نمائی خدا کی مجسم بنجانے پر موقوف نہین ہے مطلب یہ ہے کہ نیچر کے خلاف آثار قدرت کا ظاہر کرنا یہ کوئی فعل جسمانی نہین ہے کہ بدون جسم بنے ہوے آثار عجیبہ خدا نہ کرسکے اور نہ کوئی لزوم عقلی اسمین ہے کہ نیچر شکنی پر وہی قادر ہوگا جو کہ جسمانی شکل مین ہو پہر جب محض اظہار قدرت پر شناخت خدا کا انحصار ہوگیا اب اُسکا مجسم ہوکر آنا ہمارے عقیدہ کو پختہ کرنے مین کافی تہوا بلکہ اُسکو کچہ دخل بھی دفع اختلاف ہذا یعنی اقرار و انکار وجود خدا مین نرہا بلکہ مجرد قدرت نمائی سے شناخت یقینی قادر مطلق کی ہمکو ہوگی اور یہ طریقہ خدا نے ہمیشہ سے جاری رکہا ہے ہزارون آثار خلاف نیچر کے اپنی قدرت نمائی کی غرض سے خدا ظاہر کررہا ہے چنانچہ باب نیچر صفحہ ۱ سے لغایت صفحہ ۱۲۸ مین اسی کتاب کے ہم لکھہ چکے اور نیز صفحہ ۲۱۳ سے لغایت صفحہ ۲۳۴ مین ہے - اور آپ نہین کہ نہین مانتے اور یہی کہتے ہین کہ نیچر کے بدلنے پر خدا کو قدرت ہی نہین ہے پہر آپ کیونکر خدا کا

نیچر شکن امور ظاہر کرنیسے جب مجسم ہوکر آئے خدا تسلیم کرینگے یہ بھی آپکی دہوکہ دہی
کی تقریر ہے یہ تو تہا جواب اگر یہ بات سچی ہے کہ خوارق عادات خدا کو
سوا اور کوئی ظاہر نہین کرسکتا ہے چونکہ خدا ہمارا اور آپ کا کوئی مجسم تنے نہین
لہذا اُسنے چند مجسم اشخاص کو اپنا نایب اور سفیر مقرر کرکے ہمارے پاس بہیجدیا
اور صاف صاف کہدیا کہ دیکہو اگر مین بہی تمہارے پاس آتا اُسوقت بہی بجز
شناخت جن امور سے تم کرتے بہی معجز نمائی کے سوا اور کوئی بات نہ تہی اب تم
میرے ان فرستادہ اور مقربان بارگاہ سے میری قدرت نمائی کا پورا امتحان
کرکے مجہپر ایمان لاؤ اور جو خیر بڑی دلیل قدرت نمائی پر تمہارے نزدیک ہے
مثلاً مُردون کو زندہ کردینا ماہتاب کے دو ٹکڑے کردینا آفتاب کو بعد
غروب کے پہر مغرب سے طالع کردینا یہ سب امور میرے ہی فرستادہ پیغمبران
برحق تمکو دکھلادینگے چنانچہ ایک رسول نہین بلکہ لاکہہ سے زیادہ تشریف
لائے اور جو جو امور قدرت نمائی کے خدا سے خاص ہین سب یا اکثر اُن
بزرگون نے حسب درخواست امت دکھلائے جنکو توفیق الٰہی شامل تہی
وہ تو ضرور ایمان لائے ورنہ نظربندی اور جادوگری کا الزام آپ ہی لوگ
انکو دیتے رہے پہر اگر خدا بہی بفرض محال مجسم بنکر آتا دہی آپ ہین اور دہی

خدا اُسکو بھی ایک جادوگر اور بھانمتی ڈھیت بند آپ کہدیتے اب مطلب آپکا یہ
کہ معاذ اللہ خدا کو بھی ہم بھانمتی اور بازیگر کہیں تب جا کر دل کے پھپولے
پھوٹیں جیسے آپ کے پیر و مرشد سید احمد خان صاحب بہادر نے پیمبرونکو بازیگر اور
بھانمتی کہکر اسلام کی جڑ کاٹی ہے۔ دوسرا سوال عالم برزخ یعنی جب سے
آدمی مرجاتا ہے تا روزیکہ پھر بروز قیامت زندہ کرکے اُٹھایا جائیگا اس
مسئلہ مین کیسے کیسے اختلاف اقوال آدمیونمین پڑے ہین ایک فرقہ تو اسیکا
قایل ہے کہ مرنے کے بعد پھر کچھ بھی نہین اور مردہ کبھی زندہ ہو ہی نہین سکتا
دوسرا گروہ تناسخ کا قایل ہے کہ ارواح پلٹ پلٹ کر اچھے یا برے جسام مین
داخل ہوا کرتی ہین۔ اور اسیطرح دنیا چلی آئی ہے اور چلی جائیگی تیسرا گروہ
اہل مذہب آسمانی کا ہے وہ کہتے ہین کہ عالم برزخ عالم حشر اور نشر سے بھی
زیادہ خوفناک ہے کہ اُسمین بجز اپنے عمل کے کسیکی شفاعت بھی کارگر نہین
لاشفاعۃ علیکم الا البرزخ۔ اور بروز حشر و نشر اگرچہ کل مردہ زندہ کرکے اُن سے
حساب کتاب لیا جائیگا مگر شفاعت کارگر ہو گی اسی اختلاف عقاید کی
وجہ سے کیا جھگڑا اور فساد باہمی انسانونمین ہو رہا ہے قیامت تو جب آئیگی
یا نہ آئیگی دیکھا جائیگا ہم تو اسی زمانہ برزخ مین جسپر فور سے آدمی مرجاتا ہے

اُسکی تحقیق کے خواہان اور طلبگار ہین کوئی آسان طریقہ ایسا خدا تجویز کردیتا
کہ یہ اختلاف باہمی رفع ہو جاتا کیا آسان طریقہ اسکا یہ ہے کہ اگر ہر صدی مین
ایک آدمی جو مر گیا ہے اُسکو خدا زندہ کردیا کرتا اُسکی زبانی ہم چشم دید اُسکے
دیگر اموات کی کیفیت پوچھکر یقین کر لیتے کہ جو لوگ مر گئے ہین اُنپر بعد مرنیکے
کیا گذری اور خود اُس شخص پر حسب عمل اور کردار کا یہ تھا کیا گذری یہ تجربہ ہر
صدی مین آدمیون کے ان مشکوک اور اوہام کو بھی دور کردیتا - اور خبر دہی
پیغمبرونکی جو عالم برزخ کی نسبت وادیٔ السلام اور وادیٔ برہوت کی کرکے ہمکو
ڈراتے ہین اُسکی بھی پوری تصدیق ہو کر طریقہ واحدہ پر تمام خلایق ایمان دار
اور یقین کامل پر ہو جاتی اور انبیا پر جو ظنہ اسکا ہے کہ اپنی کہانی بناتے
اور رنگ جمانیکی غرض سے ایسی ایسی دہمکی ہمکو دیا کرتی ہین اس بدگمانی سے
بھی نجات ملجاتی اور روز جزا کی جو جو خبرین وحی آسمانی سے مشہور ہین انکی
بھی پوری تصدیق ہو جاتی اور یہ بھی یقیناً معلوم ہو جاتا کہ بعد مرنیکے ہم
کیا ہو جاتے ہین اور عمل خیر اور شر کا اثر جب عالم برزخ سے شروع ہونیکا
مشاہدہ ہو جاتا پہر دار جزا کی سزا اور جزا کے انکار کا موقع کسیکو نہ ملتا اور قدرت
خدائے قادر کی احیاء اور اموات پر اسکا ثبوت بھی ہر صدی مین ہوتا رہتا

یہ سوال کچھ تو قدیم زندیقون کا ہے۔ اور کچھ بلکہ بہت کچھ حیدرآباد کے بعض معزز نیچرل صاحبون کے خیالات پر شامل ہے جنہون نے بذریعہ تحریر خطوط مجھ سے جواب شافی طلب کیا ہے جواب نقلی فرمودہ عالم اہلبیت امام جعفر صادق یہ ہے حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مقولہ اُن لوگونکا ہے جو منکر انبیا ہین اور انبیا کی تکذیب کرتے ہین اور جو کچھ خدا کی وحی انبیا پر نازل ہوئی ہے اور اُسکی خبردہی انبیا نے فرمائی ہے اُسکی تصدیق ان لوگونکو نہین ہے اور خدا کی طرف سے جسطرح انبیا نے کیفیت عالم برزخ کی خبردہی کی ہے پہر اسیطرح جن لوگونکو خدا نے بعد مرنے کے زندہ کر دیا ہے اُسکی بھی خبردی ہے کتب آسمانی مین انبیا نے کی ہے پس یہ منکرین اس خبردہی پر بھی یقین نہین کرتے مراد حضرت کی یہ ہے کہ جو خبرین عالم برزخ کی خدا نے دین اور اُن امور کو اموات زندہ کر کے دکھا بھی دیا یہ فرقہ دونونکا انکار کرتا ہے پہلے تو یہ خیال کرو کہ خدا سے زیادہ سچا اور خدا کے رسولون سے کوئی ہوسکتا ہے اور پہر یہ دیکھو کہ بہت سے آدمی مرنے کے بعد زندہ ہو چکے ہین اونمین سے اصحاب کہف بھی ہین جنکو تین سو نو برس خدا نے مردہ رکھا اور پہر جس زمانہ مین انکار حشر اور نشر آدمیونمین زیادہ ہونے لگا اور فلسفی دلایل سے مردہ کا زندہ کردینا

محال ہے لوگ اسکے زیادہ معتقد ہوئے اصحاب کہف کو خدا نے زندہ کر دیا کہ
منکرین بعث کی دلیل باطل ہو جاے اور قدرت خداے برتر کی احیا اموات پر
بخوبی ثابت ہو جاے اور اُنکو یقین ہو جائے کہ قبرون سے اُٹھنا مردون کا
صحیح اور درست ہے مین کہتا ہون یہ قدرت نمائی خاص اُسی غرض سے
تھی کہ شکوک اور اوہام خلایق کے مسئلہ حشر اور نشر مین باطل ہو جائین اور جو
تاریخی شبہات جنرل نیچرل انڈیا اس واقعہ پر کرتے ہین یا اصحاب کہف کو
خواب مقناطیسی مین پڑا ہوا خیال کرتے ہین جیسے ڈاکٹر کری کیری صاحب وغیرہ
اُن شبہات کا جواب ہم باب خاص مین لکھین گے (۲) حضرت ارمیا نبی اللہ
علیہ السلام کو خدا نے بعد مرنے کے زندہ کر دیا یہ وہ بزرگ ہین - جب بخت
نصر نے حوالی اور خود بیت المقدس کو خراب کیا ہے لڑائی سخت ہوئی اور
بہت سے لوگ مارے گئے حضرت آرمیا کو خیال ہوا اب کون انکو زندہ
کریگا خدا نے سو برس انکو مردہ رکھا اور پھر زندہ کیا اور حضرت نے اپنے اعضا
کو دیکھا کہ اُن پر گوشت از سر نو کیونکر اوگتا ہے اور اُن کے جوڑ بند اور رگین
کیونکر باہم وصل پاتے ہین جب سارا جسم پورا بنگیا حضرت اُٹھ بیٹھے اور کہنے
لگے کہ بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۳) ایک اور بڑا گروہ جسکا شمار نہین

ہوسکتا طاعون کے خوف سے اپنا شہر چھوڑ کر بھاگے تھے اُنکو خدا نے
موت دی اور زمانہ دراز تک مُردہ پڑے رہے تا اینکہ اُنکی ہڈیان بوسیدہ
ہو گئی تھین اور جوڑ بند اُن کے سب جدا جدا ہو گئے تھے اور سب مٹی کی شکل پر
ہو گئے تھے حضرت خرقیئل کو خدا نے برسالت مبعوث کیا جسوقت خدا کو یہ پسند
ہوا تھا کہ اپنی مخلوقات کو اپنی قدرت کا تماشا دکھاے۔ حضرت خرقیئل جب
اس مقام پر گذرے اور بندگان خدا کی شکل انکو نظر آئی ترحم اُن کے حال پر
آپکو ہوا اور خدا سے دعا کی پس اُن کے بدن کے اعضا فراہم ہو گئے اور روح
انکی از سر نو اُن کے بدنمین آگئین اور سبکے سب جس حالت سے مرے تھے
اوسی شکل سے اُٹھ کھڑے ہوئے ایک آدمی بھی کم از روے شمار کے نہ تھا اور بحکم
خدا زمانہ دراز تک زندہ رہے (۴) حضرت موسٰے کے ہمراہ کچھ لوگ گئے تھے
اور اُنہون نے بھی یہ سوال کیا تھا کہ ہمکو خدا مجسم کر کے دکھلا دیجیے (جیسا کہ
سوال اول مین گذر چکا ہے) اُنکو بھی خدا نے ہلاک کر دیا اور پھر حضرت موسٰے
کی درخواست سے وہ سب زندہ ہو گئے مین کہتا ہون یہ چار نظایر احیاد
اموات کے مذہبی تاریخ سے لکھے جنکو کتب آسمانی بیان کر رہی ہین اور نیچرل صاحب
اپنی تفسیر مین اُنکو کیسے کیسے دلایل سے غلط ثابت کر رہے ہین جنکو ہم جلد دوم

کتاب ہذا مین انشاء اللہ تعالی لکھین گے۔ پانچوین نظیر تاریخ الفلاسفہ مطبوعہ قسطنطنیہ مطبع الجوائب کے صفحہ ۹۴ سے لیجئے حکیم ابمینیدس ۵۷ سال کم سے کم ایک غار مین سویا کیا اور بعض کا قول ہے اسی غار مین دو سو اٹھانوے سال رہا اسکا قصہ (جو میرے خیال مین بمقابلہ اصحاب کہف دہریون نے گھڑا ہے) یہ ہے کہ ابمینیدس کے باپ نے ایک روز اُسکو ایک بھیڑ چرانے کو بھیجا جب وہ پلٹا تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا گرمی زیادہ تھی لہذا ایک غار مین جو محفوظ تہا بہ نظر راحت و آرام گھس گیا اور وہان جاکر سو گیا اور ۵۷ سال سویا کیا (سب جھوٹے مر گئے انکو بخار بھی نہ آیا) جب اسکی آنکھ کھلی اور گمان اسکو یہی تہا کہ بموجب عادت گھنٹہ دو گھنٹہ سویا ہو گا اب اس نے اپنی بھیڑ کو تلاش کیا اُسکا پتا کہان تہا۔ (وہ تو نیچرل صاحب کے پیٹ مین ہضم شدم) اب اُس غار سے نکلا سطح زمین کو دیکھا تو بالکل اُسکی شکل ہی بدل گئی ہے اور بھی تعجب ہوا اب یہ دوڑا اور اُسی جگہ کو گیا جہان سے اُسکے باپ نے بھیڑ چرانے کو اسے بھیجا گیا دیکھتا ہے کہ مساکن یعنی گھر وغیرہ سب بدل کر نئی صورت کے ہو گئے ہین اور جن لوگون سے یہ کلام کرتا تہا کوئی اسکی بات نہ سمجھتا تہا اب یہ شہر اغوس (اپنے وطن) کو حیران و پریشان

روانہ ہوا وہان بھی ایسے لوگ اسکو ملے کہ جنکو کبھی دیکھا ہی نہ تھا اب اس کا
تعجب اور بھی زیادہ ہوا - اب اپنے باپ کے گھر گیا گھر والون نے پوچھا
تو کہان سے آیا ہے اور کیا چاہتا ہے یہ اپنی گذشتہ روداد سب سے بیان
کرنے لگا کسی نے اُسکی بات نہ مانی ایک چھوٹا بھائی اُسکا جو اوسی روز پیدا ہوا
جسپر وزیہ بھیڑ چرانے گیا ہے اور آج وہ پیر فرتوت ہو چکا ہے اُسنے اسکی
بات بھی سمجھی مگر بڑی دقت اور تعجب شدید کے بعد - (ایپمینڈس کے اس واقعہ کو
لوگ معجزہ اور کرامات سمجھے) یعنی جنکو اِن واقعہ کا یقین ہوا - اور بہت سے
لوگ تو یہی کہتے رہے کہ یہ دور دراز ملکون مین سفر کرتا رہا ہے اور جھوٹا قصہ
بناتا ہے میری غرض اس واقعہ نیچر شکن کے لکھنے سے یہ ہے کہ غیر مذہبی
تاریخ سے بھی نظیر قصہ اصحاب کہف کی ثابت کرون اور اگر زیادہ تفحص تاریخی
کیا جائے شاید اور نظایر بھی پیدا ہون اور طلسم فرنگ مین ڈاکٹر گرے گرے
کی تشنیعات اصحاب کہف کے قصہ پر اُن سب کا جواب پورا ہو جائے انشاءاللہ
پھر چونکہ مین اس کتاب مین جا بجا ثابت کر رہا ہون کہ نیچر شکن حوادث کو
خدا اپنی قدرت کی غرض سے ہمیشہ ظاہر کرتا ہے جسکا دوسرا فایدہ یہ ہے کہ
انبیا علیہ السلام کے معجزات کی تصدیق انسے ہو جاتی ہے پس کیا عجب ہے کہ

حکیم ابیمیدیس کا ۷۵ سال غار مین سونا فقط اصحاب کہف کے خواب کے محال

نہونے کا ثبوت خدا نے اس سے چاہا ہو۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است

اب ہم حضرات سائلین سے پوچھتے ہین کہ اتنے نظایر تاریخی تو مردونکے

زندہ کرنے کے موجود ہین اور انکار منکرین بہ نسبت خبر دہی عالم برزخ کے

برابر چلا آتا ہے کسی تاریخ سے آپ تبلا دین کہ ان واقعات کے بعد فیصدی

تشکوک اور شبہات منکرین اخبار برزخ مین کچہ بھی کمی ہوئی ہے یا نہین

لہذا حکیم دانا اور قادر توانا کو ثابت ہوگیا کہ احیا اموات سے بھی کبھی ان

منکرین کو تشفی نہوگی پہر یہ فعل ہر صدی مین کیون کیا جائے عقلی جواب

اگرچہ جواب مذکورہ بالا کافی ہے مگر ہم نیچرل صاحب سے یہ پوچھتے ہین کہ ہر

صدی مین اگر ایک یا دو یا سو یا ہزار آدمی آپکے اطمینان قلب کیواسطے

زندہ کئے جائین اب وہ لوگ کس مشرب کے ہون اگر پابند مذہب آسمانی

ہون جب اُن کے پیشوایان برحق انبیا کی خبر دہی گو آپنے نہ مانا حالانکہ

اُنکی راست گفتاری پر اُن کی معجز نمائی دلیل تھی پہر بیچارہ امتی لوگ جنکی

صداقت پر کوئی دلیل نہین ہے اُن کے بیانپر آپکو کیونکر اطمینان ہوگا اور

اگر وہ زندہ شدہ لامذہب اور نیچرل خیالات کے لوگ ہون چونکہ اُنکی
آزادئ خیال اور لامذہبی بخوبی معلوم ہے اور جذب مماثل کی قوت اُنمین
موجود ہے وہ تو یہی چاہین گے کہ تمام دنیا ہم جیسی ہو جاوے اور جس
عذاب مین ہم عالم برزخ مین گرفتار ہین سب اسیطرح گرفتار ہون لہٰذا اظہار
حالات اصلیہ کا وہ کیون کرنے لگے وہ تو مرگ انبوہ جشنے دارد کی طلبگار
ہین تم سبکو غلط بیانی کرکے اور باغ سبز دکھلا کر یہی کہین گے کہ خوب شرابین
اوڑاؤ اور خوب بدکاری کرو یہی لطف زندگی ہے اور مُلّاؤن کے ڈھکوسلے
ہین نہ پھنسو ہم یون چین اور آرام سے بسر کرتے ہین۔ آسان طریقہ
اس سے بھی زیادہ ہم آپکو بتلاتے ہین اور آجکل بڑا چرچا اسکا ہو رہا ہے
تسخیر ارواح جو بذریعہ (پلانچیٹ) اور تختی طلسماتی آپ لوگ کر رہے ہین
اور جسکی روح کو چاہا فوراً حاضر ہو گئی اب مُردونکو زندہ کرنیکی کوئی حاجت
نہ رہی بس جسکی روح کو چاہئے پکڑ بلوائی اور اُس سے عالم برزخ مین جو جو کچھ
گذر رہا ہے پوچھ لیجئے مگر مشکل تو یہ ہے بقول ڈاکٹر گری گری صاحب کہ
معمول مسمریزم مردہ کو مردہ نہین بتلاتا ہے بلکہ جب پوچھو تو یہی کہیگا کہ
سو رہے ہین مطلب اس نیچرل کا یہ ہے کہ موت کوئی چیز نہین ہے فقط خواب

مقناطیسی مین آدمی سوجاتا ہے اور مرنا کیسا ہے

مایا مرے نہ جگ مرے - مر مر جات سریر
لینا دینا نا مرے - سانچے کہت کبیر

آپ تو نیچرل صاحب منکر حشر و نشر ہین ہمارے مسلمان بھائی بھی بہت سے
ایسے ہین جنکو مرجیہ فرقہ مین شمار کرنا لایق ہے (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا) انکی
حکایت سن لیجے - کیساہی - بدکار شرابی زانی فاسق تارک الصلوۃ اور
مرتکب محرمات شرعیہ ہو اور مرگیا اب جب خواب مین اسکو دیکھیے تاج بہشت
سر پر رکھا ہوا اور لباس پہنے ہوئے کسی باغ بہشت مین تخت مرصع پر راج
رہے ہین جو پوچھو ارے بھائی تم بدکار خلاف شرع نیچرل آلودہ معاصی تھے
یا تم تو بہشت کے منکر مثل سر سید احمد خان صاحب تھے یہ رتبہ تمکو کیونکر ملا
جواب دین کہ بھائی صاحب خدا ہمارا نکتہ نواز ہے -

گاہے بسلامے بر نجبند - گاہے بدشنامے خلعت بدہند

کا مضمون بھی تم نے سنا ہے نہ کسیکی سیکڑون برس کی عبادت اور نہ ہماری
ایک روز کی شراب خواری زناکاری اغلام اور انکار بہشت و دوزخ کن
ملاؤنکی باتون مین پڑے ہو (حق سرہ) خدا کے بھید خدا ہی جانے جا لستا

کام کرو نہین معلوم خدا کس بات سے راضی ہوتا ہے تیسرا سوال حیدرآباد سے
خاص آیا نام نہ لونگا۔ اِسکی کیا مصلحت ہے کہ سوا اہل اسلام کے اور
کسی مذہب کے صلحا اور متقی اور پابند ارکان مذہبی کیسے ہی عابد و زاہد ہون
اُن کا نہ کوئی عمل صحیح اور نہ اُنکی کوئی عبادت مقبول بلکہ سب دوزخی اور
فقط مسلمان ہی جنتی ہون گے۔ فرض کرو کہ صبح تک ایک نبی کی شریعت
جاری تھی اور دوپہر کو دوسرے پیمبر صاحب آئے اب جتنے لوگ مطیع پیمبر
سابق کے تھے دوپہر کے وقت سے کافر ہو گئے اگر اپنی شریعت پر عمل کرین
یہ بات ہرگز عقل مین نہین آتی ہے اس سے تو صاف اور کھلی ہوئی نفسانیت
معلوم ہوتی ہے اور اپنی گرم بازاری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی اگر خدا
اپنے بندونپر رحیم ہے جو بندہ عمل نیک کریگا اور اُسکی بندگی وہ ضرور بخشا جائیگا
کسی مذہب کا کیون نہو۔ اس سے زیادہ تر عجیب یہ بات ہے کہ اہل اسلام کے
نبی نے اپنی امت کے تہتر فرقونمین سے فقط ایک ہی فرقہ کو ناجی رکھا ہے
اور بہتر غریق دریاے عذاب۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہشت مین جگہ کم ہے
اور دوزخ مین نہایت وسعت ہے جب تو سیکڑون فرقہ ہاے غیر اسلامی
اور بہتر فرقہ اسلامی سب دوزخ مین اور ایک فرقہ اور وہ بھی مجہول جسکی شناخت

مین آجتک اہل اسلام جہگڑتے جہگڑتے مر گئے اور ثابت نہوا کہ وہ کون فرقہ ہے جسمین سرخاب کے پر لگے ہوئے ہین وہی جنتی ہے۔ ایسی ایسی باتین خلاف عقل اور خلاف انصاف سنکر کوئی آدمی صاحب عقل دین اسلام کو قبول کر سکتا ہے اسلئے کہ اگر مسلمان بھی ہوا تو پہر بہتر کے جہگڑے سے کب نجات ملیگی اور عجیب کشاکشی مین پڑے گا۔ جواب اس شبہ کا جواب کسی قدر تو ہم نے صفحہ ۴۸ مین اسی کتاب کے لکہدیا ہے لغایت صفحہ ۷۹ ۳ اب ایک مثال ہم بہت ہی واضح ایسی لکہتے ہین جس سے آپکی سمجہ مین آجائیگا کہ مذہب ایسی چیز نہین ہے کہ ایک وقت مین دو اور چار اور دس ہون مذہب صراط مستقیم کو کہتے ہین اور صراط مستقیم سیدہے خط پر ہوتی ہے۔ بانی مذہب پیغمبر اور جس راہ کو پیغمبر بتلاتا ہے وہی راہ بطرف خدا کے پہونچانے والی ہے بلا تشبیہ دو نقطہ فرض کرو اور اسی فرض سے بخوبی تمہاری سمجہ مین آجائیگا کہ خط مستقیم جو دو نقطون سے ملتا ہے سواے ایک خط کے دوسرا ہرگز ہو نہین سکتا۔ مثلاً نقطہ ا ب

پس سواے ایک خط درمیانی کے جو سب سے چہوٹا ہے اور کوئی خط مستقیم نہوگا اور وہی خط سیدہا ہے اگر اُسی پر چلین تو صراط مستقیم وہی ہوگا اور سب راہین کج اور تیڑہی ہونگی۔ اب دیکہو کہ صراط مستقیم یعنی مذہب کا منتہی یعنی

جہان مذہب پر چلنے سے ہمکو پہونچنا مطلوب ہے۔ وہ تقرب بارگاہ اقدس الٰہی ہے
وہ تو ہمیشہ ایک ہے اور مبدا یعنی پیغمبر بدل بدل کر آتے رہے اور اسکی حکمت
کا بیان دوسری بحث مین پڑھو۔ اب نقطہ مبدا کے بدل جانے سے وہ خط مستقیم
جو پہلے تھا ضرور بدل جائیگا۔ اسلئے کہ ایک خط مستقیم کے دوسرے اور دو
مبدا نہین ہو سکتے اب مطلب یہ ہوا کہ ہر نبی کے زمانہ مین صراط مستقیم باعتبار
مبدا کے جداگانہ ہوگی لہٰذا ہمکو اگر صراط مستقیم پر چلنا ہے تو اُسی نبی سے اُس
راہ کی ابتدا ہمکو ضروری سمجھین۔ اسبات کو یہان اصول موضوعہ مین رکھو کہ
تبدیل انبیا ضروری امر ہے اور یہ بھی تسلیم کر لو کہ تبدیل انبیا سے غرض تبدیل
احکام شریعت بنظر اصلاح نظام عالم ہوتی ہے۔ پھر جب خط مستقیم اور صراط مستقیم
یہی ٹھیری کہ ہر نبی کے زمانہ نبوت مین جو راہ کہ بندہ کو خدا تک پہونچاتی ہے
اسکا مبدا اور شروع اُسی نبی سے ہوتا ہے اب بدون پیروی اُسی نبی کے
اگر ہم راہ خدا کے طلبگار ہونگے تو راہ راست ہمکو ہرگز نہ ملیگی اور جب راہ
راست نہ ملے تو کج رفتاری ضرور ہوگی اور کج رفتاری سے وصول بمنزل مقصود کا
ہرگز یقین نہوگا اور بجز ٹھوکرین کھانیکے اور کیا امید ہوگی۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید - کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پھر جو لوگ حضرت عیسیٰ کے زمانہ مین حضرت موسیٰ کی شریعت پر چلتے تھے اور اپنے
ہادئے زمانہ حضرت عیسیٰ کی پیروی نہ کرتے تھے ضرور وہ راہ راست سے الگ تھے

٥ راستی موجب رضاے خدا است - کجرفتاری خدا کو ہرگز پسند نہین ہے

دوسری بات یہ بھی سمجھو کہ تبدیل شریعت انبیا سے خدا کی غرض یہی ہوتی ہے کہ
تمام خلایق اس جدید شریعت اور نبی موجود کی پیروی کرے یہ غرض نہین ہے کہ
جو لوگ کسی شریعت پر چل رہے ہین وہ تو اپنے دین پر چلے جائین فقط بیدین
اور کفار اُسی نبی پر ایمان لائین اور کیسی مقنن قانون کی بھی غرض نہین ہوتی کہ
پچھلا قانون بھی باقی رہے اور نیا قانون بھی جاری ہو بلکہ پچھلے قانون کے
جو احکام منسوخ نہین ہوے انکو بھی اسی جدید قانون سے لینا ضرور ہے اور
کیون ضرور ہے اسکو اصول علم قانون کے پڑھے ہوے کسی بیرسٹر لا سے
پوچھو یہ بھی ضرور سمجھنا چاہیے کہ شریعت کے احکام اور عقاید مین سب سے زیادہ
تقلید احکام عبادات مین ضروری ہے جنکو ہم نے احکام توقیفی لکھا ہے
(صفحہ) مطلب یہ ہے کہ عبادت جو مطلوب الٰہی ہے اسکو بے چون و چرا ہر زمانہ کے
صاحب شریعت ہی کے حکم سے ادا کرنا لازم ہے اور عبادات کے مسایل کو
ہمنے اوپر کے ابواب مین ثابت کر دیا ہے کہ اونمین عقلی چہ میگوئی کو ہرگز

دخل نہین ہے اب کیساہی عابد اور زاہد غیر مذہب کا فرض کرو اگر عبادات انکی
بجا آوری مین پیروی بانی شریعت موجودہ کی نہین کرتا ہے ہرگز وہ عبادت
مطلوب بارگاہ عزت نہین ہے۔ عبادت خاص حق معبود ہے اور خاص موصل
قربت الہی اور نجات دہندہ عقاب اور اول درجہ کی غرض بعثت انبیا سے
یہی ہے اگرچہ ہم مصالح اور حکمتہائے الٰہیہ کو جو ارکان اور افعال عبادات مین
ہین بقدر اپنے فہم کے بیان کرین گے مگر اسمین زیادہ چون و چرا کرنا ہی ہماری
نادانی ہے پھر چونکہ احکام عبادات مین بندون کا نفع عاجل نہین ہے یعنی مثلاً
ہم نماز جو پڑھتے ہین سوائے نجات اُخروی کے بظاہر اسوقت ہمکو کسی طرح کا نفع
دنیوی نماز سے نہین ہے۔ لہذا اسمین کسل اور تہاون اور اُسکی بیکار محنت اور
تعجب ہونے پر اکثر ہمکو ہمارا مغوی اغوا کرتا ہے پس ضرور ہے کہ ہم ہادی برحق
جسکی شریعت آج بھی جاری ہے اُسکے فرمودہ احکام اور قواعد پر کاربند ہون تحریف
اور تغیر اور تبدیل کا احتمال بھی عبادات ہی کے احکام مین زیادہ ہے اب مجھے یہ
بھی بیان کرنا ضرور ہے اور تاریخ انبیا اِسکی شاہد ہے کہ انبیا دو قسم کے آئے
ایک تو صاحب شریعت جدیدہ اور دوسرے موکد شریعت کسی نبی کی اُنکی
جدید شریعت نہ تھی صاحبان شریعت جہان تک ہمکو علم ہے چار ہی گذرے

گو حضرت آدم کی بھی شریعت کا ہم اعتقاد کرتے ہین مگر چونکہ قلت افراد انسانی کا
زمانہ تہا لہذا ایسے قانون انتظامی کا نفوذ اُسوقت ضروری نہ تہا جیسا کہ بعد حضرت
کے ہوا اب زیادہ تر انبیا وہی حضرات ہین جو کسی نبی کی شریعت کے اجراے
احکام کی غرض سے آے اُن کے زمانہ نبوت مین تبدیل احکام شریعت موجودہ
کی ضرورت نہ تھی اُن کے زمانہ مین بھی وہی عبادات اور احکام کی پابندی
جمیع خلایق کو واجب تھی جسکی شریعت کی تائید اور تسدید کی غرض سے تشریف
لائے تھے اور جو کوئی اُس شریعت کے خلاف کسی اور مقدم شریعت پر چلنا
چاہتا تہا اُسکو ہر طرح سے اُسی شریعت موجودہ پر چلنے کو واجب فرماتے تھے بلکہ
ہمارے نبی حضرت عیسیٰ اگرچہ صاحب شریعت بھی تھے انجیل حضرت پر نازل
ہوئی مگر یہی فرماتے تھے کہ مین توریت کی تائید کرنے آیا ہون پہر کیا یہود
جنہون نے حضرت عیسیٰ کے احکام کو نہ مانا اور برابر مخالفت کرتے رہے اور
دوامی بقاے دین موسوی پر اڑے رہے نصاریٰ انکو جنتی کہہ سکتے ہین
جو ہم اہل اسلام نصاریٰ اور یہود کو آپکی خاطر سے جنتی کہدین اگر آپ یہ کہدینگے کہ
ہم کل اہل مذہب پر یہ اعتراض عموما کرتے ہین اور ہم کب اس عقیدہ نصاریٰ کو
پسند کرتے ہین اسکا جواب تفصیلی یہ ہے تفصیلی جواب آپکی شبہ کی

بنا اسی پر ہے کہ جو کوئی نیک عمل کرلے اس سے خدا راضی ہوگا۔ (اگر خدا بھی کوئی مانا جاے) اور یہ بات ضرور سچی ہے مگر نیک عمل کی دو قسم ہین قسم اول تو ایسے اعمال صالحہ جو کبھی بدل نہین سکتے جیسے سچ بولنا ترک زنا اور مال حلال کو صرف مین لانا طہارت سے رہنا اور بعض عمل خیر ایسے ہین کہ بمقتضاے وقت انکی تبدیل بھی ضرور ہوتی ہے عبادت وہ عمل ہے کہ اسکے طریقہ ہر زمانہ مین جو طریقہ مطلوب الہی ہوتا ہے وہی عمل خیر ہے اور اُسکے سوا اُس زمانہ مین عمل خیر نہین ہوتا ہے یہ عمل خیر ایسا نہین ہے کہ اسمین تبدیل نہو۔ اب فرض کرو کہ ایک نبی نے کسی قسم کی عبادت کا حکم اپنی امت کو دیا اور دوسرے نبی نے اُسکے عوض دوسری عبادت جاری فرمائی اور اُسکو منع کردیا اب اگر اسکو ہم نبی اللہ اور اُسکے حکم کو حکم خدا تسلیم کرتے ہین پھر تو عبادت ممنوعہ کو ہم کیسے ہی پورے طور سے کرین تقرب اور رضائے الٰہی کبھی اُس عبادت سے نہوگی اسلیئے کہ جو امر ممنوع اور نا مشروع ہوچکا خلاف مرضی الٰہی ضرور ہوگا اب اگر دین محمدی خواہ دین عیسوی یا دین موسوی سچے دین مانے جائین ہر ایک نبی کے زمانہ نبوت مین وہی عبادت صحیح ہوگی جسکا حکم وہ نبی خدا کی طرف سے لایا ہے لہذا عابد غیر مطیع شریعت موجودہ اپنے پہلے طریقہ کی

عبادت مین ہرگز مستحق ثواب نہوگا اور نہ وہ عابد کہلائے گا بلکہ اسکی عبادت
ہی باطل ہوگی اب یہی بات باقی رہی کہ سابق کے طریقہ کی عبادت مین کیا
برائی تھی جو منسوخ ہوئی یہ غلط بحث ہے اور دوسرا شبہہ خاص اس
شبہہ کا جواب تو ہو چکا کہ سوائے اہل اسلام کے اور سب مذاہب کے عابد زاہد
متقی اور پرہیزگار دوزخی کیون ہین ہان نسخ شرائع کا شبہہ اسکا جواب صفحہ ٢٣٢ مین
اسی کتاب کے پڑھو۔ تہتر فرقہ اہل اسلام کے انمین ایک ناجی ہے اور سب
ناری اگر انصاف کیجے تو یہی ارشاد ہمارے نبی کا پوری دلیل ہے کہ خودبینی
اور خودنمائی اور اپنی گرم بازاری حضرت کو منظور نہ تھی بلکہ محض سچے اور خدا کے
فرستادہ تھے اسلیئے کہ اگر اپنی امت کے سب فرقونکو حضرت ناجی فرماتے
یعنی میری امت کیسی ہی بدراہ اور بدکار اور فاسد المذہب ہو مگر چونکہ
میری امت ہے ضرور ناجی ہوگی یہ حکم البتہ پوری نفسانیت پر دلیل ہوتا
اور جب یہ فرمایا کہ وہی فرقہ جو راہ راست اور صراط مستقیم پر میری امت مین ہوگا
وہی جنتی اور ناجی ہے اس سے زیادہ حق کوشی اور حق پرستی اور انصاف کیا ہوسکتا ہے
اور اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ مذہب حق ہر زمانہ مین ایک ہی ہوتا ہے اور جب
اپنی امت مین سوائے ایک مذہب کے دوسرا ناجی ہونا ارشاد نفرمایا تو غیر اسلام کے

مذاہب کی پابندی کیونکر ناجی رہی اسلیئے کہ بہتر فرقہ ناری نبوت آخرالزمان کے
ضرور قایل ہین جو دوسرا جزء ایمان کا مذاہب آسمانی مین ہے اور دوسرے
مذہب والے تو آخری پیغمبر کی نبوت ہی کے قایل نہین ہین جسکے انکار سے
ہزارون مسایل شریعت کا انکار لازم آتا ہے پہر وہ کیونکر ناجی ہوسکتے ہین۔
اب ہا بہتر فرقہ مسلمین کا جہگڑا اور مجہول ہونا فرقہ ناجیہ کا نہین سے اس
اعتراض کا منصب فرقہ نیچریہ کو نہین ہے پہلے دین اسلام اور نبوت ہمارے
نبی کو مسلم مان لیجیے اُسکے بعد جو فرقہ ناجی اس امت کا ہے اُسکی شناخت
بہت آسانی سے آپکو بموجب ارشاد اور ہدایت قرآن مجید اور اپنے نبی کے
اہل اسلام کرادینگے۔ مذہبی جہگڑا ہر نبی کی امت مین برابر چلا آیا ہے اور جو
فرقہ سچے دین پر اُسی نبی کے تہا وہی ہمیشہ سچا موسائی اور سچا عیسائی اور
سچا محمدی کہلایا ہے اور اختلاف اور نزاع باہمی سے استہائے محمدی اور انبیاء
گذشتہ مین کسی نبی کا دین باطل نہ ہوا اور نہو سکتا ہے۔ دوزخ مین جگہ
زاید ہے اور بہشت مین کم ہے۔ یہ تمسخر اور استہزا کا مقولہ ہے اسکا جواب دینا
اہل مذاہب آسمانی پر ضرور نہین ہے جب آپ مذہب کو صحیح مان لینگے تو آپکو
یہ بہی ضرور ماننا پڑے گا کہ ایک ایک آدمی کو بہشت مین کسقدر جگہ ملیگی اور اہل

دوزخ کو یہ وسیع جگہ نصیب نہوگی اس تقالیہ سے وسعت دوزخ اور بہشت
کا مسئلہ قابل بحث کے نہین ہے - خداوند عالم ہدایت کرے -

باب بتیسوان (۳۰) نیچری مذہب کی ابتدا اور اوسکے اغراض اور مقاصد نظام عالم کے برہم کرنے والے اور ابطال انکا اور اصول اباحت اور اشتراک عام

ہمارے بعضے ہندوستانی بھائی جو نیچریت کا دم بھرتے ہین اُنکو تو یہ بھی خبر نہین
کہ نیچری فرقہ کے اصول کیا ہین اور ان اصول کے جاری ہونیسے اس دنیا
مین کیسی خرابی پیدا ہوتی ہے (دین تو در کنار) لہذا ہمکو ضرور ہے کہ نیچری
فرقہ کی ابتدا جب سے یہ جاری ہوا اور اُسکے اصول برہم کنندہ انتظام عالم
اور اُسکے فرقہ اور گروہ جسقدر پیدا ہوچکے اور جو جو خرابیان اُن بدکارونکی وجہ سے
سلطنت ہاے دنیوی اور انتظام دینی مین ہوئین اُن سبکو عام ناظرین کے
آگاہ کرنیکی غرض سے لکھین اور تاریخی ثبوت کے علاوہ عقلی دلایل سے بھی
نیچری خیالات کا خراب اور مضر بحق خلایق ہونا ثابت کرین اور وہ دلایل
ایسے عام فہم اور بدیہی ہون جنکو اہل مذہب اور لامذہب دونو تسلیم کرین نیچر کے
معنی طبیعت کے ہین اور فرنچ زبان مین (ناتور) اسی نیچر کو کہتے ہین - یہ فرقہ

وہی فرقہ دہریہ کا ہے جو حضرت عیسٰی کی ولادت سے پہلے ایکسو برس خواہ کچھ کم وبیش پیدا ہوا ہے اور یونانی حدود مین پہلے اسکا ظہور ہوا ہے اور پھر جابجا پھیلا ہے۔ (۱) دیوجنس (۲) اقراطیس (۳) پیرہون (۴) ایبقور (۵) پیون (۶) استیپ (۷) دی کارٹش (۸) جان لاک (۹) بیتیاب برکلی (۱۰) ہیوم اور اسی طرح بہت سے دہریہ اور نیچرل گذرے ہین جنکے اقوال واہیہ سے تاریخی کتب بھری ہوئی ہین۔ تاریخ جہان یہ بتلاتی ہے وہان فسادات جو اس گروہ نے برپا کئے ہین وہ بھی ظاہر کرتی ہے اصول نیچریہ عام اصول ہین فقط دو ہی اصول ایسے ہین جنپر بنا اس مذہب کی ہے (۱) اباحت عامہ یعنی ہر چیز ہر شخص کو مباح اور جایز ہے (۲) اشتراک عام یعنی ہر ایک چیز مین کل افراد انسانی کا حق برابر ہے اور سب شریک ہین اور ان دونو اصول کا پورا رواج بدون اسکے نہین ہوسکتا ہے کہ دین کوئی سا فرض کرو جب تک اُسکی پابندی تقلید ترک نہوگی ہرگز اباحت عامہ اور اشتراک عام جاری نہوگا۔ پھر چونکہ قانون سلطنت بھی قریب قریب قانون مذہبی کے ہوتا ہے لہٰذا سلطنت نوعی اور شخصی دونو کے قانون کی پابندی سے عام اباحت اور عام شرکت کا قانون جاری نہوگا پس بادشاہ کا قتل کرنا

اور سلطنت کا مٹا دینا یہ بھی ضرور ہے چنانچہ فرقہ بابی اہل اسلام مین اور
نہلشٹ انار کسٹ وغیرہ جو آجکل یورپ مین ہین اور شاہ ایران اور زار
روس اور پریسیڈنٹ امریکہ جو ابھی چندروز ہوئے قتل ہوا یہ سب نتایج افکار
انہین فرقہ ہائے نیچریہ کے ہین - اباحت عام کا نتیجہ یہہ ہے کہ زمین اور مال
گھر بار کل اشیاء موجودہ دنیا کسیکی ملک خاص سے نہین بلکہ سب آدمی ہر
چیز مین برابر شریک ہین جو جسکو ملجائے اُسکو تصرف کرے مباح ہے اور
قبضہ کسی کا دوسرے کے تصرف کو مانع نہین ہے - اِس قاعدہ کے صحیح ماننے
سے جسقدر قوانین استحقاق اور ملکیت اور قبضہ اور اثبات حقوق کے ہین
سب باطل ہو گئے اور دیوانی بلکہ عدالت مال کے قوانین سب لغو ہو گئے
دو حصہ سلطنت کے تو اِسی قانون اباحت عام نے باطل کردے مثلاً ہمنے
کسی سے دو ہزار روپیہ قرض لئے چونکہ وہ روپیہ ہمکو تصرف کرنا بہ نظر اباحت
عام کے جایز تہا اب اداے قرض کی ضرورت نہین ہے یعنی وہ روپیہ
دراصل قرض دہندہ کا نہ تہا جو اُسکو استحقاق ملکیت کی راہ سے ہمپر دعوی
کرنیکی قابلیت ہو - اب اباحت عامہ کی نظر سے اُن روپیونکا تصرف کر
ڈالنا ہمکو مباح تہا اسیطرح حق (بضع) یعنی جو حق نکاح کرنیسے مرد کو اپنی

سنکوجہ سے پیدا ہوتا ہے وہ بھی کوئی حق نہین ہے بلکہ وہی عورت ہرایک مرد پر مباح اور جایز ہے۔ بھائی پر بہن اور باپ پر دختر اور پسر پر مادر وغیرہ وغیرہ اور برماندرس حکیم نے اپنی مان سے دن دہاڑے زنا کیا ہے اباحت عام کے اصول پر۔ آپکو یاد دلاتا ہونکہ ہورمند آخری جنرل نیچرل جوکہ پہلے ممالک انگلینڈ مین تہا اور آخر مین امریکہ مین پہونچا اور وہان جاکر اباحت اور اشتراک کی ترویج کی نظر سے دو کمپانی شکلین بنائین ایک مرد موسن دوسری عورت موسنہ اور کہدیا کہ ہر ایک مرد ہر عورت پر بنظر اشتراک اور اباحت عامہ کے تصرف کرسکتا ہے اور اسیوجہ سے اوسکے فرقہ کی کسی عورت سے اگر پوچھا جائے تو کسکی عورت ہے کہیگی زن کمپانی اور جو اُنکی اولاد سے پوچھا جائے کہ تو کسکا بچہ ہے جواب دیگا کہ جماعت کا بچہ ہون۔ ملا جمال الدین حسینی کہتے ہین کہ ابھی شرارہ شر و فساد اس گروہ کا چاہ ویل کمپانی سے باہر نہین آیا ہے اور خدا جانے کسوقت شرارہ اُسکا دنیا مین پھیلکر خانمان انسان کو خراب کریگا مین کہتا ہون اور گویا چشم دید حکایت ہے مگر ثبوت اُسکا میرے پاس نہین ہے لہذا درج کتاب کرنا مناسب نہین ہے ورنہ لکھنؤ پورانی ٹکسال کے سامنے جو قصہ

ایک دہریہ ایرانی اور اُسکی تعلیم اباحت اور اشتراک عام کا گذرا ہے اور
میرے ایک بزرگ حکیم سید اکبر علیخان مرحوم جنہون نے حیدرآباد مین
ابھی چند روز ہوئے انتقال فرمایا ہے مجھ سے بیان کیا ہے اس تاریخی
بیان ملا جمال الدین صاحب کی پوری نظیر ہے۔ اسی نیچری تعلیم کا ایک
نمونہ حاجی محمد اسمٰعیل خانصاحب کی تقریر دربارہ رسم و رواج کا وہ جملہ
پڑھ لیجئے جو معارف جلد ا نمبر ۹ مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۲۷۴ کالم
اول مین درج ہے **قولہ** حیدرآباد اور بمبئی مین ایسے مسلمان عقلمین موجود مین
جنہون نے پردہ نسوان کی مخالفت عملاً ثابت کردی اور انکے خاندان کی
لیڈیان بے تکلف باہر نکلتی ہین مگر چونکہ اسوقت تک مسلمان لوگ اس
رسم کے قبول کرنے پر آمادہ نہین ہوئے ہین اسلیئے چند روشن ضمیرونکے
اس عمل کا کچھ اثر نہین ہوا ہے۔ انتہی مین کہتا ہون کہ یہ عورتونکو سر بازار
پھرانا جسکو مولوی محمد اسماعیل خانصاحب روشن ضمیری سے ملقب
فرماتے ہین اسی قاعدہ اباحت پر مبنی ہے یعنی ہر شخص کو ہر چیز حلال ہے یا
اشتراک عام کے قاعدہ پر یعنی ہر کوچہ و بازار کی سیر اور ہر نامحرم سے نظر
بازی اور اختلاط اور ہر سٹرک اور مجمع عام مین پھرنا جیسا کہ مردونکو روا ہے

اُسی طرح عورتونکو بھی اسلئے کہ چشم بینا نیچر نے دونو کو باشتراک دی ہے
پھر کیا سبب ہے کہ مرد کی آنکھہ ان اشیاء کی طرف دیکھنے سے خنکی حاصل
کرے اور عورت کی آنکھہ اس تماشائے عالم کے دیکھنے سے محروم رہی روشن
ضمیری پوری پوری تو یہ ہے کہ مسجد مین شراب پیکر حقیقی بہن اور دختر سے
ہم بستری کیجاے اور جو لذت اُسوقت پیدا ہو زبان پر یہہ کلمہ جاری ہو کہ
شریعت محمدی نے جو دہوکہ دیکر دختر اور خواہر اور مادر سے ہم بستری کو حرام
کردیا تھا آج اباحت کی روشنی نے وہ پردہ اٹھا دیا اور آنکھین کہل گئین
مین گواہان رویت واقعہ ہذا لانیسے مجبور ہون ورنہ صاف کہدیتا کہ یہ واقعہ
ہوچکاہے - مگر تبودورس حکیم اور ارسٹیپ فیلسوف کی تعلیم کو پیش کرتا ہون جسنے
صاف کہدیا کہ زنا اور شرک اور چوری سب کچہ آدمی کو جایز ہے اور کچہ قباحت
نہین جب آدمی سمجہ لے کہ یہ سب باتین جاہل اور عوام کے خیال مین بُری ہین
ورنہ دراصل اینین کوئی برائی نہین ہے ہزارون نظائر تاریخی فرقہ قبیر دانیین
اور کلمین کے موجود ہین جنسے تاریخ کی کتب بہری ہوئی ہین - آپ کو روشن
ضمیری کے لفظ جو حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب بولتے ہین اُسی سے تصدیق
ہوجائیگی کہ وہی لوگ روشن ضمیر ہین جو اپنی عورتونکو بے دہڑک سر بازار لئے

ہوئے پہرین ورنہ تیرہ درون اور کور باطن ہین اور اُسی نمبر معارف کے صفحہ ۲۶۷ مین سر سید صاحب کے لائف مین مولوی حالی صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ سر سید نے تقلید کی جڑ کاٹی ہے - اونکا بھی مطلب یہی ہے کہ مذہبی تقلید کی جڑ سید صاحب نے کاٹی ہے تقلید سے مراد پابندی اصول مذہبی یا اصول عقلی کی ہے نیچریونکی کارروائی کے طریقہ جب اشتراک عام اور اباحت عامہ انہین دونو اصول پر بنا مذہب کی ٹھیری اور قوانین سلطنت اور نیز قوانین شریعت دونو اشتراک اور اباحت کے دشمن ہین اور نظام عالم بدون اسکے درست نہین رہ سکتا کہ حفاظت حقوق انسانی بلکہ حقوق حیوانی پوری کیجاے نمبر (۱) مال اور ملک مخصوص دوسرے کے دست برد سے بچانا خواہ وہ دست برد بذریعہ غصب کے ہو یا جھوٹی نالش فریاد کر کے حاکم کو دہوکہ دہی دیکر اور (۲) فروخت کرنے والے کا حق واجبی خرید کرنے والیکے حق سے جدا کیا جائے (۳) کسیکی زن منکوحہ پر بدون افتراق صحیح کے جو جسکا طریقہ ہے دوسرا تصرف نہ کر سکے (۴) کسیکی زمین موروثی پر دوسرا شخص بدون استحقاق صحیح کے بیجا مداخلت نہ کر سکے ازین قبیل جملہ قوانین تمدنی اور اشتراک اور اباحت عام ان سبکی جڑ کاٹنے کے اصول ہین - اب پہلے سب سے نیچری فرقہ کا

اہتمام بھی ہوتا ہے کہ سلطنت کے قواعد یا شریعت کے اصول جب تک درہم برہم
ہونگے اشتراک اور اباحت کے اصول کی پابندی اور رواج ہو سکے گا۔ کرک
(یونان) اور عجم اور فرانس اور دیگر سلطنت اور سلاطین کی ہلاکت اور تباہی
اور بالفعل بابی فرقہ کے ہاتھ سے ایران میں ہزارونکی خون ریزی یہ سب نتایج
اسی فرقہ کے ہیں جنکو میں جستہ جستہ بیان کرونگا انشاء اللہ۔
عوام ہند بلکہ اکثر اوسط درجہ کے آدمی چونکہ نتایج فاسدہ اباحت اور اشتراک
سے آگاہ نہیں ہیں اور دام تزویر میں آکر راہ راست سے بہک جاتے ہیں لہذا
ہمکو ضرور ہے کہ اصول فریب وہی نیچریان کو مع اُن کے فروع اور نتایج کے
بہ تفصیل بیان کریں اور عقلی دلایل کے ساتھ تاریخی واقعات بھی بطور سند کے
پیش کریں۔ انتظام عالم کی بنا مدت دراز سے آدمی کو بسبب پابندی
کسی مذہب اور دین کے تین امور اعتقادی اور تین خصلتیں ایسی حاصل
ہوئی ہیں کہ ہر ایک ان امور شش گانہ میں سے ایک رکن مضبوط ہے
بقاء دین اور بقاء اجتماع افراد انسانی کا اور جسقدر عمدگی اور ترقی اور استحکام
قومی پیدا ہوتا ہے انہیں چھ امور سے پیدا ہوتا ہے۔ پہلا اعتقاد کہ آدمی
اشرف مخلوقات ہے۔ دوسرا اعتقاد کہ میرا دین سچا ہے اور سب دین باطل

اور گمراہی کے ہین ۔تیسرا عقیدہ یقین اس بات پر کہ آدمی اس دنیا مین کہ
درحقیقت بیت الاحزان ہے اسی غرض سے آیا ہے کہ دوسرے عالم جانے
کیواسطے کمالات لایقہ حاصل کرے تاکہ عالم دیگر مین کہ افضل اور اعلیٰ ہے
متصف بہ کمال ہوکر پہونچے اب دوسرا عقیدہ کہ میرا سچا دین ہے اگرچہ ہر اہل مذہب
کو ہے کہ اُن مین ادیان باطلہ بھی داخل ہین مگر یہی عقیدہ ہر صاحب مذہب کو
تحقیق مذہبی پر آمادہ کرتا ہے اور سچا دین اسکو نصیب کرا دیتا ہے جسکو
مین صفحہ ۳۱ مین لکھ چکا ہون ۔ اب رہے تین صفات اور تین خصایل حمیدہ
جو پابندی مذہب سے پیدا ہوتے ہین پہلی خصلت حیا کی ہے دوسری
خصلت امانت کی ہے تیسری خصلت صداقت اور راست گفتاری کی
اب یہ امور شش گانہ ایسے ہین کہ بقاء نظام عالم اور خواہش تکمیل افراد انسانی
اور حفظ ناموس اور درستی سلسلہ انتظام دنیا بس انہین پر موقوف ہے
تفصیلی بیان فواید اور نتایج شش گانہ کا طولانی ہے مگر اسقدر مین ضرور
کہونگا کہ اگر آدمی کو اپنے اشرف مخلوقات ہونے کا عقیدہ نہو ہرگز اشرف
اعمال کے درپے نہوگا دیکھ لیجئے کہ رذیل قوم آدمیون جیسے بھنگی اور چمار
وغیرہ چونکہ اُنکو اذل خلایق ہونیکا عقیدہ ہوتا ہے وہی اعمال خسیسہ

کرتے ہین جو رذالت کے لایق ہے اس عقیدہ کے توڑنیکی فکر (یعنی انسان اشرف مخلوقات ہے) نیچریون نے یہ کی ہے - ابیقور حکیم کہتا ہے کہ آدمی بسبب خود پسندی کے چونکہ مبتلاے کبر اور غرور ہے ایسا خیال کرتا ہی کہ جمیع مخلوقات سے افضل ہے اور جملہ اشیا اسیکے واسطے مخلوق ہوے ہین حالانکہ آدمی کو کسی حیوان پر فضیلت نہین ہے اور نہ کسی چیز مین حیوانات سے افضل ہے عقل انسانی اور عقل حیوانی مین فقط کمی بیشی مقدار کا فرق ہے بلکہ براہ فطرت آدمی جملہ حیوانات سے کمتر اور ناقص ہے جسقدر صنایع آدمی کو بہم پہونچی ہین سب حیوانات سے اس نے سیکھی ہین کپڑا بننا مکڑی سے عمارت بنانی شہد مکھی سے محل اور صوامع (گرجا) طیار کرنی سپید چیونٹی سے ذخیرہ جمع کرنا غلہ کا مورچہ سے فن موسیقی بلبل سے آدمی نے سیکھا ہے پھر کیا فخر اسکو ہوا یہ بھی نیچریون کا قول ہے کہ بندر کی اگر تعلیم کیجاے وہی کام کرے گا جو آدمی کرتا ہے اور در اصل بندر اور آدمی ایک ہی چیز ہے - مطلب اس دہریہ کا یہ ہے کہ جسطرح حیوانات اشتراک اور اباحت مین بے کھٹکے بسر کرتے ہین نہ ماکی تمیز اور نہ بہن کی اور نہ دختر کی اور پوری لذات انکو نصیب ہے اسیطرح آدمی کو لازم ہے کہ تقلید اوہام واہیہ کو چھوڑ کر

آزادی سے کھانے پینے مین اور دیگر لذات جسمانی مین بسر کرے۔

یونانیون کی بربادی نیچریون کے سبب سے

یہ فرقہ یعنی ابیقوریان کا ظہور یونان مین ہوا اور بنام حکیم مشہور ہوے اور وہ زمانہ ترقی یونان کا جنکو یہ عقیدہ تہا کہ اُنکی قوم اشرف جمیع عالم سے ہے انہین عقاید جلیلہ مذکورہ بالا کی بدولت علاوہ ترقی کمالات علمیہ کے سلطنت فارسیہ کا سالہاے دراز تک مقابلہ کیا حالانکہ سلطنت فارسیہ نواحی کا شغر سے استنبول تک پہونچگئی تھی اور اپنی خواری اور ننگ کا خیال کرکے کہ ہم دوسری قوم کے غلام نہین آخرکار سلطنت فارسیہ کو زیروزبر کرکے ہندوستان تک دست درازی کرنے لگے امانت کی صفت اُنہین ایسی ہے کہ اپنی موت کو خیانت پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ مشہور سور کلیس باوجودیکہ یونانیون نے اُسکو بعد بجاآوری خدمت نمایان اور غلبہ کرنے فارس پر ملک بدر کر دیا تہا اور ناچار ہوکر فارس مین پناہ گزین ہوا تہا اور اپنی قوم سے بڑا رنج اُسے پہونچا تہا مگر جب ملک کسمنس نے اُسکو حکم دیا کہ امیر لشکر فارس ہوکر یونان کو فتح کرا دے حمیت قومی اور امانت نے اُسے مجبور کیا کہ زہر کھا کر مر گیا اور راضی نہوا کہ اپنی قوم یونانی سے خیانت کرے مگر نیچری خیالات

فرقہ ابیکوری نے یونانیون کو ایسا خراب کردیا کہ شرم اور حیا سب کچھ
اُن سے جاتی رہی پہلی تعلیم تو ابیکوریونکی یہ تھی کہ آدمی اشرف المخلوقات
نہین ہے بلکہ جملہ حیوانات سے بھی بدتر ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہمارے
زمانہ کے نیچرل بھی تفاخر بیجا کی سُرخیون سے اپنی اپنی آرٹیکلون مین
انسانی مفاخرت کو دلایل واہیہ سے مٹانیکی پوری کوشش کر رہے ہین
دیکھو صفحہ ۱۸۱ نمبر ۹ مذکور معارف کو اور اسکو ہم پھر آیندہ لکھینگے پھر جب
ابیقوریون نے دیکھا کہ اونکی تعلیمات یونانیونمین بسبب شرم اور حیا کے
ہرگز اثر نہ کرینگی اب درپے اسکے ہوئے کہ شرم وحیا کی خرابیان ظاہر کرین
دیوجینیس حکیم نے صاف صاف کہدیا کہ حیا کا سبب ضعف قلب ہے
قوی دل آدمی کبھی شرم وحیا نہین کرتا ہے اسنے تو عام طور کی حیا کو ضعف
قلب سے منسوب کیا اور حکیم اقراطیس نے میتروقلیس کو گوز سے شرمانے پر
بُری توبیخ کرکے اُسکو بے حیا کردیا دیکھو صفحہ ۳۳ انتصار الاسلام کو یعنی
عملی کارروائی بھی کرکے دکھادی جیسے بقول محمد اسمٰعیل خان صاحب بمبئی
اور حیدرآباد کے جنٹلمین اپنی عورتون کو سربازار لئے پھرتے ہین یہ عملی
کارروائی بھی شرم اور حیا کے توڑنیکی ہے جنٹلمین بھی فرقہ کلبیہ اور ابیقوریہ کے

متقلد ہین پہر حیا کے ترک کرنے پر ابیقوریہ نے یونانیون کو یہی تعلیم کرا دی کہ
عادت یا رسم و رواج کی پابندی یہہ بھی خراب خصلت ہے ہر انسان کو
لازم ہے کہ عادت کی تقلید سے رہا ہو جائے تاکہ جملہ افعال جو براہ عادت
یا رسم و رواج قبیح معلوم ہوتے ہین اُن سبکو آزادانہ طور سے آدمی کر سکے
انجام اس فرقہ کا یہ ہوا۔ اور ایسی بے حیائی پر اشتراک اور اباحت کے
اصول سے کمر باندہی کہ جہان کسیکی دعوت طعام ہوتی اور دستر خوان
چنا جاتا یہ نیے حیا بلا طلب جاکر اُس کھانیکو لوٹ لوٹ کر کھاتے تھے اسی
وجہ سے ان کا نام فرقہ کلبیہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے زمانہ مین بھی نیچرل
صاحبانکو رسم و رواج کے مٹانے پر بڑا زبردست خیال ہے چنانچہ معارف
نمبر ۹ مذکورہ بالا مین بڑے زور کی تقریر چھپی ہے۔ اگرچہ رسم و رواج کی
پابندی عموماً تو ہم بھی پسند نہ کرینگے مگر ہم اُسی رواج کو ناپسند کرینگے جو
کسی عقلی یا شرعی دلیل سے خراب ہے نیچریون کا قاعدہ یہہ ہے کہ
پہلے اپنے مطلب کو ایسے ایسے نظایر دکہلا کر درست کر لیتے ہین پہر آخر کو عام
آزادے جو اُن کا خاص مطلب ہے اسپر نتیجہ اُنکی کارروائی کا ہوتا ہے
یونانیونمین چونکہ خیالات شش گانہ پورے جمے ہوئے تھے مدت ہائے

دراز کے بعد نیچریونکی تعلیم نے اثر کیا اور آخر کو خردمندی اُنکی بلادت سے بدل گئی اور علم و حکمت کی کساد بازاری ہوئی اخلاق اُنکے خراب ہوگئے امانت کی جگہ خیانت اور حیا کی جگہ بے حیائی اور شجاعت کی جگہ جبن اور محبت قومی کی جگہ محبت شخصی پیدا ہوگئی اور ہر ایک خصال شش گانہ اُنسے زایل ہوگئے اور آرومالعینی جنس لاٹین کے ہاتھ اسیر ہوگئے اور برسون بدولت اسی تعلیم خراب کے غلامی مین گرفتار رہے حالانکہ وہی یونانی اسی دنیا مین پورے پادشاہ بلامعارض شمار کئے جاتے تھے۔

قوم فارس کی تباہی نیچریون کی تعلیم سے

یہ قوم کسی زمانہ مین انہین چھہ عقاید اور خصال کے پورے برتاؤ سے اس درجہ سعادت اور عزت پر پہونچی تھی اور اپنے کو اسقدر شریف سمجھتی تھی کہ اور اقوام کے جو لوگ اِن کے زیر حکومت آباد ہوتے تھے خواہ اِن کے قرب جوار مین جو لوگ اِن سے میل جول رکھتے تھے شرافت کو مخصوص اپنی اور اپنے لواحق کی قوم فارس سمجھتے تھے امانت اور صداقت اول دینی تعلیم اُنکی تھی۔ تا اینکہ اگر محتاج ہو جاتے قرض لینا حرام سمجھتے تھے باین خیال کہ ایسا نہو ناچاری کیوجہ سے ادائے قرض مین

ہمکو جھوٹ بولنا پڑے مراد یہ ہے کہ وعدہ کرین اور وفا نہو خواہ حاکم کے
روبرو انکار قرضہ کا کرنا پڑے بوجہ ناداری کے (ذرا ہمارے زمانہ کے
دیوانی مقدمات اور بیرسٹر اور وکلا کی کارروائی بھی یاد کیجئےگا) انہین خیال
ششگانہ مذکورہ بالا کی وجہ سے فارس کی سلطنت اسقدر بڑھ گئی تھی
جسکے بیان کو شاہنامہ درکار ہے - فرنسیس لنرنان مورخ کہتا ہے
کہ دارائے اکبر کے زمانہ مین سلطنت فارس سے مراد اکیس والی نشین تھے
یعنی اکیس تختگاہ اُنمین تھین ایک والی نشین اُنکا کسی سواحل بحر قلزم و بلوچستان
اور سندہ کا حکمران تھا اور کسی وقت قوم فارس مین کسی قسم کا فتور آجاتا
تھا انہین اصول صحیحہ ششگانہ کے برتاؤ سے تھوڑے دنو نمین اسکی اصلاح
کر کے پھر اُنکی حکومت بحال خود پلٹ آتی تھی تا اینکہ زمانہ قباد بادشاہ مین ا
مزدک نیچری نے آپکو بنام رافع ظلم ظاہر کیا یعنی مین مظلوم آدمیون کی داد
رسی کے قواعد جاری کرنے پر آمادہ ہوا ہون (جیسے ہمارے زمانہ مین
سر سید احمد خان صاحب نے یتیم اور بیکس اطفال مسلمین کی دادرسی پر کمر
باندہی تھی جسکا ذکر آیندہ کرونگا) مزدک نیچری کی تعلیم سے نکمی قوم
فارس کی بالکل برباد ہو گئی اس نیچری نے یہ پڑہایا کہ جسقدر خوانین

شریعت اور سلطنت کے آدمیون نے بنائے ہین سراسر ظلم پر اُنکی بنا ہے
اور سب باطل ہین - شریعت مقدسہ نیچر یعنی طبیعت کے ابھی تک منسوخ نہین
ہوئی ہے حیوانات اور بہایم مین بھی محفوظ ہے اور کونسی عقل اور دانش ایسی ہے
جو کہ پایہ نیچر کو پہونچ سکتی ہے نیچر نے سب کہانے پینے کی چیزین اور سب
منکوحہ یعنی جن سے جماع کر سکتے ہو بطور شرکت عام کے پیدا کیئے ہین کوئی
چیز خوردنی اور نہ کوئی چیز نوشیدنی اور نہ کوئی منکوحہ کسیکے واسطے مخصوص ہے
پس اپنے اپنے جعلی اور مصنوعی قانون سے جو محض وہمی اصول ہین مان اور
بہن اور دختر کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے - دیکھو اپنا خاص خون جس سے ملا ہے
اُسکے ساتھ مقاربت کرنیسے جو لذت ملیگی غیر عورت سے وہ لذت مل سکتی ہے
پس تم سب لوگ عورت اور مرد مظلوم ہو کر اپنی موہومہ قوانین سے اپنے
اوپر ظلم کر رہے ہو - اسکے کیا معنی کہ آدمی کسی مال مشترک کو جسمین کل آدمی شریک
ہون اپنے تصرف مین لائے اور دعوی کرے کہ اسکا مالک خاص مین ہون
یا کوئی عورت (جسکو نیچر نے سبکی منکوحہ ہونیکی لیاقت عطا کی ہے) اپنے نکاح
مین لا کر مدعی ہو کہ مین اسکا شوہر اور خاص مستحق ہون ان دونو مثالونمین
کیسا ظلم شدید عام خلایق پر اونکے حق مشترک کے غصب کرنیسے لازم آتا ہے

اور یہ قانون غاصب حقوق کو اصلی مالک بنانے مین کسقدر ظلم پر شامل ہے
لہذا ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ یہ زنجیر اور طوق ظلم قانون کے اپنی گردن سے
نکال ڈالے اور شریعت مقدسہ نیچریہ کی پابندی کرکے غاصبین حقوق شترکہ
کو اس جبر اور ظلم سے باز رکھے ۔ مین کہتا ہون کہ اس شبہہ کے جواب مین
ایک باب خاص ہمنے لکھا ہے جو ملاحظہ ناظرین مین آئیگا انشاء اللہ تعالےٰ
الغرض جب ایسے ایسے خیالات مزدک نیچرل کے قوم فارس مین پھیلے اور
ان عقاید پر لوگ مایل ہوے حیا اور شرم اون سی جاتی رہی اور غدر اور
خیانت فاش ہوگئی اور سفلہ گی پیدا ہوگئی اور بہایم کی خصلتین اونمین پیدا
ہوگئین اور ذلیل و خوار ہوگئے ۔ نوشیروان نے اگرچہ مزدک نیچری اور
بعض اوسکے پیروان کو قتل کیا مگر ان تعلیمات فاسدہ کے مٹانے پر نوشیروان
کو باوجود سلطنت کے قدرت نہوئی ۔ اسی نیچری تعلیم کی خرابی سے
مزدک کی آخر فارس کا یہ حال ہوا کہ ایک حملہ عرب کا جو زمانہ خلافت
ثانیہ مین ہوا نہ روک سکے ۔ حالانکہ ان کے ہمسر یعنی روم قرون متعددہ تک
عرب سے جنگ و جدل کرتے رہے ۔ پھر آخر کیا ہوا عرب کی غلامی کا طوق
اہل فارس کی گردن مین ڈالا گیا ۔

معذرت بخدمت اہل اسلام

آپکو یہ خیال نہ ہو کہ اہل فارس کا مطیع الاسلام ہونا مین اُنکی بد انجامی سمجھتا ہون معاذ اللہ بلکہ میری غرض بیان تاریخی واقعات کے لکھنے سے ہے اور مورخ کو بہ لحاظ تاریخ نگاری کسی مذہب کے حق اور ناحق ہونے سے غرض نہین ہوتی اور اگر ایک مورخ مسلمان بنکر اس واقعہ کو لکھون تو یون لکھون گا کہ چونکہ تعلیم نیچری سے اہل فارس کو اصول حقہ مذہب اسلام کا قبول کرنا نصیب نہ ہوا اور لامذہبی سے اُنکو آخر بزور شمشیر اسلام ان عقاید دہریت سے الگ ہو کر راہ راست دیکھنی پڑے جب بھی اصول نیچری کی خرابی ثابت رہیگی۔ کیا وہ غیر مسلمان جو بزور شمشیر باکراہ دین اسلام قبول کرین جب تک عقاید اسلامیہ پر بہ صدق دل ایمان نہ لائین اون کا اسلام ظاہری برابر اسلام اون لوگون کے ہو سکتا ہے۔ جو بلا اکراہ و اجبار صدق دل سے قبول اسلام کرتے تھے اور کرتے ہین۔

اہل فرانس مین نیچریون کی وجہہ سے کیا خرابی پیدا ہوئی

یہ تو ابھی تیس چالیس ہی سال کا قصہ ہے جسکے دیکھنے والے کرورون

موجود ہین - فرانس وہ لوگ ہین جنکی علم اور کمال اور صداقت اور جوانمردی کا
شہرہ تمام دنیا مین ہے اور بعد رومانیون کے پہران سے بڑھکر یورپ مین
کوئی قوم سر برآوردہ نہین تھی اور صفات شش گانہ مذکورہ بالا مین
پوری اور ثابت قدم یہی قوم تھی اور تمام بلاد مغربیہ مین انکی حکومت کی
دہوم تھی میرا سن اَب تو چوہتر یا پچہتر سال کا ہے جب سے مجھے ہوش ہوا ہے
فرانس کی جوانمردی راستبازی اور دیگر محاسن کو سنتے سنتے کان
بہر گئے ہین - فرانس مین اٹھارہوین صدی عیسوی مین دو شخص نیچری
پیدا ہوے ولٹیر اور رسو اُن کے نام ہین اپنے لقب اُنہون نے
رافع الخرافات اور مُنوّر العقول بنائے (جیسے ہمارے زمانہ مین روشن
ضمیری کی تعلیم سر سید احمد خان صاحب سے منسوب ہے) یہ دونو نیچری
فرانسیسی ایسے پیدا ہوئے کہ اُنہون نے ایپقور دہریہ کی قبر کھود کر
اُسکی پورانی ہڈیون کو از سر نو زندہ کر دیا اور جسقدر قانون شریعت
عیسوی یا قانون ملکی ایسے ہین جن سے آدمی پابند اور مقلد ہو جاتا ہے
اُن سب کو توڑ کر آزادی یعنی اباحت اور اشتراک عام کا تخم از سر نو
اُنہون نے بویا اور تقلید کی جڑ کاٹی (جیسے بقول پیروان سید احمد خان

صاحب کہ انہون نے بھی تقلید کی جڑ کاٹی ہے) آداب اور رسوم یعنی
رسم رواج کو محض خرافات سمجھے (جیسے ہمارے جنٹلمین حاجی محمد اسمٰعیل خان
صاحب دیکھو معارف نمبر ۹ جلد ا مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۹۹ع۔) دین اور مذہب
کو ان دونو نیچریون نے اختراعیات انسان ناقص العقل کا کہدیا اور
دونون پکار پکار کر خدا کا انکار اور انبیا پر طعن اور تشنیع کرتے تھے۔
ولٹیر نے تو چند کتابین انبیاؑ کی خطا کاری مین لکھین اور کوئی دقیقہ
تمسخر اور تشنیع اور مذمت انبیاؑ کا اسنے اُٹھا نہ رکھا (افسوس ہی ہمارے
سر سید صاحب کو وہ کتابین دستیاب نہوئین) یہی اقوال نیچری
فرانس کی اکثر طبایع مین اثر کر گئے اور یکبارگی دین عیسوی کو چھوڑ کر
نیچری اصول یعنی اباحت کے اجرا پر آمادہ ہو گئے یہانتک نوبت
پہونچی ایکروز ولٹیر ایک دختر کو لا کر گرجا گھر کی محراب مین چھوڑ دیا اور
اُس قوم کے سردار خواہ سر پنچ کو پکار کر کہنے لگا کہ ایہا الناس آج سے
اب کسی کو یہ خیال نہو کہ آسمان کی گرج (رعد) اور بجلی کی چمک تمھاری ڈرانے
کیواسطے خداے آسمان نے تجویز کی ہے بلکہ یہ سب کچھ آثار طبیعت سے ہی
اور سواے (نا تور) طبیعت کے اور کوئی موثر عالم مین نہین ہے اب تم

ہرگز اوہام مذہبی کی پرستش نہ کرو (ہمارے نیچرل ہندوستانی بھی اوہام
مذہبی کے لفظ کا سخن تکیہ رکھتے ہین) اور محض گمان باطل سے کوئی خدا
اپنے واسطے نہ بناو اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ ضرور کسی کی پرستش
کرنی چاہئے یہ دیکھو گرجا گھر کی محراب مین مدموازل شل ڈمینیہ یعنی
تصویر دندان خیل کی کھڑی ہے اسکو پوجو انہین دونون شخصونکی خراب
خراب تعلیم سے فرانس مین خرابیان اور پھوٹ پڑتے پڑتے ان کی
حکومت پچھم اور پورب دونو طرف کمزور ہوگئی۔ ناپلیون اول نے
اگرچہ دین مسیحی کو دوبارہ جاری کیا پھر بھی انکی تعلیمات خراب کا اثر
کچھ نہ کچھ بلکہ بہت کچھ باقی رہا آخر کار جرمنی کے ہاتھ سے کیسی شکست
اٹھائی کہ اسکا جبر ونقصان برسون تک بھی ہوسکا اونہین خراب تعلیم
نیچری سے فرقہ سوسیالیست یعنی فرقہ اجتماعی لوگون کا فرانس مین پیدا
ہوا جسکا ضرر جرمنی ضرر سے کچھ کم اہل فرانس کو نہ پہونچا پھر اگرچند پابند
مذہب اور اصول شنشگانہ مذکورہ صدر بحث کی ہامردی نکرتے اور اچھے
عقاید اور خصال پسندیدہ سے تدارک اس تعلیم خراب کا پورا نکرتے
قوم فرانساوی زیروزبر ہوکر خاک مین مل جاتی ÷ ـــ

امت عثمانیہ کو نیچری عقاید سے کیا ضرر پہونچا

چند امرا اور صاحبان ثروت گروہ عثمانیہ کو یہی خبط نیچریت کا ہوا تھا اور یہ آخری محاربہ جو عثمانیونسے ہوا ہے اونہین نیچرل خیالات کی لوگون نے خیانت کر کے وہی افسران لشکر باعث تباہی اور بربادی کے ہوئے اور یہی لوگ طریقہ نیچری پر چلتے تھے اور اصحاب افکار جدیدہ گنے جاتے تھے تعلیم نیچری سے انکو ایسا گمان تہا کہ آدمی بھی مثل حیوان کے آزاد اور شتر بے مہار ہے اور یہ اخلاق اور خصال حمیدہ جنکو موجب فضیلت حیوانات پر خیال کرتا ہے یہ سب برخلاف ناتور یعنی طبیعت کے ہین اور محض بیکار ہین۔ ہر شخص کو لازم ہے لذات اور شہوات حیوانیہ کی تحصیل کی اپنے واسطے کوشش کرے اور خرافات قیود اور واہیات قواعد مصنوعہ انسانی کا پابند نہ ہے اور چونکہ آدمی بھی مثل حیوانات ایکروز فانی ضرور ہوگا پھر حیا کیا چیز ہے اور امانت اور صداقت کیا چیز ہے ایسے ایسے خیالات فاسدہ سے سفلگی قبول کر کے اُنہون نے سالہائے دراز کا شرف اور بزرگی عثمانیون کی برباد کر دی اور آخر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے ٭ — ٭

اہل اسلام مین نیچری تعلیم کا اثر پہلے کیا ہو چکا ہے اور کیسی خرابی اُنکو نصیب ہوئی ہے

چونکہ شیعہ اور اہل سنت دونو فرقون مین اس قسم کے لوگ (جن کا ذکر مین اب کرون گا) پیدا ہوے اور دونون کے فسادات برابر تخریب دین اسلام مین پر زور ہو چکے ہین لہٰذا دونون مذہب اہل اسلام سے مین پہلے معافی طلب کرتا ہون کہ میرے بیان کو تعصب مذہبی پر محمول نہ کرین گے مگر پھر بھی بہتر یہی ہے کہ مین ایرانیونمین جو شیعہ ہین اُنہین کی خرابیان زبانی ملا جمال الدین بیان کرون اہل اسلام وہ قوم تھی (یادش بخیر) کہ بسبب اونہین عقاید اور خصال شستگانہ کے جو ہر ایک فرد مین آن کے راسخ ہوئے تھے قرون یعنی سو برس مین ابتدائے ظہور دین محمدی سے الپس کے پہاڑون سے تا دیوار چین ان کے تحت و تصرف مین آگیا تہا اور بڑے بڑے بادشاہ اور سلاطین کی عزت کو خاک مین ملا دیا تھا حالانکہ تھوڑی سی جماعت انکی تھی اور اخلاق فاضلہ ان کے اسدرجہ پر پہونچے تھے کہ اونہین اخلاق کے جذب مقناطیسی کی وجہ سے قریب سو ملیون کو اپنے مذہب مین لائے تھے

حالانکہ غیر مذاہب کے لوگون کو مسلمانون نے اختیار دیا تھا کہ چاہین جزیہ دیکر اپنے مذہب پر رہین اور جبراً ضرور داخل دین اسلام نکرتے تھے پھر بھی اُن کے اخلاق اور اسلام کے اصول کی عمدگی نے انکو اسلام ہی قبول کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ تا اینکہ چوتھی صدی ہجری مین نیچری فرقہ اہل اسلام کا مصر مین پیدا ہوا اور اپنا نام اُنھون نے باطنیہ اور صاحب الستر مشہور کیا ظاہر مین تو مسلمان اور در پردہ اسلام کی جڑ کاٹنے والے۔ اس فرقہ نے اپنی شرارہ ہاے فتنہ و فساد ہر طرف کو بڑہائے خصوصاً ایران مین فرقہ باطنیہ کا بڑا اثر پڑا۔ ان نیچریون نے جب دیکھا کہ نور شریعت محمدیہ کا تمام مسلمانون کو متور کر چکا ہی اور علماے محمدی کمال علمی کے ساتھ بڑی بیداری اور ہوشیاری سے حراست دین اسلام کی کر رہے ہین اور درستی اخلاق مسلمین مین پوری سرگرمی علما کو ہے لہٰذا اب اس فرقہ کو یہ سوجھی کہ پہلے اہل اسلام کے عقاید کو بہ نسبت علما کے مشکوک کرنا چاہئے مثلاً بھیک مانگنے کا الزام اور مال مردم خوری کی تہمت علما پر کرنے لگے (جیسے ہمارے سر سید احمد خان صاحب بھی علماے اسلام کو اسی طرح سے یاد کرتے تھے اور اُن کے پیرو بھی

اسیطرح کہتے پہرتے ہین) پہر جب علما کی طرف سے اہل اسلام بدعقیدہ
ہو گئے اب اُنسے عہد و پیمان لیکر اپنے مرشد کامل (جنرل نیچرل) تک
اونکو پہونچانے لگے یہ بہی انکا قول تہا کہ معلم اصول نیچریہ کو لازم ہے
کہ ہمیشہ روٴسا اور اُمراے اسلام کو اپنے دام تزویر مین پہنساتا رہے
اور ایسی فریب دہی سے کام لیا کرے کہ امرا اوسکے دام تزویر سے
نکل نہ جائین (کیون ناظرین کتاب ہذا کیا آپکو ہماری جنرل نیچرل کے
حالات سے خبر نہین ہے) یہ بہی ان نیچریون کی تعلیم تہی کہ معلم
عقاید نیچریہ کبہی آپ کو ناکام تصور نہ کرے۔ ہمت کار ہا دارد پہر جب
کوئی مسلمان مرشد کامل کے دام مین جا پہنسا۔ اب پہلی تعلیم شاہ صاحب
کی یہ تہی کہ میان ظاہری اعمال مثلاً نماز روزہ وغیرہ یہ ان لوگون کے
واسطے مقرر ہوئے ہین جو حق کو نہ پہونچا ہو اور حق سے مراد مرشد کامل
ہے اور جب تم حق کو پہونچگئے اب سب چہوڑ چہاڑ کر مرشد سے لو لگاوٴ ؎
نماز عاشقان ترک وجود است ٭ کسی نے یون کہدیا دیکہو رسول
صلعم نے فرمایا ہے۔ الصَّلٰوۃ معراج المومنین نماز مومنین کے واسطے
زینہ حق پر چڑہنے کا ہے پہر جب تم چہت پر پہونچگئے اب زینہ کی کیا حاجت

اور ضرورت رہی ۵

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود زراہ ورسم منزلہا

میری چشم دید حکایت ہے ایک مجنون قوم کا دُہنا (نداّف) شراب خوار

بدمست جو ولی (مجذوب) مشہور تھا میرے وطن مین آیا اُسوقت مین ایک

ایک بزرگ عالم حنفی المذہب کے پاس بیٹھا تھا اور وہ تلاوت قرآن

کر رہے تھے کسینے خبر دی کہ مستان شاہ شیولال کلوار کی دوکان پر شراب

بیٹھے پی رہے ہین سنتے ہی اس خبر کے وہ بزرگ قرآن کو لپیٹ کر

چلنے پر آمادہ ہوئے مین نے کہا کیا تلاوت قرآن سے بڑھ کر یہ فعل

آپ کا ہے۔ کہنے لگے کہ اگر مستان شاہ مجھے حکم دین (معاذاللہ) تو اس

قرآن کو شراب سے آلودہ کرون (یا دہو ڈالون) میری آنکھون مین دنیا

سیاہ ہو گئی اور چپکا چلا آیا۔ حافظ شیراز نے تو سجادہ کو شراب سے رنگین

کرنا شاعرانہ خیال سے کہا ہے یہان تو معاذاللہ قرآن کو شراب سے آلودہ

کرنیکی طیاری ہے۔ الہی توبہ الہی توبہ بہر حال جب مرشد کامل کے

زیر تعلیم وہ ایرانی مسلمان آگیا اور روزہ نماز چٹ کرنے لگا اب تھوڑے

دنون بعد یہ تعلیم شروع ہوئی کہ جسقدر احکام شریعت کے ظاہری اور

اور اعتقادات قلبی اور باطنی ہین اور جسقدر قیود حلال اور حرام کے مقرر
ہوئے ہین وہ سب ناقص لوگون کے واسطے ہین جو بمنزلہ بیمار کے ہین
اب کہ تم کامل ہو چکے لازم ہے کہ سب جھگڑے اور بکھیڑے چھوڑ کر مرد
میدان اباحت ہو جاؤ یعنی سب تم کو حلال اور مباح ہے حلال کس جانور
کا نام ہے اور حرام کس چڑیا کو کہتے ہین امانت کیا چیز ہے اور کیون اور
خیانت مین کیا برائی ہے اپنا مال مشترک ہی ہمنے لیا تو کیا اور تم نے
لیا تو کیا اور جھوٹ مین کونسی برائی ہے اور سچ بولنے کی ضرورت کسکے
خوف سے ہے اچھے اخلاق کی پابندی برے اخلاق سے بیزاری
سب لغو اور بیکار ہے گالیان دینے مین کچھ خوف نکرو اور گالیان کھانے
سے رنجیدہ نہو۔ ہمہ اوست کے مشرب مین سب طرح سے آرام اور آزادی ہے
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔ تمہاری مان بہن بیٹی جسطرح
تمپر حلال ہے اسیطرح اشتراک اور اباحت کی راہ سے خود تمپر اور تمام
دنیا کے آدمیونپر حلال ہے پھر گالی سے کیون برا مانتے ہو جسکی گھر چاہو
تم پھاندو اوسکا جی چاہے تمہارے گھر مین بے روک چلا آئے اسکا گھر
تمہارا گھر ہے اور تمہارا گھر اسکا گھر ہے۔ ایسی ایسی تعلیم سے جب آزادی اور

اباحت کا رنگ خوب جم چکا اور شریعت انبیا کے ابطال سے طریقت پیر و مرشد کی پوری جاری ہو چکی اب خدا کے انکار کا طریقہ تعلیم کرنے لگے پہلا فقرہ انکار الوہیت کا یہ ہے کہ خدا اگر موجود ہے ضرور مشابہ موجودات سے ہوگا۔ یعنی کسی موجود سے ضرور کسی چیز مین اُسکو مشابہت ہوگی۔ اسلئے کہ اگر وجودی اشیا مین کسی سے مشابہ نہو پھر تو اُسے موجود کیون کہین گے اور اگر خدا معدوم ہے ضرور معدوم امور سے مشابہ ہوگا حالانکہ خدا مشابہ موجودات کے ہے نہ معدومات سے لہذا خدا نہ موجود ہے اور نہ معدوم مطلب یہ ہے کہ خدا کا نام ہی نام لیا کرو اور دراصل خدا کوئی چیز نہین ہے جسکی نافرمانی کا تمکو خوف ہو یا جسکی فرمانبرداری سے تمکو امید بہبودی آخرت ہو بعض نیچریون نے یہ بھی شبہہ ڈالا کہ جب خدا ہر شے سے غنی ہے ہماری عبادت سے اُسکی رضا اور ہماری معصیت سے اُسکی ناراضی کیون ہوگی پھر ہم کیون پابند اُسکی رضا کے ہون اور تارک اون امور کے ہون جنسے اوسکی ناراضی کو ہم اپنی عقل ناقص سے تجویز کرتے ہین سب غلط ہے باطنیہ فرقہ اوسمین کشفی اور کاظمیہ پیرو کاظم رشتی یہ شیعہ گروہ مین مدت سے خفیہ طور سے ایسے ایسے اخلاق کی تعلیم کر کے اخلاق مسلمانو نکے خراب کرتے

رہے اور اب بہی کرتے ہین تتار اُنکے عاسد دین اور اُمرا اور رؤسا اُس
فساد پر جب مطلع ہوے اور اِس فرقہ کا استیصال کرنا چاہا اُنکی بھی جمیعت
زیادہ ہوگئی تہی اپنی آراے باطلہ کی ترویج کی غرض سے ہزارون علما اور
صلحاے امت محمدیہ کا خون ناحق کردیا بعض فرقہ باطنیہ کے مکارون نے
ممبر الموت پر چڑہ کر بآواز بلند یہہ ظاہر کیا کہ جب قیامت قایم ہوگی
کوئی تکلیف ظاہری اور باطنی کی انسانپر نہ رہیگی اور قیامت سے
مراد یہ ہے کہ قایم بحق پیدا ہوا اور مین ہون وہی قایم بحق (مہدی)
اب جسکا جوجی چاہے بے روک ٹوک عمل کرے کہ تکلیف اوٹھ گئی
یعنی انسانیت کے دروازہ بند ہوگئے اور حیوانیت کے دروازہ کھل
گئے خلاصہ یہ ہے کہ اسی باطنیہ فرقہ نے جو اِن کا اصلی مقصود تہا انکار
الوہیت خداے یگانہ کا اوسکو اہل اسلام مین اچھی طرحسے شرق سے
غرب تک پہیلا دیا جائے مسجد کے چراغ کو کتہ لیجائے تو کہین کہ اب
گہر کا چراغ آپ ہی لئے جاتے ہین کسی نے حلول اور کسینے عینیت اور کسی نے
ہمہ اوست کا اعتقاد جمایا ہے حکیم اسپانیو زابھی تمام عالم کو خدا
جانتا تہا اور ڈی کارٹس کا نامی شاگرد ہے وکٹر کزن لکہتے ہین کہ

اسپانیوزا سوای ذات باری کے اور کسی کے وجود کا قایل نہین ہے (تاریخ الحکما صفحہ ۱۰۵) جب اہل اسلام مین ان نیچریون کے (جو بہ لباس فرقہ باطنیہ تھے) ایسے ایسے خیالات پیدا ہوئے (اور اب بھی تو ہین) انکی شجاعت اور دلیری جبن اور بزدلی سے بدل گئی امانت اور صداقت خیانت اور دروغگوئی سے اور محبت اسلامی محبت شخصی سے آخر ششم ہجری مین یا پانچوین قرن مین اہل فرنگ نے شام کی آبادیون پر ہجوم کر کے سیکڑون قریہ اور شہر ہاے مسلمین کو خراب اور لاکھون کا خون کر ڈالا اور قریب دو سو برس کے ان فرنگیون کے ہاتھ سے مسلمان عاجز آئے حالانکہ اس فساد سے پہلے قوم فرنگ کو مسلمانون کے ہاتھ سے اپنے خاص ملکون مین راحت اور آرام نصیب نہ تھا اسیطرح گروہ اوباش ترک و تاتار و مغول نے ہمراہ چنگیز خان کے اکثر شہر ہاے محمدیہ کو ویران کر دیا اور مسلمانون سے اونہین عقاید فاسدہ کی وجہ سے اسقدر نہو سکا کہ اس بلا کو اپنی قوم سے دور کر دیتے حالانکہ ابتداے اسلام مین قلت جماعت سے بھی سور چین تک ان کے گھوڑے دوڑتے تھے پھر چونکہ اخلاق اسلامی بالکل ہر شخص سے زایل ہوئے تھے لہذا سالہاے

دراز کے بعد ہزار کوشش و جان بازی اراضی شامیہ کو پہر مسلمانون نے فرنگیون سے نکالا اور چنگیز خانیون کو مشرف باسلام کرلیا مگر بالکل اُس کمزوری کو دور نہ کرسکے اسلیئے کہ وہ خرابی نتیجہ عقیدہ نیچریہ کی تھی اگرچہ اہل تاریخ انحطاط مسلمانونکو جنگ صلیب سے شمار کرتے ہین مگر لایق یہ ہے کہ مسلمانون کا ضعف اوسی زمانہ سے شمار کیا جائے جب سے یہ فرقہ نیچریہ نے (باطنیہ کشفیہ صوفیہ) انمین پیدا ہوکر انکی خصایل شتشگانہ کو خراب کردیا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فرقہ بابی کہ آخیر زمانہ مین ایرانیونمین پیدا ہوا ہے اور ہزارون بندگان خدا کا خون ناحق کررہا ہے یہی مرید اور پیرو اُسی فرقہ الموت کا ہے اور انکی تعلیم نمونہ تعلیم اونہین نیچریون کے ہی خدا محفوظ رکھے ابھی ان کے فتنہ سے کیسے کیسے فسادات برپا ہونگی امید ہے جو اہل ایران مین یہہ لوگ کرین گے ہ

باب اکیسوان ہندوستان کے نیچری فرقہ اور اُنکے خفیہ کارروائی یا جاہلانہ خیالات کے بیان مین

اِس باب کے پڑہنے والے کو اسکا خیال نہو کہ مجھے کسی خاص مذہب یا خاص

کسی نیچرل سے کسی قسم کی عداوت ہے اور نہ اسکا خیال ہو کہ دل کا حال کیونکر
کون جان سکتا ہے۔ سوائے خدا کے پھر مجھے نیچریون کے ارادہ ہائے
قلبی پر کیونکر اطلاع ہوئی۔ لہذا مین پہلے اسکو بیان کرون کہ ہمارے ہندوستانی
بھائی جو نیچریت کا دم بھرتے ہین۔ جہان اُنکی اور ہزارون باتین تنزل کی
ہین ایک یہ بھی نشانی ادبار کی ہے یہ نیچری فرقہ ہمیشہ فلسفی اور حکما کا چلا
آتا ہے۔ جو سوائے اس خراب عقیدہ انکار الوہیت اور انکار شریعت کے
علوم اور فنون مروجہ زمانہ موجودہ مین پوری دستگاہ رکھتے تھے اور کہتے ہین
سوسیالیسٹ اور کونمیست اور نہلیسٹ اور انارکسٹ یہ سب اسی نیچریہ
گروہ کے جدا جدا بظاہر فرقہ ہین مگر باطن مین سب ایک اور وہی دہریہ اور
نیچرل اوپر کے باب مین پڑھ لیجیے کہ فرقہ نیچریہ کیسے رنگ بدل بدل کر
اپنا کام کرتے چلے آئے ہین کبھی تو مہذب کبھی رافع ظلم کبھی روشنی پھیلانے
والے کبھی قومی ہمدردی پیدا کرنے والے کبھی علم باطن کے معلم کبھی روشن
ضمیری کے پیدا کرنے والے۔ بہرحال جو رنگ اُنہون نے اختیار کیا اسمین
پورے اور ڈھلے ہوئے تھے اور اوسکا سرمایہ علمی اور عملی اونکے پاس پورا
تھا کسی غیر سے عربی اور انگریزی اور لاطینی اور عبرانی یونانی زبان کا ترجمہ

کرانے کے محتاج نہ تھے کسی علمی مسئلہ مین جیسے جرثقیل کا کوئی قاعدہ خواہ ہندسہ کا کوئی مسئلہ یا جبر ومقابلہ کی کوئی مساوات اسکا حل کرنا اسمین اُن کو مترجم یا اسسٹنٹ یا سکرٹری کی حاجت نہ تھی (آپ سمجھے یا نہین) ہمارے ملا جمال الدین صاحب حسینی جو پہلوان ٹنبہ کے عجیب لفظ لکھہ رہے ہین اُنکا مطلب یہ ہے کہ یہ نیچری ہندوستانی اور اُن کے جنرل نیچرل باوجود استقدر بے علمی کے اور مدعی فلاسفر ہونیکے ہوتے ہین۔ اِن سے تو اہل علم کو خطاب ہی کرنا نہ چاہئیے۔ ملا صاحب کو ہندوستان سے کوئی تعلق نہین اور ہمکو تو یہین مرنا اور یہین جینا ہم بہلا کب اسکو گوارا کرین گے کہ ہندوستان کے نیچری معززون سے خطاب نہ کرین۔ اب اصلی مطلب پر آیا ہون ایک میرے دوست ایم اے نے مجھسے بیان کیا کہ ایک پروفیسر عربی کسی کالج کے اونہون نے جب انتصار الاسلام کے اجزا پڑہے کہنے لگے کہ ابھی مولانا صاحب دارو ازہ شہر نیچر کے نہین پہونچے مجھے یہ سنکر افسوس ہوا کہ اگر پروفیسر صاحب کو ہمدردی اسلام ہے تو مجھے تعلیم کرین کہ شہر نیچر کا نقشہ کیا ہے طول اور عرض جغرافیاوی اوسکا بیان فرمائین اور اگر میری کم علمی (جیسی کہ ہے) اوسپر پروفیسر صاحب خیال کرکے غرض

اونکی یہ ہے کہ میرا منصب یہ نہین ہے کہ مین اس مرحلہ عظیم کو طے کرون اسکا تو مجھے ضرور اقرار ہے کہ مجھہ علمی لیاقت بہت کم بلکہ دراصل کچہ بھی نہین ہے مگر افسوس ہے کہ جنکو لیاقت ہے جیسے پروفیسر صاحب انکو اسلام سے ہمدردی نہین ہے لہذا مجکو اس بار عظیم کا اوٹہانا اور اپنے اسلامی بھائیونکو اس آگ سے جو بہڑک رہی ہے اور ہزارون خانوادہ اسلامی کو جلا چکے بچانا ضرور ہے۔ اب مین سمجھا کہ پروفیسر صاحب کی یہ ہی ایک چال تھی جو چلی تھی تاکہ مین جی چہوڑدون اور ہمت ہارکر نیچریون کا حال ظاہر نکرون ہان جناب نیچر کوئی قلعہ یا کوئی بڑا بہاری شہر یا کوئی بڑی بہاری کوٹھی یا فرامیسن گہر نہین ہے اصول نیچری وہ ہی دو ہین جو باب (۱۹) مین لکھے گئے یعنی اشتراک عام اور اباحت عام البتہ چونکہ اس فرقہ کے لوگ پورے فلاسفر ہوتے ہین انکی فریب دہی کی چالین ضرور سرسری نظر سے معلوم نہین ہوتی ہین تاریخ ہمکو بتلا رہی ہے کہ فرقہ چہار گانہ سوسیا لیسٹ وغیرہ کا ایک یہ بھی بڑا بہاری کید اور مکر تہا کہ اپنی قوت سے یا چندہ سے مدرسہ اور اسکول جاری کئے اور ماسٹر وہی لوگ مقرر کئے جو اُن کے ہم مشرب تھے اب تعلیم اطفال یوروپ مین جب ان کے قبضہ مین آئی آہستہ آہستہ عقاید

نیچری کی تعلیم اطفال کو شروع کرادی عرب کہتا ہے العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر
لڑکپن سے جو بات آدمی کے دل و دماغ مین ورا تی ہے پتھر کی لکیر ہے وہ
کبھی نہین ہٹتی ہے کچہ لوگ تو بانیئے مدرسہ بنے اور کچہ لوگون نے بلاد
یورپ مین متفرق ہو کر مدرسونکی ماسٹری اختیار کی اور اسی ذریعہ سے
اپنے عقاید باطلہ کو انہون نے یورپ مین پھیلایا رفتہ رفتہ وہ لڑکے جب
ان کے عقاید مین پختہ ہو گئے (جیسے محمدن کالج علی گڈہ کے) اب انکی
جماعت بڑہ گئی اور روس کی سلطنت مین انکی زیادہ کثرت ہوئی جنکو
ہم نہلیسٹ کہتے ہین بے شبہ اگر یہ فرقہ قوت پکڑ گیا نوع انسان کی
بربادی پوری اسی سے ہو گی ہمارے ملک مین کانگریس کی
جماعت بھی سلطنت کے مقابلہ مین پیدا ہوئی تھی اگر سر سید احمد خانصاحب
پورے نیچرل ہوتے تو مسلمانون کو انٹی کانگریس قایم کرکے ہنود سے
مخالف نہ کرتے جسکا نفع اور ضرر کسی اور مقام پر لکھونگا اور لکھنے کی ضرورت
ہی کیا ہے آج مسلمانونکو جو ضرر پہونچ رہا ہے اوسکو کون نہین جانتا ہے
مگر کانگریس کے ممبرونکو پھر مین کہونگا کہ اگر وہ علوم و فنون حاصل ہوتے
جو امریکا والونکو ہین یا اہل یوروپ کو تو ضرور بڑا فائدہ انکو اور نہین

صیغہ تجارت اور صناعت ہی مین پہونچتا اور گورنمنٹ بھی راضی رہتی مگر
افسوس ہماری لاعلمی پر اب مین ہندوستان کے معزز جنٹلمینون سے
مخاطب ہو کر پوچھتا ہون کہ نیچری اصول جو باب (۱۹) مین لکھے گئے
اگر آپ کو اُن اصول سے ظاہر خواہ باطن مین اتفاق ہے اونکی خرابی
عقلی تو مین آیندہ لکھونگا۔ اور اگر اون اصول کو آپ پسند نہین کرتے
پہر تو ہمارے اور آپ کے کچہ نزاع اور مخالفت نہین ہے۔ جو کوئی آپکو
نیچری کہے ہم اُسکے ویسے ہی دشمن ہین جیسے آپ اسلئے کہ پابند مذہب
اسلام کو نیچری کہنا ایسا ہی بُرا ہے جیسے اوسکو کافر مرتد بے دین کہنا
مگر آپکی مخالفت اصول نیچریہ سے کیونکر مانی جاے اسلئے کہ جو جو طریق
فرقہ نیچریہ کے تخریب اخلاق کے ہین وہ تو سب آپ مین ہم دیکہہ رہے ہین
اشتراک عام کی اصل پر گو آپنے ابھی دختر اور خواہر اور مادر سے ہم بستری کو
بظاہر مباح نہین کیا ہے مگر تعلیم نسوان مثل مردون کے اور اُنکا سر بازار
پہرانا یہ تو آپ ضرور کر رہے ہین اور یہہ تجویز کہ عورتونکو لیاقت علمی برابر
مردون کے ہو جائے۔ قطع نظر اسکے کہ شریعت انبیا کی مخالف ہے
عقلی دلایل سے بھی اسکے فسادات کو ہم ظاہر کرینگے یہ بھی اُسے اشتراک عام پر

ہنسی ہے۔ پچھلے نیچرل صاحب صاف شرائع انبیا کو ظلم صریح اور پابندی قیود بیجا کہدیتے تھے آپ ذرا پردہ اور آڑہ مین ہو کر ابطال شرائع اس تقریر سے کرتے ہین کہ جو احکام شریعت مخالف عقل کے ہین وہ سب غلط اور ناقابل العمل ہین۔ اور یہ محض دہوکے کی بات ہے اور جاہل فریبی ہے عوام بیچارہ کیا سمجہ سکتے ہین کہ اسکی لم کیا ہے اصلی مطلب اسکا یہ ہی کہ جب احکام شرائع مطابق فلسفہ کے ہین پہر ہمکو نبی کی پیروی کیا ضرور ہے نبی بھی وہ ہی کہتے ہین جو ہمارے فلاسفر کہتے ہین پہر ہم نبی کی تقلید کی بیڑیان کیون پہنین۔ تطبیق شرع با عقل سے مطلب ان دشمنان دین کا یہ ہے اگر آپ کا بھی یہی مطلب ہے تو کھل جائی پردہ کیا ضرور ہے اور کہدیجیے جسطرح براہمہ منکر نبوت ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہین کہ بعثت انبیا محض لغو ہے۔ اسلیے کہ اگر نبی مخالف عقل حکم دیتا ہے رد کرو اور موافق عقل دیتا ہے اسکو ہم پہلے سے جانتے ہین چنانچہ صفحہ ۴۳ انتصار الاسلام مین گذر چکا۔ اب اگر ہم آپ کا یہ قول تسلیم بھی کرلین کہ سر سید احمد خان صاحب نے اپنے مسایل کو عقل سے مطابق کر دیا اور آیات قرآنیہ کی تفسیر بھی ایسی ہی کردی کہ مطابق عقل کے ہو گئی تو اسکا

نتیجہ کیا ہوا یہ ہی ہوا کہ دین اسلام وہی فلسفہ ہے جو آدمیون کا بنایا ہوا
ہمیشہ سے جاری ہے قرآن کوئی وحی آسمانی نہین ہے بلکہ وہی باتین
قرآن مین ہین جو ہیوم اور ڈی کارٹس وغیرہ دہریونکی کتابونمین برابر
درج ہوتی چلی آئی ہین - محمد رسول اللہ صلعم کو کوئی کتاب بہم پہونچی تھی انہون
نے براہ خودنمائی آپکو نبی اور قرآن شریف کو آسمانی کتاب ظاہر کردیا
جیسے اہل ہنود کہتے ہین کہ چارون کتب آسمانی ہمارے وید ہین چھانٹ
چھانٹ کر بنائے گئے ہین اب معلوم ہوا کہ آپ کے ہیرو سید احمد خان صاحب
دوستی کے پیرایہ مین اسلام کی جڑ کاٹنے والے تھے - حامی دین اسلام
وہ شخص ہوسکتا ہے جو اس فلسفہ کی جڑ کاٹی جسکی اشاعت سے
دہریت اور انکار مبدا اور معاد لازم آتا ہے (دیکھو باب ۱۸) انتصار الاسلام
اب جاہل بیچارہ اس تہ کو کہان پہونچ سکتا ہے اُسنے جب یہ سنا کہ
ہمارے اسلامی شریعت پر جو شبہہ فلاسفر کرتے تھے کہ خلاف عقل ہے
اوسکو سر سید صاحب نے دفع کردیا - وہ تو ہزار جان سے گرویدہ ہوجائیگا
اوسکو کیا خبر ہے کہ مطلب سعدی دیگر است اب مین کہتا ہون کہ
کارروائی فرقہ نیچریہ نے ابتداے نشو ونمائی فرقہ ہذا سے تخریب دین اور

دنیا کی غرض سے کی ہین - جنکو ہم نے باب ۱۹ سے لکھنا شروع کیا ہے وہ سب ہمارے ہندوستان کے نیچرل صاحبون نے پیروی سے اپنے ہیرو سر سید صاحب کی ہین فرق اتنا ہے کہ ہر فرقہ گذشتہ نے ایک یا دو یا تین سکھلا ئین اور جنرل نیچرل انڈیا نے سب کی سب تعلیم کر دین - ع

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری ؛ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور پہر لطف یہ ہے کہ وہ نیچریہ دشمن دین کہلاتے تھے اور ہمارے سر سید صاحب خاص اسلام اور سرپرست مسلمین کہلائے گئے باغ لگے اور لگنے پنپائے یہی تو خوبی ہے کہ اسلام کی جڑ بنیاد اکھڑ جائے اور پہر حمایت اسلام کا لقب ہاتھ سے نہ جائے - ع

ہمنے دیکھی نہین اس کاٹ کی تلوار کہین ؛ نگہ یار سوا
دل پہ سو زخم بدن پر کہین آثار نہین ؛ کہو کیا اسے کیا

آپ خیال کیجیے کہ جو شخص اسلام کے نام پر فدا ہو اور مسلمانون کے حال زار پر آنسو کے دریا بہاتا ہو اتنے آنسو اگر آنکھون کان کا میل بہی لگایا جائے کبھی نہین نکل سکتے اور دن رات ہائے اسلام ہائے اسلام

سوا اور کچھ بھی صدا اوسکی نہو مسلمانونکی تعلیم کیواسطے دربدر بھیک مانگتا
پھرے کبھی کوئی کیسا ہی کم عقل یا ذی عقل اوسکو دشمن اسلام کہہ سکتا ہے
ہان جب عملی کارروائی تعلیم اور تعلیم کی دیکھی جاے اُسوقت البتہ زہر سیتے
کہل سکتا ہے۔ آپ ضرور کہین گے کہ سرسید کا ذکر ہر جگہ کرنیسے نفسانیت
پیدا ہوتی ہے مگر مین مجبور ہون اسلئے کہ میرے نبی صلعم نے فرمایا ہے
مَنْ سَنَّ سُنَّةً مُبْتَدِعَةً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ
بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
جو شخص کوئی بُری بات سکھلائے تو اوسکا وبال خاص اوسپر اور جو کوئی
اوسپر عمل کرے قیامت تک رہیگا۔ آپ لوگون کے پاس تہذیب الاخلاق
(تہذیب الاخلاق) تفسیر احمدی اور دیگر آرٹیکل سرسید کی موجود ہین اونہین
مضامین باطلہ کی ترویج آپ کر رہے ہین پھر مین کہون تو کسکو کہون بہت
اچھا آپ اب یہ تو فرمائیے جو آپ لوگ ہادی اسلام ہاے مسلمان ڈوبے
مسلمان اور بالکل ڈوب گئے یہ کلمات اپنے مرشد کامل کی پیروی سے
آپ برابر کہہ رہے ہین اور ہمیشہ مسلمانون کو رذل اقوام ہر حیثیت مین شمار کرکے
اونکی کمرہمت جو کہ زمانہ نے پہلے سے توڑ رکھی ہے نہ سلطنت نہ ثروت مال

اور نہ علم وکمال نہ جاہ وجلال یہ مسلمانونکی بہی خواہی اور خیر طلبی ہے یا کہ
اونکو پست ہمت بنانے کا طریقہ ہے جیسے ابیکوریون کا طریقہ ہمنے
باب ۱۹ مین لکہا ہے کہ انسان حیوانون سے بدتر ہے۔ اس طریقہ سے
رہی سہی ہمت اور ٹوٹ جائیگی یا پڑہے گی۔ کرکیٹ میدان جنگ مین جو
کڑکا لکر سپاہیون کے دل بڑہاتے ہین تب اونکو پیش قدمی کی ہمت
ہوتی ہے۔ اور اگر بجاے اون الفاظ کے اونکو ہیجڑا زنانہ بہگیڑو کہہ کر
پکارین سچ کہئے کیسا خراب اثر پیدا ہو یہ بھی ہم نے مانا جس اقوام غیر کی
ہنرمندی اور علم وکمال ہمکو سناکر غیرت ہمکو دلائی جاتی ہے کہ ہم بھی ویسی ہی
تکمیل علمی اور عملی کرین اور اوسکا سرمایہ بھی آپ کے ہیرو سرسید صاحب نے
پورا فراہم کرلیا مگر کوئی شاخ تعلیم صناع (آرٹ سکول کی بھی کہولی) یہ
اشتہارات قبل اجراے مدرسۃ العلوم علی گڈہ کے موجود ہین ذرا ان کو پہر سے
پڑہیے اور یہی کہتے کہتے مرگئے ہاے مسلمان ترقی نہین کرتے مذہبی ترقی
مین بحث نہ کرون گا وہ تو آپ لوگون کے نزدیک محض بہیک مانگنے کی
ترقی ہے دنیاوی ترقی کو لیجیے اور ہمکو ہمارے سرمایہ سے اوسی ڈہرے
پر لگا دیجیے جس ڈہرے پر یوروپ کے لوگ ترقی کر رہے ہین آپ کیا

ترقی کی تعلیم کرسکین گے نہ آپکو اصول ترقی مروجہ زمانہ حال کی خبر ہے اور نہ آپکو اہل اسلام کی ترقی منظور ہے بلکہ جہان تک ممکن ہے آپکو دین اور دنیا دونو سے محروم کرکے حیوانات سے مشابہ بنانا اور اباحت اور اشتراک عام کے ڈہرّے پر چلانا ہی آپ کا مطلب ہے باقی خیریت آپکی وہی مثل ٹہیک ہے جو سعدی نے گلستان مین اُس حبشی بچہ کی لکھی ہے کہ پادشاہ ہوگیا تہا برف باری کی وجہ سے روئی کے کہیت جل گئے رعایا فریادی آئی بادشاہ نے فرمایا ع پشم بایستی کاشتن ۔ سچ ہے جس چیز کا آدمی ہادی ریفارمر معلم ہو پہلے خود اپنی لیاقت علمی اور عملی تو اوسمین پیدا کرلے ایک اور دوسرے یہہ کہ اوسکو اپنی قوم کی ترقی بھی منظور ہو اور جہان دونو باتین تدارد پہر ترقی کیسی ۔ صیغہ قانون ملکی نیچریان ہند کو فقط یہی پڑہایا گیا ہے کہ علمی ترقی مین قانون ملکی پاس کرکے بیرسٹر ایٹ لا بنجاؤ اور اسکے دو فایدہ ظاہری دکہلائے گئے ہین ۔ اگر نوکری ملے تو تم کمشنر اور جج ہائی کورٹ ہوگے ورنہ بیرسٹری کرنا اور یہ بھی نہو تو لیجسلیٹیف کونسل کی ممبری تو کہین نہین گئی یعنی قانون ملکی بنانے مین تمہاری رائے شریک ہوگی بہرحال سلطنت کی مہمات مین دخیل رہنے سے صیغہ حکومت

مین ہر طرح سے مداخلت کا موقع رہے اور یہ پہلی بات نیچر لونکی قوانین سلطنت اور شریعت
جب تک مٹا ئے نہ جائین اشتراک اور اباحت کے اصول ہرگز نہ جاری ہونگے
اور سلطنت کی بیخ کنی دو ہی طرح سے ہو سکتی ہے یا دشمن بیرونی کو آمادہ کر
جنگ وجدل کرائی جائے یا کہ رعایاے سلطنت کو بادشاہ سے بیدل اور
ناراض کر کے دشمن خانگی اور مار آستین بنایا جاے ؎ زانکہ شاہنشاہ عادل
را رعیت لشکر است) میرا منصب اس کتاب مین اگرچہ یہ نہین ہے کہ مین اہم
امور سلطنت مین بحث کرون ؎ گدائے گوشہ نشینے تو حافظا مخروش۔ مگر بنظر اسکے
کہ مین بھی ایک فرد رعایاے سلطنت سے ہون کہتا ہون کہ جو قانون مثلاً
حقوق زمینداران اور کاشتکاران کا ایسا ہو کہ اوس سے دونو فرقہ مین مخالفت
پیدا ہو اور دونو بے دل ہو جائین اور دونون رعایا کی سلطنت کا عدل ثابت
نہ رہے اور مخالفت پیدا ہو اگر بھی قانون فرقہ نیچریہ کا بنایا ہوا ہوگا ضرور
اوسکا منشا یہی ہوگا کہ سلطنت کے خانگی دشمن پیدا کر کے بنیاد سلطنت کی
متزلزل ہو جائے یہ میری غرض نہین ہے کہ اسوقت کوئی قانون ایسا جاری
ہے یا ہونیوالا ہے بلکہ میری غرض یہ ہے کہ نیچری فرقہ چونکہ دشمنی سلطنت کے
اصول مین داخل ہے جہانتک ممکن ہو انتظامی امور سلطنت مین انکو دخیل کرنا ہرگز مناسب نہوگا

کیا فرقہ نہلیسٹ اور انارکسٹ اور سوسیالیسٹ وغیرہ کو اگر معزز عہدہ ہائی ملکی دئے جائین یا واضعان قانون کی مجلس کے ارکین وہی لوگ مقرر ہون ان سے کسی سلطنت یوروپ کو امید ہے کہ بقاے سلطنت کی فکر کرین گے پہر چونکہ ہمارے زمانہ کے اراکین سلطنت کی بیدار مغزی پوری پوری ہے ہمکو زیادہ توضیح اس مطلب کی کرنی ضرور نہین ہے ایک ممبر پارلیمنٹ لندن جو نیچرل تھے اور ایک بڑے جنٹلمین مسلمان کلکتہ جو نیچری خیالات سے بہکے ہوئے تھے ان دونو کی خبر گیری حکام نے بخوبی طور سے کر لی ہے اور اسیطرح آیندہ بھی امید ہے کہ ہوا کریگی انشاء اللہ۔

اہل اسلام ہند بلکہ تمام دنیا کو نیچری تعلیم سے خبردار کر دینا لازم ہے

اب مین صاف صاف بیان کرون کہ ہمارے ہندوستان کے اہل اسلام کو نیچری تعلیم سے دنیا اور دین دونو کا ضرر کسقدر پہونچ رہا ہے اور اگر تدارک نہ کرینگے تو یونانیون اور اہل فارس اور عثمانیون اور فرانسیسیون سے ہزار درجہ زیادہ اونکو خرابی اور مذلت کا سامنا ہوگا۔

پہلے دینی ضرر کا بیان چونکہ یہ کتاب مذہبی کتاب ہے لہذا پہلے

دینی ضرر فرقہ نیچریہ کا مجھے بیان کرنا ضرور ہے دیکھو برادران اسلامی
اب تمہاری دینی خرابی کا درجہ یہان تک پہونچا کہ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر
ممالک مغربی وشمالی واودہ نے بھی اپنے لیکچر مین زور شور سے بیان
فرمادیا کہ اہل اسلام کو ان کی مذہبی تعلیم پوری دلانی ضرور ہے اور اسکی
وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کی تعلیم مذہبی کی نسبت جو کمیٹیان علی گدہ محمدن
کالج مین ہوتی ہین نواب محسن الملک بہادر بالقابہ کے اسپیچ جو اسوقت
میرے پاس نہین ہے جسکا نمبر اور تاریخ لکھون اوسمین صاف درج ہے
کہ مذہبی تعلیم کے واسطے چند رسایل اردو چہوٹے چہوٹے تصنیف کر کے
داخل کورس کئے جائین اسلئے کہ اسلام سچا اور واضح دین ہے جسکی
خوبیان ایسی مخفی نہین ہین کہ زیادہ تعلیم کی ضرورت ہو پہر اگر مراد نواب جناب
بہادر کی ادنیٰ درجہ کی تعلیم ہے ضرور یہ تجویز درست ہے مگر اعلیٰ درجہ کی
تعلیم دینیات کا کوئی دوسرا لیکچر میری نگاہ سے نہین گذرا ہے اگر ہے
تو خیر ورنہ اسلام کی دینی تعلیم چہوٹے چہوٹے اردو رسایل سے کرانے
مین اسلام کی بیخ کنی پوری ہو گی اسلئے کہ اردو زبان سے اگرچہ ضروری
مسایل اعتقادی بچونکی سمجھ مین آجائینگے مگر چونکہ ہمارا قرآن اور علم حدیث

زبان عربی مین ہے اُس سے ہمکو بالکل مجانبت ہوجائگی اور اندیشہ ہے کہ
شاید ہماری نماز بھی اردو زبانمین پڑہنے کی تجویز ویسی ہی پیش ہو جیسے
لیورپول مین مسٹر کولئن صاحب کو بعض علماے اسلام نے تجویز کر دیا کہ انگریزی
زبانمین نماز پڑہا کرو اور مُدۡهَآمَّتٰنِ کی جگہ دو برگ سبز کہدینا پچھلے بعض فقہانے
بھی جایز رکہا ہے جسپر عملدر آمد اہل اسلام نے اسی خوف سے نہ کیا کہ قران
اور حدیث کا علم بہر متروک ہوجائیگا دوسرا ضرر چہوٹے چہوٹے رسایل نو
ایجاد سے یہ بھی ہے کہ طریق تعلیم مذہبی جو اہل اسلام کا مستمر ہے اُسمین شیعہ
اور اہل سنت دونون فریق مین چہوٹے چہوٹے رسایل تعلیم دینیات کے
موجود ہین اونکو ناپسند کرکے جدید رسایل کی تصنیف سے پوری غرض یہی ہے
کہ نیچری طریقہ سے اونکی تبویب اور ترتیب ہو تاکہ وہ خیالات پختگی اسلام
کی ابتدا ہی سے بچون کے دماغ سے نکال دئے جائین اور جدید روشنی جو
تطبیق شرع بالعقل کی پیدا ہوئی ہے وہی روشنی پہیلائی جاے سررشتہ تعلیم
کا اپنے ہاتہ مین رکہنا یہ پہلا پیچ اس اکہاڑہ کا ہے جسمین ہماری پہلوان
پنبہ بقول ملا جمال الدین حسینی اوترے ہین جیسے اوپر بیان ہو چکا تیسرا ضرر
اس تعلیم مذہبی کا یہ ہے کہ جب علوم اسلامیہ کی اسقدر کمی تعلیم مین ہوئی اور فلسفہ کی

تعلیم درجہ اعلیٰ پر جسکی کوئی حد نہین ہے یا اگر ہے تو ان حضرات کو معلوم نہین
اب ضرور جو شبہات جدیدہ علوم جدیدہ سے پیدا ہو رہے ہین اُن کے
دفع کرنے پر یہ تعلیم یافتہ ہرگز قادر نہون گے خیال کیجے کہ اہل اسلام کے
قدیم علوم کے تعلیم یافتہ اگرچہ اعلیٰ درجہ علمی پر پہونچ رہے ہین ان شبہات
جدیدہ کے دفع کرنے مین سر دست اونکو درماندگی ہوتی ہی پھر جب
اردو رسالہ کے تعلیم یافتہ ہمارے اطفال ہون گے وہ بیچارہ کیا کر
سکین گے اب زیادہ بحث اس تجویز پر کیا ضرور ہے آپ دیکھ لیجے
جسقدر تعلیم یافتہ اس کالج کے سنی اور شیعہ پاس شدہ موجود ہین انکی
لیاقت علمی دینیات مین کیسی ہے اور وقت اُن کو دینی تعلیم کا کسقدر
ملتا ہے اور اُن کے عقاید مذہبی کیسے ہین اور یہ کھلی بات ہے کہ سرکاری
کالج اور اسکول کے پڑھے ہوئے ایسے نیچرل نہین ہوتے جیسے محمدن
کالج علیگڈھ سے برعکس نہند نام زنگی کافور کے ہوتے ہین اگر مین یون
کہون کہ دین محمدی کی تخریب کیواسطے یہ کالج بنایا گیا ہے اُسوقت البتہ
محمدن کالج کے معنی درست ہوسکتے ہین پھر چونکہ تعلیم دینیات کی کمی یہ
جماعت اسی غرض سے تجویز کرتی ہے تاکہ تعلیم علوم دینیہ اچھی طرح سے ہو

چنانچہ اب یونیورسٹی کا بھی چندہ چل رہا ہے۔ خیر دین تو رخصت ہوا اب دنیاوی تعلیم کو لیجے۔ دنیاوی ضرر تعلیم نیچری کا۔ اس ضرر کا بیان کرنا ایک طولانی تقریر کا محتاج ہے اور اسکے دعاوی اور دلایل کو وہی لوگ سمجھین گے جنکو آج یوروپ کے علوم جدیدہ سے کسیقدر آگاہی ہے پھر ہم مجملی بیان ایسا کرین کہ ہر شخص اوسکو تسلیم کرلے۔ بشرطیکہ اپنے ملک کی فلاح اور بہبودی پر پوری نظر ہو۔ اینکہ من مین شیخ فرید اور بغلین اینٹھین ہان جناب اگر آپکو جدید تعلیم سے پوری لیاقت ہنین پیدا ہوئی ہے تو اخبارات یوروپ کے ضرور نظر سے گذرے ہون گے وہ بھی ایک عمدہ ذریعہ آپکو اپنی دینوی ترقی کی راہ دکھلانے کا ہے اسلئے کہ جب مجھ سا اردو خوان اسقدر جانتا ہے تو ہمارے معزز بی۔ اے ایم۔ اے۔ کو بدرجہ زیادہ معلوم ہوگا۔ اسوقت یوروپ کے اہل علم اور صاحبان عقل ہرگز وہ تعلیم ذریعہ ترقی دینوی ہنین خیال کرتے جس سے کسی گورنمنٹ کی نوکری اونکو ملے بلکہ اوسکو ننگ و عار اور آزادی کے سر اسر خلاف جانتے ہین اور جیسا کہ عقل صحیح کا مقتضی ہی کہ نوکری بدتر از غلامی ہے اوسیطرح وہ بھی کاربند ہو رہی ہین آپ دیکھ لیجے کہ بڑا عہدہ گورنری کا ہے وہ بھی منٹ منٹ مین مقید کیا جاتا ہے

پہر جو ہماری تعلیم اونہین علوم اور فنون کی نیچرل صاحب کراتے ہین جس سے
امور سلطنت مین ہمکو مداخلت رہے قطع نظر اُس بدگمانی کے جو اوپر لکہی گئی
ہماری آزادی اور حریت کے بہی کسیقدر مخالف ہی اور پہر چونکہ نوکری ایک
محدود صیغہ ہے اور بقول بعض حکام عالی مقام کے ہمارے ملکی سند یافتہ
انٹرنس سے لیکر ایم اے درجہ تک اسقدر ہو چکے کہ اگر تمام یوروپ و ایشیا
و افریقہ کے محکمہ جات مین فقط ہندوستانی کی بہرتی ہو پہر بہی نصفی تعداد
کو نوکری نہ ملے اسی نظر سے قدمای فلاسفہ نے بہی مزاج ملک اور مزاج
نظام عالم کو مرکب چار عنصر سے تجویز کیا ہے اوسمین سے ایک عنصر نوکری
بہی ہے ہمارے نیچرل صاحب نظام عالم کو بسیط یعنی ایک ہی عنصر سے بغلط
خیال کر رہے ہین یہی سبب ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ بعد فراغ تعلیم کے
اوسی تباہی مین گرفتار رہتے ہین جس مین کہ پہلے سے تہے اب یوروپ کی
علوم جنکے ذریعہ سے ہم آزاد آدمی رہ کر اپنی دنیوی ترقی سے مالا مال
ہون اونکی تفصیل مجہ سے سن لیجے سب سے پہلے علم کیمسٹری (کیمیا)
جو سو برس سے علم کے درجہ مین پہونچا ہے (اہل یوروپ مین) اور اسی
زمانہ مین اسقدر ترقی اسکی ہوئی ہے۔ جو اور کسی علم نے نہین کی ہتا اینکہ سونے

چاندی بنانے کا انکار جو عالمگیر تہا اب ایک ڈاکٹر نے اصلی چاندی اور ایک
امریکین نے سونا بھی بنا دیا ہمکو یہ دکھانا ہے کہ اس علم کے عملی فوائد اسقدر ہین
اور ہماری دنیوی ترقی کا آلہ اس سے بڑہ کر شاید اور کوئی نہو گا۔ فرض کرو
اسٹرین کینڈل یعنی چربی کی بتی جسکا خرچ آج بھی ہمارے ملک مین فقط شہر
کلکتہ کی گہوڑا گاڑی کرایہ کی جسکا شمار لاکہہ سے زیادہ ہے اوسمین ایک
مرتبہ مین نے حساب کیا تہا روزانہ دس ہزار روپیہ کی بتی کا خرچ تہا ہندوستانی
بتی چونکہ اوسمین چربی (ٹالو) کے تینون جز ہوتے ہین۔ اسٹرین یعنی کھلی
(اولین یعنی چربی کا تیل (گلیسرین) یعنی چربی کا شہد اسیوجہ سے دیرپا نہین
اور انگریزی بتی فقط اسٹرین یعنی کھلی کی ہوتی ہے لہذا دیرپا ہوتی ہے
اب میری غرض یہ ہے کہ کیمسٹری کی ترقی سے چربی کے تین جز مفید
الگ نکالے گئے اور بڑا فایدہ انسان کو پہونچا اسیطرح ہزارون اشیا جیسے
لوہا اور چمڑا اور ردی اور سن مجیٹہ وغیرہ وغیرہ اگر ہمارے عزیز اطفال کو
فروع کیمسٹری کی تعلیم دلائی جائے لاکہون طرح کے ہنر ان کی روزی پیدا
کرنے کے ایسے اب یوروپ سے ہم سیکھ سکتے ہین کہ ہرگز نوکری کی ہمکو
پرواہ بھی نہ ہے اسی طرح جیالوجی اور پالوجی میکانیکی یعنی زمین کے طبقات

کی پیداوار کا حال زمین کی معدنی اشیا کی جگہ کی شناخت کہ بعض اہل یوروپ
مزہ چکہہ کر مٹی کا اور بعض اور طریق سے تبلا دیتے ہین کہ اس زمین خواہ اس
پہاڑ مین فلان معدنی شے نکلے گی دریاونکی اشیا کا علم علم ہوا کے ذریعہ سے
سیکڑون آلات اور اشیا کی ایجاد ہوئی ہے علم فلاحت کی پوری ترقی سے
ایک ہی کاشتکار امریکہ مین لاکہہ بگیہ کا کہیت دخانی انجن سے طیار کرتا ہی
جس کی آمدنی مہاراجہ گوالیار کی ملکی آمدنی سے برابر اخبارات مین درج ہے
اگر مین تفصیل اون علوم اور فنون کے لکہون ایک جداگانہ کتاب طیار ہو
اور سب جانے دیجے جسقدر آلات اور میٹر یعنی پیمانہ اب طیار ہوئے ہین
مثلاً بیرومیٹر ہوا ناپنے کا پیمانہ ایرومیٹر اور لکٹومیٹر جس سے ڈاکٹر پیشاب
کی گریوٹی یعنی وزن صنفی دریافت کرتے ہین اور لکٹومیٹر سے دودہ مین
جسقدر پانی ملا ہوتا ہے اوسکی شناخت ہو جاتی ہے اور مخبر زلزلہ جو کہ زلزلہ
کے آنیکی خبر پہلے سے دیتا ہے۔ یہ کتاب عروس بدیعیہ موجود ہے اور
اسکول اور کالج مین یہ سب اصول اور فروع تہوڑے تہوڑے بتائے
بہی جاتے ہین۔ ہزار افسوس نہ ہمارے ریفارمرون کو اس قدر
لیاقت ہے کہ ہمارے اطفال کو اسکی ہدایت کرین اور نہ ہمارے

تعلیم یافتہ ایم-اے-بی-اے-کو اتنی سمجھ ہے کہ اپنے نفع
اور نقصان کو پہچانین - لہذا بجز فلاکت اور دقت و پریشانی
کے اور کچھ نتیجہ اس تعلیم کا اگر ہے تو یہی ہے کہ نیچرل بنجاؤ دین سے بھی ہاتھ
اٹھاؤ جسطرح دنیا خراب کردی میرے معزز تعلیم یافتہ دیکھو اگر تمکو فقط انہین
آلات بنانے کا علم یعنی علم میکانیکی پڑہایا جاے یا تم کو فقط کپچ ڈہالنے کا
ہنر سکھلایا جاے یا تمکو فقط لوہا گلانے کا طریقہ معلوم ہو یا تمکو فقط لیدر یعنی
چمڑا صاف کرنے کا ہنر سکھلایا جاے یا تمکو فقط جوہر اشیائی بنانی اور معدنی
کا بنانا آجائے یا تمکو سینگہ ڈہالنے کا ہنر تبلایا جائے یا تمکو انیمل چارکول
یعنی حیوانی کوئلہ بنانا اور حیوانی کوئلہ سے (شوگر) یعنی بلوری شکر بنانی
سکھائی جائے یا تمکو بڑی چیزین بنانی آجائین یا تمکو سوڈا بنانا خواہ سن اور
سنئی سے عمدہ اطلس بنانے کا ہنر آجائے یا تم کو (بوراکس) سوہاگہ صاف
کرنا یا تمکو کلاک اور ٹیم پس اور لیور جنیوا اقسام گھڑیون کے پرزے بنانے
معلوم ہون اور کچھ نہو تو فقط چھتری جو ہندوستان مین چار کرور سالانہ فروخت
ہوتی ہین تمکو یہی صنعت آجاے اور کہانتک لکھون تمکو فقط ڈاکٹر واٹ صاحب
کی ڈکشنری جو سو روپیہ کو آتی ہے خواہ ڈاکٹر یوز کی ڈکشنری مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۰ع

جو چھتر روپیہ کی آتی ہے اُسی کے مطالعہ کرنیکی توفیق ہو تو یہ ہمارا دکھڑا رونا
تمہاری بربادی اور تباہی کا بالکل بدل جائے ہین اور بھی سیکڑون قسم کی
صناعت جدیدہ کو لکھون مگر جب کہ تعلیم نیچری اسی قسم کی ہے اور تمام ریفارمر
ہمارے دہوکہ مین پڑکر اوسی ڈہرے پر چل رہے ہین کیا اثر ایک آدمی کی
تحریر اور تقریر کا متصور ہے ۔مسلمانون کی ترقی اسمین کوئی شبہ نہین ہے
کہ ہر زمانہ کی ترقی کے اسباب اور طریقہ جدا جدا ہوتے ہین اور اس مین ضرور
شبہ ہے کہ بدون سلطنت کی امداد کے ترقی دینوی ناممکن ہے ہان
سلطنت کا حال تین طرحکا ہوتا ہے ۔(۱) ہماری ترقی کی مددگار ہے
(۲) یا ہماری ترقی کے مخالف ہے (۳) نہ مددگار ہے اور نہ مخالف ہے
اسیطرح ذریعہ ہماری ترقی کے تین قسم کے ہین ۔(۱) بدون امداد سلطنت کے
ہم اُس ذریعہ کو پورا نہین کر سکتے (۲) کچھ بھی امداد سلطنت کی ہمکو حاجت
نہین ہے (۳) جب تک سلطنت کی مخالفت نہ کرین وہ ذریعہ پورا ہو نہ سکا
پھر چونکہ سلطنت کی ترقی وہی ترقی رعایا کی ہے لہذا ہماری ترقی کا روکنا اوسی
سلطنت کو مقصود ہوگا جو اپنی ترقی کو مٹانیکے درپے ہے اب فرض کیجے
کہ زبان انگریزی کی تعلیم کی ہمکو ضرورت اسوقت کیون ہے اول تو

حاکم کی زبان ہے جس سے ہمارے معاملات کا تعلق ہے اور معاشرت پوری
پوری اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ حاکم اور محکوم کی زبان متحد ہو قاعدہ انصاف
تو یہی چاہتا ہے کہ حاکم زبان رعایا کی سیکھے مگر خیر اسوقت کی سلطنت کا یہی
منشا ہے کہ رعایا زبان بادشاہ کی سیکھے کچھ مضایقہ نہین ہے علم زبان سیکھنے مین
مگر یہ فایدہ صرف معاشرت سلطان اور رعایا کا ہے جو انگریزی زبان سیکھنے ہی
سے حاصل ہوگا اور اس فایدہ سے فقط زبان انگریزی کا سیکھنا ضرور ہوا
اب زبان دانی کے واسطے لاجک (منطق) اور فلسفہ عقلیہ اور فلسفہ طبعیہ
وغیرہ دیگر علوم کو انگریزی زبان مین پڑہنا ضروری نہو گا اور ہمنے یہ بھی مانا
کہ سہولت تعلیم اسی مین ہے کہ ایک ہی زبان مین جملہ علوم پڑہائے جائین
اب ان علوم کی غرض اور غایت معاشرت سلطان کی نہین ہے بلکہ اپنی
تکمیل علمی اور عملی غایت اُن علوم کی ہے پہر چونکہ دنیاوی فواید علوم
علمی سے پیدا ہوتے ہین اب فرمائی کہ ہمارے تعلیم یافتہ اعلیٰ درجہ کے
پاس شدہ اُنکو علمی فواید اس تعلیم سے کیا ہوتے ہین ہمارے ریفارمر نیچرل
صاحب بہادر جو ہر ارٹیکل مین ارشاد کرتے ہین کہ انگریزی تعلیم کی ضرورت
ابھی اہل ہند پر بخوبی ظاہر نہین ہے وہ ضرورت کونسی ہی وہ ہی نوکری اور

بیرسٹری یا اور کوئی ضرورت ہے بڑا حوصلہ اگر ہمارا ہوا تو ولایت جاکر سول سروس کا
امتحان دیا اور بیرسٹری کی سند لائے یا میڈیکل صیغہ سے پاس ہوکر سول سرجن تو
کیا اسسٹنٹ سول سرجن بنکر آئے یا شاذونادر علم فلاحت مین پاس ہوکر
آئے اور محکمہ زراعت کی افسری کا عہدہ ملا بہرحال وہی حکام کی نوکری کی غلامی
سے آزاد نہون اسکو غایت اور غرض تعلیم انگریزی قرار دی ہے۔ ویگیہیچ
کسی پورے سند یافتہ کو آپنے سنا ہے کہ بجای خود اپنے علم سے بدون
تعلق گورنمنٹ کے کچہ کام کرسکتا ہے۔ حالانکہ علوم جدیدہ کے اصول اور
فروع ایسے ہین کہ آدمی آزاد ہوکر اپنی معاش کی تدبیر خود آپ ہی کرسکتا ہے
اُن علوم اور فنون کا تو نام بھی نیچرل صاحب خواب مین نہین لیتے اور
ہاے ہاے کے نعرہ بلند اور قومی تنزل کے مرثیہ نظم اور نثر مین برابر پڑہے
جاتے ہین شاعر نے خوب کہا ہے ؎ ماتم کرین حسین کا ٹوہین حسن پورہ
قوم کی تباہی پر زار قطار تو ضرور آپ روتے ہین مگر تدبیر ترقی کی وہ ہی
کرتے ہین جس سے رہی سہی ہماری تہوڑی سی خوش حالی وہ بھی جاتی رہے
کوئی رسالہ یا کوئی پرچہ اخبار جس مین کوئی آرٹیکل قومی ہمدردی کا آپ نے
پڑہا ہے جس سے قومی ترقی جو علوم کے ذریعہ سے آج ہوسکتی ہی اُسکی طرف

اشارہ بھی ہو تین ڈپٹی کلکٹری سالانہ محمدن کالج کے سندیافتہ کیواسطے گورنمنٹ نے سنتے ہین کہ منظور کی ہین (اگر سچ بھی ہو) اچھا اور سندیافتہ جو ہر سال کا اوسط کسیطرح تین سے دہ چند ہوگا وہ بیچارہ کیا خاک پھانک کر بسیر کرینگے اور بڑا فخر اسکا کہ ہم تین معزز سندیافتہ کو ہر سال گورنمنٹ نے اپنی غلامی مین لینا منظور فرمایا ہے خاک ایسے فخر اور سبا ہاٹ پر مجہ سے میری معزز دوست عالی دماغ ہنر پرور منشی نول کشور متوفی نے اپنی لائیف (سوانح عمری) کا آخری قصہ یہ بیان کیا کہ جب ملک اودہ کو آنے لگا ایک فقیر گروجی الہ آباد کے پاس گیا کہ میرے واسطے دعا کیجیے کہین دو پیسہ کی نوکری مل جائے گروجی نے کہا نوکری کیسی تیرے واسطے ایسی دعا کرتا ہون کہ سیکڑون آدمی تیرے نوکر رہین اور تو کسیکا غلام نہ رہیگا چنانچہ مین لکھنؤ مین آیا اور اودہ اخبار جاری کرنے کا خیال میرے دل مین آیا اور منشی رام دیال صاحب تحصیلدار کی بدولت اس کام کو شروع کیا آج اکلہزار روپیہ روز کا چیٹھ ملازمان کا مین تقسیم کرتا ہون اور لاکھون کا سرمایہ نقد اور جنس موجود ہے *

خلاصہ یہ ہے کہ جدید تعلیم کا جو اصلی نتیجہ ہے کہ ہم آزاد اور قید نوکری سے آزاد ہون اسکو نیچری فرقہ نے بالکل خراب کر دیا ہے اور قومی ترقی جو اس زمانہ

مین آسانی سے ہو سکتی ہے اوسکے پورے مخالف یہی لوگ ہین جنکا اصلی
منشا یہ ہے کہ آدمی مثل ریچھ اور بندر کے حیوانی افعال سے متصف ہو میرا ارادہ
تہا کہ علوم جدیدہ سے جو فوائد ہمکو ہو سکتے ہین انکو پوری تفصیل سے لکھون مگر
یہ تقریر میری موضوع بحث کتاب سے خارج ہے لہذا ایک جواب ضروری
شبہہ نیچریہ کا لکھکر اس بیان کو ختم کرتا ہون بعض نیچریون سے
جب مین نے پوچھا کہ سر سید صاحب نے کالج کھولا مگر ابھی کوئی درجہ آرٹ
سکول یعنی مدرسہ صنائع کا اس کالج مین تجویز نہ کیا نیچرل صاحب نے جواب دیا
کہ مولانا صاحب آپ کے دماغ مین صدرا شمس بازغہ بہرا ہوا ہی ملکی مصالح
(پولٹیکل) پر آپ کو نظر نہین ہے ابھی ہم لوگ اسقدر علمی لیاقت کو نہین پہونچے
کہ آرٹ سکول کی تعلیم ہمکو دلائی جائے مین نے کہا دستکاری اور صنائع کے
واسطے ایسی لیاقت کی کیا ضرورت ہے یہ تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ہم کسی صنعت
کے سیکھنے مین بجز چند اصول عملی اور علوم کے محتاج نہین ہین یہ اولٹی بات آپنے
کیون کہی نیچرل صاحب آپکی اولٹی رائے اسی سے تو ہم لوگ ملاؤن کے
معتقد نہین ہین اور سب جانے دیجیے یوروپ کی صنائع جسقدر ہین سب
دخانی انجن سے چل رہی ہین باریک چیز جیسے کہ سوئی لوہے کی اور موٹا

کام جہاز کا لنگر آہنی دو لنوا انجن سے بنتے ہین اور انجن کا بنانا اور اوسکے
پرزے ڈہالنا آپکو معلوم ہے کتنے علوم پر موقوف ہی پہر اگر ہم کوئی کارخانہ
جاری کرین اور انجن ولایتی کے محتاج رہین۔ فرض کیجے کہ اہل ولایت ہمکو
انجن نہ دین یا خراب شدہ کی مرمت نہ کرین اب فرمائی کہ ہمارا لاکہون
روپیہ کا سرمایہ جو خراب ہوگا اوسکا تاوان کون دیگا آپ دیجے گا

مین نے کہا پہلے تو آپ کی یہی بات نادانی کی ہے کہ بدون دخانی
کل کے کوئی صنعت چل نہین سکتی۔ ہم سیکڑون اشیا مصنوعی آپکو بتلاتے
ہین کہ ہرگز اونمین انجن کی ضرورت ہی نہین ہے ذرا ڈکشنری صنائع
یوروپ کو دیکہیئے اور بفرض محال انجن بنانے کی صنعت اسکا سیکہنا ہمکو
کیون دشوار ہے اور وہ کون مخفی علم آسمانی ہے جسکی تعلیم سے ہم انجن
بنانے پر قادر ہو سکتے ہین اور ہمکو پڑہایا نہین جاتا انجن کے پرزہ اور
اجزا سب ہمکو پڑہا کر بتلایا جاتا ہے پہر ہم کیون اوسکے بنانے پر قادر
نہین ہین یہ تو آپ کو کسی اور سے کہنا چاہیئے جو انجن کے پرزون کی
کیفیت نہ جانتا ہو خاص ریلوے انجن کے پرزہ اور جن اصول جرثقیل
اور مرونت دخانیہ پر اسکی بنا ہے بحر حکمت ایک چہوٹا رسالہ ہے اسمین

اور طبیعات کی سب کتابون مین اچھی طرحسے درج ہے - نیچرل صاحب پہر آپ وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہہ رہے ہین - اجی حضور آپکو پالیسی پر اطلاع نہین ہے مین نے کہا پالیسی کس جانور کا نام ہے - نیچرل صاحب اوسی جانور کے نہ جاننے سے ہم اہل ہند کو اہل یوروپ جانور کے نام سے یاد کرتے ہین پس اب زیادہ اسرار کہولنے کے درپے نہوجیے اسیکو مان لیجے کہ ہم اہل ہند مین ابھی لیاقت اتنی نہین ہے کہ صنائع یوروپ کو جاری کرین مین نے کہا بس پالیسی آپ لوگون کی ہم نہ سمجھے - آپ ہائے قوم ڈوبی ہائے مسلمان مرے ہاے اسلام زبانی فقط کہتے ہین اور مطلب آپکا یہی ہے کہ براہ فریب دہی مسلمانون کی خیرخواہی پر روتے رہین اور اسلام کی جڑ کاٹا کرین - ہمارے معزز تعلیم یافتہ اگر آپ کے دہوکھے سے غافل پڑے رہے ضرور اسی نکبت مین رہین گے اور اگر کسی نے ذرا بھی اپنی عقل سے کام لیا پہر تو آپ کی فریب دہی اوسی روز پوری کھلجائے گی - مصر اور بیروت کے مسلمانون نے انہین فنون کو اچھی طرح سے حاصل کر لیا ہے اور عربی زبان مین ترجمہ بھی کر ڈالا اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ ہمارے ہندوستانی بہائی بھی آپ کے دام تزویر سے نکلجائین انشاءاللہ - آج بھی ہندوستان مین

(۸۶۹۳) دخانی کارخانہ جاری ہین جنمین ۶ لاکہہ ساٹہہ ہزار آدمی ملازم ہین نیچرل جناب
درست ہی مگر کوئی کارخانہ ایسا بھی بتلا دیجے جسکی کارروائی بدون آفیسر یورپین
کے ہوتی ہو مین نے کہا اسی بات کا رونا ہمکو بھی ہے کہ آپ کی فریب دہی نے
ہمارے اطفال تعلیم یافتہ کو ایسا خراب کر دیا ہے کہ سوائے فکر نوکری اور ہمہ سری
یا کچی ڈاکٹری کے کسیکو یہ توفیق نہین کہ دخانی کارخانہ کا سب کام انجام دینے کا
سارٹیفکٹ حاصل کرین اور اگر مدراس بمبئی کلکتہ کے معززین نے یہ لیاقت
پیدا کی ہے پہر کیا کہنا ساری فریب دہی آپکی جاتی رہیگی - اب ہمکو لازم ہے کہ
جو جو طریقہ اہل اسلام کے تخریب دین اور دنیا کے جاری کیئے ہین اُنکو جدا جدا
ایک ایک باب مین لکہین ہ -

باب بائیسوان تسخیر ارواح کے عمل سے جو جو خرابی عقائد کی آجکل
ہو رہی ہے اسکا پورا بیان اور جواب شبہات اور سوالات
کا جو مجھسے معززین اہل علم نے کیئے ہین

روح کی ماہیت اور اصلیت کے بارہ مین - پہلا سوال کیون جناب مولانا
روح کی اصلیت جب آنحضرت صلعم سے پوچھی گئی اسکے جواب مین بس یہی ارشاد
فرما کر رہ گئے - قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی وَمَا اُوتِیتُم بِہٖ مِنَ الْعِلْمِ

الا قلیلا۔ روح حکم سے میرے پروردگار کے ہے اور تم کو اوسکا علم تھوڑا سا
دیا گیا ہے۔ کیا سبب ہے کہ ہم سے روح کی اصلیت کو خداوند عالم
اور پروردگار نے چھپایا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
کہ روح کی ماہیت کو خدا نے آپ کے نبی کو بھی نہین تبلایا ہے اور تھوڑا سا علم
روح اگر پوچھنے والونکو ہوتا اور بالکل جاہل روح کے وجود سے ہوتے تو سوال
کیونکر کرتے پھر اس جواب سے کیا غرض ہے ہم تو روح کی ماہیت پوچھتے
ہین اور خدا اوسکے جواب مین کہتا ہے کہ روح تو حکم رب سے ہوتی ہے۔
مارئے گھٹنا اور پھوٹے آنکھ یہ بھی کوئی جواب ہے۔ جواب یہ بھی تو
خرابی ہے کہ جب آدمی بیکار اور خارج طاقت بشری باتون سے پوچھا یا نچھی کرتا ہے
اوسکا جواب جسکو علم کم ہے لغو اور مہمل دیتا ہے اور جسکو پورا علم ہے بلکہ وہ
علام الغیوب ہے وہ ایسا جواب دیتا ہے کہ اُس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور
ہوتا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ یہ سوال کرنے والے عام لوگ جہال عرب سے
تھے فلاسفہ نہ تھے جیسے کہ بعض ائمہ سے بعض نیچری اور زندیق نے روح کی
ماہیت پوچھی تھی اور پورا جواب انکو صادق آل محمد عالم ہیت نے دیا ہے
اور وہ بھی محض تعلیم الہی سے دیا ہے چنانچہ ہم اُسکو آیندہ لکھین گے پھر جاہل

آدمی تو روح اُسیکو جانتا ہے جس سے آدمیون کے یا کل ذی روح کے بدن مین جان

آجاتی ہے اور زندگی کا دارومدار اُسی روح پر ہے ادہر قبض روح ہوا اور موت

آئی اور اسی روح کو خدا نے قرآن شریف مین فرمایا ہے۔ فاذا سویتہ

ونفخت فیہ من روحی ۔ جب آدم کا پتلا ہم نے درست

کر لیا اور اُس مین اپنی پیدا کی ہوئی روح کو پھونک دیا پھر یہ پوچھنے والی جو اقسام

روح کے آدمیون نے فلسفہ کے ذریعہ سے گھڑ لئے ہین اُنکو نہین جانتے تھے

اُن کو ایسے نازک اور دقیق اوصاف یا حد اور رسم روح کے بتلانے سے بجز اُنکی

حیرت بڑہانے کے اور کیا نتیجہ ہوتا ہے اور چونکہ مردہ خواہ بیجان چیز کا زندہ ہونا

یہ فقط خدا کے علم اور قدرت نمائی کی بات ہے اور جتنی اقسام روح کی بدن انسان

مین فرض کرو خواہ روح کو یعنی عقل اور نفس ناطقہ کے سمجھو سب کے سب محض حکم اور

امر پروردگار سے پیدا ہوتے ہین لہذا یہ جواب خدا نے ایسا عام ارشاد فرمایا جو

کسی قسم کی روح کیون نہو سبکو شامل ہے اور مناسب درجہ فہم سایل کے ہی جواب ہے

اور اگر سچ پوچھو تو بڑا فلسفی بھی کسی چیز کی ماہیت کو اُسکے حد تام سے کیونکر جان سکتا ہے

منطق کے علم مین جو جو طریقہ حد تام اور حد ناقص اور رسم تام اور رسم ناقص کے بیان

ہوئے ہین کبھی کوئی یقین نہین کر سکتا ہے کہ اُن کے ذریعہ سے علم ماہیت اشیا کا

درحقیقت ہوجاتا ہے مثلاً انسان کی ماہیت یا حد تام حیوان ناطق کہتے ہین کوئی
دلیل اسپر قایم نہین ہے کہ یہ دونو جز اصلی ماہیت انسانی ضرور ہین ہان اپنی
اصطلاح مین ہم نے حیوان ناطق کو حد تام انسان کے ٹھیرائی ہے کل فلاسفہ کا
اجماع اسی پر ہے کہ ماہیت کسی چیز کی سواے خالق کے اور کسیکو معلوم نہین ہے
پہر جب ماہیت کا علم انسانی اوراک سے باہر ہے اب روح کی ماہیت کا بیان
بھی اونہین اعراض اور اوصاف خارجیہ سے کیا جائیگا۔ نبی برحق جو واسطے تعلیم
مبدا اور معاد کے آئے تھے اُنکو تو وہی اوصاف اور لوازم روح کے بیان
کرنے ضرور ہین جس سے علم توحید اور اقرار قدرت الہی کا امت کو ہو جائے
اگرچہ روح کے ہزارون اوصاف اور بھی ہون مگر خدا کو اپنے نبی سے یہی فرمانا
ضرور تھا کہ روح میرے حکم سے پیدا ہوئی ہے اسکی تعلیم بندگان الہی کو کرو اور
بعثت انبیا سے غرض یہی ہے کہ مخلوق خدا اپنے خالق کو پہچانے یہ غرض
نہین ہے کہ فلسفہ طبعی اور طب جسمانی اور کیمسٹری کے مسایل اُنکو سکھلائے
اب معلوم ہوا کہ یہ جواب سائلین عوام کے منصب کے بھی مناسب ہے اور شان
نبوت بھی اسیکو چاہتی ہے۔ واضح ہو یہ ہمارا کہنا کہ یہ سایل بالکل جاہل ہے
اوسکی سند یہ ہے کہ اسی جواب پر اُنہون نے سکوت کرلیا اور پہر کچہ اونہون نے

توجیہات نہ کی اور حکیم تعالےٰ مجدہ اور اُسکے رسول اور نائبان رسول کو جواب
اُسیقدر دینا براہ حکمت لازم ہے جسقدر سایل کا فہم اور اُسکی عقل ہو ہمارا سایل
یہہ بیہودہ کلمہ جو کہتا ہے کہ روح کی ماہیت خدانے ہمارے نبی کو بھی نہین
بتلائی تھی اُسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ ہمارے نبی صلعم کا مرتبہ علم تو ارفع اور
اعلیٰ ہے حضور کے تعلیم یافتہ آپ کے اوصیا برحق جنکو سینہ بسینہ علم نبوت
پہونچا ہے چنانچہ ایک اونمین سے امام جعفر صادق علیہ السلام بھی تھے آپ سے
بھی ایک زندیق نے اسی روح کی نسبت سوال کیا ہے اُسکا جواب بھی ذرا
ناظرین ملاحظہ فرماوین اور چونکہ یہ دہریہ منکر حشر اور نشر تھا لہٰذا اوسکے سوال کے
پیرایہ کو اور فلسفی پیچیدہ تقریر کو اور پھر جواب عالم ربانی کو بھی بغور دیکھئے۔
سوال زندیق ہان جناب آپ بیان تو کیجے کہ یہ چراغ جب بجھ جاتا ہے
اسکی روشنی کہان جاتی ہے۔ جواب امام ایسی جگہ جاتی ہے کہ پھر پلٹ کے
نہین آتی ہے۔ سوال پھر آپ کیون انکار کرتے ہین کہ آدمی کی روح بھی
اسیطرح کی ہو کہ جب آدمی مرجائے اور اُسکے بدن سے روح جدا ہو جائے
پھر کبھی پلٹ کر بدن مین نہ آئے جیسے چراغ کی ضو پلٹ کر نہین آتی ہے
جواب تو نے اے زندیق روح کا قیاس چراغ کی روشنی پر ٹھیک نہین کیا

مراد یہ ہے کہ عرض کا قیاس جوہر پر کیا ہے اسلیے کہ جوہر جسمانی آگ کا اجسام مین
پوشیدہ موجود ہے اور اجسام قایم بذات خود ہین یعنی جوہری اشیامین مثلاً
پتھر اور لوہا جب ایک دوسرے سے ٹکر کھاتا ہے آگ کی چنگاری اونمین سے
نکلتی ہے۔ اوس چنگاری سے چراغ روشن کیا جاتا ہے اب چراغ کی لو سے
یہ ضوا ور روشنی نمودار ہوتی ہے پس آگ تو اجسام مین ثابت اور بذات خود
موجود ہے اور روشنی ایک عرض ہے جو فرو ہو جاتی ہے مین کہتا ہون
آگ کی موجودگی سے حال کے فلاسفر کو انکار ہے اسکا بیان جداگانہ بحث مین
کرون گا۔ مگر حرارت اور نور دونون کا جدا جدا ہونا اسی تقسیم سے ثابت ہے
کہ حرارت کی ایک قسم مشعہ یعنی صاحب شعاع اور صاحب ضو ہوتی ہے اور اسکے
خواص اور نور کے خواص قریب قریب ہین اور آفتاب مصدر اعظم اس حرارت
کا ہے مگر ابھی تک جدید علماء طبیعییّن کو معلوم نہین ہوا ہے کہ شعاع شمس کی
حرارت کا سبب اصلی کون چیز ہے علم سماویات کے جدید علما کو یہ بھی خبط
ہوا ہے کہ آفتاب کا جرم نورانی نہین ہے بلکہ ضوا ور تتق نور آفتاب سے
الگ گرد کرہ شمس کے پھیلا ہوا ہے۔ رہین جھونپڑے مین اور خواب دیکھین
محلون کا۔ اب باقی ماندہ قول امامؑ کو پھر شروع کرون۔ روح جسم رقیق ہے

جیسے قالب کثیف پنہایا گیا ہے چراغ کی ضو سے مشابہ نہین ہے جیساکہ تو نے
بیان کیا ہے اور تشبیہ چراغ کی لو سے روح کو دی ہے جس خدا نے جنین
یعنی بچہ بے روح کو صاف پانی (منی) سے پیدا کیا اور اُسی منی سے طرح
طرح کے اعضاے جسمانی بنائے رگین اور پٹھے اور دانت اور ہڈیان اور بال
وغیرہ اور یہ چیزین منی مین (بعینہا) موجود نہ تہین بلکہ محض نابود سے موجود کر دیا
وہی خدا اُس جثہ کو بعد موت کے زندہ بھی کر دیگا اور بعد فنا کے از سر نو موجود کر دیگا
مین کہتا ہون خوردبین (میکرو سکوپ) جو کیڑے منی مین نظر آتے ہین اور
علماء تشریح (فیسولوجیین) کا عقیدہ ہے کہ اونہین سے خلقت جنین کی ہوتی ہے
اور ان کیڑون مین یہ سب اعضا اور جوارح موجود ہوتی ہین اور غذا جو کہ جنین کو
پہونچتی ہے اوسمین اجزا مختلفہ ایسے ہوتے ہین کہ بقوت جذب مشاکل ہر عضو اپنے
مناسب حصہ غذا سے لیکر نشو و نما پاتا ہے محض نابود سے ان اعضا کا وجود
نہین ہوتا ہے اسکا جواب تفصیلی تو مسئلہ خلق اور نشو مین ہم پورا دین گے اور
یہان یہ بھی کافی ہے کہ یہ کیڑے یا تو منی بنتے وقت پیدا ہوے یا خون بنتے وقت
یا غذا سے کیلوس اور کیموس بنتے وقت یا کہ غذا مین پہلے سے تھے بہر حال کسیوقت
پیدا ضرور ہوے ہونگے جب ان کے تولد کا زمانہ فرض کرو اُس سے پہلے نہ تھے

اور ضرور ماننا پڑے گا کہ نابود سے موجود ہوئے ہین سوال نیچریہ پہر جب آدمی
مرجاتا ہے روح اوسکی کہان رہتی ہے جواب اوسی زمین مین رہتی ہے جہان
آدمی کا جسم خاکی رہتا ہے جسوقت تک کہ پہر زندہ ہو کر اُٹھے گا سوال جو آدمی
دار پر چڑہایا جاتا ہے اور سولی پر مرتا ہے لٹکا ہوا اوسکی روح کہان رہتی ہے
(شاید مراد اس سایل کی یہ ہے کہ جسکو سولی دیکر چند روز دفن نہین کرتے ہین
اوسکی روح کہان رہتی ہے) جواب اُس فرشتہ کے کفدست مین رہتی ہے
جس نے اسکی روح کو قبض کیا ہے پہر وہی فرشتہ اُس روح کو سپرد زمین کے
کردیتا ہے جہان یہ لاش دفن کیجائے یا پہینکی جاوے مین کہتا ہون یہ بھی
یاد رہے کہ ہمارے نبی صلعم نے فرشتہ کو از قسم ہوا ارشاد فرمایا ہے جو ہوا کہ
ہمارے حواس خمسہ ظاہری سے محسوس نہین ہوسکتی ہے آیندہ اس ارشاد
نبوی سے ہمارا بڑا مطلب برآمد ہوگا۔ کہ ہوا مین وزن نہین ہے۔
سوال آپ ارشاد کیجیے ماہیت روح کی۔ کیا روح اور چیز ہے اور خون اور
چیز ہے۔ جواب ہان جس روح کو مین تجہسے بیان کرچکا ہون یعنی مایہ الحیات
مادہ اُسکا خون سے ہے (اور صورت روح کی اور ہے)
اور خون سے غلاظت اور رطوبت بدن اور صفائی رنگ کی اور

بدن انسان کے اور حسن صورت اور کثرت ضحک یہ سب امور پیدا ہوتے ہین
جب خون خشک ہو گیا روح بھی بدن سے جدا ہو جاتی ہے سوال یہی روح مذکور
ہلکی یا بھاری ہونیسے متصف ہو سکتی ہے اور وزن اسمین ہے یا نہین۔
جواب روح بمنزلہ ریح کے ہے جسکو تو پھونک کر مشک مین بھر دے نہ اسکے
بھرنے سے وزن مشک کا بڑہتا ہے نہ اوسکے نکلجانے سے وزن مشک کا
گھٹتا ہے جسطرح اوس ریح مین وزن اور ثقل نہین ہے اسیطرح روح مین بھی
وزن اور ثقل نہین ہے۔ سوال اب آپ یہ بتائی کہ ریح کی ماہیت اور جوہر اصلی
کیا ہے (تا کہ مین روح کو بھی اُسی سے پہچان لون) جواب ریح وہی ہوا ہے
جب اوسمین حرکت پیدا ہوتی ہے اوسکا نام ریح رکھا جاتا ہے اور بروقت
سکون کے نام اوسکا ہوا ہے اور دنیا کا قوام اور ثبات اسی ہوا سے ہے
اگر تین روز ہوا کا چلنا بند ہو جائے ہر ایک چیز جو زمین پر ہے فاسد ہو جائی
اسلئے کہ ریح بمنزلہ مروحہ (پنکھا) کے ہے کہ فساد کو ہر شے سے دفع کرتی ہے
اور اوسکو پاک صاف کر دیتی ہے بس یہی ریح بمنزلہ روح کے ہے جب بدن سے
نکل گئی وہ بدن خراب اور بدبو ہو جاتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین

مین کہتا ہون اس حدیث مقدس کی شرح تو مین ایک جداگانہ رسالہ مین

لکہونگا مگر اس جگہ ایک بڑے بھاری شبہ کا جواب دینا ضروری ہے
شبہ نیچریہ آپ تو کہتے ہین کہ ہمارے قرآن اور حدیث مین کوئی بات
خلاف عقل کے نہین ہے یہ لیجے اسی حدیث مین وارد ہے کہ ہوا مین ثقل
اور وزن نہین ہے حالانکہ یہہ پورا نا خیال جاہلانہ تھا اب تو چند طرح کے آلات
صحیحہ طیار ہو چکے جن سے ہوا کا ثقل نوعی اور وزن صنفی (اسپیسفک
گریوٹی) ذرا ذرا سے بچے بھی بتلا سکتے ہین بذریعہ باروسٹر یوڈہ ان اور بار ومیٹر
فرنیر وغیرہ کے اور سو انچہ مکعب ہوا کا وزن ۳۱½ گرین = ۱۵ رتی کے
ہے اور معمولی حالت گرمی اور سردی مین ۲ انچہ مکعب ہوا کا وزن برابر آدہی
رتی کے ثابت ہو گیا اس حساب سے مشک مین دو ماشہ سے کسی طرح کم
ہوا نہین ہو سکتی دیکہئے طبیعات اور کیمسٹری کی جدید کتب کو اور کسقدر
فواید تحقیق وزن ہوا سے ہمکو فلاسفہ نے پہونچائے ہین اب ہم اس حدیث
کو صحیح سمجہین یا اپنے مشاہدات روزانہ کو اب کون بشر ایسی ایسی باتونکو
صحیح اور الہامی خبر مان سکتا ہے کہ ہوا مین وزن نہین ہے۔
جواب نیچرل صاحب بچون کے سمجھانے کی تو باتین اور ہین اور ہین حقیقت
اور ماہیت اشیا کا بیان اور ہے اور ہم ضرور پختہ عقیدہ رکہتے ہین کہ ہمارے

قرآن شریف اور حدیث کی کوئی بات کبھی خلاف عقل کے نہو گی آپ کے اس
شبہہ کے جواب مین ہمکو تین قسم کی تقریر کرنی درکار ہے پہلے وزن اور ثقل
اور خفت کے معنی آپکو سمجھنے چاہئین ایٹراکشن (کشش) کی علم کیمیا مین تین
قسمین کی ہین اونمین سے ایک قسم کشش ارضی (ایٹراکشن آف گراویٹیشن)
بھی ہے اور اسی سے وزن پیدا ہوتا ہے - اور فلاسفہ طبعیین نے کشش یعنی
جاذبیت کی پانچ قسمین لکھی ہین عام جاذبیت کو خواص عامہ اجسام سے شمار
کیا ہے اور خاص خاص اقسام جاذبیت کو خواص عامہ سے نہین گنا ہے
وزن اور ثقل پانچوین قسم جاذبیت کی ہے اسکو بھی عام خواص لازمہ اجسام سے
شمار نہین کیا ہے اسیواسطے مادہ یا جسم کی دو قسمین کی ہین قابل الوزن
اور غیر قابل الوزن جیسے نور اور کہربائیہ وغیرہ اب اتنا معلوم ہوا کہ ہوا اگرچہ
ایک جسم ہے یا مادی شے مگر بنظر جسمیت کے اوسکو وزنی اور ثقیل ہونا ضرور
نہین ہے اب دیکھو زمین کی کشش خواہ جاذبیت سے وزن اور ثقل
پیدا ہوتا ہے اور زمین کشش اونہین اشیا کو کرتی ہے جنمین مادہ ارضی ہو اور
ہوا اوپر کو چڑھاتی ہے اون چیزونکو جنمین مادہ ہوائی ہوتا ہے جیسے بولیم (غبارہ)
پتنگ خواہ اڑنے والے طایر یہ سب اوپر کو ہوا بھرنے سے چڑھتے ہین -

بگولا (بونڈرا) وغیرہ بھی اسکی نظیر ہین۔ پھر اگر ہوا اور ارض دو بسیط اجسام جدا
جدا ہین اور دونون کے جوہر الگ ہین ہرگز ہوا کو زمین جذب نہ کریگی پس ہوا
مین بھہ وزن کبھی نہ ہوگا کیونکہ جذب اپنے ہم جنس کو زمین کرتی ہے اور
اگر ہوا اور زمین ایک چیز ہے اسکو تو کوئی آدمی نہ مانے گا اب ہم نے اتنا تو
ثابت کردیا کہ ہواے خالص یا جیسے آسمانی ہوا جسکو فلاسفہ قدیم اور جدید نہایت
لطیف کہتے ہین اوسمین تو وزن ہونا یعنی جذب زمین کا ہونا براہ عقل ہرگز
درست نہین ہے ۔ دوسرے اب رہی سطح جہان کی ہوا جسکو عربی مین
جلد اور انگریزی مین (ایٹ مسفرک ایر) کہتے ہین یہ ہوا مرکب چند چیزونسے ہی
اکسیجن فیصدی (۲۱) نیٹروجن ۷۳ حصہ فیصدی اور پانی کے ابخرے اور انکی
مقدار غیر معین ہے اور کثیف ہوا مین زمین کا غبار بھی شامل ہوتا ہی کاربن بھی
ہوا مین فیصدی ۱۲ تک ہوتا ہے اور اسی ہوا یعنی سطح جہان کی ہوا کے
وزن اور ثقل سے ہمکو بحث کرنی اس جگہ منظور ہے اب جذب ہرگری کا
قانون قدرت عام (لا اف نیچر) یہہ ہے کہ جاذبیت ثقل کی بدلتی ہے
بالقلب یعنی کم ہوتی ہے بشکل مربع بعد جسم کے مرکز زمین سے اور یہ قانون
براہان ہندسے سے فقرہ ۱۱۲ عروس بدیعہ مین ثابت ہوچکا اور نتیجہ اوسکا

یہ ہے کہ نصف میل کی بلندی پر وزن جسم کا ۱/۴۰۰۰ تک کم ہوجاتا ہے اور
۴ ہزار میل کی بلندی پر چہارم وزن جسم کا گھٹ جاتا ہے یہ حکم جملہ اجسام کا ہے
جن مین مادہ ارضی ہے اور زمین اونکو قوت جاذبہ سے کشش کرتی ہے
اب ہوا کو لیجیے اسکی کثافت اور ثقل کا قاعدہ یہ ہے کہ سات میل کی بلندی پر
چہارم کثافت ہوا کی رہ جاتی ہے متواتر تجربات کرنیسے مختلف مقامات پر
زمین کے ثابت ہو گیا ہے کہ ہوا کی کثافت بہ نسبت ہندسے کم ہوتی ہے
جسقدر بعد ہوا کا زمین سے زیادہ ہوتا ہے پس زمین سے سات میل اوپر ۱/۴
اور ۱۴ میل اوپر ۱/۱۶ تا اینکہ ۲۱ میل اوپر ۱/۶۴ اور ۴۹ میل اوپر ۱/۱۶۳۸۴ رہ جاتی ہے
اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ وزن یعنی جذب مرکزی کا نتیجہ اور ثقل ہوا کا نتیجہ جدا جدا ہے
اسلئے کہ جذب مرکزی سے جو وزن پیدا ہوتا ہے وہ چار ہزار میل کی بلندی پر
چہارم کم ہوتا ہے اور ہوا کا ثقل سات ہی میل کی بلندی پر چہارم رہ جاتا ہے
پھر ہم وزن ہوا کو جذب مرکزی زمین کا کیونکر تسلیم کرین اب یہی ضرور ماننا
پڑے گا کہ ہوا مین دراصل وزن نہین ہے بلکہ ابخرہ کی رطوبت جو ہوا مین منتشر
اور آمیختہ رہتی ہے اور اسیطرح گرد و غبار سے اجزاء ارضیہ جو ہوا مین قریب
کرہ زمین کے ملی رہتی مین اسی وجہ سے ہوا کا ثقل اور خفت گھٹتی بڑھتی ہے۔

عروس بدیعیہ صفحہ ۲۱۶ مین دیکھو۔ وعلة خفة الھواء ھی ان الرطوبة

البخاریة المنتشرة والممتزجة فیہ الزائد بھا ثقلہ

النوعی متی تحال ببرد الریاح او غیرہ الی تقطر ماء

فی وسط کما سیاتی فتقل رطوبتہ و بالنتیجة یخف ثقلہ

ہواکے سبک اور کم وزن ہونے کا سبب یہی ہے کہ رطوبت بخاری جو ہوا

مین پراگندہ اور ہوا سے ملی ہوئی رہتی ہے جسکی وجہ سے ہوا کا ثقل نوعی

بڑہ جاتا ہے برودت ریاح وغیرہ سے وہ رطوبت ہوا کے وسط مین پانی

بنجاتی ہے لہذا رطوبت ہوا کی کم ہوکر اُسکو سبک کردیتی ہے تمام علمای

طبعین وزن ہوا کی کمی بیشی اسی رطوبت کی وجہ سے لکھتے ہین اور سب کا

اتفاق ہے کہ جسطرح سبکی وزن ہوا کے اوپر چڑہنے سے بہ نسبت ہندسیہ

مذکورہ بالا کے بڑہتی ہے چنانچہ ماسٹر لک غبارہ ہوا کے ذریعہ سے اتنا اوپر چڑہا تھا

کہ بارومیٹر بارہ انچہ یا ڈگری تک نیچے اوتر آیا تھا اور حساب سے ۲۰ ہزار فیٹ

اونچا چڑہ گیا تھا جو تخمیناً ۴ بلندی سطح جہان کی ہوا کا ہے اور یہ خفت ہوا کی کمی

رطوبت ہی سے تھی اسیطرح اگر ہوا نیچے کو اوتاری جائے مثلاً زمین مین ایک

سوراخ بڑا سا کرین کہ ہوا اوسمین داخل ہوسکے اوسی نسبت ہندسیہ سے

ثقل ہوا کا بڑہ جائیگا چنانچہ اگر ۳۵ میل کا گہرا سوراخ ہو تب ہوا کی کثافت برابر کثافت
پانی کے اور ۴۸ میل گہرے مین پارہ کے ہموزن اور (۵۰۱) میل کے عمق مین سونے کے
وزن مین ہوا ہو جاتی ہے۔ اب ضرور معلوم ہو گیا کہ ہوا کے وزن مین کمی بیشی
محض رطوبت بخارات کی وجہ سے ہوتی ہے اور گرد و غبار بھی اسکے معین ہین۔
اب جب تک اصلی ہوا جو خالص بخارات وغیرہ سے ہو ہمکو نہ ملے ہم اوسکے
وزن کا کیونکر اقرار کرین۔ اور یہ آلات وغیرہ جو طیار ہوئے ہین سب اسی
ہوا کے ہین جو مرکب ابخرہ اور گرد و غبار سے ہوتی ہے۔ ہم اپنے کاروبار دنیوی کی
غرض سے ہوا کو وزنی فرض کر کے اُس سے جو فواید اوٹھاتے ہین اسی ہوا
کا وزن ہے جو سطح جہان کی ہوائے مرکب کہلاتی ہے اور خالص ہوا جسقدر
اوپر چڑہو اوسیقدر ہمکو ملیگی اوسکو ہم کسی ذریعہ سے نیچے نہین لاسکتے اسلئے
کہ ہوا کے مسامات مین جسقدر نیچے اوتریگی ابخرہ وغیرہ سب ملکر اُسکو مرکب
کر دینگے فلاسفہ جدید کا یہ مذہب ہو گیا ہے کہ ماہیت اشیا کی جب علم
انسانی مین نہین آسکتی ہے لہٰذا ہمکو تحقیق ماہیت کے درپے ہونا بیکار ہے
بلکہ جو خواص اور نوامیس قدرت ہر چیز مین ہمارے بکار آمد ہین انکو معلوم کرنا
اسی کا نام فلسفہ ہے اب معلوم ہوا کہ اگر ہوا کوئی موجود شے ہے اور بدون

ترکیب کے ہمکو مِل نہین سکتی ہے ہم اسی مرکب ہوا کے آثار اور خواص سے
بحث کرینگے پہر خالص ہوا جو ہمکو نہین ملتی ہے اگرچہ اور ہم سے اُسکا وجود
خالص بھی ہو اوسکو وزنی یا غیر وزنی ہمارا فلسفہ ہرگز ثابت نہین کر سکتا ہے
اور یہہ وزن ہوا کی بحث جو ہم کرتے ہین اُسی ہوا کی ہے جو مرکب ہو کر ہم
پاتے ہین - اب اِس ہوائے مرکب کا قیاس خالص ہوا پر کرنا ہمکو کسی
قاعدہ سے درست نہوگا پہر اسی ہوا کو یہہ اور فلاسفہ کے قیاسات
واہمیہ کو دیکھئے کوئی آدمی آسمانی ہوا تک نہین گیا اور فقط ہاسٹر لک
۳ میل سے ۳ سو ۸۶ فیت زیادہ اوپر چڑہا ہی یا ۴ میل اور اسی قیاس نے ۴۵ میل سے
بلندی کرۂ ہوا کی بہی معلوم کر لی حالانکہ ۶ دلایل خود لکہتے ہین کہ ٹہیک ٹہیک
بلندی ہوا کی معلوم کرنی محال ہے اور ہوائے ناشف یعنی سوکہی ہوائے
آسمانی کا بہی وزن ۰۰۰۰۱ قرار دے لیا اور پانی اور دیگر اجسام سے ہوا کا
وزن کم ہونا اور دیگر اصول اسی نامعلوم ہوا پر قیاس کر لیا ہے پہر جسقدر
خرابیان علم ہوا کے مسایل فرضیہ وہمیہ مین ہین اُن کے بیان کو تو ایک
کتاب درکار ہے یہان تو فقط وزن ہوا پر مجہے بحث کرنی ہے وہ کونسا
آلہ ہے جسکے ذریعہ سے ہوائے آسمانی کا وزن فلاسفہ دریافت کر سکتے ہین

اسیطرح اکثر اصول فلسفہ جدیدہ کا حال ہے کہ محض قیاسی اور خیالی بنا پر سیکڑون اصول بنائے جاتے ہین خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس ہوا کا وزن فلسفہ جدیدہ مین ثابت ہوا ہے وہ خاص ہوا کا وزن نہین ہے بلکہ رطوبت ابخرہ اور غبار وغیرہ جو وزنی اور ثقیل چیزین ہوا مین ملی ہوئی ہین اُن کا وزن اور آسمانی ہوا کا وزن فلاسفہ ثابت نہین کر سکتے دوسرا جواب ہمارے حدیث مقدسہ مین جس ہوا مین وزن ہونیکا انکار ہے وہ ہوا ایسی ہے کہ ہمارے کسی حس سے محسوس نہین ہوتی ہے اور اُسی ہوا سے روح کو تشبیہ امام نے دی ہے اور اوسی ہوا کی قسم سے ملائکہ بھی ہین جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے پس یہ ہوا (جس مین فلاسفہ وزن کے اب قایل ہوئے ہین۔ اور پچھلے فلاسفہ پر بیجا قہقہہ زنی کرتے ہین) اور ہے اور وہ ہوا اسقدر جہ احادیث اور ہے اور ہواؤن کے اقسام کا متعدد ہونا اوسکا انکار فلاسفہ جدید بھی نہین کر سکتے تیسرا جواب جس دہریہ اور زندیق سے امام نے خطاب فرما کر ہوا مین وزن کا نہونا ارشاد فرمایا ہے وہ شخص اپنے فلسفہ قدیمہ کے ذریعہ سے ہوا کا غیر وزنی ہونا صحیح جانتا تھا گو دراصل اوسکا عقیدہ غلط ہو اور ہوا کا باوجود مادہ ہونے کے غیر قابل الوزن ہونا اوسکا گمان تھا جس طرح ابھی تک

فلاسفہ جدید نور اور سیال کہربائی وغیرہ کو غیر قابل الوزن کہہ رہے ہین اور
شاید کسی زمانہ آیندہ مین ہمکو کسی ذریعہ سے نور اور کہربائیت کا وزن مثل
وزن ہوا کے بھی معلوم ہو جائے پس امامؑ کا ارشاد اگر ہم تسلیم بھی کر لین کہ
اسی سطح جہان کی ہوا کی نسبت ہے تو اوسی سایل کے عقیدہ کی بنا پر ہوگا
جو قایل ہوا کے وزنی ہونے کا نہ تھا اور تحقیقی اور واقعی بیان نہوگا اور
کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم کے بھی معنی ہین لہذا کسیطرح محل اعتراض
نہ ہوگا اس باب مین اسیقدر وزن ہوا کی بحث ضروری تھی آیندہ طوفان
عام کے باب مین انشاءاللہ پوری تحقیق اہویہ آسمانی اور ارضی کی کرونگا
انشاءاللہ برادران اسلامی کو اُن فلاسفہ کے ناقص اصول پڑہکر اپنے قرآن
اور حدیث سے مشتبہ ہونا نچاہیئے ✤

باب تیئسوان (۲۳) تسخیر ارواح کے جو آلات طیار ہو کر اعمال اب ہو رہے ہین اُنکی اصلیت کیا ہے اور مذہب آسمانی خصوصاً اسلامی عقاید پر اُنکا کیا خراب اثر پڑتا ہے

پہلے ہین اسبابات کو بیان کرتا ہون کہ فساد عقاید ہمیشہ سے دنیا مین چلا آتا ہے مگر ہمارے
زمانہ کا فساد عقیدہ اسوجہ سے زیادہ برا ہے کہ علوم نظریہ (فلسفہ عقلیہ) کا پڑہنا

پڑھانا بالکل متروک ہوگیا ہے اور جو علوم آجکل مروج ہین اُن کے اکثر اصول محض
تجربۂ ظنی پر بنائے گئے ہین ظاہر ہے کہ عوام یا ہمارے زمانہ کے خواص تعلیم یافتہ
اسکول اور کالج کے چونکہ بدیہی امور کو دیکھتے اور سُنتے ہین اونھین پر نظری امور کو
مطابق کرنا انکو منظور ہو رہا ہے تسخیر ارواح کا عمل اور علم جدید نہین ہے بلکہ صوفیہ
اور باطنیہ فرقہ ہر مذہب کا اور حکماء اشراقین کا فرقہ بھی ہمیشہ اسکو کرتا دہرتا رہا ہے
اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ روح انسانی ایک جوہر لطیف ہے لہٰذا ہماری روح کو جسقدر
اتحاد اور موانست دوسرے کے روح سے ہوگا اوسکے جسم کثیف سے اتحاد
روحانی کبھی نہ ہوگا ؎

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ÷ کبوتر با کبوتر باز با باز

پھر جب ہم لطیفہ روحانی یعنی روح انسانی کی حقیقت کو نہین سمجھ سکتے اب روح کے
تسخیر یعنی مغلوب کرنے مین اور روح سے اتحاد پیدا کرنے مین فرق جسقدر ہے
اوسکو کیونکر سمجھ سکینگے جو لوگ پچھلے زمانہ مین فلسفہ اشراق اور تصفیہ باطن کے
عالم اور عامل تھے اونھون نے بجائے خود اگرچہ انبیا علیہم السلام کے مقابلہ مین
اپنے مستعدات کا اظہار پورا پورا کیا تھا مگر اوس فلسفہ کو قسم نظری ہی مین رکھا تھا
آج کے فلاسفر اُنکو یہ خیال ہے کہ علم اشراق کو بھی علوم حسیہ بدیہیہ مین داخل کرین

اور یہی بڑی بہاری غلطی ہے اور اسی غلطی کیوجہ سے جو عقلی دلایل کسی شبہ جدید کے
رد مین پیش کر دا ونکی عقل چونکہ خوگرفتہ سطحیات اور حسیات سے ہے وہ ہرگز
نہین مانتے بلکہ ہرگز نہین سمجھتے ہم نے باب (۹) کے صفحہ ۲۶۰ مین اسی کتاب کے
معجزہ اور مسمیریزم کا فرق اگرچہ بقدر اپنی کم علمی کے پورا بیان کر دیا ہے مگر پہر بھی تسخیر
ارواح کے جو آلات اندنون جاری ہوئے ہین اور ہزارون آدمی ادنیٰ درجہ سے
لیکر اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ایک بڑے بھاری شبہہ مین پڑ گئے اور پڑتے جاتے
ہین لہذا کسیقدر ہم نے اس مسئلہ کو رسالہ اصلاح پٹنہ مین لکھا تھا اب ہمکو منظور ہے
کہ پوری تحقیق اس مسئلہ کی اس کتاب مین کر دین اور کیا عجب ہی کہ جو لوگ
ہماری اس کتاب کو پڑہین اور تعصب نہ کرین اونکو ہمارا بیان قطع شبہات مین
کافی ہو جائے ؛ معذرت بخدمت علمائی محمدی چونکہ اکثر مطالب اس
بحث کے فلسفہ اشراق کے پرتو ہین لہذا حضرات علما کو یہ خیال نہو کہ معاذ اللہ
میرا بھی یہی عقیدہ ہے بلکہ مین اپنے نبی برحق صلعم کے ارشادات کو سچا
جانتا ہون علماے اشراقین کا پورا عقیدہ ہے کہ ہماری روح یا نفس ناطقہ
ایک نورانی چیز ہے اور اوسکو علم حاضر اور غایب کا برابر ہوتا ہے گو وہ ہستی
نورانی ہم پر ظاہر نہین ہے مگر آثار اور افعال سے ہمکو اوسکے نورانی ہونے کا

پور الیقین ہے - ریاضت کرنیسے اور جسمانی لذات کے ترک کرنے سے زوحانیت ہماری بڑہتی ہے جسطرح جسمانی لذات مین زیادہ منہمک ہولنے سے ہم مثل حیوانات کے ہوجاتے ہین - اور یہ عقیدہ ان لوگونکا کتب آسمانی کے بھی چندان مخالف نہین ہے مگر نتائج خراب مین یہ لوگ احکام شریعت سے مخالف ہوگئے اتَّقُوا مِنْ فِرَاسَۃِ الْمُؤْمِنِ - کی شرح مین اسکا پورا ثبوت ہوتا ہے پہر قلب ہمارا جسکو عرش خدا احادیث مین فرمایا ہے اور یہ بھی ارشاد ہے مِنَ الْقَلْبِ اِلَی الْقَلْبِ (دن) ایک دل سے دوسرے کے دل تک سوراخ ہے یعنی دل را بدل رہے است لہٰذا جسقدر تصفیہ قلبی آدمی کو ہوگا افعال روحانی کا صدور اُسی سے زیادہ ہوگا ضبط خیال کی قدرت جسقدر آدمی کو زیادہ ہوتی ہے اوسیقدر وساوس شیطانی سے دور ہوتا ہے ہماری نماز بھی وُہی درجہ اعلیٰ پر ہے کہ اوہام اور شکوک سے پاک ہو اسیغرض سے مثلاً چار رکعت ظہر کی واجب اور آٹھ سنتین مقرر ہوئین کہ ۱۲ رکعت مین چار تو بلا خطرات ادا ہونگی خیر یہان تک تو اشتراک تین اور ہم لوگ پابندان شریعت مین چندان اختلاف نہین ہے - اب طریقہ تصفیہ قلب کا اوس مین پورا اختلاف اونکو اور خصوصاً فرقہ صوفیہ اور باطنیہ کو شریعت انبیا علیہم السلام سے ہوگیا ہے

تصور جمانیکے طریقہ صدہا ان لوگون نے ایجاد کئے ۵

کوئی بت سمجھا اوسے کوئی خدا۔ آجتک جھگڑا ایسی گبر و مسلمان مین رہا

تصفیہ قلبی سے غرض بھی ہر فرقہ کی جدا جدا رہی فلاسفہ تو حل مسایل مشکلہ کی

غرض سے اسکے درپے ہوئے۔ باطنیہ فرقہ علم باطن کی تکمیل (خرابی)

کرکے احکام ظاہری شرع کے مٹانیکے درپے ہوا۔ پھر چونکہ یہ لطیفہ نورانی

خدا نے آلہ تکمیل امور ظاہری اور باطنی دونونکا عطا فرمایا ہے اسکی مثال

ایسی ہے جیسے تلوار کی ہمکو اختیار ہے چاہے راہ خدا مین اُس سے جہاد

کرین اور دشمنان خدا کو قتل کرین اور چاہین دوستان خدا یا بے گناہ کا

خون ناحق کرین اسیطرح ہم اپنے چراغ نورانی یعنی قلب صاف سے

اچھے اور برے دونون طرح کے کام لے سکتے ہین۔ اب اُن طریقونکا

بیان کرنا جن سے ہمکو روشن ضمیری پیدا ہوتی ہے اوسکی کوئی ضرورت

ہمکو نہین ہے ہمکو یہ تختی طلسماتی اور میز اور انگوٹھی کراماتی یا اور آلات

جن سے عمل حاضرات اور مسمریزم کیا جاتا ہے اوسکا بیان کرنا ضرور ہے

سوال نیچری ہان جناب یہ تو فرمائی کہ روح کی نسبت آپکو عقیدہ ہے

کہ آیا نماز و نکی روح وادیٔ السلام اور کفار و نکی روح وادیٔ برہوت مین

رہتی ہے اور ایک روح کی نسبت آپکا عقیدہ ہے کہ اوسی جگہ رہتی ہے جہان
آدمی کا جثہ خاکی پڑا یا گڑا ہے یہ کون سی روح انسانی ہے اور وہ کونسی
روح آدمی کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی جواب جس روح کو ہم جسم لطیف اور
حدیث سے لکھہ چکے ہین اور نورانی چیز ہے اوسی کی نسبت امام نے فرمایا ہے
کہ روح اپنے مکان (یعنی جہانپر جسم مردہ ہے) مین مقیم ہے مگر نیکوکار کی
روح روشنی اور وسیع جگہ مین ہے اور بدکار کی روح تنگی تاریکی مین اور
وادی السلام سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ جگہ روشن اور کشادہ ہے
اور وادئے برہوت مین تنگی اور ظلمت ہو اور چونکہ یہہ مسئلہ عالم برزخ کا ہے
دنیاوی حیات کے امور پر اسکا قیاس کرنا ہرگز نہ چاہئے رہی یہ بات کہ
وہی روح قبر مین ہو اور وہی روح وادی السلام مین جب روح کو نورانی
شے فرض کر چکے اور نور کی رفتار فی ثانیہ ۱۹۲۰۰۰ میل ہے پہر نور کا مقام
قبر سے وادی السلام تک پھیلنا چشم زدن مین کیا دشوار ہے اور اس
مسئلہ مین زیادہ بحث کرنی ہمکو مناسب نہین ہے حالت خواب مین ہماری
روح کو دیکھو۔ سوال بہت اچھا آپ اس سوال کے واقعی جواب کو چھپاتے
ہین اب یہ تو فرمائی کہ ہم بذریعہ پلانچٹ (تختی یا میز) کے جسکی روح کو

چاہتے ہین بلاکر اوس سے ہر قسم کی سوالات کرتے ہین زبانی جواب بھی
دیتی اور جواب تحریری بھی اوسی شان کے حروف سے لکھدیتی ہے جیسا
کہ اوسکا خط زمانہ حیات مین تھا بلکہ جس کے خط سے مشابہ چاہو اوسی کے
شان کا خط لکھدیتی ہے اور اسپر طرہ یہ ہے کہ جاہل اُمّی محض سے جس زبان مین
سوال کیجے اوسی زبان مین جواب تحریری اور تقریری دیتا ہے یہ کونسی
روح مسخر ہے اسکو اچھی طرح سے بیان کیجے اور آرے بلے نہ کیجئے گا
جواب پہلے تو آپ کے نیچری خیالات کا بطلان ہوا جاتا ہے اگر یہ سب
باتین سچی ہون اسلیئے کہ روح مجرد سے افعال جسمانی کا صادر ہونا بالکل
خرق عادت ہے زبانی جواب دینا روح کا محتاج زبان اور دیگر اعضا کا ہے
جن سے آواز اور تلفظ کا تعلق ہے جو بدون اعضاے جسمانی کے
ہو نہین سکتے اور تحریری جواب مین روح کے ہمراہ دوات اور قلم سیاہی
بھی عالم ارواح سے آتی ہے یہ اور بھی خلاف نیچر ہے کیا آپ خلاف
نیچر ہونے کو جایز سمجھتے ہین۔ سوال اس جھگڑے سے ہمکو کچہ فایدہ نہین ہے
مگر یہ سب امور ضرور واقع ہوتے ہین اور روزانہ تجربہ ان کا ہمکو ہوا ہے
آپ فرمائی کہ آخر کیونکر ہوتے ہین اور کیا بات ہے۔ جواب ہم تو اصلیت

اسکی ثابت کر ہی دین گے مگر آپ لوگونکی حالت پر افسوس ہے کہ ہرگز کبھی عقیدہ پر آپ جمتے نہین ہین انصاف کیجیے کہ جب ہم اپنے عقیدہ مذہبی کو آپ سے ظاہر کرتے ہین کہ مردہ کو جب بعد دفن کے تلقین پڑہ کر سنائی جاتی ہے گیسا ہی جاہل اور کسی مُلک کا رہنے والا ہو مگر وہ عربی عبارت اور فقرہ ہاے تلقین کو سمجھتا ہی ہے اور جواب بھی ہمارے اس قول کا۔ افہمت یا فلان عربی ہی زبان مین دیتا ہے اس پر تو آپ لوگ قہقہہ زنی کرتے تھے اور میز اور کرسی کے ذریعہ سے جب آپ اوسی روح کو ہزارون کوس دور اوسکی قبر سے بلاتے ہین وہ آپکی ہر زبان کو سمجھ بھی لیتی ہے اور جواب بھی ہر زبان مین دیتی ہے بلکہ خوشخط لکھہ بھی دیتی ہی اب فرمائی کہ ہمارے مخبر صادق صلعم جو بات الہامی بیان فرمائین اسکو آپ لوگ ناممکن اور ناروا سمجھین اور اپنے فعل کو صحیح اور ضروری یہ کیسی ناانصافی ہے۔ سوال ہمارے سوال کا جواب دیجیے اور اس طول تقریر سے کوئی فایدہ نہو گا یا کہدیجے کہ جواب نہین ہوسکتا ہم تُھی جب ہو جائین۔ جواب اگر آپ غور سے ہماری بات کو سنتے اور سمجھتے تو جواب آپکی سوال کا پورا ہم دے چکے ہین مگر بقول سعدی صاحب

وگر صد باب حکمت پیش نادان ❊ بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

اب جواب اصلی آپ کے سوال کا شروع کرتا ہون اگر آپکا یہ قول کہ روح

سنحر ضرور آتی ہے اور جوابات بھی دیتی ہے اور تحریر پر بھی قادر ہے

صحیح اور درست ہے تو یہی تجربہ پورا ثبوت اسکا ہے کہ بولنا اور

لکھنا پڑہنا زبان ہاے مختلفہ کا سمجہنا جسطرح ہماری اس زندگی مین ہم سے

ہوتا ہے اور جو اسباب جسمانی قدرت نے اسکے مقرر فرمائے ہین وہ اسباب

عادی ہین اور اونہین پر صدور افعال کا موقوف نہین ہے اب درخت

کا بولنا حضرت ہوئے سے اور سنگریزون کا گواہی دینا ہمارے نبی

صلعم کی نبوت پر یہی ہو سکتا ہے فونوگراف کا شعبدہ نہ تھا پھر جب

ہم اس حیات کے جامہ مین نہون بلکہ عالم برزخ مین ہون اُسوقت

ہمارے افعال اور حرکات کو اس زندگی کے حرکات سے مشابہ کرنا

اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا یہ تو محض نادانی ہے اب معلوم ہوا کہ

روحانی طاقت ہماری بہت بڑی طاقت ہے بہ نسبت جسمانی طاقت کے

پہر چونکہ اوپر گذر چکا ہے کہ روح جوہر لطیف کو قالب کثیف پنہایا گیا ہے

جب تک ہمارے بدن مین ہے اور جب بدن سے جدا ہو جائے

وہ قالب کثیف بھی روح سے جدا ہوتا ہے اب تو محض لطافت پر ہوجاتی
ہے لیکن ہمارے بدن مین بھی جب تک ہے اگر ہم اوسکی لطافت کو
قایم کرنا چاہین اور اُس سے افعال روحانی لینا ہمکو منظور ہو سب کچھ ہوسکتا ہی
چہ جاکہ جب اس قفس سے رہا ہوگئی ہو پہر اسکی لطافت کا کیا پوچھنا ہان اتنا ضرور
سمجہنا لازم ہے کہ جو لوگ روحانی جیسے انبیاؑ جامہ جسمانی مین ہماری ہدایت
اور فلاح دارین کی غرض سے آئے اور اونکو روح کے تصرفات پر ہم سے
زیادہ اطلاع تھی اونہون نے خود جو روحانی طریقہ جاری فرمائے یا ہمکو
عملدرآمد کرنے کا اون طریقونپر حکم دیا ہم اپنے ایجاد اور اختراع سے جو
طریقہ پیدا کرینگے ضرور وہ ناقص اور لغو ہونگے اب ہمکو اسکی ضرورت ہے
کہ اپنے روحانی پیشواؤنکی تعلیم روحانی کی دیگر تعلیم روحانی پر ہرطرح سے
فضیلت ثابت کردین۔ تسخیر ارواح کے معنی ابھی ہمارے سایل کو معلوم
نہین ہین اور فقط آدمی کی روح کی تسخیر سے ہمارے معزز سایل کو بحث ہے
پہلے تو یہ سمجھو کہ تسخیر کے معنی اطاعت کرانے کے ہین اگر ارسطو کی روح کو ہم مسخر
کرین تو اسکا یہی مطلب ہوگا کہ وہ روح ارسطو ہماری مطیع اور فرمانبردار ہے
ظاہر ہے کہ فرمانبرداری ہماری وُہی روح کریگی جسکی روح ہماری روح سے

روحانیت مین کمتر ہوگی اور اگر ہماری روح سے اوسکی روحانیت زیادہ ہے یا
برابر ہے اوسکی تسخیر ہم کیونکر کرین گے۔ مثلاً بعض لوگ فرقہ صوفیہ کے سوا کچھ
گذرے ہین شیعہ ہون یا سنی اب اگر وہ لوگ مسلمان تھے تو اونکو ضرور اپنی
روح کا غالب آنا روح جناب رسالت مآب صلعم پر کبھی مظنون نہو گا بلکہ اپنی روح کو
برابر بھی روح نبی صلعم سے نہ سمجھتے ہون گے اب تسخیر کا قول تو غلط ہو گیا بلکہ
رسول نما کی روح خود مسخر اور مطیع روح نبی کے ہوتی ہوگی اب تو تسخیر ارواح کے
یہ معنی ہوئے کہ ہم خود بروقت عمل تسخیر ارواح کے مسخر اور مطیع کسی دوسری
روح کے ہوتے ہین (آؤ پیر کچھ گھر سے بھی لیجاؤ) اور اگر تسخیر ارواح کے یہ
معنی ہین کہ ہماری روح کو ایک ربط روحانی دیگر ارواح سے ہوتا ہے تو اب یہ
سارا کھیل بگڑ گیا۔ اسلیے کہ ربط اور ارتباط کی شرط یہ ہے کہ دونو شے یعنے
دونو روح مین روحانیت برابر ہو زانی اور فاسق بلکہ منکر نبوت یا منکر خدا
زندیق کی روح کو معاذ اللہ ربط ارواح انبیائ سے کیونکر ہو سکتا ہے اگر آپ
کہین کہ روح تو سبکی روحانی ہے مین کہونگا کہ ضرور یہی بات ہے مگر روحانیت
کے خلاف اعمال کرنے سے ظلمت بھی تو اوسی روح مین آجاتی ہے اور تصفیہ
قلب سے آخر غرض کیا ہے اب دیکھو اگر یہ تختی اور میز اور انگوٹھی اس

فایدہ پر شامل ہے کہ تصفیہ قلبی محض لغو فعل ہے ہر ایک شرابی اور بدکار کی
روح سے دیگر ارواح طیبہ کا ربط بلا تفرقہ حاصل ہے اسکو تو علمائے علم باطن
کبھی نہ مانینگے اور اگر مانینگے تو وہی مسئلہ ہمہ اوست کا ماننا پڑیگا اور
پھر بعثت انبیا اور عمل خیر اور شر سب لغو اور بیکار ہو جائیگا اور یہ بحث توحید
اور نبوت کے اقرار اور انکار تک پہونچیگی یہی سبب ہے کہ ہمارے ہادیان
برحق ایسے ایسے اعمال کو حرام اور نامشروع فرماتے ہیں۔ جاہل بیچارہ اسکو
کیا خبر ہے کہ انجام تسخیر ارواح کے مسئلہ کا کیسا خراب ہے۔ یہ قلعہ مستحکم
شریعت کا ایسا کامل بنایا گیا ہے کہ ادہر شریعت سے باہر قدم نکالا ادہر
ہزارون آفات کا سامنا ہوا تسخیر ارواح کا عمل اگر صحیح بھی مانا جاے (پناہ بخدا)
تو اسکا ضرور خیال کرنا لازم ہے کہ جو کام آدمی کرتا ہے اُس سے کوئی غرض
جلب نفع یا دفع ضرر کی ضرور ہوتی ہے ورنہ فعل عبث ہوگا اب عامل اس
عمل کا اگر پابند کسی مذہب کا ہے اوسکی غرض یا نفع دنیوی یا نفع دینی یا
دفع ضرر دینی اور یا دفع ضرر دنیوی یہ تو بشرط اعتقاد مذہبی تسخیر ارواح سے
ناجایز ہے اسلیے کہ جملہ ادیان کا اجماعی مسئلہ ہے کہ دینی امور مین اعتقاد
احکام شریعت پر کرو اور ارواح سے پوچھ پوچھ کر کسی امر دینی مین کاربند ہونا

مذہبی عقیدہ سے اگر جایز ہے بالفرض تو اوسی خاص طریقہ سے جسکو بانئے
مذہب نے جایز کر دیا ہے اور اُسکے واسطے کوئی طریقہ نماز یا دعا استخارہ
وغیرہ کا صحیح سند سے منقول ہے یہ انگوٹھی اور میز اور تختی کوئی مذہبی
طریقہ نہین ہے اب رہا تسخیر ارواح بغرض نفع دنیاوی یا دفع ضرر دنیوی
اسمین پابند مذہب اور نیچری فرقہ دونو برابر ہین۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر
ارواح فقط نفع دنیوی کی غرض سے کیا جاتا ہے اب دیکھیے نفع دنیوی اور
تلاش کیجیے کہ عاملان تسخیر ارواح کو اس عمل کی بدولت کسقدر نفع دنیوی
ہو رہا ہے یہ تو ایک طریقہ ہے مین کہتا ہون کہ جتنے علوم مثلاً جفر اور
رمل اور نجوم اور علم تکسیر اور علم سرود ہا اور قیافہ غیر طبعی اور علم سحر اور
کہانت جو ہمیشہ سے مخالفت شریعت انبیا علیہ السلام کی غرض سے
ملاحدہ اور کفار اشرار نے سیکھے سکھائے اگر نفع دنیوی کا پورا بہرہ
ہوتا کوئی شخص دنیا مین باقی نہ رہتا جو انہین علوم کو حاصل نہ کرتا
بلکہ جتنے رمال اور نجومی جفار سُنے ہون گے سوائے بھیک مانگنے کے اور
کوئی ذریعہ معاش کا انکا نہو گا۔ آج بھی اخبارات کو پڑھ لیجیے ایک روپیہ کی
فیس پر زائچہ اور جنم پتری طیار کرنے کا اشتہار دے رہے ہین اور دفینہ

زمین کے تبلانے والے بھی اسی دو روپیہ کی فیس پر کروڑون روپیہ کا خزانہ اُنکو
بتلادین گے اور یہ نہین ہو سکتا کہ خود ہی کسی جگہ سے دو روپیہ روز لقدر اپنی
فیس کے نکال سکین اب لیجے اور ذرا میز اور تختی کو سنبھال کر میرے سامنے
بیٹھ جائیے اور ارسطو اور افلاطون کی روح وہ دیکھئے سامنے کھڑی ہے ذرا
میرے واسطے سوال کیجے کہ ابتو مجھے قرضہ کی وجہ سے بڑی تنگی رہتی ہے کسی جگہ
کوئی دفینہ گڑا ہوا ارسطو صاحب تبلا تو دین کہ اوسے کھود کر بار قرضہ سے کسیطرح
سبکدوشی حاصل ہو مگر آپ کے اوستاد جنرل نیچرل نے تو یہ بھی پڑھا دیا ہے کہ
دفاین اور خزاین اور مردہ کے حالات سے کبھی سوال نہ کرنا ورنہ روح سنخر بھاگ
جائیگی اچھا یہ بھی جانے دیجے آج دنیا مین ہزارون مریض ایسے ہین اگر وہ ہمارے
علاج سے شفایاب ہون لاکھون روپیہ ہمکو گھر بیٹھے ملجائے دفینہ کی بابت تو
گورنمنٹ کا خوف بھی ہے روح ارسطو اور جالینوس طبیب سے بھی دریافت کیجے
کہ فلان مریض کس دوا سے اچھا ہو گا اگر ہم علاج کرین دیکھئے اسکا جواب
روح افلاطون کیا دیتی ہے اور یہ بھی نہ سہی مقدمات دیوانی کے اہل مقدمہ
لاکھون تلاش کرتے پھرتے ہین آپ بیرسٹری کے ذریعہ سے کسی مقدمہ کو
بموجب ہدایت کسی روح سنخر کے دایر کیجے اور وہ روح تبلادے کہ فلان طریقہ سے

اگر دایر کرو گے فتحیابی ضرور ہوگی جب بھی آپکو تسخیر ارواح سے دنیوی فایدہ ہو
اسیطرح لاکھون طریقہ تحصیل زر کے ہین اگر تسخیر ارواح کا عمل دنیوی امور مین
بکار آمد ہوتا عاملان عمل ہذا سے بڑھکر کوئی دولتمند اور زور آور فارغ البال نہوتا
اور جب ایسا نہین ہے پھر تو بقول شاعر ؎

نہ تو دین ملا نہ ملی دنیا ✤ نہ ادہر کے ہوئے نہ ادہر کے ہوئے

خسر الدنیا والاخرۃ علم تصریف پچھلے صوفیہ صافیہ جو بڑے بڑے
نامی گرامی گذرے ہین یہ لیجے کتاب شمس المعارف ابو العباس بونی کی جسکو
بغرض اطال فقیر نے برسون پڑہا ہے اوسی کتاب مین دیکھیے تصریف ارواح
کواکب کو لکھا ہے اور اسمائے عظمے الٰہیہ کے خواص اصول علم خواص حروف سے
بھی ثابت کئے ہین کسیکو اسم اعظم یا جبار کا عمل تھا کسیکو یا وہاب کا کسیکو
یا مغنی اور غنی کسیکو روح مریخ کسیکو روح زہرہ کسیکو روح شمس کی تسخیر تھی
آپ سے اسکا تذکرہ کرنا ہی عبث ہے مگر چونکہ میری کتاب اہل اسلام کے
فوایدکے واسطے لکھی جاتی ہے لہذا مجھے خارج از مبحث بھی دو چار باتون کا
لکھنا ضرور ہے۔ ہان جناب یہ سب لوگ صاحب تصرف اور صاحب تصریف
ضرور تھے مگر ہمارے نبی صلعم نے جو ان اعمال کو حرام فرمایا ہے اُسکا ثبوت بھی

اوسی کتاب مین پڑھ لیجے اسلئے کہ تسخیر ارواح اور تعریف کواکب سے پہلے جو جو
اعمال ستارہ پرستی کے کرنے پڑتے ہین اور عزیمت اور تسخیر اور استنطاق روحانیات
اور شیطانیات کہ آدمی دین محمدی بلکہ کل مذاہب آسمانی سے خارج ہوجاتا ہی
اوسکو جب کریگا تب جاکر شمس اور قمر اور مریخ کی تسخیر ہوتی ہی ضرور اون
لوگونکو طی الارض اور غایب بینی اور اخبار امور آیندہ بقول اون کے مریدونکے
حاصل ہو خواہ عمل یا وہاب سے اونکو نواب سعادت علیخان مرحوم کی چارپائی
رات کو اولٹ دینے کی طاقت ہو جیساکہ حضرت غوث گوالیری یا مخدوم صاحب
کچھوچھہ یا کسی اور صاحب کی روایت سنی ہے۔ مگر چونکہ وہ لوگ بظاہر مسلمان تھے
مجھو اونکی طرف ایسے اعمال کفر اور شرک کی نسبت دینی ہرگز پسند نہین ہے
حضرات معتقدین کو اختیار ہے رہی یہ بات کہ عمل علوی اور سفلی مین کفر اور
اسلام کا فرق ہے یہ فقط ڈہو کہہ دینے کی بات ہے میرے سامنے ایسی
بات نہ چلے گی کہ علم در سینہ دارم نہ در سفینہ۔

(شعر)

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند ÷ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

آؤ پہر ہم تسخیر ارواح سے بحث کرین۔ ہان میرے معزز سایل آپکی غرض

تسخیر ارواح کے پوچھنے سے یہی ہے کہ یہ تماشا (تھیٹر) کیون ہو جاتا ہے اور کیون یہ آلات بعینہٖ عمل تسخیر ارواح پر ہوتے ہین۔ اب اسکی جواب مین ہم عمل حاضرات کی نظیر پیش کرتے ہین حاضرات کرنے والے مُلّا سیانے بھی ایسی ہی شعبدہ بازی کرتے ہین اور کرتے چلے آئے ہین مگر اُن کے شعبدہ پر تو آپ لوگ قہقہہ زنی کرتے ہین مگر چاہ کندہ را چاہ درپیش آخر اوسی چاہ ضلالت مین آپکو بھی گرنا پڑا مگر فرق یہہ ہے کہ وہ لوگ اس عمل کو فقط اپنا ذریعہ معاش کرتے ہین اور اُنکے اعتقاد مذہبی مین خلل نہین آتا ہے اور آپ تو بقول شاعر ؎

ڈوبتے ہین ڈوبے اُچھلتے ہین — ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین

آپ تو ایسے ڈوبے کہ نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے یہ عمل تسخیر ارواح بالکل حاضرات سے مشابہ ہے اب اگر مین تفصیل اثر روحانی اور درجات تلقین ظاہری اور باطنی کو بیان کرون مخالفت شریعت سے ڈرتا ہون سوال ذرا ٹھیر جایے یہ کیا آپنے کہا کیا آپکی شریعت علوم باطنیہ کے سیکھنے سکھانے کو منع کرتی ہے اور یہود و نصارے اور ہنود ان سب فرقون مین تو برابر ان علوم کی تعلیم جاری ہے۔ جواب ہان جناب ہماری شریعت بلکہ جملہ شریعتہائے انبیائے

اور عقل سلیم بھی ایسے اعمال کے کرنے اور سیکھنے کو منع کرتی ہی دیکھو صفحہ ۲۸۵
استبصار الاسلام کو کہ عقلی دلایل سے بھی ان کا علم اور عمل ناجایز ہے اب ہا
تختی اور میز کا جواب سوال خوشخط لکھدینا اگر یہ بات سچی ہے تو ہم نے
بہت دن گذرے ایک خبر سنی تھی یوروپ کے فلاسفروں نے ایک
عجیب کل ایجاد کی ہے کیسا ہی مشکل سوال جبر و مقابلہ (الجبرا) کا لکھکر
اوس کل مین رکھدو جواب صحیح لکھکر اُس کل سے نکل پڑتا ہے یہ خبر ہمکو
۱۸۵۵ء مین ملی تھی آج اُسکو ۴۰ برس گذرے اور ہمیشہ اُسکی تلاش ہمکو
رہی کہ آخر کہان تک صحیح یا غلط ہے اگر سچی بات ہے پھر تو آپکی میز اور تختی سے
جواب لکھا ہوا پیدا ہونا اوسی قاعدہ پر مبنی ہوگا جس قاعدہ پر وہ کل الجبرا
کے سوالات کا جواب دیتی ہے ورنہ ہمکو علم طلسم اور نیرنجات سے آپکی
سوال کا جواب دینا پڑے گا سوال مردہ کی روح کا تو حساب ہی جدا ہی
ہم تو زندہ آدمی سے بحالت استغراق اور حالت وجد مین سب کچھ دریافت
کر لیتے ہین اسیکا سبب آپ بتلا دیجیے اور شریعت کے حرام کرنے کی
دہمکی دینے سے کیا یہ باتین رک سکتی ہین اور کبھی رکی ہون تو اسکا تاریخی ثبوت دیجیے
جواب شریعت کی دہمکی کی اچھی کہی شریعت یا قانون عقلی دو نو ایک چیز ہین

جنکا منشا یہی ہے کہ ہم ایسا کام نہ کرین جس سے نظام عالم مین برہمی پیدا ہو اور
عالم جسمانی مین روحانی افعال سے کام لینا قانون قدرت سے ضرور نا روا ہے
دیکھیے جسقدر علوم اور اصول ظاہری اصول کے برخلاف ہین کوئی گورنمنٹ اور
کوئی سلطنت اپنے قلمرو مین انکا رواج پسند کرتی ہے آج یوروپ کے فلاسفر
جنکی عقل اور دانش پر آپکو بڑا فخر اور ناز ہے اگرچہ وہ نہین اُن کے علوم اسرار کی
راستی ضرور مانی ہوئی ہے مگر ظاہری انتظام کی برہمی کی نظر سے جب پوچھو
رمل اور نجوم اور جفر اور مسمیریزم اسپریچوالیزم کو غلط ہی تبلاتمین گے ایک چھوٹی
سی نظیر ہم خبیئ اور ضمیر یعنی پوشیدہ چیز اور دل کے راز بتلانیکی آپکو دیتے ہین
جو رمل اور نجوم وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہین اور جن کے قواعد سیکڑون انہین
علوم سے پختہ طور سے بنائے گئے ہین غلط اور صحیح جواب دینا یہ کرنے والیکی
خامی اور پختگی پر موقوف ہے۔ قاعدہ غلط نہین ہے۔ جبر مقابلہ اور خطائین
اربعہ متناسبہ ضرب اور قسمت حسابی مین بھی جواب غلط آسکتا ہے مگر قاعدہ
غلط نہین ہے۔ اب خبی یعنی پوشیدہ چیز بتلانے کا عمل اگر عام طور پر اسکا رواج
کر دیا جائے اور ہر شخص ہر ایک مخفی چیز کو یا ہر ایک دفینہ اور خزینہ کو جاننے لگے
جو غرض پوشیدہ کرنے سے ہماری ہوتی ہے اور سوائے خاص خاص لوگون کے

اور کسی پر اوسکا اظہار ہمکو منظور نہین ہوتا ہے وہ تو بالکل فوت ہو جاوئے اور پوشیدہ چیز اور ظاہری اشیا مین کچھ فرق باقی نرہے اب خیال کیجئے کسقدر ضرر اور فساد امور انتظامی مین پیدا ہو۔ اسیطرح ضمیر یعنی راز دلی جسکو آدمی چھپاتا ضروری اور بکار آمد جانتا ہے اگر ضمیر تبلانے کا علم اور عمل عام ہو جائے خیال کیجے کہ کیسی خرابی اور بدنظمی دنیا کے نتظام مین پڑے اور بڑا بھاری کا صیغہ مشورت کا جسپر لاکھون امور دنیا کا دار و مدار ہے سب تباہ اور خراب ہو جائین آپکو یقین ہویا نہو مگر مین نہایت راستی سے اپنی سرگذشت تحریر کرتا ہون کسی زمانہ عنفوان شباب مین مجھے بھی ان قواعد کے عمل کرنیکا شوق ہوا تھا اور نظر جدید مصالح شرعیہ کے جو آج کام آرہے ہین اونکو خوب کرتا تھا آخیر کو یہ نوبت رو شنضمیری کی ہو چکی تھی کہ میرے قصبہ کنتور کی معزز مستورات خدا اُنکے پردہ کو اور عفت کو قایم اور دایم رکھے سب کا ذرا ذرا سا حال مجھپر خود بخود ظاہر ہونے لگا اور بقول مشہور اپنے گھر مین آدمی بادشاہ کو گالیان دیتا ہے ہر ایک کی ساری کیفیت مجھپر ظاہر ہونے لگی اور میری حالت ہی عجیب ہو گئی اور کینہ بڑھ گیا تب مین نے کہا صدق اللہ و رسولہ یہ علوم اسرار کا حرام فرمانا بڑی حکمت اور مصلحت اور سراسر رحمت پروردگار ہی

اور یہی سچی بات ہے کہ ہم لوگ ایسے پاک نفس نہین کہ باوجود علم وارشاد
دلی جاننے ہر شخص کے پھر اُس سے ویسا برتاو کرین جیسا کہ بحالت لاعلمی
کرتے ہین یہ کام خاص انبیا اور اوصیاے انبیا کا ہے کہ اپنے خاص
قاتل کو پہچانتے تھے اور پھر اُس سے دنیوی برتاو مین وہی پیش آمد کرتے تھے
جو دوستون سے کرنی چاہئیے سچ ہے لھم الفداء دل کے راز کی نسبت
ہمارے رسول صلعم نے یہان تک ارشاد فرمایا ہے لو علم ابوذر مافی
قلب سلمان لقتلہ یعنی اگر حضرت ابوذر حضرت سلمان کے دل کا حال جانتے
سلمان کو قتل کرتے اور مراد حضور کی تمثیل محض ہے۔ یعنی ایسے
دوست سے بھی راز دلی کا ظاہر ہونا خلاف مصلحت ہے چہ جا کہ عموماً ظاہر ہو اور
سب تو جانے دیجے آپ کے مرنے کا وقت جو خدا نے براہ بندہ پروری
آپسے چھپایا ہے اگر آپکو مثل انبیا اور اوصیا علیہم السلام کے معلوم ہو جائے
ذرا انصاف سے کہئے اگر ہزار برس کی بھی عمر آپکی ہے پورے ہزار برس
جان کندنی ہین گذرین اور ایک روز بھی راحت اور آرام نہو پھر اگر مین جزئیات
نظائر علوم اسرار خمسہ کے پیش کرون پوری کتاب اسی بحث مین لکھ سکتا ہون
لہذا اسیقدر کہ شریعت سے حرام ہونیکی آپ ہی کے فواید کثیرہ کی غرض سے دیکھا گیا ہے

شعر

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے ٭ اچھی بُری ہم آپکو سمجھائے جاتے ہین

آپ پلانچٹ اور منیر اور انگوٹھی کا عمل جو چاہین کرین مگر سیدہا ڈہرا وہی ہے
جو شریعت نے بتلایا ہے۔ خلاصہ بحث کا یہ ہے کہ تسخیر ارواح کا عمل ہو
یا کوئی اور طریقہ حاضرات کا یا اور اعمال علوی بدتر از سفلی جس سے ظاہری قوانین
شریعت یا سلطنت کے خلاف کارروائی ہوسکتی ہے اونکا عمل کرنا عقل اور شرع
دونوں کی راہ سے سراسر مضر بحق نظام عالم ہے اور اسیوجہ سے حرام ہے پھر
جب ہمکو اوسکا کرنا نچاہیئے اب اُنکی اصلیت سے پوچھا پاچھی کرنے سے
کیا فایدہ ہوگا اور مغالطہ فقط اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ روحانی چیزونکو
یہ لوگ جسمانی اشیا پر قیاس کرکے جو باتین جسمانی اور جسم پر ناجایز اور محال
ثابت ہوچکی ہین مثلاً "آن واحد مین ایک جسم کا دو مکان مین ہونا چونکہ
بدیہتہً محال ہے لہذا سایل کو اسی تمثیل سے قبر کے پاس اور وادی السلام
مین روح کا ہونا بھی محال نظر آتا ہے پہلی غلطی تو یہی ہے جو شاعر کہتا ہے۔ ۵
(چہ نسبت خاک را با عالم پاک) ——— جسمانی قوتون کے نظایر
اب ذرا جسمانی قوتین جو ہمارے بدنمین خدا نے رکھی ہین اُنکو بھی ہم بطور نظیر کے پیش کرین

اور نیز دیگر قوتہاے جسمانی کو تمثیلاً بیان کرین ۔ ہمارے بدن مین ایک آنکھہ خدا نے پیدا کی ہے
اور اُسکے عجایب حالات پر جو شخص علم تشریح اور علم مناظر اور علم المرایا سے واقف ہے
وہی آگاہ ہو سکتا ہے جس آدمی کی دونون آنکھہ درست ہین وہ بھی اور جو ایک
آنکھہ سے دیکھتا ہے وہ بھی ہر شے کو یکسان دیکھتا ہے اگر قوت باصرہ قابل
تقسیم ہوتی یا آنکھہ اوسکا محل ہوتا ایک آنکھہ والا نصف قوت پر دو آنکھہ والے سے
ہوتا بلکہ حکما کی راے یہ ہے کہ یکچشم کی نظر قوی ہوتی ہے دو آنکھہ والے سے
یہی حال قوت شامہ کا یعنی سونگھنے کی قوت کا دونو نتھنے سے ہے اور
یہی حال قوت سامعہ کا اور اس سے زیادہ عجیب حال قوت لامسہ کا جو تمام
بدن مین موجود ہے اور سب سے زیادہ داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت کہ اسمین
یہ قوت ہر جگہ سے زیادہ ہے کوئی فلسفی اسکا سبب یا کوئی بڑا حکیم ان قوتونکی
ماہیت سے باخبر ہے پھر جب ہم قوتہاے جسمانی کے آثار اور افعال مختلفہ کے
اسباب کو نہین سمجہ سکتے عالم ارواح کے عجایب آثار پر جو ان و چرا کرنیکے کیونکر
براہ عقل مجاز ہون گے ۔ اور لیجیے زمین کے مرکز مین جو قوت جاذبہ ہے جسکو
حال کے فلاسفر انکار کرکے کہتے ہین کہ ہر جز زمین مین قوت جاذبہ ہے دیکھو
عروس بدیعہ صفحہ ۸۱ کو خیر اس مسئلہ پر بحث کرنی ہمکو دوسری جگہ منظور ہے

یہان تو ہم اسکو دکہلاتے ہین کہ یہ قوت جاذبہ مثل قوت جاذبہ کہربا اور مقناطیس کے
نہین ہے اسلیئے کہ مقناطیس اور لوہے کے درمیان مین اگر کوئی شے حایل ہو
جذب مقناطیسی اور جذب کہربائی باطل ہو جاتا ہے زمین اور اجسام ارضیہ
جتنے فرض کرو اور لاکہون چیزین حایل درمیان زمین اور جسم مفروض کے رکہدو
مگر کشش ارضی کبھی باطل نہوگی اور محاذات کی ضرورت جاذب اور مجذوب
مین نہین ہے۔ اب یہ قوت جاذبہ کیسی لطیف اور نورانی چیز ہے جو ان سب
حایل چیزون کو توڑ کر جسم مفروض تک پہونچ ہی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ تر
عجیب یہ امر ہے کہ جسقدر وزنی شے کا مرکز زمین سے دور ہو کر وزن اسکا
کم ہوتا ہے اُسیقدر قوت جاذبہ ارضی اسکو زیادہ کشش کرتی ہے اور
جسقدر مرکز سے قریب ہوتی جاتی ہے کشش ارضی کم ہوتے ہوتے قریب
مرکز بقول فلاسفر فنا ہو جاتی ہے حالانکہ وزن جسم کا بڑہتا جاتا ہے مثلاً
زمین کے قریب فی سکنڈ ۱۶ فیٹ حرکت اجسام ساقطہ کی ہے اور آفتاب کے
قریب چونکہ وزن بہت ہی کم ہے (۴۵۰۔) فیٹ کسر سے زاید فی سکنڈ حرکت
اجسام ساقطہ حساب کی گئی ہے جو کسیطرح سے عقل مین نہین آسکتی اور فلسفہ
عتیق مین اسکو یقینیات سے لکہہ رہے ہین بہرحال نوامیس قدرت اجسام

کثیفہ کا جب یہ حال ہے پھر نورانی چیزین جنکا عالم ہی اور ہے اُن کے خواص
اور آثار مین بحث لایعنی کرنے سے بجز تضییع اوقات کے اور کیا نتیجہ ہوگا۔

باب چوبیسوان بچے معصوم بے گناہ کو بیماری سے جو ایذا انکو پہونچتی ہے سراسر عدل اور رحمت خدا کے خلاف ہے اس شبہ کا جواب

سوال نیچری کیون جناب معصوم بچے یا نابالغ لڑکے جو سخت امراض کی ایذائین
دم توڑتے ہین حتی کہ تیمار داری کرنے والے بھی انکو دیکھکر تڑپ جاتے ہین
یہ اُن کے کن کن گناہون کا بدلا یا سزا ہے حالانکہ وہ معصوم ہین اور بعض
مولوی صاحبون نے یہ جواب مہمل دیا ہے کہ والدین کی بدکاری کی سزا مین
بچونپر ایذا پہونچتی ہے کیا خوب کرجائے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھون
والا قرآن مجید ہی مین صاف وارد ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ
اُخریٰ کسی کے بار گناہ سے دوسرے پر گرانباری نہین ہوتی ہے
جواب اگرچہ اس سوال کے کرنیوالے اپنے کو بڑی دور پہنچے ہین مگر اس
مہمل سوال سے انکی پوری حالت معلوم ہوگی پھر اگرچہ بظاہر یہ سوال مہمل معلوم ہوتا ہے
مگر یہ قصور بیان سائل کا ہے۔ کہ پورا مطلب ادا نہ ہوسکا پہلے تو مجمل لفظ

معصوم کے معنی سمجھانے کی ضرورت ہی معصوم کے معنی لغت عرب مین ممنوع کے ہین
لاعاصم الیوم من الماء آج پانی سے بچانیوالا کوئی نہین ہے اس عام طوفان
نوح مین واللہ یعصمک من الناس خدا آپکو اے محمد صلعم اظہار ولایت علی بن ابیطالب
مین آدمیونکی ایذادہی اور شر سے بچائیگا یعنی انکو منع کریگا۔ اب دیکھو منع کرنا
کسی شخص کو یا کسی شے کو کسی فعل یا اثر سے اسیوقت چاہیے جب اس شخص مین
یا اس شے مین قابلیت اس فعل کرنیکی ہو عام اس سے کہ وہ فعل یا اثر اختیاری
اوس فاعل کا ہو یا غیر اختیاری ہم نے قرآن شریف سے پہلے نظیر پانی کی دی ہے
جسکا فعل ڈبو دینے کا غیر اختیاری ہے مگر یہ قوت پانی مین ضرور ہے کہ
ہمکو ڈبو سکتا ہے اور دوسری مثال منافقین کو ایذارسانی جناب رسالت
مآب صلعم سے دی ہے یہ اُن کا فعل اختیاری ہے بہرحال منع کرنا کسی شخص کو
یا کسی شے کو اوسی فعل سے ہوتا ہے جسکے کرنے کی قوت اوسمین ہو مثلاً
پانی کو ہم جلا دینے سے یا آگ کو ڈبو دینے سے یا اندھے کو نظر بد ڈالنے سے
یا نامرد کو زنا سے حرام کرنیسے منع نہ کرینگے اسلئے کہ مذکورہ اشیا مین یہ قوتین
موجود نہین یہی حال بچون کا ہے کہ اونمین ابھی قوت گناہ کرنیکی نہین ہے
پھر انکو گناہ سے منع کرنے کا کیا موقع ہے لہذا لغوی معنی سے تو بچہ معصوم

نہ ہوئے اور شرعی معنوں سے بھی بچے معصوم نہین اسلئے کہ اہل شرع معصوم کے
دو معنی کہتے ہین۔ پہلے معنی تو یہی ہین کہ باوجودیکہ وہ مقبول بندہ الٰہی قادر
گناہ کرنے پر تھے مگر خدا کی دی ہوئی عصمت اُنکو گناہ سے مانع ہوتی تھی
اور دوسرے معنی یہ ہین کہ قوت صدور گناہ اوسمین باقی نہین رہتی ہے
گو بنظر سن اور عمر کے زمانہ قدرت گناہ کرنے کا ہو یہ مسئلہ علم کلام کا ہے
پس عموماً بچہ معصوم نہ کہلائین گے نہ براہ لغت نہ براہ شرع بات بکیتا ہے ضرور ہے
اور یہ بحث عام بچون کے معصوم ہونیکی ہے انبیا اور ائمہ سے متعلق نہین ہے
۵ این زمین را آسمانے دیگر است۔ اب جواب سوال کو لکھتا ہون یہ
سوال پچھلے دہریون نے بھی ائمہ علیہم السلام سے کیا ہے مگر ہمارا سائل
حیدر آبادی اپنے قصور بیان سے ادائے مراد مین قاصر ہے جس ملحد اور زندیق
نے صادق آل محمد سے یہ سوال کیا تھا اوسنے بچونکو معصوم نہین کہا تھا وہ
بڑا فلسفی اور ماہر علوم تھا اوسکے الفاظ یہ ہین۔ سوال کس وجہ سے چھوٹا بچہ
مستوجب امراض اور دردہائے شدیدہ کا ہوا جسمین وہ مبتلا ہوتا ہے حالانکہ
نہ متصل اُن امراض کے کوئی گناہ اوس نے کیا ہی اور نہ اُس سے پہلے
گذشتہ زمانہ مین کوئی گناہ اوس سے سرزد ہوا تھا مین کہتا ہون چونکہ یہ دہریہ

اسی کا قایل ہے کہ حدوث امراض کا نیچر یہی ہے کہ جب غذائے فاسد یا
ہوائے فاسد بدن انسان یا حیوان مین اثر کریگی مرض پیدا ہو گا اور بدون
اسکے حدوث امراض خود بخود ہونا خلاف نیچر ہے اس دلیل سے تو اوسکو ثابت
کرنا اس امر کا مطلوب ہی کہ خدا کوئی ذات موجود نہین ہے فقط نیچر ہی نیچر سے
دنیا کے حوادث پیدا ہوتے ہین اور اگر خدا موجود ہے اور بدون پیدا ہونے
سبب عادی یعنی فساد غذا اور ہوا کے امراض پیدا کرتا ہے تو وہ خدا عادل
اور منصف نہین ہے اسلئے کہ بیگناہ بچونکو مریض کرنا اور اون کے درد کی
ایذا دینی یہ سراسر عدل اور انصاف کے خلاف ہے۔ اب امام اور حجت خدا کو
لازم ہے کہ دونو شبہ کا جواب ارشاد فرمائین چنانچہ فرمایا جواب مرض چند
طرح کے ہوتے ہین (۱) مرض امتحان (۲) مرض عقوبت یعنی پاداش گناہونکی
(۳) مرض موت جسپر فنا حیوان مقرر ہوئے ہین مین کہتا ہون تینون
اقسام مرض کے فساد غذا اور فساد ہوا سے نہین پیدا ہوتے مگر پہلی اور دوسری
قسم بالکل خلاف نیچر فرضی ہے اور تیسری قسم جو رفتہ رفتہ کمی حرارت غریزی
اور کمی بدل ما یتحلل سے پیدا ہوتی ہے وہ قانون قدرت (نیچر) کی مطابق ہے
مگر فساد غذا اور فساد ہوا سے اوسکی پیدائش بھی نہین ہے اب جواب شبہہ دوم

نیچریہ کا جو عدل اور انصاف پر خدا کے معترض تہا اسی فقرہ پر ختم ہوگیا اسلئے کہ
انبیا علیہم السلام جو عدل خدا کی تعلیم فرماتے ہین اور امراض کو منحصر فساد غذا اور
فساد ہوا مین نہین جانتے لہذا بچون کے امراض جو فساد غذا اور ہوا سے پیدا ہون
وہ تو ظاہر ہے کہ سوء تدبیر والدین سے ہون گے اسمین خدا پر کیا الزام ہو سکتا ہے
جیسی کرنی ویسی بہرنی ایسے امراض مین تو بچے اور جوان اور بوڑہے سب
برابر ہین جو آگ کہائے گا وہ انگارے ہگیگا اور جو امراض بدون فساد غذا
اور ہوا کے پیدا ہوتے ہین اونکی تین قسمین حضرت نے ارشاد فرمائی ہین
پہلی قسم مرض امتحان بچونکی نسبت ہونی اونکے ماں باپ کے صبر کی نظر سے
ممکن ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ تمہارے مال اور اولاد سے
تمہاری آزمایش ہوتی ہے جسطرح ہمارے حیوانات اور زراعت وغیرہ کی
بربادی سے ہمارا امتحان ہوتا ہے اور اسکو ہم آیندہ بیان بھی کرینگے۔
دوسرے قسم مرض عقوبت یہ بھی والدین کی تخفیف عذاب یا بالکل سبکدوشی
اونکی اگر بچون کے مرض سے ہو خوشا بحال اُس بچہ کے جو صغر سنی مین اپنے
والدین کے کام آئے تیسرے قسم مرض الموت جو ضروری ہے اور اُسکا
وقوع حکیم تعالیٰ مجدہ نے جس قاعدہ سے مقرر فرمایا ہے وہ بھی اپنے انتظام پر

ضرور واقع ہوتی ہے اور بچونکو بھی ایسا مرض ہونا کچہ خلاف عقل نہین ہے اسلئے کہ حرارت غریزی اور بدل ما یتحلل کی قوت دینے مین خدا کو اختیار ہے کسیکو سو برس اور کسیکو سو گھنٹہ اور کسیکو چار ہی منٹ کی دیسکتا ہے کسی کی مجال نہین کہ اس فعل الٰہی پر معترض ہو بلکہ اوسکو یہ بھی اختیار ہے کہ یہ قوت بعد قریب الموت ہونے کے دوبارہ عطا فرمائے الغرض یہ تینون قسم کے امراض بچون کے کچہ خلاف عدل خدا نہین ہین یہ خیال نکرو کہ امام علیہ السلام نے اصل شبہہ کے جواب سے اعراض فرمایا بلکہ پورا جواب اوسکا اسی فقرہ پر ختم ہوگیا اب حضور پہلے شبہہ کا جواب ارشاد فرماتے ہین۔

ترجمہ حدیث اور تجہے بھی گمان ہے یا تیرا قول یہی ہے کہ مرض کی پیدائش غذاؤن سے اور خراب پینے والی چیزون سے ہوتی ہے یا کہ مرض ہوا روتی نا کی طرف سے عارض ہوتا ہے اور تو یہ گمان کرتا ہے کہ جو شخص پوری نگرانی اپنے قواعد حفظ صحت سے کرے گا اور مضر اشیائے خوردنی کی تمیز نافع اشیاء سے کرکے کھاتا پیتا رہیگا ہرگز بیمار نہو گا اور تیرا میلان اپنے قول مین اُس شخص کی طرف ہے جو اسکا قائل ہے کہ مرض اور موت بدون خرابی اشیائے خوردنی و آشامیدنی کے ہو نہین سکتی ارسطاطالیس معلم اطبا اور افلاطون رئیس الحکما

(بقول فلاسفہ) دونو مرگئے اور جالینوس بوڈہا ہوگیا اور اسکی آنکھہ پہوٹی ہوئی یا کہ نگاہ باریک ہوگئی اور موت کو ہٹا نہ سکا جب اپنے وقت پر آپہونچے یہ کاملین اطبا ایسے تھے جنہون نے کوئی دقیقہ اپنی حفظ صحت کا اوٹھا نہین رکہا اور سب تدبیرات غذا اور ریاضت کے ہمیشہ پابند رہے۔ بہت سے مریض ایسے دیکھے ہین کہ طبیب معالج نے باوجود درستی تدبیر (بدانست خود) کے اُنکی مرض کو بڑہا ہی دیا ہے اور بہت سے طبیب عالم جنکو دوا اور مرض کی پوری شناخت بھی تھی اور مہارت اپنے فن مین رکھتے تھے مرگئے اور جاہل علم طب سے زمانہ دراز تک بعد مرنے اُس طبیب کے زندہ رہا۔ نہ اوس طبیب ماہر کو علم طب نے بروقت اجل موعود کچہ نفع دیا اور نہ اس جاہل محض کو (باوجود سوء تدبیر کے) اُس وقت تک کسی قسم کا ضرر پہونچا جب تک زمانہ حیات اسکا باقی تھا مین کہتا ہون یہ خیال نہ کرنا کہ حضرت عموماً علم طب کو لغو فرماتے ہین۔ بلکہ یہان بحث امرض غیر مادی اور غیر مزاجی سے ہے جنکا بیان علم طب ظاہری مین نہین ہوتا ہی چنانچہ تین قسمین اوپر حضرت نے ارشاد بھی فرمائے ہین دو انمین سے مرض امتحان اور مرض عقوبت اونکی بحث تو علم طب مین بالکل نہین ہے اور تیسری قسم مرض الموت اوسمین طبیب کا عاجز ہونا مسلمات فن سے ہے

عوام جہال مورد بحث کو تو خیال نہین کرتے اور امام پر معترض ہوتے ہین کہ
جب علم طب ایسا لغو ہوا پہر طبیب سے علاج کرانیکو شریعت نے کیون جائز
فرمایا ہے ترجمہ حدیث پہر حضرت نے فرمایا اکثر اطبا کا قول ہے کہ علم طب کو
انبیا علیہم السلام نہین جانتے تھے پہر بنا بر اونہین کے قول کے اگر سچ بہی ہو
ہمارے کس کام کا وہ علم ہے جسکو وہ انبیا نجانتے ہون جو حجت ہائے خدا
تمام خلق پر تھی۔ امین خدا زمین پر اور خزینہ علم الہی وارثان حکمت خدا راہ نمایان
خلقت بطرف حکمت الہی کے تھی اور طاعت خدا کی طرف بندگان خدا کو راہ
دکہلاتے تھے پہر مین نے اکثر طبیبونکو دیکھا کہ اپنے مذہب باطل کی پابندی
کر کے طریقہ انبیا سے جدا ہو جاتا ہے یعنی کجروی کرتا ہے اور جو کتب آسمانی انبیا
پر نازل ہوئی ہین اونکی تکذیب کرتا ہے یہی سبب ہے جسنے مجھی انکی طب مصنوعی
کے طلب کرنیسے باز رکھا اور ایسے طبیبونکی تلاش سے بھی مین باز رہا۔
مین کہتا ہون یہی فلاسفہ جو در اصل محض جاہل ہین ہمیشہ سے انکو مخالفت
انبیا کی ہر امر مین رہی ہے اور آج بھی ہے اور اسی وجہ سے انکی علوم ہمیشہ
خراب رہے اور رہین گے دہریہ نے کہا آپ تو اپنی قوم مین بڑے بزرگ
شخص ہین اور اونکی تعلیم آداب وغیرہ آپ ہی سے متعلق ہے پہر کیونکر آپ

علم طب سے نفرت کر سکتے ہین یعنی آپکو تو ان علم کی ضرورت شدید ہے
امام نے فرمایا۔ اس طب مصنوعی سے نفرت کی وجہ قوی یہ ہے کہ مین نے
بڑے ماہر علم طب کو ایسا ہی پایا کہ جب اوس سے کوئی سوال (تشریحی یا
متعلق بہ کلیات فن طب) کیا اوسکو اپنے نفس کے حدود سے خبر(۱) نتھی اور
نہ اپنے بدن کی تالیف(۲) سے آگاہی تھی نہ اعضاے(۳) بدنی کی ترکیب جانتا تھا
نہ اون مجاری(۴) غذا کو پہچانتا تھا جو اوسکے جوارح مین خدا نے پیدا کی ہین نہ
(۵) اوسکو سانس کی برآمد سے اطلاع تھی نہ اوسکو(۶) زبان کی حرکت سے اور
جہان سے کلام پیدا ہوتا ہے اُسکی خبر نہ اوسکو(۷) نور بصر سے اطلاع نہ اوسے(۸)
تندی شہوت سے جو آلہ مردی مین انتشار پیدا ہوتا ہے اوسکی خبر نہ اسکو(۹) مختلف
خواہشین جو آدمی کو ہوتی ہین اوسکی خبر نہ اوسکو(۱۰) آنسو بہنے کی علت سے خبر
نہ اوسکو(۱۱) مجمع سماعت یعنی قوت سامعہ کے مقام سے خبر اور نہ اسکو(۱۲)
اپنی روح کے رہنے کا مقام معلوم نہ اوسکو(۱۳) چھینک کے نکلنے کا مخرج معلوم
نہ اوسکو(۱۴) غم کے ہیجان لانے والے امور سے اطلاع نہ اوسکو(۱۵) اسباب سروری سے
آگہی نہ اوسکو(۱۶) علت اور سبب پر گونگے اور بہرے ہونیکی اطلاع تھی وغیر ذلک
ان طبیبون کے پاس ان امور مذکورہ بالا مین کوئی امر یقینی نہین ہے سوائے

چند اقوال کے جنکو اپنی راے سے اچھا سمجھ رکھا ہے یا چند ناقص علتین جنکو
تجویز عقلی سے جایز سمجھ لیا ہی مین کہتا ہون بیدک اور طب یونانی اور ڈاکٹری
یہ تینوں فن تو اسوقت میرے پیش نظر ہین اور جدید علم فیسولوجی تشریح اعضاے
حیوانی یا انسانی اوسکی بھی کتب حاضر ہین - ایک ذرا سا مسئلہ رگونکا لیجیے
جب تک میکرسکوپ (خوردبین) طیار نہ تھا وہ چھوٹی چھوٹی رگین جو کہ
اب دکھائی گئی ہین کسی طبیب کو اوسپر ہرگز اطلاع نہ تھی اور یہ سولہ مسایل
جو امام نے ارشاد فرمائے ہین کوئی طبیب یا ڈاکٹر آج بھی باوجودیکہ علم تشریح
کی پوری ترقی کا دعوے ہے سوائے استحسانات عقلیہ کے قطعی طور سے
جواب نہین کہہ سکتا ہے اس حدیث کے مقام خاص کی شرح مین ایک رسالہ
جداگانہ لکھنے کی ضرورت ہے یہان تو سوال مندرجہ بالا کا جواب دینا
ہمکو لازم ہے جو اس حدیث مقدس سے برآمد ہوا خلاصہ جواب یہ ہی
کہ امراض کا سبب منحصر فساد غذا اور ہوا مین اگر ہوتا اور یہی اونکا نیچر ہوتا
پھر جو ادویہ خواہ قواعد حفظ صحت تجربات یقینی سے دافع مرض خواہ
دافع خرابی ہوا وغیرہ بگمان اطبا ثابت ہو چکی ہین اور اونکا نیچر بھی یہی ہے
کہ جب پورے طور سے استعمال اونکا ہوگا ضرور اثر کرینگی پہلی دلیل تو

اس قول کے بطلان کی یہی ہے کہ ہزاروں امراض ایسے پیدا ہوتے ہین
کہ ہرگز فساد غذا اور فساد ہوا بروقت اونکے حدوث کے نہین ہوتا ہی بلکہ
جسقدر صفائی آب وہوا کی کرو دیکہو کمپ ہاے فوج انگریزی لال کرتی
رجمن توپخانہ اور وہانکی صفائی اور حدوث امراض وبائی فوج گورہ کے
ہیضہ اور طاعون کو اور دیکہو ڈاٹر ورکس کے (یمبا) کے صاف پانی اور
اوسکی وجہ سے کثرت نوازل اور حدوث ضعف باہ اور ضعف ہاضمہ کو)
اور یہ تو ڈاکٹری اصول سے بھی ثابت ہے کہ زیادہ صاف پانی دست آور
ہوتا ہے یعنی مضعف معدہ ہے پہر جب صفائی آب وہوا وعمدگی تدبیر
غذا کی ہو مرض کا پیدا ہونا خرابی غذا اور ہوا کی طرف کیونکر منسوب ہوسکتا ہے
بعض جاہل اطبا کو ونیز ڈاکٹرونکو دیکہا ہے کہ ہزار طرح سے مریض بیان
کرتا ہے مین نے کسی قسم کی بدپرہیزی نہین کی ہے مگر حکیم صاحب
اور ڈاکٹر صاحب اسی پر اڑے ہوئے ہین کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ بدون
بدپرہیزی کے یہ مرض پیدا ہو (نیچر) قانون قدرت کے خلاف ہرگز
نہو گا ایسے ہی نادان اور جہال کی ہدایت کی غرض ہے خداوند حکیم ان امراض کو
پیدا کرتا ہے جسکی خبر ہمارے حکیم ربانی نے امام برحق اس حدیث مین کر رہے ہین

۵

می گفت کہ اے طبیب نادان ٭ بیکار علاج خود مگردان
آگاہ نئی کہ تپ درون را ٭ نشتر چہ زنی رگ جنون را

دوسرے دلیل اسکے بطلان کی یہ ہے کہ جو امراض مجازاتی یا امتحانی بدون فساد آب وہوا کے اور فساد غذا کے پیدا ہوتے ہین اور طبیب براہ غلط کاری اپنے اصول مجربہ سے اونکو امراض مادی یا مزاجی سمجھکر علاج کرتا ہے بجاے صحت مریض کے ہلاکت اوسکی ڈرہتی ہے۔ اور یہ قاعدہ طب کا الحمیۃ فی الصحۃ کالتخلیط فی المرض یعنی پرہیز کرنا حالت صحت مین ایسا برا ہے کہ جیسے بدپرہیزی کرنی بیماری مین پھر چونکہ وہ مرض فساد غذا اور ہوا سے پیدا نہین ہوتا اور نہ کسی مادہ صفرا اور سودا وغیرہ کی خرابی کیوجہ سے لہذا اصلاح غذا اور تعدیل خلط محض بیجا اور خطا ہوتی ہے اسیوجہ سے دوا اور تدبیر بجائے نفع کے ضرر کا نتیجہ دیتی ہے طبیب (نیچرل) صاحب اپنے اصول کے گھمنڈ مین قوی الاثر دوا بڑھا بڑھا کر مریض کی جان لیتے ہین اور جاہل علم طب جسکو عالم غیر مادی کا عقیدہ ہے اور ارشاد انبیا پر ایمان لایا ہے وہ بذریعہ صدقہ اور دعا بدپرہیزی ہوی

کر کے تندرست ہوجاتا ہے یہی مراد امام علیہ السلام کی ہے تیسری دلیل
ہمارا بھی تجربہ ہے اور طب روحانی سے جو لوگ عمل سلب یا جذب امراض
کرتے ہین اونکو ہمیشہ اسکا تجربہ ہورہا ہے طبیب اور ڈاکٹر وغیرہ کے
انکار سے کیا ہوسکتا ہے حکایت مین ۱۲۹۹ھ مین سورجپور ہمارے ضلع
بارہ بنکی سے تعلق ہے وہان کے راجہ مصروع کے علاج کو طلب جاتا تھا راہ مین
زیدپور قصبہ سادات مین ایک میرے دوست کو جنکا نام تہ لونگا تپ اور لرزہ
چھ مہینے سے آتا تھا اور بڑے تناور اور قوی آدمی تھے مگر طبیبوں نے مسہل
دیتے دیتے بیچارہ کو مار ہی ڈالا تھا مین نے حسب درخواست مریض روئی
دکھلانے کا عمل مسمریزم سے اونکا علاج کرنا تجویز کیا اور مریض کو معلوم تھا کہ وہ میرا
عمل نے خطا ہے مریض کے بھائی حکیم صاحب بڑے امیر اور رئیس اور مغرور
اپنے علم طب پر تھے اونہون نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اگر آج یہ مریض روے
دیکھنے سے اچھا ہو جاے مین ساری کتابین طب کی دہو ڈالون مین نے
کہا اونہین کتابون مین یہ روے کا طریقہ لکھا ہے میری ایجاد سے نہین ہے
معالجات کلیہ نفیسی شرح قانون کو دیکھیے خیر ہم نے جو وقت لرزہ کا تھا
ٹل گیا اور بخار بھی نہ آیا اور مریض بالکل تندرست ہوگیا اب غذا کا وقت

شب آیا میری دعوت مین جسقدر اقسام طعام اور اچار چٹنی دودہ دہی مربّے
گوشت وغیرہ اور مرچ سرخ تھی سب اوسکو کہلوائی اور کچہ بھی ضرر نہوا میرے
دوست مولوی حکیم سید مرتضےٰ محمد صاحب مرحوم جو اُسوقت معالج مریض کے تھے
وہ بھی متحیر اور انگشت بدندان ہوکر رہ گئے اونکو مین نے شروح قانون اور
نفیسی وغیرہ سے اس طریقہ کو سمجہاکر عامل اسی عمل کا کردیا اور اس مین کسی
قسم کی حرمت شرعی بھی نہین ہے۔ اب مین علوم اسرار کے ذریعہ سے بھی تصدیق
ارشاد امام علیہ السلام کے لکہون کہ بعض امراض مادی اور مزاجی نہین ہوتی ہین
نیچرل صاحب کے انکار اور قہقہہ زنی بیہودہ سے کیا ہوتا ہی تشخیص مرض
کے طریقہ جسطرح طب جسمانی مین بیان ہوئے ہین اوسیطرح بلکہ اُس سے
زیادہ طب روحانی مین مذکور ہین اور گو کہ مین پابندی شریعت سے اُن
اعمال کا تارک ہون جنمین مظنہ حرمت شرعیہ براہ احتیاط ہوتا ہے مگر۔
علم شے بہ از جہل شے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طب روحانی بھی ظاہر کردیتی ہے کہ
یہ مرض مزاجی اور مادی نہین ہے۔ اور طریقہ علاج مین وہ حروف جو اخلاط
اربعہ سے مخصوص ہین جیسے حروف ناری اور خاکی اور بادی اور آبی سے بھی
اُن امراض کے علاج مین کچہ نفع نہین ہوتا ہے لہذا اُن امراض کے علاج کے

طریقہ جداگانہ مقرر ہوئے ہین جایز اور ناجایز سے سوقت بحث نہین یہ میرا بیان
اوسی شخص کو درست معلوم ہوگا جو طب روحانی کے اعلیٰ درجہ کے اصول سے
واقف ہو عام پہونک جھاڑ کرنے والے پیرزادہ وہ بھی اسکو سمجھ نہین سکتے پہر
چونکہ جناب امام رضاؑ نے بھی عمران صابی کے مناظرہ مین خواص حروف
ہتجی کا بیان پورا نہ فرمایا اور یہی ارشاد کیا کہ یہ جلسہ عام اس قابل نہین ہے
اور پوری حدیث عمران صابی کی شرح سید کاظم رشتی نے کی ہی جو مجھی مرزا محمد خان صاحب
اخباری مرحوم کے ذریعہ سے ملی تھی اور احتجاج طبرسی مین اُسکو از بس مختصر نقل فرمایا
لہذا مجھی بھی اوسی مصلحت سے زیادہ تفصیل اس مقام کی کرنی جایز نہین ہے
تنبیہ ضروری روئی کے دیکھنے سے لرزہ بخار کا جانا جسطرح نیچرل دہریہ اوسکو
ناممکن کہتے ہین اوسیطرح اس امر عجیب کا انکار ہم سے اکثر ہمارے امثال واقران
اہل علم نے بھی کیا ہے بلکہ حکیم مولوی سید احمد صاحب مرحوم لکھنوی سے بڑا مباحثہ
اسی مسئلہ مین مجھ سے ہو چکا ہے مگر کسی چیز کے اثر کا انکار کرنا خصوصاً جب وہ
ہمارے کسی مذہبی عقاید کے خلاف نہو دراصل قدرت قادر برحق مین شک
اور اشتباہ کرنا (نعوذ باللہ منہ) ابوالعباس بونی کتاب شمس المعارف مین لکھتے ہین
ہین کہ جالینوس نے سنگ مقناطیس کے خواص مین ایک رسالہ لکھا ہے جسمین ایک ہزار

خواص اوسکے درج ہین مین کہتا ہون اسنا بر اسقید اثر سمت شمال تبلانیکا
جولوہا سقناطیسی اثر دیا ہوا تبلاتا ہے جالینوس کو بھی معلوم ہنوا اور ساڑ ہی چار سو
برس گذرے کہ اب کلمبس نے اسکو ظاہر کیا پس آثار اشیا موجودہ سے
انکار کرنا یہ کام کسی محتاط اور ذی علم کا نہین ہے بدون کسی دلیل صحیح کے جب
ہم تعلیق یشب سے اختلاج قلب کا علاج کرتے ہین یا فقط چند قیمتی ادویہ کو تیل مین
ملا کر چراغ روشن کرکے کیسی ہی سخت آتشک ہو اوسکو بعون اللہ دور کردیتے ہین
فقط روشنی مین بیٹھنے سے یا کاجل لگانے سے آنکھہ مین سوزاک جاتا رہتا ہے
اور اوسی کاجل سے لرزہ بھی دور ہوتا ہے۔ خواہ آئینہ چینی کی طرف دیکھنے سے
مرگی دور ہوتی ہے یا چیٹ چٹہ کی لکڑی رانین باندہنے سے وضع حمل آسانی سے
ہوتا ہے یا زرد اشیا کی طرف دیکھنے سے یرقان دفع ہوتا ہے۔ یا سرخ چیزوں
دیکھنے سے آشوب چشم زیادہ ہوتا ہے۔ یا بعض چیزون کے گھر مین رکھنے سے
امراض وبائی سے نجات ملتی ہے پھر اگر روئے کو دیکھنے سے لرزہ جاتا رہے
کونسی جگہ تعجب کی ہے یا شیشہ یا خاص عرق کے دیکھنے سے دردسر یا کوئلہ
کی طرف دیکھنے سے خواہ اور براق شفاف چیزونکو دیکھنے سے اقسام امراض کے
دور ہون توکیون تعجب کیا جائے اور کونسی دلیل عقلی یا نقلی انکی بطلان اثر پر

قایم ہوسکتی ہے اسیطرح خواص احجار معدنیہ جیسے عقیق زرد اور جاید اور فیروزہ

انکی انگوٹھی پہنّی اسکے جو خواص احادیث مقدسہ مین وارد ہین اور نیچری فرقہ اُنپر

قہقہہ زنی کرتا ہے یہ انکار بھی اونکا محض بیجا ہے اور بالکل بے سند ہی۔

باز آمدم بر سر مطلب چونکہ ہمارے معزز سایل بظاہر آپکو مسلمان کہتے ہین اور

اسقدر متبحر اونکو فلسفہ مین نہین ہے جسقدر اُس دہری یہ زندیق کو تھا جسنے امام

جعفر صادقؑ سے یہ سوال کیا تھا لہذا ہمکو اپنے سایل کے حسب لیاقت بھی

جداگانہ جواب دینا ضرور ہے۔ ہان جناب بچونکی بیماری اونکی گناہونکی

سزا نہین ہے بلکہ چارطرحکی ہوتی ہے اوّل تو وہی فساد غذا اور ہوا جسکا علاج

طب جسمانی سے کیا جاتا ہے اور مفید بھی ہوتا ہے اور خطا تدبیر سے طبیب کے

خواہ تیماردار کے مضرت بھی پہونچتی ہے اور ہلاکت بھی ہوتی ہے۔ دوم مرض الموت

اور وہ امر ناگریز ہے۔ ع

جو آیا ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا * جب احمد مرسل نرہے کون رہے گا

کل من علیہا فان۔ اور یہ دو تو قسم کے امراض طبعی اور مطابق نیچر کے ہین

تیسرے مرض مجازات یعنی سزاے اعمال والدین غیر معصومین اور اُسکو

آپ خلاف عدل اور انصاف کہتے ہین یہ آپکی موٹی عقل کا باعث ہے آپکو

یہ سمجھنا لازم ہے کہ جسطرح بچے مستحق عذاب اور عقوبت کے نہین ہین اوسیطرح
مستحق ثواب کے بھی نہین ہین اب بروز جزا و سزا اُنکو استحقاق دخول جنت کا
بھی نہ تھا لہذا خداے عادل نے والدین کی تخفیف عذاب کا ذریعہ اُنکی مرض کو
قرار دیا اور اُن کے استحقاق ثواب کا بھی ذریعہ تحمل شاق مرض کو گردانا یہ دو فایدہ
بچون کے امراض سے ہوئے چنانچہ احادیث مقدسہ مین وارد ہے کہ ہمارے
بچے جو مرض مین ہلاک ہوئے مین دروازہ بہشت پر کھڑے ہونگے اور عرض
کرینگے کہ خدایا ہم اپنے والدین کے بدون تنہا بہشت مین داخل نہ ہونگے
دریائے رحمت غفار جوش مین آئیگا اور فرشتونکو حکم ہوگا کہ ان کے بدکار والدین
کو ہمنے ان بچونکی شفاعت سے بخشدیا صاحب ابواب الجنان کی تحریر اس
مقام پر قابل وجد ہے تیسرا فایدہ وارد دنیا مین یہ ہے کہ اگر والدین کو پورا
ایمان ہے جب اونکو یقین ہوگا کہ ہماری بدکرداری سے ہماری اولاد کو
سزائے مرض ملتی ہے اپنی پیاری اولاد کی محبت بھی اونکو بدکرداری اور گناہ
کرنے سے روکیگی یہ بھی احسان اولاد کا ہمپر جب ہی ہوگا جب اُنکو مرض
مجازات سے مریض ہونا ہم تسلیم کرین چوتھے مرض بلوائی اور امتحان جسپر
والدین معصومین یعنی انبیا اور اوصیا انبیا صلوات اللہ علیہم چونکہ یہ لوگ

گناہ سے معصوم ہین ان کے بچونکو مرض مجازات نہوگا ہان مرض بلوی ہو سکتا ہے
کہ ان کے صبر کا خدا امتحان کرے ؎

ما بلا را بکس عطا نہ کنیم ؛ تا کہ نامش ز دولب انکنیم

اگرچہ گناہان شریعت باطنی جنکی نسبت یہ وارد ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ
سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ - اور جنکو ترک اولی متکلمین اہل اسلام کہہ رہے ہین
اون سئیات کے مجازات کا خیال ہم یہان بھی کر سکتے ہین مگر اوس شریعت کا
سمجہنا ہمارے فہم سے باہر ہے لہٰذا ہم معصومین علیہم السلام کے اطفال کو مرض
بلوی سے خاص کرتے ہین - دفع شبہہ شیخ الرئیس نے قانون جلد سوم
بحث امراض سر مین لکھا ہے بعض اطبا کو ایسا خیال ہے کہ مرگی کے بعض
اقسام جن یعنی آسیب سے پیدا ہوتے ہین اسکے بعد اپنی راے شیخ نے یہ لکھی ہے
کہ اگر جن بھی مرگی پیدا کریگا (بشرط اقرار بوجود جن) تو وہ بھی کوئی مادہ پیدا
کرے گا جس سے مرگی پیدا ہوگی پس طبیب کو لازم ہے کہ مادہ کی اصلاح
یا دفع کی تدبیر کرے عام اس سے کہ وہ مادہ جن نے پیدا کیا ہو یا کسی اور نے
مین کہتا ہون یہ کہنا شیخ کا بھی اسی پر تو پر ہے کہ مرض بدون فساد غذا اور
ہوا وغیرہ کے پیدا نہین ہو سکتا اسی وجہ کہ مین اطبائے یونانی نے کل امراض کلشم

مذکورہ حدیث سے غافل ہو جاتے ہین اور چونکہ یہ کتاب شیخ کی فلسفہ علمی مین ہے
اعتقاد مذہبی سے اسکو کچھ علاقہ نہین ہے لہذا ہمکو نہ چاہئیے کہ فلسفہ کی بحث کو
مذہبی امور مین داخل کرین اگرچہ مجھے شیخ کے مذہب سے جو زیدی مشہور ہے کچھ
بحث نہین مگر اسلامی شرکت سے اتنا ضرور کہتا ہونکہ اسی کتاب قانون مین
جابجا شیخ نے اقرار کیا ہے کہ آثار غیر طبعیہ کا مین منکر نہین ہون اور نہ اُن فلاسفہ
مین ہون جو ایسے ایسے امور کا انکار کرتے ہین پس مراد شیخ کی یہ ہے کہ مرگی کے
علاج مین تشخیص مادّہ کی ضرور کرین اور جب دریافت ہو جائے کہ مرض طبعی ہے
قواعد طب سے اوسکا علاج کرین اور اگر نہ ثابت ہو پہر اوسکا علاج قواعد فن سے
کیونکر ہوگا جواب آیت قرآنی سایل نے آیت قرآنی جو پیش کی کہ ایک کا
بار گناہ دوسرا نہ اوٹھائیگا نہایت صحیح اور درست اور سراسر عدل اور انصاف کا
حکم ہے مگر بچے نابالغ اسمین داخل نہین ہو سکتے اسلئے کہ قابلیت گناہ یعنی
مکلف باحکام شریعت ہونا دونون مین شرط ہے اور لفظ وازرۃ سے بھی
معنی ظاہر ہوتے ہین یعنی کوئی بوجہ اوٹھانے والی عورت دوسرے کا بوجہ
نہ اوٹھائے گی اگر مراد بار گناہ سے ہو صاف مطلب یہی ہوا کہ کسی کا بار گناہ
کسی گناہگار پر نہ ڈالا جائیگا دوسری آیت مین فرمایا ومن اساء فعلیہا اور جس نے

برا کیا اپنے ہی نفس اسکی برائی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بچے جب تک نابالغ ہین
اُن کا رنج اور اونکی راحت عین ماں باپ کا رنج اور راحت ہے اور اکثر احکام
مین تابع والدین کے ہوتے ہین لہذا تا زمانہ بلوغ اُنکی ایذا اور راحت خاص
باپ اور ماں کی ایذا اور راحت خیال کیجاتی ہے۔ ہان بعد بلوغ اور رشد کے
البتہ بجاے خود وہ احکام اَوامر نواہی مین جدا مشغول الذمہ ہین اُسوقت
البتہ ماں باپ کے گناہ سے ان کا مبتلاے مرض عقوبت ہونا نہ چاہئے
اُسوقت اُنپر وازرہ کا اطلاق ہوجائیگا تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر مراد
گناہ سے وہی گناہ مخصوص ہون جو حقوق الٰہی سے متعلق ہین اور آخرت
کی سزا دہی مراد ہو یعنی بروز قیامت کسی کے گناہ سے دوسرا گرفتار عذاب
نہوگا اور اپنی کرنی اور بھرنی کا دن وہی ہوگا اب تو بالکل اس آیت کو کچھ ربط ہی
سایل کے مطلب سے نہ رہیگا اسلیئے کہ مرض عقوبت بچونکو دنیا مین ہوتا ہے
اور آیت شریفہ مین ذکر عذاب اور عقوبت اُخروی کا ہے اب کیا قباحت
اسمین ہے کہ دار دنیا مین خدا ہماری سبکدوشی گناہون سے ہمارے اتباع
خورد سال کو چند گھنٹہ یا چند روز کی ایذاے خفیف مرض سے کرکے عذاب مقیم
آخرت سے ہمکو نجات بخشے ہمارے سایل جناب چونکہ منکر حشر اور نشر ہین اُنکو

کیا خبر ہے کہ جس ہمارے گناہ کی عقوبت مین ہمارا بچہ بیمار ہوتا ہے اور اوسکی بیماری سے پوری ایذا ہمکو پہونچتی ہے وہ بچہ لایعقل اوسکو کیا تمیز ہے پس گویا یہ عقاب ہمارا ہی ہوتا ہے اگر یہ سزا ہمکو اور تھوڑی سی ایذا ہمارے بچہ کو نہ پہونچتی دار آخرت مین ہم کتنے برس اوس گناہ کی عقوبت مین گرفتار رہتے یہ بھی رحمت پروردگار ہے کہ ہم سے ایسا خفیف مواخذہ کرتا ہے۔

باب پچیسوان بیان فلسفہ جدیدہ کے اصول مہملہ کا جن پر ہمارے معزز نیچرل صاحبونکو بڑا فخر ہے

چونکہ اس باب پر جلد اول کا ختم کرنا انشاء اللہ منظور ہے لہذا دلچسپی ناظرین کتاب مذا کی غرض سے چند مسایل فلسفہ جدیدہ کہ جنپر بچے بھی قہقہہ زنی کرینگے لکھون اور پوری بحث تو ایک جداگانہ کتاب مین بشرط حیات انشاء اللہ کرون گا۔ ہماری کتاب کے پڑہنے والے اکثر وہی حضرات ہین جنکو فلسفہ جدیدہ کے چند مسایل پر اسی کتاب کے ملاحظہ سے شاید اطلاع ہوئی ہوگی ورنہ اونکو ضرورت ہی کیا تھی جو ایسے لغو اور مہمل مسایل کو دریافت کرین اور جو لوگ تعلیم جدید پا چکے ہین اونکو ابتدائی تعلیم سے آخر درجہ تک یہی پڑہایا گیا ہے کہ جو کچہ دنیا مین ہے پس یہی فلسفہ ہے پہر وہ لوگ ہماری کتاب کو ایک پورانے فاشن کے آدمی کی کتاب سمجہ کر کاہیکو

دیکھنے لگے تاہم بعض جنٹلمین جیسے مسٹر سید حامد حسین صاحب رئیس داعی پور ضلع فرخ آباد جو محمڈن کالج علی گڈھ کے تعلیم یافتہ ہین اونہون نے طلوع آفتاب از مغرب کا باب (۱۱ صفحہ ۱۳۲) جب پڑھا بڑے زور کا خط میرے نام پر لکھا کہ آپ ہی کی ذات خدا نے ایسے ایسے مقامات اور شبہات کے حل کرنے کے واسطے پیدا کی تھی نہ ایسے عالم پیدا ہونگے اور نہ ایسے شبہات کا جواب ہوگا اسیطرح اور دو چار ایم اے اور بی اے حضرات کے خطوط میری مدح اور ثنا مین آچکے ہین مگر مین اونکو بطور تقریظ کے لکھنا پسند نہین کرتا ؎

حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را۔ اور مین کبھی اپنی تصانیف کو سچی یا جھوٹی تقریظون سے آراستہ کرنا پسند نہین کرتا بقول مرزا دبیر مرحوم ؎

گو جوہر سخن کا ترے جوہری نہین ٭ یوسف کا کیا ضرر ہے اگر مشتری نہین

پہلی یہ بات سمجھنی لازم ہے کہ فلسفہ باطلہ سے غرض ان دہریونکی یہی ہے کہ انکار خالق تعالے کا مسلہ جسطرح سے ممکن ہو ذہن نشین خلایق کے کیا جائے اور جسقدر شبہات پیدا ہوسکین پیدا کر کے انکار وجود معبود برحق کا کر دینا ہی غرض فلسفہ سے ہمیشہ رہی ہے پھر کچھ لوگ فلاسفہ متالّہین یعنی خدا پرست بھی گذرے جیسے افلاطون الٰہی اور سر اسحق نیوٹن۔ مگر توحید کے بعد نبوت کے مسلہ مین

انہون نے بھی ٹھوکرین کھائین اور معاد یعنی دار آخرت کا مسئلہ یہ تو جب تک
آدمی پابند اطاعت انبیا نہو کبھی درست عقیدہ نہوگا خیر یہ ایک تاریخی بات ہے
اور پچھلے فلاسفرون کے رد اقوال سے ہمکو بالکل استغنا ہے کہ فلسفہ جدیدہ اُسکو
خود باطل کر رہا ہے مگر وہی بطلان جسکو جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین
کہ باطل سے باطل کو ہٹاتا ہے ہم اس باب مین فقط اونہین مسایل جدیدہ کے
اغلاط لکھینگے جنکا ذکر اجمالی ابواب کتاب ہذا مین ہو چکا ہے۔

پہلا مسئلہ جذب مرکزی زمین کا۔ اسمین ایجاد فلسفہ جدیدہ یہ ہوئی کہ
زمین کے مرکز مین قوت جذب خاص نہین بلکہ ہر ایک جزو منجملہ اجزائے
کرہ زمین سب مین قوت جاذبہ یکسان ہے اور بحسب عرف اسی جاذبیت کو
ثقل (وزن) کہتے ہین فقرہ (۲۹) عروس بدیعیہ صفحہ ۱۸ کو دیکھو اور یہی جاذبیت یا
ثقل سطح زمین سے اوپر بقدر مربع بعد کے کم ہو جاتی ہے اسکا نتیجہ یہی کہ ہزار
میل زمین سے اوپر چہارم وزن جسم کا رہ جاتا ہے مثلاً اگر سطح زمین پر ۴ سیر
وزن کوئی جسم ہو ۴ ہزار میل اوپر سیر بھر اوسکا وزن رہ جائیگا وزن کا کم ہونا
اور جاذبیت کا کم ہونا دونو سے ایک ہی مطلب ہے اب اس قاعدہ کا تو یہ نتیجہ
ہوا کہ جسقدر کوئی جسم زمین سے اوپر ہوگا اور دور ہوگا اوسیقدر اوسکا وزن کم

ہوگا اور جاذب زمین بھی اُسیر کم ہوگا - اب دیکھو کہ جب ۴ ہزار میل زمین سے
اوپر چار سیر وزنی جسم کا وزن سیر بھر کا رہجاتا ہے پس اگر آفتاب زمین سے
نو کروڑ میل دور ہے تو اُسے چار سیر وزنی جسم کا وزن قریب سوا چار رتی کے
رہے گا حساب کرو اور جانچلو اور کشش ارضی کی یہ صورت ہو کہ قریب زمین کے
وہی جسم پہلے ثانیہ (سکنڈ) ۱۶ فیٹ اوترے گا اور آفتاب کے پاس وہی جسم
جو سوا چار رتی کا ہے پہلے ثانیہ مین (۴۵۰) فیٹ اوتریگا یعنی جسقدر جسم زمین سے
دور ہوگا جاذب مرکزی اوسیقدر بڑھ جائیگا (آہا ہا) اگر آپ یہ کہین کہ ہوائے
سماوی یعنی جو ہوا روکنے والی اجسام ساقطہ کی ہے وہ آفتاب کے قریب
نہین ہے - ہرشل صاحب اسکی تکذیب کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہوا گرد آفتاب
کے مثل ہماری ہوا کے ہے اور ابر غلیظ بھی وہان موجود ہے جیسا صفحہ ۴۹
مین ہمنے نقل کردیا ہے اس سے زیادہ عجیب یہ قول ہے کہ جسقدر اجسام مرکز
زمین سے قریب ہوتے جاتے ہین جاذب مرکزی کم ہوتے ہوتے قریب
مرکز بالکل فنا ہوجاتا ہے دیکھو فقرہ (۴۳) اوسی کتاب کو اگر زمین مین وار
پار سوراخ کردین اور ایک وزنی شے اوسمین گرائین جب تک مرکز کے قریب
وہ شے نہ پہونچیگی جاذبیت ثقل اوسکی گھٹتی جائیگی اور مرکز کے پاس جاکر بالکل

جاذبیت فنا ہو جائیگی مگر بقوت استمرار وہ مرکز سے پار چلا جائیگا اور دوسری جانب
زمین کے جا پہونچیگا مگر مرکز سے جب دوسری طرف بڑھیگا اب جاذبیت مرکزی
پھر پیدا ہوگی اور قوت استمرار کو گھٹاتے گھٹاتے جہانپر قوت استمرار فنا ہوگی
اب پھر جاذبیت مرکز سے پلٹے گا اور اسیطرح ہمیشہ وہ جسم آتا جاتا رہیگا اور
کبھی کسی جگہ نہ ٹہیرے گا - ذرا اس خیالی پلاؤ کو خوب غور سے پڑہ کر ان
فلاسفہ کو داد دیجے کیا عمدہ پلاؤ پکایا ہے - اے سبحان اللہ

اگر زمین کی جاذبیت جسقدر وزن جسم کا کم ہو اور جسقدر زمین سے دور ہو
بڑھتی جاتی ہے پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہر ثانیہ میں گرنے والے اجسام ۱۶ فیٹ سے
زیادہ اوترتے ہیں اسکے تو یہ معنی ہیں کہ کشش ارضی ہر ثانیہ میں زیادہ ہوجاتی
جسقدر زمین سے قرب ہوتا ہے یہ خیالات گھر میں بیٹھے بیٹھے آپ لوگ
گڑھ رہے ہیں نہ تو آفتاب تک رسائی ہوئی نہ آفتاب کی دوری سے جو ہم سے
ہے اوسکی درمیانی چیزین مانع جذب زمین یا معین بر جذب پر آپکو خبر نہ
قریب آفتاب کے جو اشیا ہیں اونکی آپکو خبر نہ زمین میں کبھی وار پار سوراخ کرنا
تو درکنار سو میل کا سوراخ بھی حضور نے دیکھا ہے اور وار پار سوراخ بھی ہوگیا
اور تیر بھی پھینک دیا اور قیامت تک اوسکا چڑہنا اترنا بھی حساب اربعہ

متناسب سے کردیا اسیطرح ہرشل صاحب نے کمر بیٹھے آفتاب کے گرد ہوا
اور بدلی اپنی دوربین سے دیکھلی اور اُس ہوا کی دبازت کی پیمایش پوری
کرلی اور اُسپر یقین کامل بھی فلاسفہ کو ہوگیا - باد ہوائی خیالات
ذرا ہوا کی نسبت جو جو خیالات جدید فلسفہ سے جاری ہوئے ہین اونکو بھی ناظرین
کی دلچسپی کے واسطے اسی باب مین لکھتے ہین پہلے ہوا کا وزن تو ہم نے کسی قدر
صفحہ ۴ مین لکھدیا اب یہ خیال کیجے کہ ہوائے فلکی جسکو ہوائے جاف یعنی خشک ہوا
اور خالص بے آمیزش بخارات وغیرہ کہتے ہین اسکو واسطے قیاس کرنے
وزن سیّالات کے (۱) فرض کیا ہے حالانکہ ہوائے جلد یعنی کرۂ زمین کی
ہوا جسکی بلندی تخمیناً ۴۵ میل محض غلط فرض کی ہے (چنانچہ آیندہ لکھینگا
اوس بلندی کے ۳/۵ تک فقط بعلم یعنی ماسٹر لک چڑہا ہے جسکو صفحہ ۲۳ ہر وس
بدیعیہ مین ۲۰ ہزار قدم لکھہ رہے ہین اور ہمارے حساب سے ۲٫۷ میل برابر ۳/۵
بلندی سطح جہان کی ہوتی ہے بہر چونکہ ایک میل برابر (۵۲۸۰) فیٹ کے ہی
لہذا (۵۲۸۰ × ۲٫۷ = (۱۴۲۵۶٫۰) فیٹ برابر ۲٫۷ میل یعنی برابر ۳/۵ بلندی سطح
جہانکی ہوا کی ہوگی لہذا ۲۰ ہزار فیٹ کی بلندی ۳/۵ بلندی سطح جہانکی ہوا کی
نہوگی اب یا ہماری سمجھہ کی غلطی ہے یا کہ اصل کتاب مین غلطی ہے بہر حال

٣ بلندی ہوا سے زیادہ ابھی تک کوئی آدمی اوپر نہین چڑہا ہے سوائے ہمارے نبی صلعم کے شب معراج مین اب وزن ہوائے آسمانی کو مقیاس وزن دیگر ہواؤن کا بنانا یہ فقط فرضی اور وہمی بات ہے اسی وہمی اور فرضی خیال پر جسکی کوئی سند نہین غازات کا وزن مقرر کرکے نیٹروجن کا وزن ۱۹۷۰ اوکسیجن کا ۱۰۰۱ - اور ہیڈروجن کا وزن ۲۰۰ ٹہیراکر فہرست ٹیبل بھی طیار ہوگئی اور ہوائے محیط کا وزن بہ نسبت پانی کے ۱۳۰۰ قرار دیدیا اب خیال کیجیے کہ جب ہوائے فلکی تک انکی رسائی نہین ہے اوسکو مقیاس بناکر دیگر غازات کا وزن مقرر کرنا کس قاعدہ سے درست ہوگا کمی بیشی وزن کی مجہول الوزن ہوا سے کیونکر معلوم ہوسکتی ہے - قدیم فلاسفہ نے فلزات یعنی دہاتون کے وزن مین سونے کو مقیاس قرار دیا تھا اور اسکو (۱۰۰) فرض کرکے چاندی ۵۴ اور سرب ۵۹ اور پارہ (۷۱) وغیرہ قرار دیا تھا چونکہ سونا سب دہاتون سے زیادہ وزنی اوس زمانہ کے فلزات معلومہ مین تھا لہذا اونکی فہرست فرضی اور وہمی نہ تھی اب اسی جگہ سے جدید فلسفہ کے توہمات یادر ہوا کو خیال کرنا چاہئیے - ہوا کی بلندی فقرہ (۲۲۹) مین لکھا ہے کہ اگر ہوائے محیط کی کثافت اور لطافت یکسان ہوتی

اوسکا علو یعنی بلندی ہمکو آسانی معلوم ہو جاتی مگرچہ اسباب ایسے ہین کہ
ہوا کے اجزا مین اختلاف کثافت کا پیدا کرتے ہین لہذا حقیقی اور ٹھیک ٹھیک
اوسکا علو دریافت نہین ہو سکتا ہے۔ اب کہ قطر ہوا کا صحیح طور سے معلوم
نہ ہوا پہر اوسکی پیمایش جسمی بھی صحیح نہ رہی پھر ہوا کا بوجھہ فی مربع انچہ ۱۵ یا ۱۵ پونڈ کا یہ بھی درست نہ رہا اب فقرہ ۳۶۴ مین لیجیے ایجاد علوی ہوا کے
معلوم کرنے کا طریقہ انعکاس نور سے اسکو بھی تقریبی لکھا ہے یعنی اگرچہ مقتضائے
شکل (۲۵۰) سے چالیس میل کی بلندی برہان ہندسے سے نکلتی ہے مگر
چونکہ اوپر کے طبقات ہوا کا مادہ لطیف زیادہ ہے لہذا توہم اسکا ہوتا ہے شاید
اون طبقات مین انکسار اور انعکاس نور کا نہوتا ہو لہذا بنظر اصلاح ۵ میل کی
بلندی اور بڑہا کر ۴۵ میل بلندی ہوا کی فرض کر لی ہے۔ اب خیال کیجیے کہ
ان اصول اور نوامیس کا مدار فقط فرضی اور وہمی امور پر ہے اور اصلیت
کچھہ بھی نہین ہے اور دعوی یہ ہے کہ نیچر بھی ہے اور الجبر اور ہندسے سے
اونکی شکلین بھی طیار اور سوالات بھی حل ہو رہے ہین اور چہوکر ونکی بہکانے
اور فریب ہی پر کیسی کیسی لغو باتین کہہ رہے ہین۔ ہوا کا وزن کشش
ارضی سے وزن پیدا ہوتا ہے اور جسقدر قریب امر کز کے جسم ہوتا ہے کشش

ارضی کم ہوتی جاتی ہے پس وزن بھی ضرور کم ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہین ہے
ہوا کا وزن اگر زمین مین سوراخ کیا جاے ۳۴ میل کے عمق مین کثافت ہوا برابر
پانی کے ہوگی اور ۴۸ میل کے عمق مین برابر پارہ کے اور ۵۰ میل کے عمق مین
سونے کے برابر کثیف ہوگی - اور باوجودیکہ ہوا کی کثافت بڑہے گی مگر جذب مرکزی
کم ہوتا جائیگا اور سطح زمین سے اوپر کثافت بڑہنے سے وزن ہوا کا بھی بڑہتا ہے
این گل دیگر شگفت - اسیوجہ سے ہمنے اوپر لکہا ہے کہ دراصل ہوا مین وزن
نہین ہے - بلکہ بخارات اور غبار وغیرہ کی جسقدر آمیزش ہوتی ہے اوسی قدر
وزن ہوا مین پیدا ہوتا ہے **آسمانی چیزونکی جدید تحقیق** اگرچہ بقول شاعر

تو کار زمین را نکو ساختے ؛ کہ بر آسمان نیز پرداختے

زمین کے حالات ہی سے ان فلاسفہ کو کیا خبر ہے کہ آسمانین پیوند لگانیکو
طیار ہین - تاہم جدید علوم فلکی جنکی غرض یہی ہے کہ ہماری مقدس کتابون مین
جو کچہہ آسمانی اشیا کا حال بطور وحی اور الہام کے وارد ہے اوسکو غلط ثابت
کرین کیسی کیسی مہمل اور پوچ باتین بناتے ہین جنکا نہ سر ہے اور نہ پیر اور
تعلیم یافتہ ہمارے اوسپر جان دے رہے ہین - دُم دار ستارے حضرت
عیسٰے کے زمانہ سے قریب پانچسو کے دُم دار ستارے دکہائی دئے اونمین سے

ایکسو سے کچھ زیادہ ایسے ہین جنکی تحقیقات گردش کی ہوچکی اور باقی کی ابھی
باقی ہے۔ چونکہ ان ستارونکی چال ایسی ہے کہ دوسرے سیارہ کی گردش
کی راہ قطع کرکے نکلجاتے ہین۔ لہذا علمائے ہیئت کو خوف ہوتا ہے کہ دمدار
سیارہ کسی سیارہ سے لڑنہ جائے۔ جرمنی کے ایک محقق نے پیشین گوئی کی
تھی کہ ۱۸۳۲ء مین ایک دمدار ستارہ نکلیگا۔ اور زمین سے ٹکر کھاکر اسکو
پاش پاش کردیگا۔ ستارہ تو نکلا مگر زمین سے ٹکر نہ لڑا اور جرمنی حساب کی
پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی۔ یہ تو ۶۹ سال کا ذکر ہے ابھی ۲ سال بھی
پورے نہین ہوئے کہ نومبر اور جنوری مین ایک دمدار ستارہ کی خبر اہلین
منجمین نے اڑائی تھی اور طبیعات کے دلایل سے بھی قیامت آنیکا پورا
خوف دلایا تھا اور کچھ بھی نہوا نہ ستارہ نکلا اور نہ قیامت آئی ہم تو جیون کے
تیون خدا کے فضل سے صحیح اور سلامت موجود ہین۔ اور ۱۸۹۶ء کے زلزلہ کی خبر
اور سورج گرہن کی خبر اور اسی سال ۱۹۰۱ء ۱۱ نومبر کے ۱۸۹۹ سورج گرہن کی خبر سب
غلط ہوگئی ہین یہ بھی سب جانی دیجے یہ بڑی دوربین جسکا شہرہ برسون سے پڑ رہا ہے اور
لاکھون روپیہ اسکی طیاری مین خرچ ہوا اور ہمکو پورا یقین دلایا گیا تھا کہ اب دو میل کے
فاصلہ سے چاند نظر آجائیگا اور چاند پر جو آبادی ہے اس سے باتین کرنیکا پورا

بندوبست ہوجائیگا - آج ششماہی سے زیادہ زمانہ گذر گیا اخبار رورہے
ہین کہ ابھی ابر اور غبار چاند کے گرد سے پورا نہین ہٹا ہے اور دوربین کارگر
نہین ہوتی اور کوئی جدید نتیجہ آجتک ہمکو معلوم نہوا - اگر مین جدید اصول
فلسفہ واہیہ سے بحث کرون محض تضییع اوقات کے سوا اور کچہ نہوگا غلاصہ
اس فلسفہ کا اور اُن کے اصول کا یہی ہے کہ جدید آلات جنکی بنا محض تخمینی
اور فرض پر ہے اون کے دنیوی فواید ہوتے رہین دین جائے یا رہے
نور اور حرارت کے مسایل بھی قابل غور ہین - نور بھی ایک مادہ ہے
مثل اُن مواد کے جنمین وزن نہین ہے (۱) کہربائیہ (۲) مقناطیسیہ
(۳) حرارت (۴) نور کا مادی ہونا اور وزن اوسمین نہونا اسمین بھی فلاسفہ کو
اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ یہ چارون چیزین غیر قابل الوزن ہین اور
بعض کا قول ہے کہ قابل وزن ضرور ہین - مگر ہمکو ابھی کوئی آلہ ایسا نہین
ملا ہے کہ اونکا وزن کرسکین - نور کی ماہیت مین بھی پورا اختلاف ہے
مگر ہم اس جگہ فقط نور کا ایک ضروری مسئلہ یہی لکھتے ہین کہ باوجودیکہ
نور ایسی ظاہر چیز ہے جسکے ذریعہ سے اور چیزین ہماری آنکھہ دیتی ہے
اور خود بھی اظہر اشیا ہے پھر بھی اوسکی ماہیت آجتک فلاسفہ کو معلوم نہ ہوئی

سر اسحق نیوٹن اور دیگر علماے طبعیین کا تو یہ قول ہے کہ نور ایک مادہ لطیف سے
مرکب چھوٹے چھوٹے ذرات سے جو اجسام منیرہ یعنی نورانی اجسام سے
ہر طرف منتشر ہوتا ہے اور خطوط مستقیمہ مین بسرعت حرکت کرتا ہے اور جب
یہی مادہ اجسام کو روشن کرکے پلٹتا ہے ایسکے ذریعہ سے اشیا ہمکو آنکھہ سے
نظر آتی ہین اور ہوجینس اور جمہور طبعیین کا ماہیت نور مین یہ مذہب ہے
کہ نور حرکت اجزاے مادہ اثیریہ کا نام ہے یعنی ایک شے عرضی ہے اور
جوہری نہین ہے اور اسی مذہب پر آجکل دلایل کثیرہ قایم ہورہے ہین
اور اسیکو صحیح اور درست مانا جاتا ہے۔ اگر یہ مذہب صحیح فرض کیا جائے
اب ہم یہ پوچھتے ہین کیا سبب ہے کہ اگر کوئی تختہ بلور کا ہاتھہ بہر سے
زیادہ موٹا ہو اور دونو طرف پتلی پتلی سیاہی لگا دیجاے ابتو حرکت
ان اجزائے اثیریہ کے اس تختہ کو توڑ کر وار پار نجائیگی اگر آپ کہئے کہ رنگ نے
حرکت اجزائے اثیریہ کو باطل کردیا مین کہونگا کہ زرد اور سرخ وغیرہ
اور قسم کے رنگ ان سے کیون نور وار پار گذر جاتا ہے اگر تم کہو کہ
سیاہ رنگ نور کو پی لیتا ہے مین کہونگا ذرا نور کے پی لینے کے معنی
آپ اچھی طرح سے بیان کیجے کیا سیاہ رنگ فقط پیاسا ہے اور کسی رنگ

مین پیاس نہین ہے۔ اسکے علاوہ آجکل ایک روغن طیار ہوا ہے۔ اگر اُسکو چند
منٹ دہوپ مین رکہو پہر جب اندہیری رات ہوگی وہ روغن خود بخود روشن
ہو جائے گا اور رات بہر روشن رہیگا۔ اب دیکھو کہ یہ تیل خود جسم روشن
نہین ہے اور تہوڑی دیر دہوپ مین رہنے سے جو اسمین یہ اثر پیدا ہوتا ہے
اوسکا سبب فلاسفہ یہ کہتے ہین کہ نور کی شعاعین پلٹ کر اوسمین سے شکو
نکلتی ہین پس اگر حرکت اجزائے مادہ اثیریہ ہی نور کی اصلیت ہو وہ حرکت
تو جبتک یہ روغن دہوپ مین رہا اُسوقت تک تہی پہر جب دہوپ سے
اُٹھالیا گیا اور آفتاب کے سامنے نہ رہا۔ اب اجزاء اثیریہ کی حرکت
کہان رہی اگر تیل کے اندر وہی حرکت بہری رہی اور نظر سے غایب تہی
پہر اندہیری رات مین ظاہر ہوئی یہ قاعدہ انعکاس کے خلاف ہی اسلئے کہ
انعکاس توانسی وقت ہے۔ جبتک سامنا رہے یعنی پلٹا نور کا تا بہ زمانہ بقاء
آمد نور کے ہوتا ہے۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ حرکت اجزاء اثیریہ کو نور نہین
کہنا چاہئے اور یہ مذہب جو کہ اب فلاسفہ نے اختیار کیا ہے سراسر
لغو ہے۔ اب رہا پہلا مذہب اوسکے بطلان پر ہندسی دلایل فلاسفہ
خود قایم کر رہے ہین۔ خلاصہ یہہ ہے کہ دونون مذہب ماہیت نور کے

سقم سے خالی نہین یہ بھی خیال کیجے کہ نور کو بالاتفاق کہتے ہین کہ شرط [illegible] دیکھنے کی ہے یعنی اندہیرے مین آنکہہ ہرگز کارگر نہین ہو سکتی۔ ہم نے سنہ ۱۸ ۹۰ مین ایک امریکین عورت کا حال لکھدیا ہے کہ شب تار مین آنکہہ بند کرکے باریک حروف پڑہ لیتی ہے۔ اوسکے علاوہ ہمارے ملک اودہ کی قوم بروار جو کہ شاطر چور کہلاتے ہین بلکہ چوری پیشہ کے جتنے لوگ ہین انکو اندہیری رات مین سوئی زمین سے اوٹھا لینی ایسی ہی آسان ہے جیسے ہمکو روز روشن مین آسان نہین ہے۔ ہم نے اُن لوگون سے پوری تحقیق اسکی کرلی ہے وہ کہتے ہین کہ آنکہہ کی قوت نظری خدا نے اوجالے اور اندہیرے مین برابر دی ہے۔ فقط عادت کو دخل ہے۔ چنانچہ اون کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے دن کو اوسکی آنکہون مین پٹی باندہ رکہتے ہین اور رات کو کہول دیتے ہین جب وہ لڑکا شب تار مین سب اشیا کے دیکہنے پر قادر ہو گیا اور اسکی نگاہ اندہیرے مین مثل ہماری نگاہ کے روشنی مین قایم اور کارگر ہو گئی اب تمام عمر اوسکو رات اور دن برابر نظر آتا ہے اور یہ بھی جانے دیجے شپرک جانور کے حال سے کون آگاہ نہین ہے کہ دن کو اُسے نظر نہین آتا ہے۔ اور شب کو کیسا تیز نظر ہوتا ہے۔ آدمی کو بھی

روز کوری کا مرض ہوتا ہے جسکو عربی مین جہر کہتے ہین اور ہم نے خود
ایسے مریض کا علاج کیا ہے بہرحال نور کا شرط ہونا اشیا کے دیکہنے مین
یہ قانون قدرت اگر مانا بھی جائے تو وہی قانون عادی ہوگا خدائے
تعالے کو قدرت ضرور ہے کہ بدون روشنی کے ہماری آنکھہ کو بینا کرسکتا ہے
پہر چونکہ آنکہہ کے دیکہنے کا ذکر استطرادی یہان آگیا لہذا مجہے اسکا بہی
بیان کرنا مناسب ہے کہ محاذات شے مرئی یعنی سامنے ہونا اوسی چیز کا
جسکو ہم دیکہین یہ بہی شرط عادی ہے۔ جوگی اور فقراے صوفیہ اہل اسلام کے
طریقہ فریب دہی مین یہ بہی ایک عمل مجرب ہے کہ پس پشت کی چیز مثل
پیش رو کے برابر دیکہتے ہین اون کا طریقہ جیسا کہ مجہے بتلایا تہا گو مین نے
تجربہ نہین کیا یہ ہے کہ ناک پر ایک نقطہ سیاہی کا لگا کر اوسکو روزانہ اوپر
چڑہاتے چڑہاتے جب پیشانی سے اوپر پہونچگیا اور سر کا اگلا حصہ دیکہنے لگے
اب پس پشت برابر نظر آنے لگتا ہے جسکا جی چاہے تجربہ کرلے اور شاہ
صاحبان تو اسی عمل کی بدولت روشنضمیر کہلاتے ہین کہ آگے اور پیچہے
برابر اونکو نظر آتا ہے نتیجہ اس باب کا یہ ہے کہ ہزارون مسایل طبعیہ
ارضیہ اور فلکیہ پانی اور ہوا۔ آفتاب ماہتاب ثوابت اور سیارات اور کائنات

جو یعنی درمیانی اشیا جو زمین اور آسمان کے آدمی نے اپنے تجربات سے
معلوم کئے ہین اور دلیل عقلی اونکی ضروری اور واجب الوقوع ہونے کی
آجتک کسیکو نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہوگی اور خصوصًا جدید فلسفہ جسکی
بنا محض وہمی اور فرضی باتونپر ہے چنانچہ اوسکے چند نظایر ہم نے لکھہ بھی دئے
جب اونکو بلا دلیل عقلی آپ تسلیم کرلیتے ہین۔ حالانکہ صریح خلاف عقل بھی
وہ امور ہوتے ہین پہر اگر شریعت ہاے انبیا سے ہمین موجودات عالم کی
نسبت کوئی بات ہمکو بسند صحیح معلوم ہو اور ہمکو یہ بھی عقیدہ ہو کہ نبی خدا
کبھی غلط بیان نہ کرے گا۔ اور نہ کوئی پیشین گوئی کسی نبی کی کبھی غلط
ثابت ہوئی ہو تو ایسے سچّے اور راست گفتارونکی بات کو تو ہم اپنی
عقل ناقص کے مخالف ہونے سے غلط کہدین اور جن فلاسفر اور
منجمین اور علماے ہیئت کی سیکڑون باتین غلط اور ہزارون بلا دلیل
عقلی ہون اُنکو آمنا وصدقنا کہکر تسلیم کرین۔ مثال اسکی یہ ہے کہ ہماری
احادیث مقدسہ مین وارد ہے کہ ستارونپر بھی آبادی ذی روح اشیا کی ہے
پہلے فلاسفہ کو چونکہ دوربین (ٹیلیسکوب) نہین ملی تھی اس خبر پر قہقہہ زنی
کرتے تھے اب کہ ہرشل کی دوربین اور گیلیلیو کی دوربین طیّار ہوئی اور

آبادی سیارات شل شمس اور قمر کو آنکھ سے دیکھنے لگے اب اس خبر دہی جدید
پر کون معترض ہو سکتا ہے۔ ہان اب اتنی بات ضرور باقی رہی کہ ہوا جو
مادۂ حیات ذی روح سب کے تجربہ مین ہے اوسکا وجود فقط ۴۵ میل اوپر تک ہے
مگر ہرشل صاحب نے آفتاب تک بھی ہوا کو دکھلا دیا اب اگر کوئی یہ کہے کہ وہ ہوا
اور ہے اور یہ ہوا اور ہے یہ محض بیجا خیال ہے اسلئے کہ دونو ہواؤنکا فرق
آپ لوگونکو کس دلیل سے معلوم ہوا وہی مادہ اثیریہ (ایتھر) جو تمام فضائے
عالم مین بھرا ہوا ہے اوسی سے ہمارے گرد کی ہوا بھی پیدا ہوئی اور اوسی سے
گرد آفتاب کے ہوا پیدا ہوئی اور وہی آکسیجن اور ہیڈروجن اور نیٹروجن یہان
بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہان اور جملہ سیارات پر۔ اب رہا لطافت اور کثافت کا
فرق یہ بھی غیر معلوم ہے۔ یہ لیجے ہرشل صاحب آفتاب کے گرد ابر اور غلیظ ہوا کے
قایل ہین اور تمکو کیا منصب ہے جو انکار کرتے ہو کہ سیارات پر ہوا نہین ہے زمین سے
اوپر ۴۵ میل تک تو آپکی رسائی نہین اور کروڑون میل کی خبر دیتے ہو اور بالفرض
کہ وہ ہوا اور ہے پھر وہ ذی روح جو سیارات پر آباد ہین اونکی حیات اور
زیست کو ہماری ہوا سے کیا تعلق ہے جسطرح اونکی خلقت اور ہے اونکا سرمایہ حیات
خدا نے اور ہوا خواہ کسی اور چیز سے کر دیا ہو۔ آپ جو ہمین کچھ توجیہ کرتے ہین

اور اس مسئلہ کو مین باب معراج مین انشاء اللہ پھر لکھون گا۔ اسیطرح ایک شخص سعد نام جو اپنے کو بڑا منجم سمجھتا تھا خدمت مین صادق آل محمدؐ کے آیا حضور نے اوس سے یہ بھی ایک سوال کیا کہ وہ ستارہ کون ہے جب طلوع کرتا ہے اونٹ مست ہو جاتے ہین سعد نے عرض کی مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا کہ ہان تو سچا ہے بھلا وہ کون ستارہ ہے جب نکلتا ہے گاؤ کو ہیجان پیدا ہوتا ہے منجم نے عرض کی مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا تو سچا ہے بھلا وہ کون ستارہ ہے جسکے طلوع کرنیسے کتے مست ہو جاتے ہین منجم نے عرض کی مجھے معلوم نہین حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے تجھے معلوم نہین ہے مین کہتا ہون کہ یہ ارشاد امام کا ایسے منجم کے سامنے کبھی قابل اشتباہ نہین ہو سکتا ہے۔ اور گو آجتک ہمارا علم ناقص اون ستارون کے وقت طلوع پر نہوا اور نہ ابھی تک ہم اُن کے نام سے واقف ہون مگر عقل سلیم ہماری ضرور حکم کرتی ہے کہ جو جو اخبار ہمارے مقدس انبیا اور اوصیاء انبیا نے دئے ہین روز بروز جسقدر ہمارا علم ترقی پاتا ہے سب کی تصدیق ہو رہی ہے ہزارون پیشین گوئیان اونکی صحیح ہو چکین اور سیکڑون امور اور اشیا کے وجود کی خبر جو حضرات نے دی ہے اُن کا ثبوت کامل ہو چکا لہذا اپنی لاعلمی سے ہم آج یہ کہدین کہ ایسا کوئی ستارہ نہین ہے

بجز نادانی کے اور کچہ اسکا نتیجہ نہو گا - گیاس کا مسئلہ یہے جو آدمی کے بدن سے
نکلتی ہے تہوڑے دنون سے ڈاکٹرونکو اوسکی خبر ہوئی ہے اور ہماری احادیث
مقدسہ مین بخوبی وارد ہے کہ مجلس اور مجمع مین ہر ایک آدمی کسقدر فاصلہ سے
بیٹھے اب ڈاکٹرون نے اپنے قیاسی اور تجربہ ظنی سے وہی فاصلہ تجویز کیا ہے
جسکو ہم جلد دوم مین انشاالله ثابت کرین گے - لہذا آدمی کو لازم ہے کہ
انبیا کے اقوال پر اپنی نادانی سے شبہ نکرے اون کا علم آلات اور اسباب
ظاہری کی وجہ سے نہ تہا اونکی دوربین قدرتی ایسی تہی کہ قریب اور بعید
سبکو مقدار واحد اور صفات واحدہ پر دیکہتی تہی - لاکہہ برس کی گذری ہوئی شئے
اور کروڑ برس کی آیندہ سب اون حضرات کے سامنے بروقت ضرورت خدا
حاضر کردیتا تہا - اسیطرح جو امور خلقت نطفہ انسانی یا خلقت حیوانات اور جو
امور اسی عالم کے ہین اون حضرات کو بلا ذریعہ اسباب خارجی الہام ربانی سے
معلوم ہوتی تہی - اسیطرح نوامیس قدرت اور احکام انتظام عالم یہ سب احکام
الٰہی اون حضرات کو وحی الٰہی سے معلوم ہوتی تہی اور وہ علم اتم علوم اور اکمل
افراد علم ہے اوس علم سے مخالفت کرنی اور اُن احکام کو ظاہری آلات اور
اسباب سے جو علوم حاصل ہوتے ہین اُنپر قیاس کرنا کیسی نادانی کی بات ہے

حکایت سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین بمقام لشکر گوالیار محلہ جہنک گنج مین بذریعہ سیاحت
وطب وارد تہا ایک طالب علم قاضی محلہ جینسی جنکا نام نورالدین تہا اور حنفی المذہب
تہے مجسے کتاب حیدرا پڑہتے تہے اور سامنے میرے مکان کے کالج سرکاری
راج گوالیار کا بہی تہا اوسکے افسر اعلی ایک فرانسیس بڑے ذی علم آدمی تہے
وہ میری حالت کے روزانہ قاضی صاحب سے پرسان رہتے تہے ایک روز
اونہون نے قاضی صاحب سے کہا کہ تم اپنے اوستاد سے ایک سوال کا
جواب لادو تو ہم بہی اونکی ملاقات کو چلین ۔ سوال جسقدر علوم انسانی
معلومات مین آچکے ہندسے سے بڑہکر کسی علم کی دلیل سچی اور قطعی ہے ۔
قاضی صاحب نے مجہ سے اسکو پوچہا جواب مین نے کہا جسقدر علوم
انسانی معلومات مین آچکے علم ہندسہ سے زیادہ تر کسی علم کی دلیل کمزور
نہین ہے اسلئے کہ اصول موضوعہ اقلیدس کے جنپر بنائے اشکال ہے
وہ کسی اور علم مین ثابت کرنے کی محتاج ہین ۔ اور اقلیدس نے اونکو صحیح
فرض کرلیا ہے اب جتنی شکلین ان اصول پر موقوف ہین سب ناتمام رہین
پہر برہان ہندسہ کی کیا قطعی ہونیکی دلیل ہے فرضکرو کہ شکل ۴۷ م ۱ ۔
مربع وتر مثلث قایم الزاویہ برابر مربع ضلعین کے ہے اگر ۱۰ اور ۱۰ اسقدر دونو

ضلع کی ہے دونون کا مربع = ۲۰۰ کے ہے۔ پھر چونکہ مربع وتر = ۲۰۰ کے تھا اوسکی جذر تقریبی ۱۴ ½ ہوگی اب اگر مسئلہ القصال کا صحیح مانا جائے اور تفریس نہو یعنی اجزا جسم کے جدا جدا ہین باہم متصل نہین اور اسیوجہ سے مسامات پیدا ہوتے ہین اُسوقت تو یہ حکم ضرور سچا ہے ورنہ فقط ۱۴ اکی برابر بھی وتر ایسے مثلث کا ہو سکتا ہے اور جزو لا یتجزی کی تقسیم پر یہ دلیل قایم نہوگی اور القصال کا مسئلہ آجتک ثابت نہو سکا پھر اقلیدس کے دلایل کب سچے اور صحیح اور قطعی رہے سب لغو اور مہمل ہو گئے یہ میرا جواب جب قاضی صاحب نے آفیسر کالج پرنسپل صاحب سے بیان کیا اونہون نے کہا کہ بس اب کیا مولوی صاحب سے ملین اسلئے ہمارے نزدیک تو علم ہندسہ کے دلایل قطعی تھے اور مولوی صاحب نے اونکی پوری خرابی ثابت کر دی کہ ہندسہ مین مقدار متصل سے بحث ہوتی ہے اور مقدار متصل کا ثبوت خود علم ہندسہ سے ہرگز نہین ہو سکتا ہے۔ میری غرض اس حکایت کے لکھنے سے یہ ہے کہ اے میرے معزز تعلیم یافتہ یہی حال آپ کے فلسفہ جدیدہ کا ہے کہ محض فرضی اور وہمی بنا پر سارے حسابات یہ لوگ لگا رہے ہین یہ فلسفہ تو فلسفہ قدیمہ سے بھی ہزار درجہ لے سند ہے اس بنا پر الہامی کتابونپر

اعتراض کرنا - آپ ہی انصاف کیجے کسیطرح قابل پذیرائی ہوسکتا ہے خدا
ہدایت کرے آمین۔ دفع توہم ضرور ہر شخص کو توہم ہوگا کہ جسقدر علوم اور
فنون کے دلایل اصول ہندسہ پر مبنی ہین اور جسقدر الات اور کلین دنیا
مین جاری ہوئی اور بے خطا کام دی رہی اور اُن کے فواید یقینی ہمکو
پہونچ رہین اور جر ثقیل اور علم اصطرلاب علم مثلث علم دایرہ علم کرہ متحرکہ اور
کرہ ساکنہ اور علم مخروطا اور اسطوانہ اور ربع مجیّب وغیرہ جب ان سبکی بنا
دلیل ہندسہ پر ہے اتو سب لغو اور مہمل اور مشکوک ہوگئے اب کونسا علم
اور عمل یقینی باقی رہا جسپر پورا بھروسہ کیا جاے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ
عقلاے کاملین نے اسی خیال سے یہ مسئلہ مسلّم مان لیا ہے کہ ظنیۃ
الطریق لا ینافی قطعیّۃ الحکم یعنی دلیل ظنی سے
حکم یقینی کا پیدا ہونا کچہ اسمین منافات نہین ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم
اپنی منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہین اور جس راہ سے وہ منزل ہم نے
طے کی ہے اوسکا منزل مقصود پر پہونچانا یقینی نہین ہوتا ہے اور یہ مسئلہ
ہمارے مذہبی مسایل مین علم اصول فقہ کے بھی بکار آمد ہے دیکھیے بطلیموسی
نظام جو آج بالکل غلط سمجھا تا ہے اُسکے مسایل بھی مجسطی مین اہنین علوم

ہندسہ پر مبنی تھے اور نتایج علم ہیئت سے پوری ثابت ہوتی تھی وہی نتایج اب
اوس نظام کو باطل کر کے دوسرے نظام سے پیدا ہوتے ہین اور جسطرح
بطلیموسی نظام کا غلط ہونا ممکن تہا اب اس نظام کا غلط ہونا بھی ممکن ہے
مگر نتائج برابر صحیح پیدا ہو رہے ہین۔ عام خیال کے لوگ نتایج کے یقینی ہونیسے
دلیل کو بھی یقینی سمجھتے ہین ایسا نہین ہے۔ جر ثقیل مین یہ بھی ایک
مسئلہ مانا گیا ہے کوئی کل کیسی ہی عمدہ اور درست قاعدہ پر بنائی جائے
مگر کچھ نہ کچھ سر خلش اوسمین ضرور ہوتا ہے مثلاً ہم نے ایک دخانی انجن
۵ سو گھوڑون کی طاقت کا بنایا۔ اب بوجوہ اور اسباب ضروری کے
پورے پانسو کی طاقت اوسمین نہ ہوگی کبھی دو چار کی کمی اور کبھی دو چار کی
بیشی ضرور ہوگی۔ ہان فرانس مین ایک گھڑی ایسی بنی تھی جو پورے
سال بھر مین ایک دقیقہ (منٹ) کی غلطی گردش آفتاب کی حرکت سے
کرتی تھی اور لاکھ روپیہ کا انعام اُس کاریگر کو ملا تھا۔ یہ کام اوسی حکیم
مطلق کا ہے جسکی قدرتی مصنوعات ہین مثلاً حرکت آفتاب کروڑون سال مین
ایک ثانیہ (سکنڈ) کی بھی غلطی نہین کرتی یہی فرق ہماری مصنوعات
اور قدرتی صنائع مین ایسا ہے جو ہمکو وجود صانع تعالے پر حق کا ضرور اقرار

کراتا ہے پس اگر علوم جدیدہ کے اصول ظنی اور وہمی سے نتیجہ صحیح نکلتا ہو
اور آلات جدیدہ صحیح طیار ہوتے ہوں اسکی وجہ سے اُن اصول کا یقینی
ہونا ہرگز خیال نہ کرنا چاہئے۔ یہ قدرت کا گورکھ دہندا ہے خدا ہی کو علم ہے
کہ نوامیس قدرت سچے اور یقینی کونسے ہیں جنپر یہ کارخانہ عالم چل رہا ہے
تصویر کا بہمہ وجوہ مطابق ذی صورت کے ہونا گو فوٹو گراف ہی کے سہی
ہرگز یقینی نہیں ہے۔

خاتمہ کتاب

شکر خدا کہ جلد اول اس کتاب کی ختم ہوئی اور جلد دوم کے ابواب موعودہ جلد اول کی
فہرست بھی طیار ہو چکی اور اُسکو بھی انشاء اللہ بہت جلد ہدیہ ناظرین کرونگا حضرات علمائے
اسلام کو معلوم ہے کہ یہ جدید علم کلام محتاج اوسیقدر امداد اور اعانت امرا اور والیان
ملک کا تہا اور ہے جسقدر علم کلام قدیم کو حاجت اسکی تھی اور لاکھوں کا سرمایہ امرا
اور سلاطین اسلامیہ نے فراہم کر کے علمائے اسلام کی امداد کی تھی اور علمائے
متقدمین بھی ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہتے تھے اور بمقابلہ دشمنان
بیرونی خانگی نزاع کو ترک فرما کر ہمہ تن حمایت دین اسلام میں یکدل اور یکزبان
ہو جاتے تھے تب جا کر دہریہ اور ملحدین سے مقابلہ ہوتا تہا۔ انتصار الاسلام نے
وہ زمانہ پایا کہ روسا اور والیان ملک کی امداد اسلام کی بیخ کرنیکو سر احمد خانصاحب بہادر کے جب

ہوئی اور ہوتی ہے اور انتصار الاسلام کی تصنیف کی خبر بھی اونکو ہوئی تا بامداد اسکے

اور علمائے محمدی اول تو اس زمانہ مین معدودے چند ایسے ہون گے جو ان مباحث

کو ضروری سمجھین۔ اور پھر انکی خستہ حالی اور ناسازی نا پرسانی زمانہ سے اسقدر بڑی

ہوئی ہے کہ خدا رحم کرے اُنکو اپنی ضروری حوایج سے اتنی بھی فرصت نہین کہ ایک

نظر سرسری سے اس کتاب کو ملاحظہ کرین۔ مگر چونکہ خداوند عالم دین اسلام کی

تائید ہر وقت اور ہر زمانہ کے موافق کچھ نہ کچھ سامان کر ہی دیتا ہے لہذا حضور

پرنور حامی دین اسلام ناصر شریعت خیر الانام عالی جاہ بلند پایگاہ نواب

سید سید علی خان صاحب رئیس کانپور اور اون کے منجھلے بھائی نواب

سید جعفر علیخان صاحب کو امداد کتاب ہذا پر آمادہ فرمایا ان دونو حضور نے

علمی لیاقت اور مالی امداد سے پورے معین اسلام ہو کر ایسی دریا دلی فرمائی

کہ جلد اول تصنیف ہو کر چھپ بھی گئی اور جلد دوم کی اشاعت کو منجھلے حضور نے

پختہ وعدہ فرمالیا ہے انشاء اللہ تعالے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہوگی۔

لہذا مین دعائے ترقی دارین دونو حضور کو دیکر اس کتاب کو ختم کرتا ہون

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَخِیَارِ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فہرست ابواب و مطالب کتاب انتصار الاسلام

فہرست ابواب و مطالب کتاب انتصار الاسلام

قیمت سے ر — محصولڈاک ۴ ر

اعلان

جلد دوم بھی اسی حجم کی اور اسی قیمت کی طیار ہو گی اگر پیشگی قیمت اہل اسلام روانہ کرین تو بنارس تیلیہ نالہ مدرسہ بخدمت مولوی سید علی جواد صاحب روانہ ہو۔

راقم
سید غلام حسین کنتوری

(کتبہ حافظ معشوق الہی ناتی مالک مطبع خیر المطابع میرٹھ)

